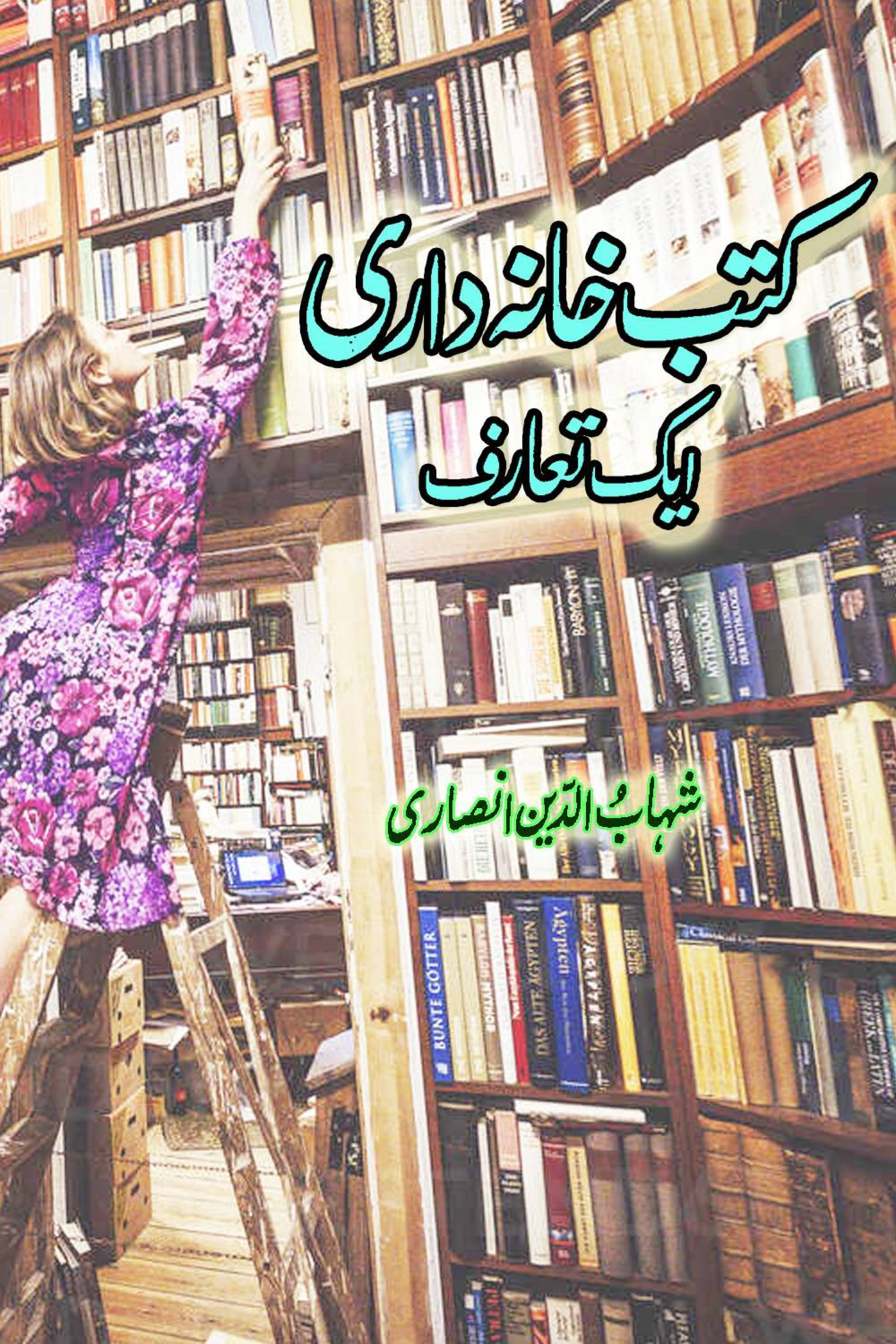

کتب خانہ داری

ایک تعارف

شہاب الدین انصاری

www.taemeernews.com

کتب خانہ داری

ایک تعارف

شہاب الدین انصاری

ترقی اردو بیورو نئی دہلی

www.taemeernews.com

© ترقی اردو بیورو، نئی دہلی

سنہ اشاعت : جنوری تا مارچ 1984 —— شک 1905

پہلا اڈیشن : 1000

قیمت : =/24

سلسلۂ مطبوعات ترقی اردو بیورو 314

Kutab Khana Dari Ek Taaruf

Shahabuddin Ansari

اس کتاب کی طباعت کے لیے حکومتِ ہند نے رعایتی قیمت پر کاغذ فراہم کیا

ناشر : ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو، ویسٹ بلاک 8 آر کے پورم نئی دہلی 110066

طابع : اے۔ جے۔ پرنٹرز۔ نئی دلی۔

www.taemeernews.com

پیش لفظ

کوئی بھی زبان یا معاشرہ اپنے ارتقاء کی کس منزل میں ہے، اس کا اندازہ اس کی کتابوں سے ہوتا ہے۔ کتابیں علم کا سرچشمہ ہیں، اور انسانی تہذیب کی ترقی کا کوئی تصور ان کے بغیر ممکن نہیں۔ کتابیں دراصل وہ صحیفے ہیں جن میں علوم کے مختلف شعبوں کے ارتقاء کی داستان رقم ہے اور آئندہ کے امکانات کی بشارت بھی ہے۔ ترقی پذیر معاشروں اور زبانوں میں کتابوں کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ سماجی ترقی کے عمل میں کتابیں نہایت موثر کردار ادا کرسکتی ہیں۔ اُردو میں اس مقصد کے حصول کے لیے حکومتِ ہند کی جانب سے ترقی اُردو بیورو کا قیام عمل میں آیا جسے ملک کے عالموں، ماہروں اور فن کاروں کا بھرپور تعاون حاصل ہے۔

ترقی اُردو بیورو معاشرہ کی موجودہ ضرورتوں کے پیشِ نظر اب تک اُردو کے کئی ادبی شاہکار، سائنسی علوم کی کتابیں، بچوں کی کتابیں، جغرافیہ، تاریخ، سماجیات، سیاسیات، تجارت، زراعت، لسانیات، قانون، طب اور علوم کے کئی دوسرے شعبوں سے متعلق کتابیں شائع کرچکا ہے اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ بیورو کے اشاعتی پروگرام کے تحت شائع ہونے والی کتابوں کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ مختصر عرصے میں بعض کتابوں کے دوسرے تیسرے ایڈیشن شائع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ بیورو سے شائع ہونے والی کتابوں کی قیمت نسبتاً کم رکھی جاتی ہے تاکہ اُردو والے ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھا سکیں۔

زیرِ نظر کتاب بیورو کے اشاعتی پروگرام کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ امید کہ اُردو حلقوں میں اسے پسند کیا جائے گا۔

ڈاکٹر فہمیدہ بیگم
ڈائریکٹر ترقی اُردو بیورو

www.taemeernews.com

فہرست

عنوانات

حصّہ اوّل

کچھ اس کتاب کے بارے میں 9
تاریخی مطالعہ کی ضرورت 11
کتب خانے ۔ تاریخی مطالعہ 17
عہد عتیق 18
مصر 20
یونان و روم 21
عہد وسطیٰ ۔ ابتدائی دور 34
جاگیریت کا دور، 52
صلیبی جنگیں 53
یونیورسٹیوں کا قیام اور ان کا عروج 54
عہد وسطیٰ ۔ جدید دور 58
روشن خیالی سے بیسویں صدی تک 71
امریکہ ۔ انیسویں صدی کے ابتدائی ایام 80

www.taemeernews.com

امریکہ ۔ انیسویں صدی، لائبریری آف کانگریس 87
مشرقی دنیا میں کتب خانے ۔ 93
ہندوستان ۔ عہد قدیم تا عہد وسطیٰ 101
ہندوستان ۔ انیسویں صدی تا دور جدید 117
راجہ رام موہن رائے فاؤنڈیشن 127
عام کتب خانے ریاستی سطح پر 131
دہلی پبلک لائبریری 136
دور جدید ۔ امریکہ 139
برطانیہ ۔ عام کتب خانے

حصّہ دوم

کتب خانے ۔ اقسام 155
اسکول کتب خانے 156
اسکول کتب خانے امریکہ میں 162
اسکول کتب خانے برطانیہ میں 195 A — 195 C 195 165
اسکول کتب خانے ہندوستان میں 166
تعلیمی اداروں کے کتب خانے 172
کالج کتب خانے 183
یونیورسٹی کتب خانے 193
یونیورسٹی کتب خانے برطانیہ میں 241 A — 241 B 241 199
ہندوستان ۔ یونیورسٹی کتب خانے 205
تحقیقی اداروں کے کتب خانے 223
خاص کتب خانے 232

www.taemeernews.com

ایسلب 241

انڈین ایسوسی ایشن آف اسپشل لائبریریز اینڈ انفارمیشن سنٹرس 243

قومی کتب خانے 247

امریکہ لائبریری آف کانگریس

قومی کتب خانہ برائے طب 250

قومی زرعی کتب خانہ 252

برطانیہ ـــــ برٹش لائبریری 253

ہندوستان ـــ قومی کتب خانہ 258

سنٹرل ریفرنس لائبریری 261

نیشنل سائنس لائبریری 262

قومی طبی کتب خانہ 264

انسڈاک 265

سینڈاک 268

نستات 270

سائنسی اور تکنیکی معلومات ہندوستان میں 274

حصہ سوم

کتب خانہ داری۔ پیشہ ورانہ تنظیم 280

ممالک متحدہ امریکہ 282

برطانیہ 289

ہندوستان 295

علم کتب خانہ داری کی تعلیم و تربیت 303

www.taemeernews.com

ہندستان	310
علم کتب خانہ داری کے ماخذ و مواد	316
کتب خانہ کے کام	324
کتب خانہ اور عمل خودکاری	341
مستقبل کی سمت	364
کل کے لائبریرین	382
سماج میں کتب خانہ کا مقام	384
یونیسکو منشور برائے کتب خانہ	390

www.taemeernews.com

کچھ کتاب کے بارے میں

کتب خانے زمانۂ قدیم سے سماج کے اہم اداروں میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن علم کتب خانہ داری کا ایک مضمون کی حیثیت سے مطالعہ زمانۂ حال کی بات ہے۔ عہدِ وسطیٰ بلکہ اٹھارویں صدی کے آخری سالوں تک علوم کا دائرہ محدود تھا۔ ان میں پیش رفت کی رفتار بھی آہستہ تھی۔ ایسے دور میں افراد کے لیے جملہ علوم پر عبور حاصل کر لینا غیر ممکن بات نہ تھی۔ کتب خانوں کے انتظام کے لیے بھی ایسے افراد منتخب ہوتے تھے جو علوم مروجہ پر پوری دسترس رکھتے ہوں۔ لیکن انتظام مملکت جب مطلق العنانی کے دور سے گذر کر جمہوریت کے دور میں داخل ہوا اور تعلیم خواص کے لیے مخصوص نہ رہ کر عوام کی میراث بنی تو علوم کے دائرہ میں وسعت بھی ہوئی اور وسعت کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ کتب خانوں کے انتظام کا کام اب محض دانش وری کے سہارے نہیں چل سکتا تھا۔ کتابوں کی درجہ بندی اور ان کے اندراج کے لیے اصول و ضوابط مرتب ہوئے ان کی معیار بندی کی گئی اور اب اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ کتب خانوں کے جملہ کاموں کو بحسن و خوبی انجام دینے کی صلاحیت باقاعدہ تعلیم و تربیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

کتب خانہ داری کی باقاعدہ تعلیم انیسویں صدی کے آخری سالوں میں شروع ہوئی۔ ایک عرصہ تک تعلیم و تربیت کا یہ کام پیشہ ورانہ انجمنوں کی ذمہ داری رہا۔ یونیورسٹی میں پڑھائے جانے والے ایک مضمون کی حیثیت سب سے پہلے جرمنی کی گوٹنگن یونیورسٹی میں ملی ہندوستان میں تعلیم و تربیت کا کام سب سے پہلے ۱۹۱۱ میں بڑودہ کی ریاست میں شروع ہوا۔ مدراس یونیورسٹی ملک کی پہلی یونیورسٹی ہے جس نے 1931 میں کتب خانہ داری کو اپنے نصاب میں شامل کیا۔ انگریزی اور یورپ کی دوسری زبانوں میں کتب خانہ داری کے موضوع پر ادب کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ ایک سے زائد انسائیکلوپیڈیا مرتب ہو چکے ہیں اور دوسرے علوم کی طرح کتب خانہ داری پر مرتب مواد کا ایک سالانہ جائزہ ایڈوانسز ان لائبریرین شپ کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اردو زبان میں دستیاب مواد کی تعداد نہ صرف مختصر ہے بلکہ اس کا بڑا حصہ کتب خانوں کے تاریخی جائزہ تک محدود ہے۔

www.taemeernews.com

اس کتاب کو ترتیب دینے کی تحریک ترقی اُردو بیورو کی گیٹس کی انگریزی کتاب کے ترجمہ کی پیش کش تھی۔ جین۔ کے گیٹس نے اپنی کتاب انٹروڈکشن ٹو لائبریرین شپ امریکی یونیورسٹیوں کے نصاب کو سامنے رکھ کر تصنیف کی تھی۔ کتاب دیکھنے کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ اس کا من وعن ترجمہ ملک کے اس علمی حلقے کی ضرورت کو پورا نہیں کرسکے گا جس کے لیے ترقی اردو بیورو نے کتابیں تیار کرانے کی ذمہ داری لی ہے۔ میں نے بورڈ کے سامنے گیٹس کی کتاب کو بنیاد بنا کر ایک پوری کتاب مرتب کرنے کی تجویز رکھی اور مشکور ہوں کہ بیورو نے میری تجویز کو منظور کرلیا۔ مجھے اعتراف ہے کہ کتاب کے بنیادی ڈھانچہ کتب خانوں کے تاریخی پس منظر اور مختلف اقسام کے کتب خانوں کے لیے میں نے بڑی حد تک گیٹس سے استفادہ کیا ہے لیکن میری یہ کوشش بھی رہی ہے کہ معلومات کے دائرہ کو امریکہ تک محدود نہ کرکے برطانیہ اور ہندوستان میں موجود صورت حال کا بھی جائزہ لیا جائے۔ اسی لیے تاریخی پس منظر کے حصہ میں بھی مشرقی دنیا میں کتب خانوں کے عروج پر تفصیلی نظر ڈالی گئی ہے۔

شہاب الدین انصاری

www.taemeernews.com

تاریخی مطالعہ کی ضرورت

کتب خانے آج کے متمدن سماج میں ایک مسلم حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی تاریخ تنظیم اور ان کا دائرہ کار، ان سے استفادہ کے امکانات اور ان امکانات میں وسعت کی گنجائش ۔ ان سب کا مطالعہ نہ صرف علم کتب خانہ داری کے طالب علم کے لیے ضروری ہے بلکہ ایک عام تعلیم یافتہ فرد کے لیے بھی کتب خانہ کے جملہ پہلوؤں کی جانکاری نہایت ضروری ہے بغیر اس علم کے وہ سماج کے اس اہم ادارہ سے کماحقہ مستفید نہیں ہوسکتا۔

کتب خانہ کی تاریخ کا ابتدائی سرا فن تحریر کے مختلف مراحل سے گزرنے کی تاریخ سے وابستہ ہے۔ بنی نوع انسان کی دانش وری کا کارواں ہزاروں سال تک زبانی دہرائی جانے والی روایتوں کے سہارے آگے بڑھتا رہا ہے۔ روایتوں کے یہ سلسلے ہمیں دنیا کی کم و بیش تمام تہذیبوں میں ملتے ہیں۔ قدیم ہندستان میں ویدوں میں محفوظ علوم عرصہ دراز تک گرو سے چیلے تک محض حافظہ کے سہارے منتقل ہوتے رہے ہیں۔ یونان کے کلاسیکی ادب کا بڑا حصہ اپنی تصنیف کے بہت برسوں بعد ہی ضبط تحریر میں آسکا تھا۔ یونانی شہری سوسائٹی میں اعلیٰ مقام کے اسی وقت مستحق قرار پاتے تھے جب وہ ان قصوں کو یاد کر لیتے تاکہ دعوت کے بعد بے تکلف محفلوں میں وہ ان قصوں میں سے موزوں حوالے موقع و محل کی مناسبت سے زبانی سنا سکیں۔ یونانی قصوں اور ڈراموں کو زبانی یاد کر کے سنانے والوں کا ایک مخصوص طبقہ بھی وجود میں آگیا تھا ہندوستان میں انھیں بھاٹ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا یونان میں ان افراد کو ایڈیس Aedes کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اکثر امیر زادے جو ان قصوں اور داستانوں کو خود نہیں یاد کر پاتے اپنے غلاموں کو پوری تصنیف یاد کرا دیتے ایک غلام جس کتاب کو یاد کرتا تھا اس کا نام اسی کتاب پر رکھا جاتا۔ ایک ایسے ہی امیر زادے کا قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن شام کی ضیافت کے بعد جب گفتگو کا دور شروع ہوا تو ہومر کی تصنیف ایلیڈ کے حوالے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ امیر زادے نے داروغہ کو حکم دیا کہ ایلیڈ حاضر کیا جائے۔ بدقسمتی سے ایلیڈ وہاں موجود نہیں تھا۔ داروغہ آگے بڑھا اور ہاتھ باندھ کر نہایت

www.taemeernews.com

سادگی سے بولا "حضور آج ایلیٹ ڈ کے پیٹ میں درد ہے اور وہ حاضر ہونے سے معذور ہے"
علم کے دامن میں تدریج وسعت نے جلد ہی حافظہ کی تہی دامنی کا احساس دلایا۔
اور انسان نے یادداشت کے لیے سہارے ڈھونڈھنے شروع کیے۔ اس سمت میں پہلی کوشش گرہوں کے استعمال کی شکل میں ہوئی چین، ایران، اور میکسکو کے قدیم باشندے بہت سے واقعات اور معاملات کو یاد رکھنے میں گرہ کا سہارا لیتے تھے۔ یاد رکھے جانے والے واقعات اور معاملات کی نوعیت میں اختلاف کے پیش نظر گرہ لگانے کا ڈھنگ، گرہوں کے درمیان فاصلہ، اور گرہ لگانے کے لیے استعمال کیے جانے والے دھاگے میں رنگوں کا اختلاف رکھا جاتا تھا۔ گرہ کے علاوہ موتیوں کی لڑیاں اور مختلف رنگ کے کپڑے بھی ذرائع ابلاغ کے طور پر استعمال کیے گئے۔ یہ تمام طریقے آج بھی کسی نہ کسی شکل میں ترسیل پیغام کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ جہاز راں سمندر میں سفر کے دوران ایک جہاز سے دوسرے جہاز کو اکثر کپڑے کی جھنڈیوں کی مدد سے پیغام بھیجتے ہیں۔
حروف تہجی کی بنیادوں پر قائم تحریر کے فن کے حصول سے پہلے خیالات کی ترسیل کے لیے مختلف اشیا کی شکل کو بھی استعمال کیا گیا۔ اس تصویری خط کی دلچسپ مثال وہ خط ہے جسے روس کے جنوبی علاقہ میں بسی ہوئی اسکاتھی قوم نے اپنی ہمسایہ قوم کے پاس بھیجا تھا۔ یہ خط چند تصویروں پر مبنی ہے جس میں ایک تصویر چوہے کی ایک پرندے کی اور ایک مینڈک کی ہے ساتھ ہی پانچ تیر بھی بنے ہوئے ہیں۔ ماہرین نے خط کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر ایرانی پرندے کی طرح آسمان پر اڑتے، چوہوں کی طرح بل میں چھپنے اور مینڈک کی طرح پانی میں چھپنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں تو بھی وہ ہمارے تیروں کی زد سے نہیں بچ سکتے۔ اس لیے انھیں ہمارے ملک کی جانب نظر بد اٹھانے کی ہمت نہیں کرنی چاہیئے۔ خیالات کی ترسیل کا ذریعہ ڈھونڈھنے کی کوشش بالآخر ایک منضبط نظام تحریر کو جنم دینے میں کامیاب ہو گئی۔ کامیابی کا یہ سہرا سمیری قوم کے سر بندھا۔ آج سے تقریباً تین ہزار سال قبل مسیح سمیریوں نے تصویری خط یا پکٹوگرافی Pictography ایجاد کیا تھا۔ تحریر کا فن اپنے ایام طفلی سے سن بلوغت تک کیونکر پہنچا اس کی تاریخ کو تسلسل کے ساتھ بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ حروف ملک در ملک پھرتے رہے۔ اور اس صحرا نوردی کے درمیان اپنی شکل و ہیئت میں تبدیلی قبول کرتے رہے۔ ان کی ہیئت و شکل میں تبدیلی میں جہاں انسانی کوششوں کو دخل تھا وہاں ان وسیلوں

www.taemeernews.com

کو بھی دخل تھا جن پر تحریر لکھی جاتی تھی پتھر کی سلوں سے مٹی کی تختی، پاپیرس، پارچہ موم کی تختیاں اور آخر میں کاغذ، تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ جملہ اشیاء عبارت لکھے جانے کے لیے استعمال میں رہیں۔ ان کے علاوہ دھات کے پتر، جانوروں کی ہڈیاں درخت کے تنے ان سب کو کاغذ کی طرح استعمال کیا گیا۔ وسیلہ کی نوعیت کے مطابق حروف لوکیلے، گھرے یا بیضاوی شکل کے ہوتے تھے۔

تہذیب کے کارواں کو آگے بڑھانے میں تحریر کی دریافت نے نہایت اہم رول ادا کیا ہے۔ ابراہیم لنکن کے مطابق تحریریں ہم ان تمام لوگوں سے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں جو آج ہمارے درمیان ہیں یا جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں، ہم کلام ہونے کا ایک وسیلہ پاتے ہیں۔ انسانی خیالات کو دوام اور کائناتی شہرت تحریر کے سہارے سے ہی حاصل ہوئی ہے۔

تحریر کی تاریخ کی طرح کتاب کی تاریخ بھی بہت پرانی ہے اور بہت سے ملکوں اور قوموں کی مشترک مساعی کا نتیجہ ہے۔ اپنے وسیع مفہوم میں ہر وہ تحریر جو کسی شکل میں محفوظ رکھی گئی ہے کتاب ہے۔ کتاب مٹی کی تختی، درخت کی چھال بھوج پتر، تاڑ کے پتے یا پاپیرس، کسی بھی شکل میں ہو سکتی ہے۔ خیالات تحریر میں آکر دوام حاصل کرتے ہیں اور تحریر کتابی شکل میں محفوظ کی جاتی ہے۔ اس طرح کتابیں ایک وسیلہ بن جاتی ہیں جن کے ذریعۂ علم کا وہ خزانہ جو انسان نے سخت محنت کے بعد صدیوں میں اکٹھا کیا ہے دوامی حیثیت حاصل کر لیتا ہے۔ ثقافت اور فہم و دانش کی ٹھوس بنیادیں ثبات حاصل کرتی ہیں اور بنی نوع انسانی نے اب تک ترقی کی جو منزلیں طے کی ہیں اس کا دستاویزی ثبوت مہیا کرتا ہے۔ قوموں کا تہذیبی سرمایہ کتابوں کے سہارے سے ہی آئندہ نسلوں کی میراث قرار پاتا ہے۔

فکر انسانی کو تحریر کا جامہ دینے کے ساتھ ہی انسان کو اپنے تحریری سرمایہ کو محفوظ رکھنے کا خیال آیا۔ یہی خیال کتب خانہ کے قیام کا محرک بنا۔ اب تک کی معلومات کے مطابق دنیا کا قدیم ترین کتب خانہ اشور بانی پال کا تھا۔ یہ کتب خانہ تیس ہزار کتابوں پر مشتمل تھا۔ کتابیں مٹی کی تختیوں پر کندہ تحریر کی شکل میں تھیں اور ہر کتاب پر کتب خانے کی مہر تھی۔

www.taemeernews.com

کتب خانے اپنے ابتدائی دور میں ایک سادے ادارے کی شکل میں ہوتے تھے جہاں ضرورت کی کتابیں مناسب ترتیب میں محفوظ رکھی جاتی تھیں ان کے فرائض اور ان کی ذمہ داریاں اتنی سیدھی اور سپاٹ ہوتی تھیں کہ سترھویں صدی کے ایک انگریز پادری ولیم ڈائر نے ان کی تشبیہ کپڑے رکھنے کی الماری سے دی تھی۔ ایک ایسی الماری جس کے اندر سے واقف کار افراد چند کتابیں محض اپنی زیبائش کے لیے نکالتے ہیں۔ چند دوسرے افراد کتابیں اپنے جذبہ جستجو کی تسکین کی خاطر لیتے ہیں اور مزید دوسرے افراد اپنی علمی ضرورت کے پیش نظر لیتے ہیں۔ آج کا کتب خانہ عہد وسطیٰ کے کتب خانوں کے مقابلہ میں ایک بہت پیچیدہ ادارہ ہے جہاں نہ صرف کتابیں ہوتی ہیں بلکہ بڑی تعداد غیر کتابی صورت کے علمی مواد مثلاً مائیکرو فلم، ٹیپ، فوٹو گراف، موسیقی علامات وغیرہ کی ہوتی ہے اور جہاں خدمات کی انجام دہی انسانی ہاتھوں کے ساتھ ساتھ مشینوں کے ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ آج کے کتب خانے تعلیمی اور سائنسی تحقیق کے عمل کا ناگزیر عنصر بن چکے ہیں لیکن سادگی سے پرکاری کی جانب کتب خانوں کے قدم بتدریج بڑھے ہیں۔

علم کی ذخیرہ کاری، علمی مواد کی ترتیب و تنظیم اور زمانے کی دست برد سے ان کا تحفظ نیز موقع و محل کی مناسبت سے ان کی فراہمی، قوموں کی تہذیبی پیش رفت میں ان سب کا بہت اہم مقام ہے۔ قوموں کے تہذیبی ورثے آئندہ نسلوں تک کتب خانوں کے واسطے سے ہی منتقل ہوتے ہیں۔ کتب خانوں کی اہمیت کے اس پس منظر میں جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تہذیبوں کی داستان بیان کرنے والی کتابیں کتب خانے کے بارے میں خاموش ہیں تو ہمیں سخت تعجب ہوتا ہے۔ تاریخ کی اکثر کتابوں میں کتب خانوں کا ذکر ہی نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو ضمناً کسی واقعہ کے ذیل میں آجاتا ہے۔ چنانچہ ہمایوں کے کتب خانے کا ذکر ہمیں اس کے کتب خانے کے زینہ سے پھسل کر فوت ہو جانے کے سلسلے میں ملتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ کتب خانہ کے بتدریج ارتقاء کی ایک مربوط کہانی لکھی جائے۔ سماج کی بدلتی ہوئی تہذیبی قدریں کتب خانہ کے نظام اور ان کے فرائض پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اگر لائبریرین اپنے فرائض کو خوش اسلوبی سے ادا کرنے کے خواہشمند ہیں تو انہیں تاریخ تہذیب کا مطالعہ کرنا ہوگا تاکہ وہ سماج کے ان عوامل کی نشاندہی کر سکیں جو کتب خانے کے دائرہ کار ان کی تنظیم اور ان میں محفوظ مواد پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اپنے فرائض

www.taemeernews.com

کما حقہٗ ادا کرنے کے لیے انھیں اپنے تاریخی شعور کو مسلسل مطالعہ اور مشاہدہ کے ذریعہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ آج کے تیزی سے تغیر پذیر دور میں سماجی زندگی میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ کتب خانے کے پیشہ میں مصروف افراد کو سماجی تصورات اور انسانوں کے باہمی رشتوں میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنے کیلیے بھی کتب خانہ کی تاریخ کا مطالعہ ناگزیر ہے کتب خانے کی تاریخ پر نظر ڈالنے پر جو حقائق بار بار ہمارے سامنے آتے ہیں ان میں درج ذیل خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں :۔

۱۔ کتب خانے ایک مہذب سماج کا لازمی عنصر ہیں۔

۲۔ یہ چند مسلمہ ضرورتوں کی تکمیل کے لیے وجود میں آتے ہیں اور ان کی ہیئت، مقاصد دائرۂ عمل، منصوبے اور ان کی خدمات سب انھیں ضرورتوں کے تابع ہوتے ہیں۔

۳۔ کتب خانے ایک خاص ماحول میں پنپتے ہیں اور اس کی عدم موجودگی میں فنا ہو جاتے ہیں یہ ماحول معاشی تکنیکی، سائنسی، جغرافیائی تہذیبی اور سماجی عوامل سے تشکیل پاتا ہے۔

آئندہ صفحات میں کتب خانہ کی تاریخ کا اور ان تحریکات کا جو کتب خانوں کو پروان چڑھاتی ہیں ایک طرف جائزہ پیش کیا جائے گا۔

www.taemeernews.com

حواشی وحوالے

۱۔ ایم۔ای لِن۔ بلیک اینڈ وہائٹ: دی اسٹوری آف بک ترجمہ بیٹرائس کنسیڈ۔ نیویارک، جونیئر لٹریری گلڈ، ۱۹۳۲

۲۔ حوالہ بالا، ص ۲۰

۳۔ جین۔ کے۔ گیٹس۔ انٹروڈکشن ٹو لائبریرین شپ، نیویارک ۱۹۶۸، ص ۹

۴۔ محمود حسین۔ آف لائبریریز اینڈ لائبریرئیں۔ کراچی، ۱۹۷۴، ص ۱۳

۵۔ گیٹس۔ ص XI

www.taemeernews.com

کتب خانے۔ تاریخی مطالعہ

www.taemeernews.com

عہدِ عتیق

زرخیز دوآبہ ۔ تہذیب کے ابتدائی سرے کے متلاشی دانشوروں کا اپنے موجودہ علم کی بنیاد پر پختہ یقین ہے کہ وسیع پیمانہ پر استعمال ہونے والے نظامِ تحریر کی موجد سمیری قوم ہے اب تک دستیاب دستاویزوں میں قدیم ترین تحریر شدہ دستاویز بھی سمیری زبان میں ہے اور ۱۸۷۷ء سے جب فرانسیسی ماہرین نے لغاش Tell-oh کے مقام پر پہلی کامیاب کھدائی شروع کی تھی اب تک سمیری زبان میں تحریری مواد کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو چکا ہے۔ پروفیسر کریمر KRAMER کے اندازے کے مطابق سمیری زبان میں دستیاب تختیوں میں سے ۹۵ فیصد سے بھی زیادہ معاشی موضوعات سے متعلق ہیں۔ مثلاً حسابات کی فرد، ذاتی املاک اور مذہبی معاملات کے کھاتے اور حسابات، وغیرہ۔ قدیم خطِ تحریر کے ایک دوسرے ماہر سر لیونارڈ وولے SIR LEONARD WOOLLEY کا اصرار ہے کہ تصویری خط میں تحریر شدہ یہ تختیاں مختلف اشیاء کی تصاویر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ یہ کسی خیال کا اظہار نہیں کر سکتیں اور نہ ہی کوئی بیان دے سکتی ہیں۔ صورتِ حال کچھ بھی ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ تصویری خط Pictogram سے ہیروغلیفی Hieroglyph خط تک اور اس سے صوتی علامتوں تک پہنچنے میں درکار تبدیلیوں کی منزلوں کو سمیریوں نے نہایت سرعت سے طے کیا یہاں تک کہ تیسرے ہزار سالہ دور قبل مسیح کے ختم ہونے سے پہلے ہی زبانی روایات کی شکل میں موجود اپنی ادبی تخلیقات میں سے بیشتر کو وہ ضبطِ تحریر میں لا چکے تھے۔ یہ تحریریں مٹی کے بیلن نما مخروطی ہیئت یا تختیوں کی شکل کے ٹکڑوں پر تھیں۔ یہ بعد از ہیئت کے اعتبار سے تصویری نظامِ تحریر آگے چل کر بہت اہم نتائج کا حامل ثابت ہوا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں ترمیم ہوتی رہی یہاں تک کہ اسے ایک مکمل صوتی نظام میں بدل دیا گیا۔ سمیری قوم نے اس کو اپنے سماجی، سیاسی اور فلسفیانہ خیالات کو تحریر کرتے

www.taemeernews.com

کے لیے استعمال کیا تعلیمی اور دوسرے فلاحی کاموں کے حسابات تحریر کیے گئے مناجات دعائیں، رسم و رواج اور مقدس دعائیں قلمبند کی گئیں۔ لوٹکے، ان کے مفہوم و مقاصد اور ان کی ہیئت کو محفوظ کیا گیا۔ غرض ان تمام کاموں کے سلسلے میں یہ نظام تحریر ایک نہایت موثر ذریعہ کی حیثیت سے کام آیا۔ اہل سمیر نے ۲۰۰۰ ق م تک معبد گاہی نجی اور سرکاری حیثیت کے کتب خانے قائم کر لیے تھے اور یہاں وہ اپنے مختلف کاموں کے سلسلے میں تحریر شدہ مواد کو محفوظ رکھنے لگے تھے اور ضرورت پڑنے پر نکال کر انھیں دوبارہ استعمال کر سکتے تھے

ان کے پڑوس میں بسی دوسری اقوام نے ان کے رسم الخط کو تو نہیں لیکن اس کے مرکزی خیال کو ضرور اپنایا نتیجہ میں بہت سے رسم الخط منظر شہود پر ابھرے۔ اپنی ہیئت کے اعتبار سے یہ تمام رسم الخط سمیری رسم الخط سے مختلف تھے لیکن سب سمیر کے بنیادی تصور کے رہین منت ضرور تھے یعنی دوسرے لفظوں میں ان سب میں نشان کسی شئے کے بجائے آواز کی جانب اشارہ کرتا تھا۔ البتہ اہل بابل نے سمیری کلچر کو مع ان کے مذہبی عقاید و رواج اور رسم الخط کے پورے طور پر اپنایا اور اس سلسلے میں انہوں نے کسی زیپش کا اظہار نہیں کیا۔ ہاں ان میں اپنی ضرورت کے مطابق ضروری ترمیم و تنسیخ ضرور کر لی یہاں تک کہ مخروطی انداز پر لکھی جانے والی اہل بابل کی زبان مشرق وسطیٰ کی مسلمہ سفارتی زبان کی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔

بابلی تہذیب کے بارے میں ہماری بیشتر معلومات کا ذریعہ کتب خانہ بورسیپا BORSIPPA کی تختیاں ہیں جو اشوربانی پال کے کتب خانہ میں نقل کر کے محفوظ کر لی گئی تھیں تاریخ کے مطابق علم و ادب کے اس اولین مربی کا کتب خانہ نینوا کے مقام پر تھا یہاں موجود تختیوں کی تعداد کئی ہزار بتائی جاتی ہے ان میں وہ تختیاں بھی شامل ہیں جن کو بابل اور اسیریا کے طول و عرض میں سیاحی کرنے والے نقل نویسوں نے نقل کیا ہے یہ کتب خانہ نہایت اعلیٰ سطح پر منظم تھا۔ مواد کی موضوع کے اعتبار سے شناخت کیلیے تختیوں پر لیبل بھی لگائے گئے تھے اور انھیں نیم دائرہ کی شکل میں ترتیب دیکر موضوع وار رکھا جاتا تھا جو کو لنے کے شروع میں دروازے پر ان کی فہرست یا کیٹلاگ کو کندہ کاری کے ذریعہ نقش کر کے رکھ دیا جاتا تھا۔ اس بات کا بہت امکان ہے کہ کتب خانہ کے دروازے ملک کی جملہ رعایا کے لیے کھلے رہتے ہوں۔

www.taemeernews.com

خیالات کی ترسیل کے ایک وسیلے کی حیثیت سے بابل کا مخروطی ہیئت کا نظام تحریر قدیم تصویری رسمِ خط کے مقابلہ میں ایک انقلابی اہمیت کی پیش رفت تھی۔ اس کے باوجود یہ نظام اتنا پیچیدہ تھا کہ اس پر عبور حاصل کرنے کے لیے اہل بابل و اہل اسیریا سالوں کی مشق کی ضرورت محسوس کرتے تھے اس کے برعکس فونیشی قوم نے جس نظام تحریر کو فروغ دیا وہ حروف تہجی پر مبنی تھا اس نظام میں نشانات کے معنی متعین تھے اور انھیں بآسانی حفظ کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ افراد ایک دو ہفتہ کی مشق میں ہی خواندگی کی اہلیت پیدا کر لیتے تھے۔ "تاریخ انسانی کے دوسرے ہزار سالہ دور قبل مسیح میں شام کے ساحلی علاقوں میں بسی ہوئی فونیشی اقوام نے جس نظام تحریر کو جنم دیا اس کے اثرات نہایت دوررس تھے اس رسم خط نے ان کا اثر ان تمام قوموں پر ڈالا جن سے ان کا سابقہ پڑا۔ ساحلی علاقوں میں سکونت پذیر ہونے کے باعث فونیشی قوم تجارت پیشہ قوم تھی اسی لیے اسے ایک باصلاحیت نظام تحریر کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس کی ایجاد کے بعد اس کے استعمال کے بھی مواقع حاصل ہوئے تھے

مصر قدیم مصری تہذیب بھی سمیری تہذیب کے شانہ بہ شانہ عروج پا رہی تھی سمیر ہی کی طرح یہاں سے دستیاب اولین تحریر شدہ متن تاریخ انسانی کے چوتھے ہزار سالہ دور قبل مسیح کا ہے لیکن اپنی ضرورت اور زبان کی رعایت سے مصری اقوام نے جس رسم خط کو پختہ کیا وہ ہیروغلیفی تھا۔ یہ نام یونانی زبان کے دو الفاظ جن کے معنی "پاک" اور "کندہ نویسی" ہیں سے مشتق ہے۔ مصریوں کے عقیدہ کے مطابق قبر اور مقبروں پر تحریر عبارت سے مدفون بادشاہ کی شان میں مزید اضافہ ہوتا تھا۔ مزید برآں معبدگاہوں کی دیواروں پر عبارت لکھ کر وہ دنیا کی دوسری اقوام کو بھی متاثر کرنا چاہتے تھے۔ اسی لیے تحریر کے وسیلہ سے وہ مقبروں اور معبدگاہوں پر مرعوب کن اور دیرپا تاثر کے حامل کتبے لکھنا چاہتے تھے چونکہ افراد کی بڑی اکثریت ناخواندہ تھی اس لیے تصویری انداز تحریر کو استعمال میں لایا گیا۔ یہ پیچیدہ ہیروغلیفی انداز تحریر جس کی کتابت میں بڑی دقت ہوتی تھی کتابیں لکھنے کے لیے موزوں نہیں تھا چنانچہ روزمرہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک شکستہ خط جسے ہیراطیقی کہتے ہیں وجود میں آیا۔ ایک دوسرے خیال کے مطابق ہیروغلیفی خط کو جب پیپرس پر تحریر کیا گیا تو اس کی صورت مسخ ہو گئی اور ہیراطیقی خط کی اصل یہی مسخ شدہ تحریر ہے۔ کچھ عرصہ بعد یہ خط بدل کر مقبول عام دیموطیقی خط ہو گیا۔

www.taemeernews.com

فن تحریر کو پیپرس کی چھال سے بنے چکنے پارچہ کی ایجاد کی بدولت بڑا فروغ ملا۔ پیپرس کا علم مصریوں کو ۳۰۰۰ ق م سے ہی تھا۔ وہ لوگ پیپرس کے ڈنٹھل میں سے اس کی اندرونی چھال کی باریک جھلیوں کو پٹی کی شکل میں کاٹ لیتے تھے ان پٹیوں کو پہلے زمین پر برابر برابر بچھا دیتے تھے۔ اس کے اوپر پٹیوں کی دوسری تہہ آڑے انداز میں بچھاتے تھے دونوں تہیں آپس میں گوند سے چپکا دی جاتی تھیں انھیں دبا کر پھر کوٹ کر چکنا کر دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد اس پر کسی مسالحہ کا لیپ کا کرتے تھے تاکہ لکھنے پر سیاہی نہ پھیل سکے۔ مصر سے دستیاب کتابیں گول بنڈلوں کی شکل میں ہیں۔ لکھنے کے سامان میں برش اور سیاہی شامل تھے۔ اگرچہ ہیروغلیفی انداز تحریر عمارتوں اور مقبروں پر کندہ کاری اور معبدگاہوں پر نقش بنانے کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے لیکن ہیراطیقی خط کا ابتدائی استعمال مذہبی رسومات کی ادائیگی کے سلسلے میں ہوا۔ یہ وہ دور تھا جب معبدگاہوں کے پروہتوں کے علاوہ معدودے چند افراد ہی خواندہ تھے۔ نقل نویسوں کو معبدگاہوں سے متعلق مدرسوں میں تربیت دی جاتی تھی۔ اس دور کے دفتری کاغذات، مذہبی، فلسفیانہ، تاریخی اور سائنسی موضوعات پر تحریر کے نمونے اب تک دستیاب ہیں۔

مصری کتب خانوں کے بارے میں ہماری معلومات نہایت محدود ہیں۔ معبدگاہوں میں موجود کتب خانوں کا ذکر اور چوتھی شاہی نسل کے بادشاہ خوفو KHUFU کے کتب خانہ نیز اہرام مصر کے معمار خیفرع KHAFRE کے کتب خانہ کا حوالہ ضرور ملتا ہے۔ ایڈفو EDFU کے مقام پر موجود کتب خانہ وہاں کی عبادت گاہ کے اندر ایک مختصر کمرے میں تھا۔ اس کی دیوار پر ان تمام کتابوں کی فہرست ثبت تھی جو پروہتوں کو مطالعہ کے لیے دی گئی تھیں۔ لیکن جہاں تک کسی مصدقہ ثبوت کا تعلق ہے ہمارے پاس صرف ریمیس ثانی Ramases کے کتب خانے کا ہے یہ کتب خانہ ۱۲۵۰ ق م قائم ہوا تھا۔ اس میں بیس ہزار کتابیں تھیں۔ شاہ بادشاہ کو اپنے کتب خانے پر بہت فخر تھا اور لوگ اس کو "مقام تسکین روح" کے نام سے جانتے تھے۔

یونان و روم

تاریخ انسانی کے دوسرے ہزار سالہ دور کے ابتدائی سالوں میں کریٹ Crete کا جزیرہ ایک ترقی یافتہ تہذیب کا مرکز بن گیا۔ یہ تہذیب یونان کے علاقہ میں پہنچنے کے بعد پندرھویں صدی قبل مسیح سے پہلے ہی

www.taemeernews.com

پورے ایجیں Aegean علاقہ میں پھیل گئی۔ کریٹ کے باشندوں نے لکھنے کے فن کو تصویری نظامِ تحریر سے آگے بڑھا کر ایک شکستہ خط کی شکل دی۔ اس خط کو لکیری خط (الف)" کا نام دیا گیا ہے۔ پندرھویں صدی قبل مسیح تک یہ خط بدل کر لکیری خط (ب)" کی شکل اختیار کر گیا۔ بہت سے ماہرین لسانیات کا خیال ہے کہ لکیری خط (ب) یونانی زبان کی ابتدائی شکل ہے اس زبان کو مائی سینی اقوام Mycenaean جو نوسوس KNOSSOS پر ۱۴۶۰ ق م کے قریب قابض ہو چکی تھیں بولتی تھیں۔ آگے چل کر انھوں نے مینوآن MINOAN سلطنت کا تختہ الٹ دیا۔ مائی سینی قوم نے مینوآن کے لکیری خط (ب) کو نہ صرف اپنایا بلکہ اُسے بہتر اور آسان بنایا۔ لیکن ان کی یہ ایجاد دیر پا نہیں ثابت ہو سکی۔ ۱۲۰۰ ق م کے قریب ان کا زور ختم ہو گیا اور اسی کے ساتھ ساتھ ان کا رسم خط بھی نیست و نابود ہو گیا۔ گمان کیا جاتا ہے کہ لکیری خط (ب) کے زوال پذیر ہونے اور یونانیوں کے بائیس حروف پر مبنی فونیقی حروف تہجی کے اپنائے جانے کے درمیان کا دور ناخواندگی کا دور تھا۔ اس لیے یونان میں آٹھویں صدی قبل مسیح (غالباً صدی کے وسط میں) میں حروف تہجی کے اپنائے جانے کو اگر ہم خواندگی کے نئے سرے سے جنم لینے کے مترادف قرار دیں تو کچھ زیادہ غلط نہ ہو گا۔[۱۱]

اپنے ابتدائی دور میں حروف تہجی بطور نقش کے استعمال ہوئے۔ چنانچہ چند نظمیں برتنوں پر نقش کے طور پر کندہ ملی ہیں۔ چھٹی اور ساتویں صدی قبل مسیح کے بارے میں ہماری معلومات کا دائرہ نہایت مختصر ہے۔ لیکن ایتھینیس ATHENAEUS کے مطابق یونان میں چھٹی صدی قبل مسیح میں کتب خانوں کا وجود ضرور تھا۔[۱۲] اس ضمن میں ایتھنز کے ظالم حکمراں پے سسٹریٹس Peisistratus اور ساموس SAMOS کے ظالم سلطان پولی کریٹس Polycrates کے کتب خانے بھی قابل ذکر ہیں۔ پانچویں صدی قبل مسیح میں یوریپڈیز اور دوسرے حکمار کے کتب خانوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔ پیریکلیز کے زیر حکومت یونان کی تہذیب کا یہ سنہری دور تھا۔ تصنیف و تالیف نے اس دور میں ایک عام مشغلہ کی صورت اختیار کر لی تھی۔ کتابوں کی تجارت پنپنے لگی تھی۔ ایک روایت کے مطابق ارسطو (۳۸۴ - ۳۲۲ ق م) پہلا شخص ہے جس نے ماضی کی تہذیب کے بارے میں مواد اکٹھا کیا۔ اسے محفوظ رکھا اور اس سے استفادہ بھی کیا۔ ارسطو کے کتب خانے کی کہانی اسٹربو STRABO نے بیان کی ہے چنانچہ ایک روایت ہے کہ ارسطو نے اُسے تھیوفریسٹس کو بخش دیا تھا۔ تھیوفریسٹس Theophrastus

www.taemeernews.com

Sepsis کی وصیت کے مطابق یہ نیلی اس NELEUS کی ملکیت بنا جو اسے سے پی سس لے گیا۔ اس کی وفات پر اس کی کتابیں اس کے ورثا کی ملکیت قرار پائیں۔ جب پرگیمیم کے آتالیدہ ATTALID خاندان کے حکمراں اپنے کتب خانوں کے لیے مخطوطات کی تلاش میں سرگرداں تھے[10] تو نیلی اس کے ورثا نے ان کتابوں کو خندق تہہ خانوں میں چھپا دیا۔ بہت عرصہ کے بعد ان لوگوں نے کتابوں کو تیونس کے باسی اپیلی کان APPELICON کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ فتح ایتھنز کے بعد اس تمام ذخیرہ کو سلا نے ضبط کر لیا[11]

یونان قدیم کے اہم ترین ہلینیشی کتب خانے یونانی تہذیب کے دورِ عروج میں قائم ہوئے تھے۔ یہ وہ دور تھا جب یونانی علم و ثقافت سکندر اعظم اور اس کے جانشینوں کی فتوحات کے دائرے کے ساتھ ساتھ وسعت پا رہی تھی۔ یہ شخصی حکمرانوں کے فروغ کا دور تھا یونان کے نئے شہر وجود میں آ رہے تھے۔ یونانی تہذیب کے اس دور کے کتب خانوں کی اکثریت مصر کے نئے شہر اسکندریہ اور ایشیائے کوچک کے شہر پرگیمیم کے مقام پر تھی۔

سکندر اعظم نے اسکندریہ شہر ۳۳۲ ق م میں اپنے نام پر بسایا تھا۔ اس شہر کے مقسوم میں نہ صرف دنیا کا سب سے شاندار شہر ہونا لکھا تھا بلکہ اسے ہلینیشی تہذیب کا علمی اور ادبی مرکز بھی بننا تھا۔ شہر کے شاہی آبادی کے علاقے میں بطلیموس اول (۳۰۵-۲۸۳ ق م) نے ایک میوزیم کی بنا ڈالی۔ شاہی سرپرستی میں قائم یہ علما کی ایک اکیڈمی تھی، جسے میوزیز Muses دیوتا کی بھینٹ کیا گیا تھا۔ اس اکیڈمی کا ایک اہم حصہ کتب خانہ تھا۔ جسے میوزیان Museion یا بروشیان Bruchein کہتے تھے۔ اس کتب خانہ کے مقاصد میں ایک اہم مقصد دنیا بھر سے یونانی ادب اور دنیا کی تمام زبانوں میں قلمی کتابیں اکٹھا کرنا تھا۔ کتب خانہ تصنیف و تالیف کے لیے اور نقول کتب کی تیاری کے لیے جملہ سہولیات فراہم کرتا تھا۔

قلمی نسخوں کے جمع کرنے کا کام فیلیرم Phalerum کے باشندے ڈیمیٹرس Demetrius کو سونپا گیا۔ اس نے میوزیم اور کتب خانے دونوں کے قائم کرنے میں نہایت نمایاں رول ادا کیا۔ قلمی کتابوں کو اکٹھا کرنے میں طریقہ کار کے جائز یا ناجائز ہونے کے متعلق پرواہ نہیں کی گئی۔ یہاں تک کہ ضرورت پیش آنے پر طاقت کے استعمال سے

www.taemeernews.com

سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔ ساتھ ساتھ کتابیں خریدنے کا سلسلہ بھی چلتا رہا۔ دے میٹریس کے اہتمام میں کتب خانہ میں قلمی کتب کی تعداد دو لاکھ تک جا پہنچی۔ بطلیموسی خاندان کے حکمرانوں کے دور میں اس کتب خانہ کی عمارت میں توسیع اور ذخیرہ میں اضافہ کا کام ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ پہلی صدی قبل مسیح کے وسط تک ذخیرہ کتب ۷ لاکھ کی تعداد کو پہنچ گیا۔ اسکندریہ کے ایک دوسرے حصے میں بطلیموس سوم نے سیراپس Serapis کے مندر میں ایک کتب خانہ قائم کیا جس کا نام سیرا پیم تھا۔ اس کتب خانہ میں ۴۲۸۰۰ قلمی نسخے جمع ہو گئے اور انکی تعداد بڑھتی ہی رہی یہاں تک کہ یہ ۱ لاکھ تک پہنچ گئی۔

دونوں کتب خانوں میں مخطوطات کی درجہ بندی مضامین کے اعتبار سے کی گئی تھی ان کتب خانوں میں متن کی تدوین و ترتیب اور ان پر حاشیہ نویسی اور یونانی ادب کے موضوع پر کتابیات کی تیاری جیسے دو اہم کام بھی انجام دیئے گئے۔ ان کتب خانوں کے مہتمم خود بھی اعلیٰ علمی صلاحیتوں کے مالک ہوتے تھے۔ ادبی ذوق اور تنقیدی صلاحیتوں کے علاوہ انھیں صرف و نحو پر بھی عبور ہوتا تھا۔ چنانچہ زینو ڈوٹس Zenodotus نے جو مہتمم کتب خانہ تھا ایلید اور اوڈیسی کو چوبیس حصوں میں تقسیم کیا۔ اس نے ہومر کی جملہ تصانیف کی تدوین بھی کی۔ بازنطینی باشندہ ارسٹوفینس Aristophanes تلفظ اور اعراب کی درستی کے لیے اپنی صلاحیت کی بدولت شہرت رکھتا ہے اس نے پنڈار Pindar کی جملہ تصانیف کا یکجا اڈیشن مرتب کیا۔ یونانی ادب کی کتابیات مرتب کرنے کا کام یونانی شاعر کیلی میکس کے سپرد ہوا۔ جو کتابیات اس نے تیار کی اس میں ہر مصنف کی مختصر سوانح، اس کے ڈرامہ کو اسٹیج کرنے کی تاریخ، اس کی ہر تصنیف میں فی صفحہ سطروں کی تعداد وغیرہ تمام تفصیل درج تھی۔ اس کی تصنیف کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ۱۲۰ جلدوں پر محیط تھی اور اس کا نام "ادب کی جملہ اصناف میں معروف افراد اور ان کی تصانیف کی فہرست" تھا۔ اس کتابیات میں کتابیں مضمون وار اور اصناف سخن کے مطابق درج تھیں شاید ادب کو بطور پیشہ اپنانے کی پہلی مثال اسکندریہ کے ادیب تھے۔ انہوں نے یونانی تہذیب کے سنہری دور میں ادب کو ناقدانہ نگاہوں سے پرکھا ان کی مضامین کے اعتبار سے درجہ بندی کی اور ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اسے آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کر دیا[۱۲]۔

www.taemeernews.com

اسکندریہ کے کتب خانہ کی تباہی کے بارے میں مورخ مختلف الرائے ہیں۔ بابت سے اس کی تباہی کا ذمہ دار جولیس سیزر کی جنگی مہمات کو بتاتے ہیں۔ سراپیئم کی بربادی کے بعد کو لوگ تخیو، دوسی الیس اعظم [illegible] The Great کے دور کے واقعات سے جوڑتے ہیں۔ تخیو، دوسی الیس نے غیر اہل کتاب اقوام کے خلاف جو احکامات جاری کیے تھے اس پر عملدرآمد کے نتیجے میں بہت سی معبدگاہیں تباہ کردی گئی تھیں۔

اسکندریہ کی طرح پرگیمم ایشیائے کوچک کے شمال مغربی علاقے میں ملی اور ادبی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ دوسری صدی قبل مسیح میں یومینس ثانی Eumenes II نے یہاں ایک کتب خانہ قائم کیا۔ شاہان بطلیموس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس نے بھی قلمی نسخوں کی تلاش میں پوری دنیا کو چھان مارا۔ اس نے مختلف طریقے استعمال کرکے پورے شہر کو اپنے مخطوطات سے دست بردار ہونے پر مجبور کردیا۔ اگر اصل کتاب کا ملنا ناممکن ہوا تو اس کی نقل تیار کرائی گئی۔ اس کام کے لیے مصر سے بڑی مقدار میں پیپرس منگوا کر ملک میں پیپرس کی کمی کو دور کیا گیا۔ مصری سلطان بطلیموس ہفتم کو اس کتب خانے کی دن دونی رات چوگنی ترقی دیکھ کر حسد کا جذبہ پیدا ہوا اور اس نے پرگیمم کے لیے پیپرس کی برآمد پر پابندی لگادی۔ پرگیمم کے لوگوں نے بحالت مجبوری پیپرس کا بدل تلاش کیا جسے انھوں نے پارچہ [illegible] کا نام دیا[17]۔ اب قلمی نسخوں کی نقل تیار کرنے کا کام بہت آسان ہوگیا۔ پرگیمم کے کتب خانے میں ذخیرہ کی تعداد بیس لاکھ تک پہنچ گئی۔ کریٹس جو ہومر پر اپنی تنقیدی کے لیے مشہور ہے اس کتب خانے کا مہتمم مقرر ہوا۔ بہت ممکن ہے اس نے کتب خانے میں موجود قلمی نسخوں کی کوئی مضمون وار فہرست مرتب کی ہو[18]۔ ایک اندازے کے مطابق یہ کتب خانہ تقریباً سو برس تک نہایت کامیابی کے ساتھ سرگرم عمل رہا۔ انتونی نے غالباً اسے قلوپطرہ کو بخش دیا[19] اور قلوپطرہ اسے اپنے ساتھ مصر لے گئی جہاں اس ذخیرہ کو سراپیئم میں ضم کردیا گیا۔ اسکندریہ ایک بار پھر کتب خانوں کے نقطۂ نظر سے اہمیت حاصل کرگیا۔

اسکندریہ اور پرگیمم کے کتب خانوں کی بدولت یونان میں علمی سرگرمیاں سکندر اعظم کے سیکڑوں برس بعد تک جاری رہیں یہاں تک کہ کتابیں پورے یونان میں عام طور پر دستیاب ہونے لگیں۔ پڑھنے کا رواج خواص سے بڑھ کر عوام تک پہنچا۔ رفتہ رفتہ علم و ادب کی تخلیق

www.taemeernews.com

کا دائرہ پھیل کر پورے یونان کا مزاج بن گیا۔

روم

یونان کا شہر تارنتم Tarentum پر روم کا تسلط ۲۷۲ ق م میں ہوا۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ یونانی ثقافت اور علمی زندگی رومیوں پر اثر انداز ہونی شروع ہوئی۔ جنگ میں قید ہونے والوں میں مشہور ڈرامہ نویس لیوی ایس اینڈرونیکس Livius Andronicus بھی تھا جس کو مدرسی کا کام سونپا گیا۔ تصنیفی ضرورت کے پیش نظر اس نے ہومر کی تصانیف کو لاطینی زبان میں منتقل کیا۔ لاطینی زبان میں ڈرامے لکھے جن کی اساس یونانی زبان کے ڈرامے تھے۔ کریٹس Crates نے بھی رومیوں کو یونانی ادب سے روشناس کرانے میں نمایاں رول ادا کیا۔ یونان پر اپنا تسلط جمانے سے بہت پہلے سے رومی اپنے بچوں کی علمی اور ادبی تربیت کی خاطر انھیں ایتھنز بھیجنے لگے تھے۔ انہوں نے نہ صرف یونانی سائنس ادب اور فلسفہ کا مطالعہ شروع کر دیا تھا بلکہ یونانی زبان بھی اختیار کر لی تھی۔

یونانی علاقوں سے جنگی مہمات سے واپسی پر رومی فوجی افسران مال غنیمت کے طور پر پورے پورے کتب خانے اپنے ساتھ لائے۔ روم میں ذاتی کتب خانوں کا رواج بڑھا یہاں تک کہ یہ رومی تہذیب کا ایک اہم جزو بن گیا۔ چنانچہ ۸۶ ق م میں جب سلا Sulla نے ایتھنز پر قبضہ کیا تو اسے ارسطو کا کتب خانہ بھی ہاتھ لگا[25]۔ لوکوس Lucullus اس سے ۲۲ سال قبل یونان سے کتابوں کا ذخیرہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور اس کی بنیاد پر اپنی ذاتی لائبریری قائم کی تھی۔ پلوٹارک کے مطابق اس کتب خانے سے جملہ یونانیوں کو استفادہ کی اجازت عام تھی[26]۔

سیسرو Kicero کے ہر محل میں ایک کتب خانہ کے موجود ہونے کا ذکر ملتا ہے ذاتی کتب خانوں کا رواج اسی کے عہد سے ہوا — اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ ہر تعلیم یافتہ شخص رومی اور یونانی دونوں زبانوں میں کتابوں کی ضرورت محسوس کرتا تھا۔ ایتھنز اور روم کے شرفا میں اب قلمی کتابوں کی تلاش کا شوق عام ہو چکا تھا۔ پہلی صدی عیسوی کے وسط تک ذاتی کتب خانوں کا فیشن اتنا عام ہو گیا تھا اور کتابوں کی مانگ اتنی بڑھ چکی تھی کہ سینیکا Saneka نامی ایک شخص نے کتابوں کو محض نام و نمود کے واسطے جمع کرنے کے خلاف آواز اٹھائی[27]۔ کتابوں کی مانگ بڑھ جانے کی بدولت کتابیں نقل کرنے کا کام

www.taemeernews.com

تیزی سے بڑھا۔ اس کام کے واسطے غلاموں کو تربیت دی گئی۔ انھیں کمرے میں بٹھا کر کتابوں کے متن بآوازِ بلند پڑھے جاتے جسے سن کر وہ نقلیں تیار کرتے تھے۔ اس طریقہ سے کتابوں کے نسخے کثیر تعداد میں ایک ساتھ تیار ہو جاتے تھے۔ کتابوں کی دوکانیں سڑک پر بازار کے مصروف ترین حصوں میں ہوتی تھیں۔ اور کتب فروشیات یہ ادیبوں کے لیے ملاقات کا موزوں مقام فراہم کرتی تھیں۔

جولیس سیزر کے دور تک روم پر یونانی تہذیب کے اثرات بہت نمایاں طور پر اور دور دور تک نظر آنے لگے تھے۔ ان کا ایک سبب پرگیم اور اسکندریہ کے کتب خانے تھے۔ ادب سے لوگوں کا بڑھتا ہوا شغف اس دور کی قابلِ ذکر خصوصیت ہے۔ قومی زندگی کو ایک طویل مدت کا استحکام نصیب تھا اور اس کے سامنے پرامن دور کے امکانات واضح تھے۔ ایک افراد کے ذہن اور ان کی صلاحیتوں کو جلا دینا ممکن تھا جولیس سیزر کی بھی خواہش تھی کہ یونانی اور لاطینی زبان پر مشتمل کتب خانے قائم کر کے انھیں عوام کے واسطے عام کر دے۔ اس کے خیال کے مطابق کتابوں اور دستاویزات کو محفوظ کرنے کا یہ سب سے بہتر طریقہ تھا۔ کتب خانے عوام کی عام تعلیمی تربیت کا ذریعہ تھے۔ ذاتی کتب خانے مدرسوں اور کتاب کی دوکانوں کے ذریعہ پھیلنے والی تہذیبی روایت کی ترویج میں معاون تھے۔ جولیس سیزر کا یہ بھی خیال تھا کہ اس طرح قدیم تاریخی دستاویزات اور سیاسی نوعیت کا ادب کتب خانوں کے ذخیرہ کتب کا کلیدی جز بن جائیں گے۔ کتب خانوں کی تنظیم کا کام مارکس تیرینتیس وررو Marcus T Varro کے سپرد ہوا۔ جولیس سیزر کی موت کی وجہ سے یہ منصوبہ نامکمل رہ گیا۔ آخر اگسٹس کے دور میں اسینیس پولیو Asslnius Felio نے اس پر عمل کیا۔ اس نے اپولو کے مندر میں کتب خانہ قائم کیا۔ اس کے اس کارنامے سے کتب خانوں کو شاہی سرپرستی حاصل ہو گئی۔ اس نے کتب خانے میں یونانی اور لاطینی دونوں زبانوں میں کتابیں تھیں۔ بعد ازاں اس نے ایک دوسری لائبریری آکٹیویا [illegible] کے نام سے قائم کی۔ اس لائبریری کو اس نے جوپیٹر اور یونو دیوتاؤں کے نام سے منسوب کیا۔ ۹۶ عیسوی سے ۱۸۰ عیسوی تک کے دور کو تاریخ میں عہد عتیق کی تہذیب کے نقطۂ عروج سے تعبیر کیا گیا ہے یہ امن، خوشحالی اور سماجی خوشی کا دور تھا جس میں علوم و فنون، ادب و فلسفہ اور علم مدن کا ورثہ آئندہ نسلوں کو منتقل ہوا۔ نئی ادبی تخلیقات

www.taemeernews.com

کو بڑھاوا ملا چنانچہ دوسری صدی عیسوی میں روم میں ۲۵ سے زاید ایسے عوامی کتب خانے موجود تھے جو اپنی عظمت کی بلندی پر پہنچ چکے تھے۲۳

رومی سلطنت کے طول و عرض میں بسے ہوئے اٹلی، یونان، ایشیائے کوچک، سائپرس اور افریقہ کے شہروں میں کتب خانے رومی تہذیب کی وسعت پذیری کے ایک نمایاں عنصر کی حیثیت سے عام ہو گئے۔ اس طرح کے کتب خانوں کا ایک نمونہ شمالی افریقہ کے تم گاڈ مقام پر قائم کتب خانہ تھا۔ اسے شہنشاہ تراجن Trajan (۹۸ - ۱۱۷ء) نے قائم کیا تھا۔ تراجن ہی نے روم میں الپیان Ulpian کے نام سے کتب خانہ قائم کیا تھا۲۴۔ اس کتب خانہ کا علمی ذخیرہ دو حصوں میں منقسم تھا۔ ایک حصے میں یونانی زبان کی تصانیف تھیں اور دوسرے میں لاطینی زبان کی۔ اہمیت کے لحاظ سے اسکندریہ اور پرگیمم کے بعد اسی کتب خانہ کا نمبر آتا تھا۔ اپنی پرشکوہ عمارت اور عمدہ ذخیرہ کتب کی بدولت اولمپیام Olympium کے مندر کا کتب خانہ بھی عالمگیر شہرت رکھتا تھا۔ اس کتب خانے کو شہنشاہ ہیڈرین Hadrian نے قائم کیا تھا۔

رومی سلطنت کے دور عروج میں کتاب ایک خاص ہیئت میں سامنے آئی۔ یہ کوڈیکس تھے جنھوں نے گول پلندوں کی جگہ لے لی تھی۔ گول پلندوں پر لکھنا اور انھیں پڑھنا دونوں ہی کام بہت دقت طلب تھے۔ حوالے کی ضرورت پڑنے پر انھیں آسانی سے استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کوڈیکس کتاب کی ایک نئی شکل تھی۔ اس میں چرمی پارچوں کو دور حاضر کی کتاب کی طرح صفحات کی شکل میں کاٹ لیا جاتا تھا اور انھیں اکٹھا کر کے جلد بند کر دیا جاتا تھا۔ یونانیوں اور عیسائیوں نے اس کو دوسری صدی عیسوی ہی سے استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔ کوڈیکس کا عام رواج چوتھی صدی عیسوی سے ہوا۔ کتاب کی صنعت کے میدان میں کوڈیکس کی ایجاد بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ اس نئی شکل میں کتاب سے نہ صرف یہ کہ اپنے مطلوبہ مضامین تلاش کر کے نکال لینا آسان ہو گیا تھا۔ بلکہ کتاب کی زندگی کی مدت بھی بڑھ گئی۔ ہومر کے شعری مجموعے جیسی بڑی کتابوں کے لیے یہ سہولت بہت مفید تھی۲۵۔ کوڈیکس میں چرمی کاغذ کے استعمال سے جہاں ایک طرف کتاب کی زندگی میں اضافہ ہوا تو دوسری طرف پیپرس کے مقابلہ پر بڑے صفحات کے کاغذ کا استعمال بھی ممکن ہو گیا۔ اب کتابوں پر سجاوٹ اور مرصع کاری کے کام میں سہولت ہوئی، ان پر حاشیہ چڑھانے اور ان کی تفسیر لکھنے کا کام آسان ہو گیا۔ کتابوں

www.taemeernews.com

پر اس زمانے کی تفسیریں اور حاشیے موجودہ دور کے دانشوروں کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

تیسری صدی عیسوی تک عیسائیت کے موضوع پر بڑی مقدار میں مواد وجود میں آچکا تھا۔ عیسائیت کے موضوع پر کتب خانے رومی سلطنت کے طول و عرض میں قائم ہو چکے تھے لیکن اس موضوع پر مواد کے اہم مرکز اسکندریہ اور قیصاریہ تھے۔ اسکندریہ کا یہ کتب خانہ ۱۸۰ عیسوی میں قائم ہوا۔ رومی سلطنت کے مغربی صوبوں میں کارتھیج کتب خانہ اور مسیحی دانشوری کے مرکز کی حیثیت سے مشہور تھا۔

تیسری صدی عیسوی میں بے دین قبائل حملہ آور کی شکل میں رومی سلطنت کے اندرونی حصوں میں پہونچ چکے تھے۔ ملک کے اندر خانہ جنگی کے حالات، شمال کی سمت سے جرمن قبائل کے حملے اور مشرق سے ایران کے بڑھتے ہوئے دباؤ نے رومی سلطنت کا شیرازہ بکھر جانے کا خطرہ پیدا کر دیا۔ ملک کے بہت سے صوبے دشمنوں کے ہاتھ میں پہونچ گئے لیکن اس صدی کے ختم ہونے سے پہلے ہی شہنشاہ ڈائیوکلیٹین (۲۸۴ - ۳۰۵) نے سلطنت کے سابقہ اقتدار کو بحال کرنے اور اس کی کھوئی ہوئی شوکت کو دوبارہ قائم کرنے کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ ملکی نظام کو قابو میں کرنے کے خیال سے اس نے سلطنت کو مغربی اور مشرقی دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور خود مشرقی حصہ کا سپہ سالار بن گیا۔ اپنے رفیق کار میکس میان Dio cletian کو اس نے مغربی علاقہ پر کلی اختیارات سونپ دیے[۲۶]

ڈائیوکلیٹین رومی سلطنت کی تاریخ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اتفاق سے تاریخ کی کتابوں میں اس کا ذکر اب محض عیسائیوں کی ایذا رسانی کے سلسلے میں کیا جاتا ہے۔ اس کی ایذا رسانی کا سلسلہ ۳۱۳ عیسوی تک جب قسطنطین نے فرمان میلان جاری کیا، چلتا رہا۔ اس فرمان کے تحت عیسائیوں کو مذہبی آزادی ملی ان کی جائدادیں اور ان کے شہری حقوق بحال ہوئے۔ مذہبی تعصب پر مبنی ایذا رسانی کے یہ دس سال کتب خانہ کی تاریخ میں بڑے بڑے کتب خانوں کی تباہی اور کتابوں کے نذر آتش کیے جانے کی بدولت ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

رومی سلطنت کے مغربی حصے پر بے دین وحشی اقوام کا حملہ چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی میں تیز تر ہوتا گیا۔ انھوں نے انگلینڈ، گال، اسپین اور شمالی افریقہ کو اپنے زیر نگیں کر لیا۔ ۴۷۶ عیسوی تک رومی سلطنت کا تقریباً سارا مغربی علاقہ ان کی قلمرو میں شامل ہو گیا

www.taemeernews.com

اس کے برعکس رومی سلطنت کا مشرقی حصہ جسے اب بازنطین کے نام سے موسوم کیا گیا تھا ترقی اور نئی زندگی کے ایک ایسے دور میں داخل ہو رہا تھا جس کے اثرات آئندہ ایک ہزار برس تک قائم رہے۔

مغربی رومی سلطنت پر اقتدار قائم کرنے والے جرمن نسل کے قبائل نے اس علاقہ میں موجود حکومت کے ڈھانچہ کو جوں کا توں قائم رکھا۔ رومی یا کلاسیکی تہذیب ان علاقوں میں اسی طرح سرسبز شاداب رہی اور یہ سلسلہ چھٹی صدی عیسوی تک جاری رہا۔ غیر مذہبی علوم کو اپنایا گیا۔ ادبی تخلیقات منظر شہود پر آئیں۔ بوتھیس Boethius اس دور کا مشہور اطالوی ادیب ہوا ہے۔ مذہب اور فلسفہ کے علاوہ اس نے ارسطو کی کتابوں کے لاطینی زبان میں ترجمے بھی کیے۔ یہ تراجم باشرح ہیں۔ مغربی دنیا کے مفکر آئندہ چھ سو برسوں میں انھیں تراجم اور شرحوں کی مدد سے ارسطو سے استفادہ کر سکتے تھے۔[۲۴]

شہنشاہ جسٹینین Justinian (۵۲۷ - ۵۶۵ عیسوی) نے ایک بار پھر رومی سلطنت کے کھوئے ہوئے وقار کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور اپنی اس کوشش میں وہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہوا چنانچہ اٹلی، شمالی افریقہ اور اسپین کے کچھ علاقے دوبارہ بازنطین سلطنت کا حصہ بن گئے۔ سلطنت کی حدود میں اضافہ کے ساتھ ساتھ تہذیب و تمدن کے میدان میں بھی پیش رفت ہوئی لیکن یہ سنبھالا جلدی ہی ختم ہو گیا۔ جسٹینین کے جانشین نااہل ثابت ہوئے اور چھٹی صدی کے اختتام تک مغربی علاقہ نے دوبارہ وحشی قبائل کے حملوں کے سامنے سپر ڈال دی۔ روم میں پاپائے اعظم کی مملکت کو چھوڑ کر پورے مغربی یورپ سے مرکزی حکومت کا اثر زائل ہو گیا۔ علم و ادب کے میدان میں جمود کا دور دورہ ہوا۔ اور تصنیف و تالیف کا مشغلہ مذہبی خانقاہوں میں سمٹ کر رہ گیا۔[۲۵]

www.taemeernews.com

حواشی و حوالے

ا۔ سیموئیل نوح کریمر، سمیرین مائی تھالوجی، اے اسٹڈی آف اسپریچوئل اینڈ لٹریری اچیومنٹ ان دی تھرڈ میلینیم ق م، نیویارک ۱۹۶۱، ص ۱۰

۲۔ سر لیونارڈ وولے، ہسٹری آف مین کائنڈ، کلچرل اینڈ سائنٹیفک ڈویلپمنٹ ج ۱، حصہ ۲۔ دی بگننگس آف سویلائزیشن، نیویارک ۱۹۶۵، ص ۳۶۴

۳۔ سیموئیل نوح کریمر، ہسٹری بگنس ایٹ سمیر، انڈین ہلس کولوریڈو، ۱۹۵۶، ص xix

۴۔ سر لیونارڈ وولے، ہسٹری آف مین کائنڈ، ص ۳۶۴

۵۔ سر لیونارڈ وولے، ہسٹری آف مین کائنڈ ۳۶۲

۶۔ سر لیونارڈ وولے، ہسٹری آف مین کائنڈ، ص ۳۸۷

۷۔ سی۔ ایل، نکولس۔ دی لائبریری آف رمیسیس دی گریٹ، کیمبرج ۱۹۰۹ ص ۳۰

۸۔ سی۔ ایل نکولس۔ دی لائبریری آف رمیسں دی گریٹ۔ ص ۱۰

۹۔ ایم۔ ایس۔ ایلف ہوڈ۔ دی ہوم آف دی ہیروز: دی ایجی ان بیفور دی گریکس اسٹورٹ پگاٹ، ایڈیٹر، دی ڈان آف سویلائزیشن، ص ۲۱۶، ۲۲۰

۱۰۔ سر لیونارڈ وولے، ہسٹری آف دی مین کائنڈ، ص ۳۸۵۔ ۳۸۶ جابجا

۱۱۔ الان جے بی ویس اینڈ فرینک ایچ اسٹوبنس، مرتب اے کمپینین ٹو ہومر، لندن ۱۹۶۳ ص ۲۱۷، ۵۵۲ جابجا

ماہرین یونانی حروف تہجی کے اپنائے جانے کی تاریخ پر متفق نہیں ہیں امکانی تاریخوں میں بعد کی حد یہ ہے کہ چودھویں صدی قبل مسیح سے آٹھویں صدی قبل مسیح کے درمیان کئی تاریخیں بتائی جاتی ہیں۔ حوالہ بالا ص ۵۵۴

۱۲۔ اتھینی اس۔ دی ڈیپنا سوفسٹس مع انگریزی ترجمہ از چارلس برٹن گلاک کیمبرج

www.taemeernews.com

میساچوسٹ، ۱۹۵۱ص I، ۱۱

۱۳۔ دیکھئے صفحات ۱۲، ۱۳

۱۴۔ دی جیوگرفی آف اسٹریبو مع انگریز ترجمہ از ہوریس لیونارڈ جونس کیمبرج، میسا چوسٹ، ۱۹۶۰، ص VII، ۱۱۱، ۱۱۳

۱۵۔ فریڈرک ولیم ہال۔ اے کمپےنین ٹو کلاسیکل ٹیکسٹس آکسفورڈ، ۱۹۱۳، ص ۳۲

۱۶۔ جان ایڈون سینڈیس۔ اے ہسٹری آف کلاسیکل اسکالرشپ ج ۱، فرام دی سکستھ سینچری بی سی، ٹو دی اینڈ آف دی مڈل ایجز، بار ۳ کیمبرج ۱۹۲۱ ص ۱۴۴

۱۷۔ پارچمنٹ جانور بالخصوص بھیڑ یا بچھڑے کی جھلی کو کہتے ہیں جسے زمانہ قدیم میں لکھنے کے لیے کاغذ کی جگہ استعمال کرتے تھے۔ اگرچہ اس طرح کے لکھنے کے لیے موزوں شے سے یونانی کچھ عرصہ پہلے سے واقف تھے لیکن اس کا استعمال وسیع پیمانہ پر نہیں کرتے تھے کیونکہ پیپرس پر لکھنا آسان تھا اور بہ افراط ملتا تھا۔ یومینس ثانی کے دور حکومت میں پارچمنٹ کو فروغ ہوا اور اسے بہتر بنایا گیا۔ آخر میں اس نے پیپرس کی جگہ لے لی اور چھپائی کی ایجاد کے زمانے تک استعمال میں رہا۔

۱۸۔ کریٹس رومی سینٹ میں سفیر کی حثیت سے بھی رہا۔ اپنے روم کے دوران قیام وہ ایک حادثے کا شکار ہوا اور اپنی صحت یابی کے دوران اس نے یونانی ادب پر تقریریں کیں اور یونانی نظمیں پڑھ کر سنائیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا شخص ہے جس نے رومیوں کو یونانی ادب کے عالمانہ مطالعہ کی جانب راغب کیا۔ دیکھئے سینڈیس۔ اے ہسٹری آف کلاسیکل اسکالرشپ، ص ۱۱۹

۱۹۔ پلوٹارک لائیوز آف السٹری اس مین یونانی زبان سے تصحیح شدہ اور مرتبہ اے۔ ایچ کلف، بوسٹن ۱۹۳۰، ص ۴۷

۲۰۔ دیکھئے صفحہ ۱۰

۲۱۔ پلوٹارک لائیوز آف السٹری اس مین، ص ۳۶۷

۲۲۔ سینیکا۔ ڈی ٹرانکوئی لیٹیٹ انیمی، سینیکا کی تصنیف مورل الیسیز وتھ انگلش ٹرانسلیشن از جان ڈبلیو باسور، کیمبرج، میساچوسٹ ۱۹۵۸، ص ۲۴۷۔ ۲۴۹

۲۳۔ ایف آر کوویل، دی گریس اینڈ روم آف ایوری ڈے، مشمولہ میکائیل

www.taemeernews.com

گرانٹ، ایڈیٹر، دی برتھ آف ویسٹرن سویلائزیشن ص ۲۰۵

۲۴۔ تراجن کے دور حکومت میں ۱۱۷ عیسوی میں رومی سلطنت اپنی وسعت کے نقطۂ عروج پر تھی۔

۲۵۔ ولیں اینڈ اسٹوبنس، مرتب، اے کمپینین ٹو ہومر، ص ۲۲۵

۲۶۔ میکائل گف، فرام دی اینشنی اینٹ ٹو دی میڈیول ورلڈ، اے برتھ آف فیتھ، مشمول میکائل گرانٹ، ایڈیٹر، دی برتھ آف ویسٹرن سویلائزیشن ص ۳۲۹

۲۷۔ ایم۔ ایل۔ ڈبلیو لیسٹنر، تھاٹ اینڈ لیٹرز ان ویسٹرن یورپ اے ڈی ۵۰۰ ٹو ۹۰۰ ترمیم شدہ اشاعت، اتھاکا، نیویارک، ۱۹۵۷ ص ۸۷

۲۸۔ دیکھیے ص ۲۰/۱۷ اور بعد کے صفحات۔

www.taemeernews.com

عہد وسطی۔ ابتدائی دور

یورپ کی تاریخ میں چھٹی صدی عیسوی سے گیارہویں صدی عیسوی تک کے دور کو تاریکی کے دور کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس دور میں رومی سلطنت کا مغربی حصہ زوال پذیر ہوا اور تاریکی تہذیب انحطاط پذیر ہوئی۔ علم و ادب کی تخلیقات کی رفتار سست پڑ گئی لیکن اس دور کو مکمل تاریکی کا دور کہنا بھی درست نہیں۔ تاریخ کے اسی دور میں بازنطینی علاقے میں تہذیب کا احیا ہوا۔ اسی دور میں مشرق میں عالم اسلامی وجود میں آیا۔ مغربی یورپ میں شارلیمین کا تابناک دور شروع ہوا۔ خانقاہوں کو نیا وقار ملا۔ زمانہ قدیم میں جہاں علم و ادب کے ترویج کی ذمہ داری فرد یا گنتی کے چند علمی مراکز پر تھی۔ وہاں اب ہمیں مفکروں اور ادیبوں کا ایک پورا طبقہ ملتا ہے علمی مراکز کا ایک وسیع سلسلہ ملتا ہے ان سب نے مل کر کاروان تہذیب کو اور دانشوری کی روایت کو نہ صرف محفوظ ہی رکھا بلکہ اس کو آگے بھی بڑھایا ہے۔ اپنے علمی کارناموں کی بدولت انھوں نے کتب خانہ کی روایت کو پروان چڑھایا ہے اور ہم ان کا ذکر کیے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں۔

بازنطینی سلطنت

قسطنطین اعظم نے رومی سلطنت کے مغربی و مشرقی علاقوں کا حکمراں ۳۲۴ عیسوی میں بنا۔ بازنطین کو اس نے اپنا دارالحکومت ۳۳۰ عیسوی میں بنایا۔ اس کا نام اس نے قسطنطین پول رکھا۔ اس نے عیسائی مذہب کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دیا۔ دارالحکومت کو روم سے قسطنطنیہ لانا دراصل تمدنی مذہبی اور سیاسی اہمیت کا حامل ہوا۔ قسطنطنیہ نے جو پہلے ہی یونانی علم و ادب کے مرکز کی حیثیت اختیار کر چکا تھا اب مشرقی اور مغربی یورپ کے سب کے لیے تہذیب

www.taemeernews.com

و تمدن کے منبع کی حیثیت حاصل کر لی

قسطنطین نے ایک شاہی کتب خانے کی بنیاد ڈالی۔ اس نے اس کتب خانے میں لاطینی زبان میں کتابیں جمع کرنے پر بہت زور دیا۔ اس کی بڑی وجہ لاطینی کا چھٹی صدی تک سرکاری زبان کا ہونا تھا۔ اس کے جانشینوں نے عیسائیت اور قبل کے مذاہب پر یونانی اور لاطینی دونوں زبانوں میں کتابیں اکٹھا کیں۔ کتابوں کی نقل کے لیے وراق ملازم رکھے اور بہت سی کتابوں کی نقلیں کرائیں۔ پانچویں صدی عیسوی تک کتب خانے کا ذخیرہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار کتابوں تک پہونچ چکا تھا اور یورپ میں اس وقت موجود کتب خانوں میں یہ سب سے بڑا کتب خانہ تھا۔ تھیوڈوسی اس دوم Theodosius II نے جو خود بھی کتابوں کا رسیا تھا اور زبردست عالم تھا قسطنطنیہ یونیورسٹی کی بنیاد ڈالی۔ بہت کم مدت میں یہ یونیورسٹی سلطنت کا سب سے اہم تعلیمی مرکز بن گئی۔ جسٹینین کے دور نے جیسا کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں دیکھا ہے ایک ایسے تمدن کو جنم دیا جس میں جملہ علوم میں کسی نہ کسی حد تک ضرور ترقی ہوئی۔ علم حساب، سائنس، قانون، فن تعمیر اور آلات کے میدان میں پیش رفت خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

عہد وسطیٰ کے ابتدائی دور میں کلیسا کو سلطنت کے ایک اہم ادارہ کی حیثیت حاصل تھی غیر مذہبی علوم کے دانشور اور مصنفین کے مقابلہ پر بشپ، راہب اور پادریوں کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ نئے کلیسا تعمیر ہوئے اور ان کے لئے بشپ کی کتابوں کی ضرورت کے پیش نظر اس میں کتب خانے قائم ہوئے۔ کلیسائی کتب خانوں اور خانقاہوں میں ذخیرہ کتب قائم کرنے کی ترویج ملک کے طول و عرض میں پھیل گئی۔ عیسائی مذہب کے تصور رہبانیت پر مبنی خانقاہی طرز زندگی کی ابتداء مصر میں تیسری صدی کے اواخر میں ہی شروع ہو گئی تھی۔ بعد کی صدیوں میں یہ طرز پورے بازنطینی علاقے میں پھیل گئی۔ عیسائی مذہب پر لکھی گئی کتابوں میں شامی زبان جو آرامی زبان سے نکلی تھی استعمال ہوئی۔

بازنطینی سلطنت ایک خوش حال اور گھنی آبادی کا علاقہ تھا۔ اس کے تہذیبی ورثہ کا سرا نظام تحریر کی ایجاد کے اولین سالوں سے ملتا تھا۔ بازنطین کے باشندے سیاسی تمدنی اور ذہنی طور پر پختہ کار لوگ تھے۔ وہ یونانی اور مشرقی دونوں طرح کے علوم سے پورے طور پر باخبر تھے۔ ان کا نظام حکومت رومی سلطنت کے نظام پر مبنی تھا۔ بازنطینی عوام اپنی تاریخ کے کسی

www.taemeernews.com

دور میں علمی تاریکی کے دور سے نہیں گزرے قسطنطنیہ عرب اور وحشی اقوام کے حملوں سے تقریباً گیارہ سو سال تک محفوظ رہا۔ آٹھویں نویں اور دسویں صدی تک بازنطین دنیا کی مضبوط ترین طاقتوں میں شمار کیا جاتا تھا اور تہذیب کے مستقبل کا انحصار اس کی بقا پر تھا۔

لیکن ساتویں صدی کے وسط سے نویں صدی کے وسط تک مذہبی ادب کے علاوہ دوسرے علوم پر بہت کم تخلیقی کام ہوا۔ شبیہ سازی سے متعلق بحثوں کے نتیجہ میں قسطنطنیہ یونیورسٹی اور اس کے ساتھ دوسرے علمی ادارے بھی بند ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ اور دوسرے بزرگانِ دین کی شبیہ یا تصویر بنانے کی مخالفت کی گئی۔ بہت سی خانقاہیں بھی بند ہو گئیں اور ان کی املاک ضبط کر لی گئیں یونانی راہب بھاگ کر اٹلی میں پناہ گزیں ہوئے۔ اپنے ساتھ وہ اپنی زبان اور اپنا تہذیبی اثاثہ بھی لے گئے اور اس طرح مغربی دنیا کو انہوں نے مشرق کی دانشوری سے روشناس کرایا۔ بائبل یا دوسری مقدس کتابوں پر تزئین کاری کی روایت ابھی نہیں پڑی تھی۔ صرف چند کتابوں کی نقل میں منقش اور مجرد حروف تزئین کے لیے استعمال ہوئے تھے۔

مذہبی امور میں اختلاف رائے نویں صدی کے نصف آخر سے کم ہونا شروع ہوا۔ قسطنطنیہ یونیورسٹی دوبارہ کھول دی گئی اور پھر سے قدیم یونانی تصانیف کے مطالعہ کا مرکز بن گئی۔ علم و دانش وری میں لوگوں نے دوبارہ دلچسپی لینی شروع کر دی۔ ادبی سرگرمیاں کو بڑھاوا ملا اور آئندہ تین سو برسوں میں قدیم یونانی کتابوں کی نقلیں تیار کی گئیں ان پر حاشیے لکھے گئے۔ یونانی ادب کی کتابوں کی تلخیص اور تدوین ہوئی قاموس اور فرہنگیں تیار کی گئیں۔ ان کتابوں میں ندرتِ خیال اور تخلیقی خوبیاں بہت زیادہ نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود قدیم یونانی اور رومی ادب کے ماہرین اور تہذیب و تمدن کے مورخین کے نزدیک ان کتابوں کی بڑی اہمیت ہے۔

"بازنطینی ادب کا خاص اور قابلِ ذکر کارنامہ یونانی آثارِ قدیمہ، زبان اور علم و ادب کو آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ رکھنا تھا۔ اگر قسطنطنیہ نے اسکندریہ، ایتھنز اور ایشیائے کوچک کے مدرسوں میں جمع یونانی دانشوری کے وسیع ذخیرہ کو دورِ وسطیٰ کے ابتدائی سالوں میں پروان نہ چڑھایا ہوتا۔ اگر وراقوں اور نقل نویسوں نے قدیم یونانی ادب کے شہ پاروں کی بے شمار نقلیں نہ تیار کی ہوتیں۔ تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ قدیم تہذیب اور علمی کارناموں کا سراغ کیونکر ہم کو ملتا۔ باوجود اس کے کہ بادی النظر میں یہ بات اتنی معلوم

www.taemeernews.com

ہوتی ہے لیکن بازنطینی دور کے ادب کی خوبی یہی ہے کہ نہ تو ان میں کوئی ندرت ہے اور نہ طباعی۔ اس دور کے دانشوروں کی ذہانت ہمارے لیے خسارہ کا سودا تھی۔ تخلیقی عمل سے نابلد محض کتاب پرست ہونے کی خصوصیت کی وجہ سے ہی انھوں نے زمانہ قدیم کے زندہ جاوید دانشوروں کے الفاظ کو انتہائی "دیانتداری کے ساتھ دہرایا۔ اگر انھوں نے ایسا نہ کیا ہوتا تو کلاسیکی ادب کے یہ خالق صفحۂ ہستی سے کبھی کے نیست و نابود ہو چکے ہوتے"۔ ؎

عرب تہذیب:۔ چھٹی صدی کے اختتام کے قریب عرب میں ایک نیا مشرقی مذہب اور ایک نئی سیاسی طاقت حضرت محمدؐ کی قیادت میں ابھری ان کے پیروکار جنھیں مسلمان کہتے ہیں ایک زبردست عسکری قوت تھے اپنے دین کی ترویج کی غرض سے انھوں نے اس وقت کی تمام سلطنتوں میں اپنے سفیر بھیجے۔ ان کے بڑھتے ہوئے سیل رواں کے سامنے شام، بابل، عراق اور ایران کی حکومتیں سرنگوں ہوگئیں۔ ہاں قسطنطنیہ ان کے سیلاب کو بہت عرصہ تک روکے رہا۔ مغرب کی جانب بڑھتی ہوئی ان کی یورش کے نتیجہ میں افریقہ اور اسپین بھی ان کے محکوم بن گئے۔ آخر ۷۳۲ء عیسوی میں فرانس پران کے حملہ کو طورس (TOURS) کے مقام پر روک دیا گیا۔ آئندہ دو سو سال کے اندر مسلمان بحر اٹلانٹک کے اطراف میں پھیلے ہوئے تمام علاقوں پر اور مغرب میں اسپین سے لے کر مشرق میں چین کے سرحدی علاقوں تک حکمراں بن گئے۔ کتب خانہ کی تاریخ میں عربوں کا زبردست کارنامہ قدیم یونانی دانشوری کو اپنا کر اُسے محفوظ رکھنا تھا اور اسے پروان چڑھانا تھا۔ یورپ میں سائنس اور ریاضیات کے موضوع پر پیش رفت بڑی حد تک عربوں کی رہین منت ہے

قسطنطنیہ کی یونیورسٹی میں آٹھویں اور نویں صدی کے دوران علوم دنیاوی میں جمود کے دور میں بغداد یونانی علوم کا مرکز بن گیا تھا۔ بغداد ہی کے قریب عیسائی مذہب کے پیرو نسطوری قبیلہ کا ایک مدرسہ تھا۔ نسطوری قبیلہ زبردست علمی روایات کا حامل تھا اس قبیلہ کے افراد نے بھی عربوں کو یونانی علوم سے روشناس ہونے میں مدد کی۔ بغداد کی وسعت کے ساتھ ساتھ یہاں طب فلسفہ اور علم ہیئت کے علماء جمع ہونے لگے۔ ان لوگوں نے جملہ علوم کو یونانی سے عربی زبان میں منتقل کیا۔ ان میں سے اکثر تراجم براہِ راست یونانی

؎ تفصیل کے لیے دیکھیے باب "مشرقی دنیا کے کتب خانے"

www.taemeernews.com

زبان کے بجائے شامی یا آرامی زبان کے واسطے سے کیے گئے ترجمہ کی یہ تحریک خلیفہ مامون رشید کے زمانے میں اپنے نقطۂ عروج پر تھی۔ مامون نے ۸۲۰ عیسوی میں بغداد میں بیت الحکمت کی بنیاد ڈالی۔ یہ ایک ایسا علمی ادارہ تھا جو بیک وقت کتب خانہ اکیڈمی اور دارالترجمہ کے جملہ کاموں کا امتزاج پیش کرتا تھا۔ یہاں کے دانشور اور علما تلاش مواد میں ایشیائے کوچک اور قسطنطنیہ تک جاتے تھے۔ اسلامی اور بازنطینی سلطنتوں کے درمیان موجود نزاع کے باوجود دونوں کے درمیان تجارتی لین دین میں رکاوٹ نہیں پڑتی تھی۔ طب، ریاضی اور طبعیات خاص طور پر مطالعہ کا موضوع تھے۔ اپنے شوق مطالعہ کی بدولت افلاطون، ارسطو، دیموقریطس اور گیلن کا مطالعہ عام تھا۔ ان کی تصانیف عربی زبان میں منتقل ہو چکی تھیں۔ ترجمہ کا یہ دور ایک سو برس تک جاری رہا۔ اس کے بعد نباتات، کیمیا اور سحر جیسے علوم میں طبع زاد تصانیف کا دور شروع ہوا۔

خلفائے عباسی کے دور میں بغداد علمی سرگرمیوں کے لحاظ سے قسطنطنیہ کی ہمسری کر رہا تھا۔ مدرسے اور کتب فروشوں کی دکانیں کثرت سے تھیں۔ اپنی جنگی مہمات کے دوران عربوں نے چین سے کاغذ سازی کا فن حاصل کر لیا تھا اور آٹھویں صدی عیسوی میں بغداد میں کاغذ کے کارخانے قائم ہو چکے تھے۔ اس کے برعکس مغرب کی دنیا ابھی تک چرمی تختے، پارچہ یا پیپرس کا استعمال کر رہی تھی۔ عربوں کے پاس کاغذ سازی کا فن بلا شرکت غیرے پانچ سو برس تک رہا۔ اچھے اس ہنر کو لے کر وہ اپنی مملکت کے مختلف علاقوں میں گئے کاغذ پیپرس اور پارچہ سے سستا پڑتا تھا۔ اس کے علاوہ افراط تھا۔ پھر کاغذ پر لکھنے کا کام دوسری چیزوں پر لکھنے کے مقابلہ میں آسان تھا۔ ان سب سہولتوں نے مل کر کتابوں کی صنعت کو بہت فروغ دیا۔ عظیم الشان کتب خانے وجود میں آئے۔ کتب خانے اعلی سطحی تعلیم کا ہوا اور بڑی مسجدوں میں بھی قائم ہوئے۔ شیراز میں قائم کتب خانے کی جملہ کتابوں کی فہرست تیار کی گئی تھی اور انھیں منظم انداز سے بکسوں کے اندر رکھا گیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق گیارہویں صدی عیسوی میں قاہرہ میں خلیفہ کے کتب خانے میں ایک لاکھ پچاس ہزار کتابیں تھیں۔

اسلامی حکومت کے مغربی علاقوں میں جن میں اسپین اور مغربی افریقہ شامل تھے عربی تہذیب و ثقافت کے ساتھ ساتھ بہت سی یونانی تصانیف کے عربی ترجمے بھی پہونچنے لگے تھے۔ عرب حکمرانوں نے اسپین میں اہل علم کی سرپرستی اور اپنے مدارس قائم کرنے کی روایت کو قائم

www.taemeernews.com

رکھا۔ قرطبہ دسویں صدی عیسوی میں ایک عظیم الشان علمی مرکز تھا اور یہاں پر کتب خانہ میں ۴ لاکھ کتابیں تھیں۔ قرطبہ، طلیطلہ اور سیوائل کے کتب خانوں میں عربی زبان کی وہ مستند کتابیں محفوظ رہیں جو شامی زبان سے عربی میں منتقل ہوئی تھیں اور آخرکار یورپ کے علماء نے بارھویں صدی میں ان کتابوں کو لاطینی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس طرح یہ کتابیں یورپ میں اس دور میں نئی تعمیر ہونے والی یونیورسیٹیوں میں پہونچ گئیں۔

مغرب کی خانقاہیت:۔ عیسائی مذہب میں خانقاہوں کی ابتدا مصر میں تیسری صدی عیسوی میں شروع ہو چکی تھی۔ یورپ میں اس کا رواج انتھاسی ایس Athnasius کے ذریعہ ہوا۔ سینٹ مارٹن نے اس کو مقبول بنایا۔ سینٹ مارٹن نے پہلے پوئیر Poitiers اور پھر طورس Tours کے مقامات پر مذہبی بستیاں قائم کیں۔ جلد ہی خانقاہیں اٹلی اور گال کے علاقوں میں پھیل گئیں۔ خانقاہوں کی مقبولیت کی بڑی وجہ شہر میں پھیلی ہوئی نراجیت اور بدنظمی کا ماحول تھا۔ اس ماحول کو حملہ آور قبائل نے پیدا کیا تھا۔ ان کی جنگی کامیابیوں نے رومی سلطنت کو ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔ خانقاہوں کی زندگی میں نسبتاً زیادہ سکون اور ٹھہراؤ تھا۔ یہ مقامات پاک طینت لوگوں کی پناگاہیں تھے۔ انھیں حملہ آور قبائل بھی تباہ نہیں کرتے تھے۔ اس کے برعکس خانقاہوں کو زمین بطور عطیہ کے ملتی اور ساتھ ہی دوسری مراعات مثلاً ٹیکس کی ادائیگی سے معافی وغیرہ بھی ملتی تھیں

مغرب کی خانقاہوں کے ذکر کے ضمن میں سینٹ بینی ڈکٹ (St. Benedict) کا ذکر خاص اہمیت رکھتا ہے۔ انھوں نے اٹلی میں سبیاکو Subiaco کے مقام پر بہت سی خانقاہی بستیاں قایم کیں ان کی ایک خانقاہ مونٹی کیسنو کے مقام پر تھی جو ۵۲۹ عیسوی میں قایم ہوئی تھی۔ سینٹ بینی ڈکٹ نے خانقاہوں کے لیے جو نظام اور قواعد مرتب کیے از اں بعد انھیں یورپ کی جملہ خانقاہوں میں اپنا لیا گیا۔ ان قواعد کو بینڈکٹائن قواعد کہا جاتا تھا اور یہ اخلاقی اور مذہبی اقدار کا مجموعہ تھے۔ ان قواعد سے ہمیں مطالعہ کرنے کے طریقے کی تفصیل بھی ملتی ہے۔ ظاہر ہے مطالعہ کی ضرورت نے کتب خانہ کو جنم دیا ہوگا لیکن چھٹی صدی عیسوی کے نصف آخر میں یہ خانقاہیں علمی مواد کی پناہ گاہیں اور مطالعاتی مرکز کی حیثیت اختیار کر گئیں خانقاہوں کی اس اہم پیش رفت کے ساتھ کیسیوڈورس کا نام جڑا ہوا ہے کیسیوڈورس Cassiodorus بوتھی اس Boethius کا ہم عصر تھا۔ وہ استروگوتھک نسل کے تین بادشاہوں کے دور میں یہ ایک ممتاز عہدہ دار کی حیثیت

www.taemeernews.com

سے کام کر چکا تھا۔ اس کی خواہش روم میں علم عیسائیت کا ایک ایسا مرکز قائم کرنے کی تھی جو یونانی علوم کے قائم مراکز کی ہم سری کر سکے۔ اس کی یہ خواہش اس کی ملازمت کے دوران نہیں پوری ہو سکی لیکن ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد اس نے وی واریم Vivarium کی خانقاہی بستی کی بنا ۵۴۰ یا ۵۵۰ عیسوی کے آس پاس ڈالی۔ اس خانقاہ میں اس نے بائبل کی بنیاد پر مذہبی علوم کے مطالعہ کا مرکز قائم کیا۔ اس نے راہبوں کو ہدایت کی کہ انجیل مقدس کے صحیح درک کے لیے انھیں عیسائی اور دوسرے مصنفین کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ مطالعہ کے اس پروگرام کو تقویت دینے کی خاطر اس نے ایک بہت بڑا کتب خانہ قائم کیا۔ اس کتب خانہ میں اس نے قدما کی لاطینی اور یونانی زبان کی تصانیف پر مشتمل اپنا ذاتی کتب خانہ ضم کر دیا۔ عیسائیت اور دوسرے مذاہب پر یہ کتابی ذخیرہ اس نے دنیا کے مختلف گوشوں سے اکٹھا کیا تھا اس نے عیسائیت اور غیر مذہبی علمی مواد کی کتابوں کی نقل تیار کرانے کے لیے اور یونانی زبان کی کتابوں کو لاطینی زبان میں ترجمہ کرانے کے لیے ایک دارالاشاعت بھی قائم کیا تھا۔ دارالاشاعت کی بدولت کتب خانے کے ذخیرہ میں مزید اضافہ ہوا۔ بحیثیت ایک مدیر اور مصنف کے اس نے کام کا ایک اعلیٰ معیار قائم کیا تھا اس کے دل میں ہر طرح کی کتابیں جمع کرنے کا اعلیٰ جذبہ تھا۔ اسی جذبے کی بدولت اس نے ایسے پُر ابتلا دور میں غیر مذاہب کی کتابیں اور دوسرے قدیم مقدس ادب کو فنا ہونے سے بچا لیا تھا۔

مغربی دنیا کے دوسرے علاقوں میں جنگ اور قبائل کے پے درپے حملوں کی وجہ سے علمی کاموں کے واسطے حالات ناسازگار ہو چکے تھے ایسے نامساعد حالات کے باوجود جب ہم اسپین میں سیوائل Seville کے بشپ اسی ڈور Issidore کی مختلف موضوعات پر عالمانہ تصانیف پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں اس کے مطالعے کی وسعت کے ساتھ ساتھ سیوائل کے کتب خانہ کے ذخیرہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی ڈور کی سب سے اہم تصنیف ایٹمیالوجی Etymologiae تھی جو بیک وقت فنونِ لطیفہ اور علوم سائنس دونوں کی قاموس تھی اس کتاب میں قدما کی بیشتر تصانیف کا احاطہ کیا گیا تھا۔ بہت تھوڑی مدت میں اس کتاب نے حوالہ کی ایک معیاری کتاب کی حیثیت اختیار کر لی۔ اس دور کے بیشتر خانقاہی کتب خانوں میں ہمیں یہ کتاب ملتی ہے۔

اگرچہ خانقاہوں میں تصنیف و تالیف، حاشیہ نگاری اور شرح نگاری نیز کتابوں

www.taemeernews.com

کی نقل تیار کرنے کے علمی کاموں کا سہرا کیسوڈورس کو دیا جاتا ہے۔ تسلیم کیا گیا ہے "لیکن شمالی مغربی یورپ میں جملہ علوم — ادب، تاریخ، خطابت، صرف و نحو، علم فلکیات، کتب مقدسہ کا علم اور کلیسائی تصانیف — کے تحفظ اور ان کو آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کا کام خانقاہی مزاج کی وسعت پذیری کے دور میں یعنی ساتویں صدی کے نصف اول میں ہوا۔

آئرستان اور انگلینڈ:- کیسوڈورس کے بعد مغربی یورپ میں علمی سرگرمیاں سست پڑ گئیں۔ ہاں انھیں دنوں آئرستان میں ایک زبردست تہذیب پروان چڑھ رہی تھی۔

یہ تہذیب آئرستانی کلیسا کے زیر سایہ وجود میں آئی تھی۔ آئرستان میں عیسائی مذہب کب آیا یہ بات ہنوز تحقیق طلب ہے۔ آئرستان رومی سلطنت کی قلمرو سے باہر تھا یہاں کی قبائلی زرعی سوسائٹی آٹھویں صدی کے اواخر تک جب یہاں نارسے من Norsemen آئے بیرونی اثرات سے پاک تھی۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آئرستانی بیرونی دنیا سے بالکل قطع تعلق رہے۔ ایک تجارت پیشہ سیلانی مزاج کی قوم ہونے کی بدولت ان کا رشتہ بیرونی دنیا سے برابر بنا ہوا تھا۔ اگر ہم اس بات سے صرف نظر کرلیں کہ عیسائی مذہب یہاں کیسے آیا تو بھی یہ ایک حقیقت ہے کہ عیسائی مذہب یہاں آیا۔ چنانچہ ۴۳۱ عیسوی میں روم سے ایک بشپ یہاں کے کلیساؤں کی تنظیم کے واسطے بھیجا گیا تھا۔ اس کے اگلے سال ہی پیٹرک Patrick عیسائی مذہب کی تبلیغ کے لیے یہاں آیا۔

آئرستان میں خانقاہیں چھٹی صدی عیسوی کے دوران قائم ہوئیں۔ ان میں کلونارڈ Clonard کلون میکنوائس Clonmacnois اور بینگور Bangor کی خانقاہیں قابل ذکر ہیں۔ ان خانقاہوں میں روز اول سے ہی حصول علم کی ہمت افزائی کی گئی۔ کلیسا کی زبان لاطینی ہونے کے باوجود آئرستانی روزمرہ کو تحریر و تقریر دونوں کا ذریعہ بنایا گیا۔ آئرستان میں بائبل اور دوسرے مذہبی علوم نیز غیر مذہبی موضوعات پر لکھی گئی کتابوں کے قلمی نسخے پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی کے دوران آئے۔ آئرستانیوں نے ان کتابوں کو وہی عزت بخشی احترام دیا جو وہ اپنی قومی لوک کتھاؤں کو دیتے آئے تھے۔ بڑی بڑی خانقاہوں کے ساتھ مدرسے بھی ہوتے تھے جن میں طلبا کی بڑی

www.taemeernews.com

تعداد رہتی تھی۔ ان میں سے چند طالب علم دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے بھی ہوتے تھے۔ ان مدرسوں میں کلیسائی تصانیف انجیل مقدس، لاطینی کلاسیکی ادب، ریاضی اور فلکیات کا مطالعہ ہوتا تھا۔

آئرستانی خانقاہوں میں جو دارالانشار تھے ان میں ایک مقامی رسم الخط اور مقامی فن کی نشوونما ہوئی۔ مخطوطات کی کتابت کے فن میں اس دور کی پہلی بڑی پیش رفت ہوئی۔ یہاں ایسی کتابیں لکھی گئیں جن کی خصوصیات میں عمدہ خط، تزئین کاری اور نازک فن کا مظاہرہ تھا۔ سچ پوچھیے تو یہ یورپ میں خطاطی کے فن کے عروج کا زمانہ تھا۔ اس دور کے بیشتر فن خطاطی کو آج تک قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ ربانی گیتوں پر مشتمل کتاب بک آف کیلس BOOK OF KELLS آئرستان میں آٹھویں صدی عیسوی میں لکھی گئی۔ یہ آئرستانی فن خطاطی اور تزئین کاری کی یہ اعلیٰ ترین مثال تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ آئرستان کے دارالانشار میں لکھے گئے جملہ مخطوطات میں یہ سب سے نفیس مرصع اور مذہب مخطوط تھا۔[۳۱]

آئرستانی راہب نفس کشی اور حصول علم کے جذبہ سے سرشاری کے لیے ممتاز تھے۔ ساتھ ہی انہوں نے سیلانی مزاج پایا تھا۔ ان دونوں خصوصیات کی بدولت وہ عہد وسطیٰ کے ابتدائی سالوں میں بہترین مبلغ ثابت ہوئے۔ اپنے عقاید، علمیت اور اپنی فنی صلاحیت کو اپنے ساتھ اسکاٹ لینڈ، انگلینڈ اور یورپ لے گئے۔ انہوں نے بہت سی ایسی خانقاہیں قائم کیں جہاں علم و ہدایت کی شمع مدتوں فروزاں رہی۔

آئرستانی مبلغین میں سینٹ کولمبا St Columba کا نام سرفہرست ہے انہوں نے آئرلینڈ میں بہت سی خانقاہیں قائم کیں۔ انھیں میں دررو Durrow اور کیلس Kells کی خانقاہیں بھی شامل ہیں۔ آئرلینڈ سے سینٹ کولمبا انگلینڈ کے شمالی ساحلی علاقوں میں گئے جہاں ۵۶۵ عیسوی کے آس پاس ایونا Iona کے مقام پر انھوں نے ایک خانقاہ قائم کی۔ اس خانقاہ میں کتب خانہ اور دارالانشا بھی موجود تھے۔ ایونا اس زمانہ میں اسکاٹ لینڈ کے روحانی دارالخلافہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ آئرستانی مبلغ یہاں سے شمالی انگلستان کی جانب گئے اور نارتھمبریا کے علاقہ میں لنڈس فارن کے مقام پر ۶۳۴ کے آس پاس Lindisfarne پہلا خانقاہی مرکز قائم کیا جلدی

www.taemeernews.com

اس مقام نے مشرقی ساحلی علاقے میں ایک علمی مرکز کی حیثیت اختیار کرلی۔ نارتھمبریا کے طول وعرض میں کلیسائی عمارتیں اور مذہبی مراکز قائم ہوگئے۔ ان میں جو مدرسے تھے زبان انگریزی نسل کے بچوں کو نہ صرف ابتدائی تعلیم سے روشناس کرایا گیا بلکہ ان کے لیے اعلیٰ سطح کی تعلیم کا بندوبست بھی ہوا سلے الیونا کی خانقاہ اور اس سے متعلق علمی مرکز اپنے مذہب مخطوطات کے لیے مشہور تھے۔ ان میں لاطینی زبان میں گیتوں کا ایک نسخہ جسے بک آف ڈورز Book of Durrow کہتے ہیں اور لنڈسس فارنے کی کتاب مقدس کی کتاب جسے لنڈسس فارن گاسپل Lindisfarne Gospel کہتے ہیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ولگٹ ٹکسٹ Vulgate Text نارتھمبریا میں کلٹی تہذیب کے زیر اثر فن کتاب سازی کا اعلیٰ ترین دستیاب نمونہ ہے۔

بین گور کی خانقاہ کے ایک دوسرے آئرستانی مبلغ کولمبان Columban نے عیسائی مذہب کی یورپ میں ترویج کا کام کیا۔ اپنے نام کے ساتھ ساتھ حصول علم کے جذبہ میں بھی یہ سینٹ کولمبا کا ثانی تھا۔ اس نے کئی خانقاہیں شمالی فرانس کے علاقہ میں قائم کیں انھیں میں لکزوئی Luxeuil کی خانقاہ بھی شامل ہے جو اس دور کی نہ صرف عظیم ترین خانقاہ تھی بلکہ ایک ممتاز دارالانشا بھی تھی۔ ایپی نائنس Appenines کے علاقہ میں بوبیو Bobio کے مقام پر اس نے اپنی آخری خانقاہ ۶۱۴ عیسوی میں قائم کی اس میں بھی ایک کتب خانہ اور ایک دارالانشاء تھے۔ اس کے شاگردوں نے فرانس میں کاربی کے مقام پر اور سوئٹزرلینڈ میں سینٹ جان کی خانقاہ قائم کی۔ یہ خانقاہیں آٹھویں اور نویں صدی عیسوی تک عظیم دارالانشاء کی حیثیت اختیار کرگئیں۔ ان دونوں خانقاہوں نے شمالی فرانس کی لکزوئی کی خانقاہ سے اپنے روابط قائم کیے اور نتیجہ میں آئرستانی روایات اور رسوم کی ان پر گہری چھاپ پڑی۔

آئرستانی مبلغ، مدرس اور زائرین یورپ کے سفر پر روانہ ہوتے وقت اپنے ساتھ کتابیں بھی لے جاتے تھے۔ یہ کتابیں مذہبی صحیفوں، یا ولیوں کی سوانح عمری تک نہ محدود رہ کر ان کی اپنی تصنیف کی ہوئی لاطینی زبان کی کتابیں ہوتی تھیں۔ یہ وہ کتابیں تھیں جو مذہبی امور اور دوسرے علمی موضوعات پر مدرسوں میں تدریس کے لیے لکھی جاتی تھیں ان میں سے بہت سی کتابیں مرصع کاری کا اعلیٰ نمونہ ہوتی تھیں آج ان کتابوں سے ہماری

www.taemeernews.com

واقفیت صرف ان نقلوں کی حد تک ہے جو یورپ اور انگلستان کے دوسرے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ ان کے اصل نسخے آٹھویں صدی میں اسکنڈنیویائی بحری قزاقوں کے برباد کن یورشوں کا شکار بن گئے۔

یہ بحری قذاق جنھیں ہم وائی کنگ کے نام سے جانتے ہیں۔ کلیساؤں اور خانقاہوں کو تاخت و تاراج کر دیتے تھے۔ اور اسی کے ساتھ ان میں موجود کتب خانے مع اپنی کتابوں کے برباد ہو جاتے تھے چنانچہ آئرستانی مخطوطات کی ایک بڑی تعداد ان کے حملوں کا شکار ہو گئی ۱۵

جن دنوں اسکاٹ لینڈ، شمالی انگلستان اور یورپ میں آئرستانی تبلیغی اور علمی سرگرمیوں میں مصروف تھے روم کے گرجا گھر سے ایک تبلیغی مشن جنوبی انگلستان بھیجا گیا۔ ۵۹۷ء میں راہب آگسٹین Augustine کینٹ کے مقام پر فروکش ہوئے۔ یہاں انہوں نے کنٹربری میں ایک کلیسا قائم کیا۔ اس کے بعد سے انگلستان اور اٹلی کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ بنا رہا۔ اٹلی جانے والے زائرین واپسی پر اپنے ساتھ اکثر کتابیں اور مخطوطے لاتے تھے۔ اگلی صدی میں ۶۶۹ عیسوی کے آس پاس تھیوڈور Theodore اور ہارڈین Hardian کے تولیت میں کنٹربری کا مدرسہ ایک مشہور تعلیمی مرکز بن گیا۔ یہاں دور دور سے طلبا آتے تھے انھیں یونانی اور لاطینی زبانیں پڑھائی جاتی تھیں تھیوڈور اور ہارڈین اپنے ساتھ بہت سے مخطوطے بھی لائے تھے۔ جس کی بدولت کنٹربری کا کتب خانہ بیش قیمت ذخیرہ کا مالک ہو گیا ان میں یونانی اور لاطینی زبان میں مذہبیات اور غیر مذہبی موضوع پر ایسی کتابیں بھی تھیں جن کے نام اس سے قبل کسی نے نہیں سنے تھے ۱۶

بیکوپ راہب Biscop نے نارتھمبریا میں ویرماؤتھ Wearmouth اور جیرو JASROW کے مقام پر دو ادارے بنائے تھے۔ آٹھویں صدی میں یہ دونوں ادارے عیسائی تہذیب کے ایک شاندار مرکز کی حیثیت سے ابھرے۔ یہاں کے کتب خانے میں وہ تمام کتابیں تھیں جو بیکوپ اپنے روم کے متعدد سفر کے دوران وہاں سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ بیکوپ کی کتابیں ساتھ لانے کی روایت پر اس کے شاگرد بھی کاربند رہے۔ عہد وسطی کے ابتدائی سالوں کا مشہور عالم بیدے Bede اپنی تصانیف کے

www.taemeernews.com

واسطے اس کتب خانے کے علمی ذخیرہ کا رہین منت ہے۔

آئرستان کے کلیسا ہی کی طرح انگلستان کے کلیسا سے بھی مبلغین کی جماعتیں یورپ گئیں۔ ان میں سب سے قابلِ ذکر بونی فیس BONI FACE کا نام ہے۔ اسے جرمنی جانے والے اولین مبلغ کا خطاب دیا گیا تھا۔ بونی فیس نے بہت سی خانقاہوں کے قائم کرنے میں نمایاں رول ادا کیا تھا۔ اس کی قائم کی ہوئی آٹھویں صدی کی خانقاہوں میں سب سے بڑی خانقاہ فلدا FULDA کی تھی جو جرمنی میں علم و ادب کا ایک بڑا مرکز بنی۔ اس کے کتب خانے میں انگلستان سے تحفہ کی شکل میں ملی ہوئی کتابوں کے علاوہ اس کی اپنے دارالانشاء میں نقل کی گئی کتابوں کی بدولت فلدا کا کتب خانہ بیش قیمت علمی ذخیرہ کا مالک تھا۔

آئرستانی مبلغ کیسوڈورس کے انتقال کے ڈیڑھ سو برس بعد تک پہلے تنہا اور پھر انگلستانی مبلغین کے ساتھ مغربی دنیا میں علم کے مرسل و محافظ کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور زمانہ مابعد میں کارولنجی سلطنت کے طول و عرض میں ایک فیصلہ کن ثقافتی کردار کا رول ادا کیا۔[۵۱]

کارولنجی نشاۃ الثانیہ

"تاریخ کے قدیم اور جدید دور کے وسطی نقطہ پر ہمیں چارلس اعظم کی پرشکوہ شخصیت ملتی ہے۔ اس کے دور سے قبل کی صدیاں ہمیں عہد وسطیٰ کے قدیم اداروں کے زوال اور بالآخر ان کے فنا ہونے کی داستان سناتی ہیں اس کے بعد کا تقریباً اتنا ہی لمبا عرصہ نشاط الثانیہ اور اصلاحات کا آتا ہے جو ہمیں دورِ جدید کے لیے تیاریوں کی داستان سناتا ہے۔ چارلس اعظم جو ایک جانب نظام قدیم کو ختم کرنے والا اور دوسری جانب نئے نظام کی ابتدا کرنے والا ہے۔ عہدِ عتیق اور عہدِ جدید کے درمیان عہد وسطیٰ کے وسیع دور کی ایک مرکزی غیر مذہبی شخصیت ہے"[۵۲]

چارلس اعظم یا شارلیمین کا دور اپنی تمام رعایا کے تعلیمی معیار اور ثقافتی سطح کو بلند کرنے کی کوششوں کے لیے مشہور ہے۔ اس کی کوششوں کی بدولت مغربی یورپ میں بڑے پیمانے پر تعلیمی اور ثقافتی پیش رفت ہوئی اور مقدس اور غیر مقدس علوم کے مطالعہ کا احیاء ہوا۔ اس نے پادریوں کو دی جانے والی تعلیم کو بہتر بنانے پر سب سے پہلے زور دیا کیونکہ اس کے تعلیمی منصوبوں کا انحصار انھیں لوگوں پر تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنی توجہ کے دائرے میں وسعت پیدا کی۔ تاکہ ہر فرد کو اس کی صلاحیت کے مطابق تعلیم کی سہولت دستیاب ہو۔[۵۳]

www.taemeernews.com

اس دور میں نارتھمبریا کے علاقہ میں موجود یارک اسکول کا پرنسپل ال کوئن ALCUIN اپنی تدریسی صلاحیتوں کے واسطے عالمگیر شہرت رکھتا تھا۔ شارلیمین نے اپنے تعلیمی منصوبے کو علمی جامہ پہنانے کے لیے اسی کا انتخاب کیا۔ ۷۸۲ عیسوی میں ال کوئن شاہی مدرسے کا پرنسپل مقرر ہوا۔ اس نے فوراً ہی فرانس بھر میں تعلیمی مراکز کے قیام اور اشاعت علم کا اپنا کام شروع کر دیا۔ اس کے دور میں اور اس کی رہنمائی میں مدارس قائم ہوئے تعلیم کے میدان میں اصلاحات ہوئیں اور پادریوں کو مدارس کے قیام کے واسطے عطیے دیے گئے۔ ساتھ ہی انھیں آزاد شہریوں اور غلاموں کی اولاد دونوں کی تعلیم کا بندوبست کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اس دور کے تعلیمی نظام کے بارے میں ہنری او ٹیلر Henry O. Taylor اپنی تصنیف "عہد وسطی کے مفکر" میں رقم طراز ہے "یہ پورا دور تعلیم حاصل کر رہا تھا۔۔۔ کلیسائی پادریوں کے سامنے زانوئے شاگردی تہہ کیے ہوئے تھا اور علوم قدیم کی ترسیل کرنے والوں کے مدرسے کا طالب علم تھا" [۲۱]

اس دور میں نہ صرف خانقاہوں میں بلکہ بہت سے کلیساؤں میں بھی دارالانشاء قائم ہوئے۔ کتب خانے ان مذہبی اداروں کا لازمی عنصر بن گئے۔ مذہبی اور غیر مذہبی دونوں طرح کے علمی مواد کے انتخاب نقل اور حصول کا ایک باصلاحیت نظام وجود میں آگیا تھا۔ ادبی کاموں کے لیے ٹکسالی لاطینی زبان کو حیات نو ملی۔ اعلیٰ سطحی نصابی کتابوں کی مصدقہ نقلیں تیار کرائی گئیں۔ تحریر کا ایک نیا انداز کیرولین منحنی Carolingian Renaissance ایجاد کیا گیا اور لاطینی زبان کی مخطوطہ نویسی میں اسے خاص طور پر اپنایا گیا۔ یورپ کے ابتدائی دور کے ناشرین نے سینکڑوں سال بعد لاطینی زبان کی کلاسیکی کتابوں کی طباعت کے لیے اسی طرز کے حروف کو لوہے کے حروف کی شکل میں ڈھالا۔

ملازمت سے سبکدوشی کے بعد ال کوئن نے طورس Tours کے مقام پر سینٹ مارٹن کی خانقاہ کو اپنا مستقر بنایا۔ یہ خانقاہ کارولینی قلمرو کی قدیم ترین اور معاشی حیثیت سے متمول ترین خانقاہ تھی۔ ال کوئن نے اسے ایک تعلیمی مرکز کی شکل دی جہاں یارک کے مدرسے اور شاہی محل کے مدرسے کی طرح غیر مذہبی علوم و فنون کی بھی تعلیم ہوتی تھی [۲۲] اپنی یارک کی پرنسپلی کے زمانے میں نصابی ضرورت کی جو کتابیں اس نے وہاں استعمال کی تھیں انھیں سینٹ مارٹن میں منگوایا۔ یارک کا کتب خانہ عیسائی دنیا کا ایک عظیم کتب خانہ تھا۔ لوگوں کا عقیدہ تھا کہ یہاں جملہ علوم انسانی کے موضوعات پر کتابیں موجود ہیں۔ ال کوئن نے تدریسی

www.taemeernews.com

ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ مخطوطات کی مصدقہ نقلیں تیار کرانے کے کام کی بھی نگرانی کی۔ وہ اعراب، طرزِ تحریر اور ہجے کی صحت کا خیال رکھتا تھا۔ اس کے نقل کرائے نسخے بعد کی نسلوں کے لیے عرصہ تک نمونہ کا کام دیتے رہے۔

"اسے اس بات کا احساس تھا کہ علم کا بیش قیمت سرمایہ صرف چند کتابوں میں مستور ہے چنانچہ اس نے آئندہ نسلوں کے واسطے نفسِ مضمون کے اعتبار سے غیر مبہم اور نقل نویسوں کی لغزشوں سے بری نقول مہیا کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔۔۔ اس نے اپنے مقدور بھر یہ کوشش کی کہ آئندہ دور میں علم کو بلندی اور فوقیت کا مقام حاصل ہو اور اس مقصد کے لیے ایسی کتابوں کی افراط ہو جو دیانت داری کے ساتھ نقل کی گئی ہوں ان کتابوں کے شارح اس کے اپنے تربیت یافتہ شاگرد تھے جو حکومت وقت کی سرپرستی میں کلیساؤں کے محفوظ کمروں میں شرحیں تیار کرتے تھے"[۲۳]

"احیائے علوم کے اس دور کو جسے شارلیمن کی سرپرستی حاصل تھی اور جس کی مشاطگی ال کوین نے کی تھی کارولینی نشاط الثانیہ کا دور کہتے ہیں۔ اس دور میں تعلیمی سرگرمیوں میں نئی جان پڑ جانے کی بدولت لوگوں میں علم سے نیا شغف پیدا ہو گیا تھا۔ شارلیمن کی سلطنت کے جزوی زوال کے باوجود لوگوں کی تعلیم میں دلچسپی اور حصول علم کا شوق رہا قدیم لاطینی علمی کارناموں کے تحفظ کا کام کارولینی علما کی کوششوں کے طفیل میں ہی ممکن ہو سکا۔۔۔ آٹھویں صدی کے جملہ علوم آج ہماری تحقیق و تنقید کے لیے موجود ہیں"[۲۴]

کارولینی نشاط الثانیہ کا دائرہ فرانسیسی سلطنت کے دائرہ تک محدود رہا۔ اس کے سو سال بعد شہنشاہ الفریڈ نے ویسیکس WESSEX کی سلطنت میں ترویج علوم کے لیے وہی اقدامات کیے جو شارلیمن نے کیے تھے۔ علوم کی ترویج و اشاعت کے کام کو وسیع پیمانہ پر کرنے کے لیے اس نے ملک کے باہر سے ماہرینِ تعلیم کی خدمات حاصل کیں۔ اپنے محل سے ملحق ایک مدرسہ قائم کیا جہاں اس کے درباری امرا کے بچوں کے شانہ بہ شانہ کم حیثیت خاندان کے بچے بھی لاطینی اور مقامی زبانیں پڑھنا اور لکھنا سیکھتے تھے۔ لاطینی زبان بہت تھوڑے لوگ پڑھتے تھے اس لیے اس نے اپنے تعلیمی منصوبہ میں اس نے علوم کو لاطینی سے مقامی زبان میں منتقل کرنے کا منصوبہ بھی تیار کیا تھا چند کتابوں کے ترجمہ کی ذمہ داری اس نے خود لی تھی۔ ویسیکس نویں صدی عیسوی میں انگلستان

www.taemeernews.com

کا ثقافتی مرکز تھا یہاں مخطوطات کی نقل تیار کرنے کے واسطے مدتر سے خانقاہیں اور دارالاشا تھے

دارالاثنا ۱؂۲۵

کتب خانہ کی تاریخ میں مخطوطات جمع کرنے کے دور سے دارالاثنار کے دور کو علیحدہ نہیں کیا جاسکتا دارالاثنار کتابوں کی نقل تیار کرنے کے مقام کو کہتے ہیں دراصل کتب خانے اور دارالاثنار دونوں مغرب کے خانقاہی نظام کا ضروری لاحقہ ہیں یورپ کی تہذیبی روایت کا تسلسل عیسائیت کی تبلیغ کی بدولت قائم رہ سکا ہے۲۶۔ مخطوطات کی نقل کی سہولت تقریباً تمام اہم کلیساؤں میں مہیا کی جاتی تھی ایسی خانقاہیں اور کلیسا جہاں بڑے کتب خانے تھے اپنے دارالاثنار میں بڑے پیمانہ پر نقلیں تیار کرانے کا کام کرتے تھے آٹھویں صدی کے اواخر اور نویں صدی کے کتب خانوں کے دستیاب کیٹلاگ سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ بڑی خانقاہوں کے پاس مخطوطات کا بڑا ذخیرہ تھا۔ شارلیمن کے دور سے مذہبی کتابوں اور لاطینی کلاسیکی ادب کی نقل تیار کرنے کا کام زیادہ تندہی سے ہوا۔ بڑے معبد گاہوں میں نقل تیار کرنے والی ایک بڑی تعداد موجود رہتی تھی جن میں سے کچھ عام نقلیں تیار کرتے اور دوسرے افراد جو فن کتابت اور تزئین کاری کے فن کے تربیت یافتہ ہوتے خوبصورت کتابوں کی نقلیں تیار کرتے۔ یہ دور خاص طور پر ایسی مرصع کتابوں کی تیاری کے لیے مشہور ہے مخطوطہ نویسی کے فن نے اس دور کے اعلیٰ فن کاروں کو اپنی جانب متوجہ کیا دارالاثنار میں پہلے سے موجود کاتبوں کے علاوہ مخصوص کتابوں کی خطاطی کے لیے کچھ کاتب بطور خاص باہر سے بلوائے جاتے تھے۔ اکثر معبد گاہوں میں ایک مصنف کی کسی ایک تصنیف کے ایک سے زاید نسخے تیار کرائے جاتے جن میں چند دوسری معبد گاہوں کو دے دیے جاتے۔ "۵۰۰ ۔ ۷۰۰ ۔ ۸۰۰ سن عیسوی کے دور میں کتابوں کی وسیع پیمانہ پر نقلیں تیار ہونے کی بدولت ہی علوم بعد کی صدیوں کے حوادث میں بھی باقی رہ سکے ۲۷؂ اور آئندہ نسلوں کو ورثہ میں مل سکے۔" ۲۸؂

ساتویں آٹھویں صدی کے آئرستان، برطانیہ اور یورپ کے دارالاثنا کے بارے میں ہم پہلے ہی گفتگو کر چکے ہیں ان میں سے چند مثلاً بابیو BABBIO اور کوربی Corbie کے مقام پر موجود دارالاثنار نویں صدی عیسوی میں سرگرم رہے اور اسی تناسب سے اُن کے کتب خانوں میں توسیع ہوئی اور ان میں دینی اور دنیاوی علوم کی کتابیں بڑے پیمانہ پر نظر آئیں ان کے علاوہ یورپ کے دوسرے گرجا گھروں اور خانقاہوں

www.taemeernews.com

میں بھی دارالانتشار موجود تھے۔ مخطوطات کی نقل تیار کرنے کے لیے جو لین دین ہوئی ان کے جو حوالے ملتے ہیں وہ اس بات کے مظہر ہیں کہ یہ دارالانتشار ایک دوسرے کے ساتھ قریبی اور گہرے روابط رکھتے تھے۔

اگرچہ چند دارالانتشار دسویں صدی عیسوی میں انحطاط کا شکار ہو گئے لیکن دوسرے مثلاً سینٹ جال St. Gall اور فلوری Fleury کے دارالانتشار زیادہ فعال صورت اختیار کر گئے۔ دسویں صدی میں نقل کیے گئے بہت سے مخطوطات جو آج ہم تک پہنچے ہیں وہ ان دارالانتشار کی سرگرمیوں اور ان کے ذریعہ کارولنجی تہذیب کے آئندہ نسلوں تک پہنچنے کی تصدیق کرتے ہیں۔

—

www.taemeernews.com

حواشی وحوالے

۱۔ دیکھیے صفحہ ۱۶

۲۔ جیمس ویسٹ فال تھومپسن۔ دی میڈیول لائبریری، نیویارک ۱۹۵۷ء ص ۳۱۲

۳۔ فریڈرک ہیریسن۔ بازنطین ہسٹری ان دی ارلی مڈل ایجز۔ لندن ۱۹۰۰ء ص ۱۱

۴۔ تزئین کاری مخطوطات کو سجانے کا کام تھا اس کام کے لیے خوبصورت حروف لکیریں اور چھوٹی تصویریں بنائی جاتی تھیں جو رنگین ہوتی تھیں۔ سرخ، نیلا اور سنہری تین خاص رنگ تھے اس کے علاوہ کاسنی، زرد اور ہرے رنگ بھی استعمال ہوتے تھے

۵۔ ہیریسن۔ بازنطین ہسٹری ان دی ارلی مڈل ایجز۔ ص ۳۷-۳۶

۶۔ فلپ کے ہیٹی۔ دی نیر ایسٹ ان دی ہسٹری: اے ۵۰۰۰ ایر اسٹوری۔ نیویارک ۱۹۶۱ء ص ۲۷۱

۷۔ ڈگلاس سی میکمری۔ دی بک، دی اسٹوری آف پرنٹنگ اینڈ بک میکنگ۔ نیویارک، ۱۹۴۳ء، ص ۶۷

۸۔ آر۔ایچ۔ ہینڈرولسن مشمول ڈیوڈ ٹالبٹ رائس، مرتب ڈان آف یوروپین سویلیزیشن۔ نیویارک ۱۹۶۶ء ص ۶۲

۹۔ دیکھیے صفحہ ۱۶

۱۰۔ ایم۔ایل۔ڈبلیو لیسٹنر۔ تھاٹ اینڈ لیٹرز ان ویسٹرن یورپ اے ڈی ۵۰۰ تو ۹۰۰ اتھاکا، کارنیل یونیورسٹی پریس ۱۹۵۷ء ص ۱۰۲

۱۱۔ ہنری اوسبارن ٹیلر۔ دی میڈیول مائنڈ۔ اے ہسٹری آف دی ڈیولپمنٹ آف تھاٹ اینڈ ایموشن ان دی مڈل ایجز۔ اشاعت ۴، کیمبرج، میساچوسٹ ۱۹۲۵ء ص I ۹۴

۱۲۔ لڈوگ بیلر۔ آئرلینڈ: ہاربنجر آف مڈل ایجز۔ لندن، ۱۹۶۳ء ص ۲۴

۱۳۔ بیلر۔ آئرلینڈ۔ ص ۱۳۴

www.taemeernews.com

۱۴۔ جان گاڈفرے۔ دی چرچ ان اینگلوسیکسن انگلینڈ کیمبرج ۱۹۶۲ ص ۳۴،

۱۵۔ بیلر۔ آئرلینڈ ص ۱۱۰

۱۶۔ لیسٹنر۔ تھاٹ اینڈ لیٹران ویسٹرن یورپ ص ۱۱۵

۱۷۔ بیلر۔ آئرلینڈ۔ ص ۱۰۴، صفحہ VIII پر موجود نقشہ بھی دیکھیے جس میں آئرش عیسائیت اثرات کے اہم مراکز دکھائے گئے ہیں۔

۱۸۔ اینڈریو فلیمنگ ویسٹ۔ الکوین اینڈ دی رائز آف کرسچین اسکولس، نیویارک ۱۸۹۲، ص ۱

۱۹۔ لیٹر آف شارلیمین ٹوابیٹ باگلف ۸۰۰۔ ۷۸۰ مشمول نارٹن ڈاونس ایڈیٹر بیسک ڈاکومنٹس ان میڈیول ہسٹری پرنسٹن ۱۹۵۹ ص ۳۲

۲۰۔ ٹیلر۔ دی میڈیول مائنڈ ص ۱۰۳، ۲۱۴

۲۱۔ آئین ہارڈ کے مطابق شارلیمین نے یہ حکم دیا تھا کہ اس کی موت کے بعد اس کی جمع کی ہوئی کتابوں کو مناسب داموں فروخت کرکے اس کی آمدنی غرباء میں تقسیم کردی جائے۔ دیکھیے آئین ہارڈ۔ دی لائف آف شارلیمین این آربر مشی گن ۱۹۶۰، ص ۶۶

۲۲۔ وہ مضامین جن کے بارے میں یقین تھا کہ افراد میں کشادہ نظری کو فروغ دیتے ہیں ثلاثہ یعنی صرف ونحو، بلاغت اور منطق اور ربع یعنی حساب، موسیقی، اقلیدس اور فلکیات تھے۔ دیکھیے لیسٹنر۔ تھاٹ اینڈ لیٹران ویسٹرن یورپ ص ۴۰۔ ۴۱

۲۳۔ ویسٹ۔ الکوین اینڈ دی رائز آف کرسچین اسکولس ص ۱۲۲، ۱۲۳

۲۴۔ فلپ گریرسن۔ شارلیمین اینڈ دی کیرولنجین اچیومنٹ۔ مشمول رائس۔ مرتب۔ ڈان آف یورپین سویلیزیشن، ص ۲۹۴، ۲۹۵

۲۵۔ تھمپسن۔ دی میڈیول لائبریری صفحات ۵۹۴۔ ۶۱۲ اور لیسٹنر۔ تھاٹ اینڈ لیٹران ویسٹرن یورپ صفحات ۲۲۵۔ ۲۲۷

۲۶۔ گٹ۔ فرام دی این شی اینٹ ٹو دی میڈیول ورلڈ ص ۳۲۹

۲۷۔ آئندہ باب میں بحری قزاقوں کے حملوں پر غور کیجیے۔

۲۸۔ گریرسن۔ شارلیمین اینڈ دی کارولنجین اچیومنٹ۔ ص ۲۹۵

www.taemeernews.com

جاگیریت کا دور

چہار جانب کی یلغار نے شارلیمن کے قلمرو کی شکست و ریخت کی رفتار کو تیز کر دیا۔ وہ ٹکڑے جنھیں جوڑ کر شارلیمن اور اس کے مورثین نے سلطنت قائم کی تھی دوبارہ جغرافیائی اور قبائلی حدود پر بکھر گئے۔ مقامی حکام اور تعلقہ داروں نے قوانین ملک کو اپنی مرضی کے تابع کر لیا۔ اب سماجی نظام سیاسی حدود کے برعکس ذاتی تعلقات کی بنیادوں پر قائم ہوا۔ یورپ کا نویں دسویں صدی سے لے کر بارہویں تیرھویں صدی تک کا سیاسی اور سماجی نظام جاگیرداری کا نظام کہا جاتا ہے جس میں بڑے زمیندار، فوجی افسر اور زمین پر کاشتکاری کرنے والے طبقات کے درمیان ایک خاص نوعیت کا معاشی رشتہ تھا۔ فرانس میں جاگیرداری کا نظام آٹھویں صدی سے فروغ پا رہا تھا۔ اور شارلیمن کے دور میں اسے تقویت حاصل ہوئی تھی۔ لیکن دسویں صدی میں جب وحشی اقوام کے حملوں سے تحفظ کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس نظام کو مزید استحکام حاصل ہوا۔

حملہ آور وحشی اقوام میں سب سے خوفناک اسکنڈے نیوین قزاق Vikings تھے یہ ملک میں بحری راستوں سے داخل ہوتے اور دریاؤں کے ذریعہ اندرون ملک جا کر شہر گاؤں حتیٰ کہ عبادت گاہوں کو جلا کر خاکستر کر دیتے اور باشندوں کو قتل کر ڈالتے ان حملوں نے عوام میں دہشت پھیلا دی اور انہوں نے اپنی ذات املاک اور جائداد کے

www.taemeernews.com

تحفظ کی ذمہ داری بڑے بڑے زمینداروں اور نوابوں کے سپرد کر دی چھوٹی چھوٹی بے شمار ریاستیں وجود میں آگئیں جن کے سربراہ آزاد حکمراں تھے مسلسل جنگ کے اس دور میں حملوں سے حفاظت کا بندوبست خصوصاً قلعوں کی تعمیر کا کام بڑی اہمیت اختیار کر گیا۔ جاگیرداری کا نظام یورپ سے نکل کر انگلینڈ اور بازنطینی پر بھی پھیل گیا۔

خوف اور عدم تحفظ کے اس دور میں خانقاہیں ایک بار پھر علم و ادب کی پناہ گاہوں میں تبدیل ہو گئیں۔ اب تعلیم و تربیت کی ذمہ داری پادریوں کے ہاتھ میں تھی اور علم و ادب خانقاہ اور دارالاثار کی چہار دیواری میں پناہ گزیں ہو گیا۔ کتب خانوں کی ترویج کے نقطہ نظر سے اس دور نے چند مخصوص واقعات کو جنم دیا مثلاً صلیبی جنگوں کا سلسلہ، یونیورسٹیوں کا عروج اور مقامی سطح کے ادب اور زبان کا عروج۔

صلیبی جنگیں:- گیارہویں صدی میں سلجوقی ترک اسلامی دنیا کے حکمراں بن گئے۔ اور ایران کی فتح کے بعد وہ شام، آرمینیا اور ایشیائے کوچک میں پھیل گئے۔ صلیبی جنگوں کی شروعات ۱۰۷۸ء میں یروشلم پر مسلمانوں کے قبضہ سے ہوئی۔ ان کا مقصد مذہبی تقدس کے مقامات کو بے دینوں کے تسلط سے آزاد کرانا تھا۔ صلیبی جنگ کے لیے اگرچہ گرجا گھروں کے تحفظ کا نعرہ دیا گیا تھا اور ان میں شرکت کے بدلے میں آخرت کے اجر کا وعدہ کیا گیا تھا۔ لیکن جنگ لڑنے کا کام ایک مشترک طور پر تیار افواج کے سپرد تھا جس میں مختلف ملک اور قوم کے افراد شریک تھے۔ پہلی جنگ ۱۰۹۵ء میں ہوئی۔ اس کی کمان پوپ اربان Pope Urban کے ہاتھ میں تھی اور اس کا مقصد بازنطینی حکومت کی یروشلم کو دوبارہ حاصل کرنے کے عمل میں مدد کرنا تھا۔ آخر ۱۰۹۹ء میں یروشلم مسلمانوں سے واپس لے لیا گیا۔ تقریباً ایک سو سال کے بعد مسلمانوں نے یروشلم پر پھر قبضہ کر لیا۔ نتیجہ میں تیسری صلیبی جنگ ہوئی جس کی قیادت فرانس سے فلپ اگسٹس، انگلینڈ سے رچرڈ شیر دل اور جرمنی سے فریڈرک باربروسا مل کر کر رہے تھے۔ فتح و شکست کے نتائج سے قطع نظر یہ جنگ یورپ کے ادب میں بہت سے قصوں، کہانیوں اور نظموں کا موضوع بن گئی۔ کچھ عرصہ بعد یورپ نے مشرق میں مسلمانوں کے خلاف لڑی گئی ہر جنگ کو صلیبی جنگ کا نام دے دیا۔ چوتھی صلیبی جنگ بھی ایسی ہی ایک

www.taemeernews.com

جنگ [illegible] کے خلاف ہوئی تھی لیکن جس کا رخ قسطنطنیہ کی جانب مڑ گیا۔ اس جنگ کے نتیجہ میں قسطنطنیہ کے کتب خانے برباد ہوگئے اور یونانی علم و ادب کی بہت سی کتابیں جن میں ہومر کی تصانیف خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں مغربی یورپ پہونچ گئیں۔

صلیبی جنگوں کے معاشی اثرات بھی پیدا ہوئے۔ اقتصادی اور تجارتی سرگرمیاں بڑھ گئیں۔ بڑی شاہراہوں پر قلعوں سے متصل اور خانقاہوں کے قریب شہر وجود میں آئے۔ کسان پسماندگی کی سطح سے اوپر اٹھے۔ بارہویں صدی عیسوی تک چند شہروں میں خود اختیاری کی حکومتیں قائم ہوچکی تھیں۔ تاجر پیشہ، اہل حرفہ اور دستکاروں نے اپنی انجمنیں بنانے لگے تھے۔

علم کتب خانہ داری کے طالب علم کے نقطۂ نظر سے صلیبی جنگوں کی سب سے بڑی دین مشرقی دنیا کی ترقی یافتہ تہذیب اور مغربی دنیا کی تہذیب کا رابطہ تھی جس کی بدولت مغربی دنیا نئے خیالات نئے علوم اور نئے ادب سے روشناس ہوئی۔

یونیورسٹیوں کا قیام اور ان کا عروج۔ لے

شہروں کے عروج، صنعت و تجارت میں توسیع، فرد اور مقامی اداروں کی آزادی نے زبردست معاشی اور سماجی تبدیلیوں کو جنم دیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ علوم و فنون، سائنس اور فلسفہ کے میدان میں زبردست پیش رفت ہوئی۔ شارلیمن کی سلطنت کی تباہی کے نتیجہ میں تاریکی کا جو ماحول پیدا ہورہا تھا گربرٹ Gerbert کی تعلیمات اور ریمس Rheims کے مدرسے میں تعلیم کی بدولت اس میں کمی ہوئی گربرٹ مغربی یورپ کا دسویں صدی عیسوی کا ممتاز مفکر تھا۔ اس کی تعلیمات سے متاثر ہوکر فرانس کے دوسرے شہروں میں گیارہویں صدی میں کئی خانقاہی مدرسے قائم ہوئے خانقاہوں نے درس و تدریس کے کام میں دوبارہ اہمیت حاصل کرلی۔ علم کا سرمایہ قلیل تھا لیکن دلچسپی اور لگن میں اضافہ ہورہا تھا۔ طب کے میدان میں زبردست پیش رفت ہوئی۔ سالرنو طب کی تعلیم کے لیے پہلے ہی سے مشہور تھا۔ یہاں طب کی یونانی زبان کی کتابوں کو جو اب صرف عربی تراجم کی شکل میں دستیاب تھیں لاطینی کا جامہ پہنایا گیا۔ رومی نظریہ قانون کو دوبارہ بارہویں صدی میں بولون کے مقام پر زندہ کیا گیا۔
شمالی یورپ میں بھی معلموں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ لاطینی ادب اور صرف و نحو کی تعلیم

www.taemeernews.com

پر خصوصی توجہ دی گئی۔ افلاطون اور ارسطو کی فرموش شدہ تصانیف ترجمہ کی بدولت دستیاب ہوئیں اور ان کے خیالات سے متاثر ہو کر دانشوروں نے شوق سے ساتھ فلکیات، فلسفہ دینیات اور منطق کے مطالعہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ ایڈلرڈ [illegible] جو باتھ کا رہنے والا تھا علوم کے حاصل کرنے کے شوق میں یونان، ایشیائے کوچک اور اسپین گیا۔ ایڈلرڈ اپنے دور کا ممتاز عالم اور سیاح تھا۔ اس کے سفر کا مقصد ریاضی اور طبعیات میں مزید علم حاصل کرنا تھا۔ اس کا شمار ان افراد میں ہوتا تھا جنھوں نے مشرقی دنیا کے علم کو عربی زبان سے لاطینی زبان میں منتقل کیا۔ بارہویں صدی کے وسط میں اسپین علم کا ایک اہم مرکز بن گیا تھا جہاں یونانی سائنس، فلسفہ، طب اور جغرافیہ وغیرہ جملہ علوم جنھیں اب تک عربوں نے محفوظ رکھا تھا لاطینی زبان میں ترجمہ کیے گئے۔ عربوں نے اپنی تحقیقات کی بدولت ان علوم میں جو پیش رفت کی تھی ان کے ترجمے بھی ہوئے۔ بارہویں اور تیرھویں صدی کے یورپی دانش وروں نے ان تراجم سے استفادہ کیا۔ اسپین سے یہ تراجم یورپ میں اس دور میں قائم ہونے والی یونیورسٹیوں میں گئے۔ ان تراجم نے مغربی دنیا کی علمی معلومات اور ان کے نظریات میں اضافہ و وسعت پیدا کی اور یورپی مزاج میں پہلے ہی سے موجود علمی تجسس کے لیے مہمیز کا کام کیا۔

مذہبی تعلیم کے مدرسوں میں لاطینی صرف و نحو کی تعلیم، مقامی زبان میں عوام کے لیے عام فہم ادب کی تخلیق اور علمی کاموں کے لیے سازگار سماجی اور معاشی حالات نے علم کے شوق کو بڑھاوا دیا۔ اور ایسے حالات پیدا کیے کہ خود طالب علم بڑی تعداد میں نجی طور پر تعلیم دینے والے معلم کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد اس صورت حال میں قدرے تبدیلی آئی اور اب بڑی تعداد میں طالب علم اور معلم کسی ایک موزوں مقام پر پابندی وقت کے ساتھ اکٹھا ہونے لگے۔ یہ یونیورسٹیوں کے قیام کی سمت میں ابتدائی قدم تھے۔ شروع کے ایام میں ان یونیورسٹیوں کے پاس نہ اپنی زمین تھی نہ ذاتی عمارت۔ اساتذہ تدریجاً اپنے علوم کی حد دد میں ایک فیکلٹی کی شکل میں منظم ہونے لگے۔ مذہبی رہنما اور حکام وقت نے تکمیل تعلیم پر انھیں طالب علموں کو سند عطا کرنے کی اجازت دے دی۔ بولون، پیرس اور اکسفورڈ کی یونیورسٹیاں ایسے اعلیٰ تعلیمی اداروں کی چند مثالیں ہیں جو نجی طور پر درس دینے والے اساتذہ اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک تلاش علم میں سرگرداں طالب علموں کے ارتباط باہم کی بدولت وجود میں آئے۔ اٹلی، فرانس، اور انگلستان کی ان اولین یونیورسٹیوں کے

www.taemeernews.com

نقشِ قدم پر اسپین اور مغربی یورپ کے دوسرے ممالک میں یونیورسٹیاں قائم ہونے لگیں دورِ وسطیٰ کے ختم ہوتے تک یورپ میں آٹھ یونیورسٹیاں قائم ہو چکی تھیں ۲۵

تعلیم اور اس کے ساتھ ساتھ کتابیں اب خانقاہ کی چہار دیواری سے نکل کر مذہبی روا داری کے جذبہ سے سرشار ہو کر پادریوں اور یونیورسٹی کے تحت آگئیں یونیورسٹیوں نے تدریسی ضرورت کے لیے کتابوں کے متن کی درستی کی جانب توجہ کی اور متن ئے سخت کے پیشِ نظر لائق اعتماد کتب فروش متعین کیے۔ ان کی نگرانی کی بدولت کتب فروش طلباء کو معاوضہ پر مستعار دینے کے واسطے جو کتابیں رکھتے تھے وہ غلطیوں سے پاک ہوتی تھیں جب تک طلباء میں کرایہ پر کتابیں لینے کی استطاعت رہی یونیورسٹی کے نظام میں کتب خانہ کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی۔ لیکن طلباء کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ ساتھ کتب خانہ کی ضرورت کا احساس بڑھا ۔ وقت کے ساتھ ساتھ کتب خانے وجود میں آئے۔ اہلِ ثروت نے طلباء کی ضرورت کے پیشِ نظر کتب خانوں کو کتابوں کے تحفے دینے شروع کیے۔ چنانچہ رابرٹ ڈی سوریوں Robert D. Saebon نے پیرس میں ایک کالج قائم کر کے اسے قیمتی کتب خانہ تحفہ میں دیا۔ مذہبی علوم کی تدریس کے مقصد سے قائم یہ کالج آگے چل کر پیرس یونیورسٹی کا ایک حصہ بن گیا۔

آخر کار یونیورسٹی کے تمام کالجوں میں کتب خانے قائم ہو گئے۔ ان کتب خانوں میں حفاظت کی خاطر اہم کتابوں کی جلدوں کو ایک زنجیر کے ساتھ الماری سے باندھ دیا جاتا تھا۔ اس کے چند نمونے ہمیں آج بھی آکسفورڈ یونیورسٹی کے کتب خانے میں ملتے ہیں۔ کہیں کہیں یہ زنجیر لمبی کر دی جاتی تھی تاکہ طالب علم کتاب کو مطالعہ کے لیے اپنی قریبی میز تک لے جا سکیں۔

مقامی زبان و ادب کا عروج:۔ گیارہویں سے تیرھویں صدی کے دوران میں ہونے والی تہذیبی، سماجی اور معاشی تبدیلیوں نے جس جاگیردارانہ سماج کو جنم دیا اس کی اساس مختلف طبقوں پر تھی۔ طلباء اور معلمین کے علاوہ اب حصولِ علم کی خواہش تعلقہ دار اور زمیندار طبقہ میں بھی پیدا ہونے لگی تھی پھر جرمن اور نارڈک نسل کے حملہ آور لاطینی زبان سے بالکل ناواقف تھے ۔ یہ

www.taemeernews.com

بدلتے ہوئے وہ سماجی تقاضے تھے جن کے زیر اثر مقامی زبان میں علمی سرگرمیاں تیز تر ہوئیں۔ فرانس ان سرگرمیوں کا مرکز بن گیا۔ بہت سی نظمیں مقامی زبان میں لکھی گئیں۔ فرانسیسی زبان میں نشان زدن دی گئیں، فیبلیا انگریزی کی بی دلف اٹرستانی زبان کی ایداس اور اسپینی زبان میں ایل سیڈ اس طرح کے ادب کی مثالیں ہیں۔ دانتے کی نظم طربیہ خداوندی نے جو اطالوی زبان میں لکھی گئی تھی تخلیقی ادب کی بلندیوں کو چھو لیا۔ دوسرے لفظوں میں اب مقامی بول چال کی زبان بھی ادبی خیالات کے اظہار کا ذریعہ بن گئی۔

حواشی وحوالے

۱۔ دیکھیے رچرڈ ہنٹ۔ دی سم آف نالج : یونیورسٹیز اینڈ لرننگ مشمول جون آیونس، مرتب۔ دی فلاورنگ آف دی مڈل ایجز۔ نیویارک ۱۹۶۶ ص ۱۷۹-۲۰۲

۲۔ ریشڈل ہیسٹنگز۔ دی یونیورسٹیز آف یورپ ان دی مڈل ایجز مرتبہ ایف ایم۔ پووک اینڈ اے۔ بی۔ ایمڈن۔ ۳ ج۔ لندن۔ ۱۹۳۶

www.taemeernews.com

عہد وسطی۔جدید دور

تیرھویں صدی تک سماجی و معاشی ترقی اور تہذیب و تعلیم کے میدان میں نمایاں پیش رفت ہو چکی تھی۔ ایک جانب مطالعہ کی آتش شوق تیز تھی تو دوسری جانب کتابوں کی فراوانی تھی۔ ایسے ماحول میں اگر سیاسی حالات پرسکون ہوتے تو کتابوں کے ذخیرہ کا جمع ہو جانا اور چند بہت عظیم الشان کتب خانوں کا عالم وجود میں آجانا کچھ عجب نہیں تھا۔ لیکن یہ دور مسلسل جنگوں کا دور تھا اور اسی دور میں چند آفات آسمانی بھی نازل ہوئیں۔ سو سالہ جنگ اور اندھیری موت Black Death کے حادثے نے یورپ میں چودھویں صدی کو سب سے عبرتناک صدی میں تبدیل کر دیا۔ صرف اندھیری موت کے عتاب سے یورپ اور انگلستان کی ایک تہائی آبادی برباد ہو گئی گھر کے گھر اور خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے۔ زمیندار کارندے اور کسان مٹ گئے۔ کاشتکاری کا کام بند ہو گیا۔ دستکاروں کی تعداد گھٹ کر چند نفوس تک رہ گئی۔ تجارت گھٹ گئی۔ خانقاہیں ویران ہو گئیں۔ مدرسے بند ہو گئے۔ اخراجات بڑھے اور جنگی ضرورت کے تحت عوام پر ٹیکس کا بار بڑھتا گیا۔ انگلستان اور فرانس میں کسانوں نے بڑھتے ہوئے ٹیکس کے خلاف بغاوت کر دی۔ ایک سو برس کی مسلسل جدوجہد کے خاتمے پر فرانس ایک قوم کی شکل میں وجود میں آیا لیکن قومی اتحاد حاصل ہوا تو آبادی ختم ہو چکی تھی۔ ملک کس مپرسی اور مایوسی کا شکار ہو گیا۔ اور وہ تمام علمی سرگرمیاں جن کے لیے گزشتہ صدیوں میں فرانس نے شہرت حاصل کی تھی یاد ماضی بن

www.taemeernews.com

کر رہ گئیں۔

سماجی افراتفری اور ابتلا کے اس دور میں صرف شاہی خاندان کے افراد، امرا، اہلِ کلیسا اور یونیورسٹیوں سے منسلک افراد ہی کتابوں تک اپنی دسترس قائم رکھ سکے۔ چارلس پنجم (۱۳۶۴ - ۱۳۸۰ عیسوی) نے علم دوستی کی سرپرستی کی اور اپنی اس خصوصیت کی بدولت عالمگیر شہرت کا مالک ہوا۔ اس نے بہت بڑا کتب خانہ قائم کیا۔ آگے چل کر یہ کتب خانہ فرانس کے عظیم الشان شاہی کتب خانہ کی بنیاد بنا۔ اس کے بھائی جین نے جو ڈیوک آف بیری تھا اپنی زندگی کے مختصر عرصہ میں تقریباً بیس قلعے تعمیر کیے اور اپنے دربار میں نادر زمانہ فن کاروں کو اکٹھا کیا۔ اسے کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ تاریخ کے بہت سے نایاب مخطوطے اس کی ملکیت بن گئے۔ اس کے ذخیرے میں بہت سی مذہب اور مطلا کتابیں تھیں جن میں بکس آف آورس Book of Hours بھی تھی۔ لے جنگ اور سماجی افراتفری کے اس دور میں ڈرہم کے بشپ رچرڈ ڈی بیری نے انگلستان میں پہلا ذاتی کتب خانہ قائم کیا اس میں ایک ہزار جلدیں تھیں۔ اس کا کتب خانہ زمانے کی دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکا لیکن کتابوں سے اس کے بے پناہ عشق کا اندازہ ہمیں اس کی کتاب فیلو بیلان سے ہوتا ہے۔ ٹے اس کتاب سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کتابوں کے جمع کرنے کے کیا طریقے اپنائے تھے۔ کتابوں کے موضوع پر فیلو بیلان اولین تصنیف تسلیم کی جاتی ہے۔

نشاط الثانیہ۔ چودھویں صدی یورپ کی طرح بازنطین سلطنت کے لیے بھی بدنصیبی کا پیغام لائی تھی۔ عثمانی ترکوں کی روز افزوں یورش نے بہت سے بازنطینی یونانیوں کو قسطنطنیہ سے فرار ہو کر اٹلی میں پناہ لینے پر مجبور کیا۔ نقل وطن کے دوران یہ لوگ اپنے ساتھ بہت سے مخطوطات بھی لے گئے۔ اٹلی کے دانش وروں نے ان تارکین وطن کو سینے سے لگایا اور انھیں لاطینی اور یونانی زبان کی تعلیم کے لیے مدارس کے قائم کرنے میں پوری مدد دی۔

اٹلی۔ اٹلی میں یونانی تہذیب کو خوش آمدید کہنے کے لیے میدان ہموار کرنے کا سہرا پیٹرارک Petrarch (۱۳۰۴ - ۱۳۷۴ عیسوی) کے سر ہے۔ وہ پہلا شخص ہے، جس نے قدیم یونانی اور لاطینی ادب کی قدر کی۔ پیٹرارک کو

www.taemeernews.com

نظریہ انسانیت پسندی کا باوا آدم بھی کہتے ہیں؟ اس نے عہد وسطی کے تمدنی ماحول میں قدیم کلاسیکی ادب کے لیے عقیدتمندی کا جذبہ پیدا کیا۔ قدیم مخطوطات کی تلاش کے دوران اس نے پرانی خانقاہوں اور فراموش کتب خانوں کا سراغ نکالا۔ اس کی تلاش و جستجو کی بدولت عرصہ دراز سے معدوم قدیم لاطینی تصانیف دوبارہ بازیاب ہوئیں۔ ان میں سسرو CICERO کوئنٹی لین QUINTILIAN پلوٹس PLAUTUS لیوسیریٹیس LUCRETIUS کی تصانیف شامل ہیں۔ وہ وینس سے بے پناہ محبت کرتا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ اس کے انتقال کے بعد اس کا کتب خانہ وینس شہر کے باشندوں کے زیر انتظام رہے۔ اس خواہش کے تحت اس نے اپنا کتب خانہ سینٹ مارکس St. Mark's کو دے دیا تھا۔

پیٹرارک سے متاثر ہو کر بوکاسیو Boccasio لاطینی کلاسیکی ادب پڑھنے کی جانب مائل ہوا۔ یونانی مصنفین کو ان کی اپنی زبان میں پڑھنے کے شوق میں اس نے یونانی زبان سیکھی بہت سی قدیم خانقاہوں میں جا کر وہاں سے اس نے مخطوطات کی نقلیں حاصل کیں۔ اس نے ٹیسی ٹس Tacitus کی تصانیف کو اپنے مطالعہ کا خاص موضوع بنایا۔ ٹیسی ٹس کی کتاب ہسٹوریز Histories کا قلمی نسخہ اسے غالباً مونٹی کسینو کی خانقاہ میں دستیاب ہوا تھا؟

قدیم مخطوطات کی تلاش کے کام میں پوگیو بریسیولینی Pogio Bracciolini سب سے پیش پیش تھا۔ اس نے کلنی Clunny سینٹ جال؟ اور فرانس و جرمنی کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی تمام خانقاہوں کو چھان مارا اور قدیم لاطینی ادب کے بہت سے مخطوطات ڈھونڈھ نکالے۔ شہروں اور یونیورسٹیوں کے عروج کے نتیجے میں اب خانقاہوں کی جانب سے بے اعتنائی برتی جانے لگی تھی۔ قیمتی مخطوطات گرد دھول اور کیڑوں مکوڑوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیے گئے تھے۔ بہت سی خانقاہوں میں سے وہاں موجود مخطوطات کے صفحات یا ان کے بیش قیمت حصوں کو کاٹ کر فروخت کر دیا گیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق بوکاسیو مونٹی کسینو میں مخطوطات کی حالت زار دیکھ کر رو پڑا۔ سینٹ جال کے گرجا گھر میں پوگیو کو بہت سے مخطوطات سیلن کے شکار میناروں میں نہایت غیر محفوظ حالت میں ملے۔

قسطنطنیہ پر عثمانی ترک گزشتہ ایک سو برس سے حملہ آور ہو رہے تھے آخر انھیں

www.taemeernews.com

۱۴۵۳ء میں فتح ہوئی اور اس طرح بازنطین کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ علم و ثقافت کے میدان میں قسطنطنیہ کی دین کا ذکر ایک دانشور نے درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

"سلطنت کے مشرقی علاقہ کا دار الحکومت بہت مستحکم ثابت ہوا اور صدیوں یورپ پر وحشی اقوام" (مسلمان قوم) کے مقابل ایک فصیل کی طرح ڈٹا رہا۔ اس طرح اس نے مغربی اقوام کو اپنی حفاظت میں رکھا۔ مغربی اقوام اس عرصہ میں اپنی تہذیبی پختگی کے عمل کی تکمیل کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ قسطنطنیہ نے قدیم یونانی تہذیب کے علمی سرمایہ کو اس وقت تک محفوظ رکھا جب تک کہ حملہ آور قومیں خود تہذیب کی اس سطح پر نہیں پہونچ گئیں جہاں وہ اُسے اپنا سکتی تھیں۔" ۳۵

شکست قسطنطنیہ کو ہم نشاۃ الثانیہ کا محرک تو نہیں قرار دے سکتے لیکن یہ ضرور ہے کہ اس کے نتیجہ کے طور پر یورپ میں یونانی اور لاطینی ادب کی اشاعت کو وسعت ملی اور دانشوری کی اس روایت کو جسے پٹرارک، بوکا سیو اور دوسرے لوگوں نے شروع کیا تھا، بڑا سہارا ملا۔

"نشاط الثانیہ کے لغوی معنی آزادی کی حیات نو کے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں روح انسانی اپنی آزادی رائے اور اپنے جذبہ احساس کو دوبارہ حاصل کرلے۔ اس وسیع کائنات کے اور خود اپنی ذات کے حسن کو فن کی راہ سے پہچان لے۔ سائنسی میدان میں کلیۂ علت و معلول، مذہب میں آزادی ضمیر، ذہانت اور خردمندانہ انداز کے ساتھ تہذیبی اقدار کے احساس کو پیدا کرلینا اور سیاسی آزادی کے ضابطے وضع کرنے کی صلاحیت پیدا کرلینا نشاۃ الثانیہ ہے۔ اگر عہد وسطیٰ کے معلم کلیسا تھے تو نشاۃ الثانیہ کے دور میں انسانیت پسندی کا نظریہ اور ذوق کی بلندی تہذیبی اقدار کی راہ سے آئے۔" ۳۶

قدیم یونانی اور لاطینی مصنفین کی کتابوں کے مخطوطات کی تلاش کا شوق اور اس کے لیے انتھک کوشش، ان کو پڑھنے اور ان کے مفہوم کو سمجھنے کا اشتیاق، ان کے طرز بیان کے اتباع کا شوق عظیم الشان کتب خانوں قائم کرنے اور ان کی

www.taemeernews.com

کتابوں کی محفوظ رکھنے اور ان سے استفادہ کرنے کا عمل، اٹلی کے نشاۃ الثانیہ کے دور یا دورِ مسلک انسانیت کی چند نمایاں خصوصیات تھیں "یہ عقیدت مندی اور سب کچھ سمیٹ لینے کے جذبہ کے تحت کتابوں کی ذخیرہ اندوزی کا دور تھا اور ابھی تنقیدی ژرف نگاہی نہیں پیدا ہوئی تھی"۔

اٹلی میں فلورنس نشاۃ الثانیہ کا مرکز بن گیا اس شہر میں میدیچی Medici خاندان کے فرد علم وفن اور تہذیب و تمدن کے زبردست مُربی تھے۔ اس سلسلے میں کوسیمو ڈی میڈیچی Cosimo de Medici (جو ۱۴۶۴ عیسوی تک حکمراں رہا) کا نام سرِ فہرست آتا ہے۔

اس نے لاطینی کلاسیکی ادب کے کچھ مخطوطات کی تلاش میں اپنے نمائندے پوری دنیا میں بھیجے اور سان مارکو San Marco اور میڈیچی لائبریریاں قائم کیں۔ موخرالذکر آج بھی فلورنس کی لارنشین لائبریری کے جزو کی حیثیت سے موجود ہے۔ فلورنس کا کتب خانہ اس کے پوتے نے قائم کیا تھا اور اپنے مورث اعلیٰ کے قدم پر چل کر وہاں یونانی اور لاطینی کلاسیکی ادب کی کتابیں جمع کیں تھیں۔

مسلک انسانیت کا دور تلاش و جستجو کا دور تھا۔ بازنطینی سلطنت کی شکست کی بدولت اہل یورپ کے لیے مشرقی دنیا تک پہنچنے کے خشکی کے راستے بند ہو چکے تھے سمندری راستے کی تلاش میں بارتھولومیو دیاز Bartholomeo Diaz نے ۱۴۸۸ عیسوی میں راس گڈ ہوپ کا چکر لگایا اور کولمبس اور واسکو ڈی گاما اپنے اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ ۱۵۲۷ء میں روم کی تباہی کے ساتھ نشاۃ الثانیہ کا مرکز شمالی یورپ کی طرف منتقل ہو گیا۔ شمالی یورپ میں ترسیل علم کا ایک نیا وسیلہ جنم لے رہا تھا۔ ایک ایسا وسیلہ جو جلدی ہی علم کو نہ صرف قدیم علم بلکہ جملہ علوم کو پورے نسل انسانی کی دسترس میں کر دے گا۔

حرکی ٹائپ سے طباعت: مخطوطات کا خانقاہوں میں تحفظ، مسلک انسانیت کے پیروکاروں کی گمشدہ اور گمنام مخطوطات کی تلاش کی کوششیں، سقوط قسطنطنیہ کے ساتھ ساتھ لاطینی اور یونانی زبان کے مخطوطات کے [illegible] اٹلی اور یورپ کے دوسرے مقامات کی جانب منتقلی، یہ تمام عہد وسطیٰ میں علم

www.taemeernews.com

کے خزانہ کو آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کی خواہش کا مظہر ہیں اور لائق تحسین ہیں لیکن اگر طباعت کا فن وجود میں نہ آتا تو ان تمام کوششوں کا نتیجہ محض عارضی کامیابی ہو کر رہ جاتا۔ نشاۃ ثانیہ نے کتابوں کی مانگ کو بہت بڑھا دیا تھا۔ اور یہ مانگ ہاتھوں سے نقل کی ہوئی کتابیں نہیں پورا کر سکتی تھیں۔ ترسیل علم و تخیل کے لیے نئے اور تیز رفتار نقل کے طریقے کی ضرورت کا احساس بہت شدت کے ساتھ پیدا ہو رہا تھا۔ طباعت کا ڈھنگ تو انسان نے مصر اور بابل کی تہذیب کے دور میں ہی سیکھ لیا تھا۔ لوگ لکڑی یا دھات پر کندہ مہروں سے نرم مٹی یا موم پر چھپائی کیا کرتے تھے۔ کھدے ہوئے حروف کی مہروں کی مدد سے چین میں پانچویں صدی میں چھپائی کا کام شروع ہو چکا تھا۔ ۸۶۸ عیسوی میں چین میں کتاب کے پورے صفحہ کو لکڑی کے ٹھپہ پر کندہ کر کے اس کی مدد سے ایک پوری کتاب چھاپی گئی تھی۔ یورپ میں لکڑی کے ٹھپہ کی مدد سے طباعت چودھویں صدی میں شروع ہوئی۔ حرکی حروف یا حرکی ٹائپ کے بارے میں بھی اولیت کا مقام چین کو دیا جاتا ہے۔ ممکن ہے یورپ کے لوگوں نے یہ بات اس زمانے میں ہی سن رکھی ہو۔ ہو سکتا ہے انھیں اس کے نمونے بھی دیکھنے کو ملے ہوں لیکن طباعت کا جو ڈھنگ یورپ میں وجود میں آیا یہ وہاں کے مقامی حالات کا نتیجہ تھا۔[۱۸]

طباعت کے کام میں استعمال ہونے والی اشیاء یورپ میں پہلے سے دستیاب تھیں سستے داموں اور وافر مقدار میں کاغذ، دھات پر لگ جانے کی صلاحیت رکھنے والی سیاہی پریس مشین جس کی مدد سے دھات کی سطح اور کاغذ کی سطح کا اتصال باہم ممکن ہو، دھات کو گلانے کا فن یا میٹالرجی، غرض کہ پندرہویں صدی کا یورپ ان سب چیزوں سے واقف تھا۔ جان گٹن برگ کا کارنامہ ان منتشر معلومات اور سامان کو یکجا کرنا اور چھپائی کے کام میں درکار تکنیکی صلاحیت کو بہم پہونچانا تھا اور اس کے اسی کارنامہ کی بدولت چھپائی کی ایجاد کا سہرا اس کے سر باندھا جاتا ہے۔ "تاریخ نوع انسان" میں ہے "یہ غیر معمولی واقعہ جرمنی میں مینز [illegible] کے اطراف میں ۱۴۴۰ اور ۱۴۵۰ کے درمیان ہوا۔"

اولین مطبوعہ نسخے جس پر کوئی تاریخ بھی ثبت ہے ۱۴۵۴ کا پوپ کا معافی نامہ ہے۔ بیالیس سطری بائبل جسے ہم عرف عام میں گٹن برگ بائبل کہتے ہیں اور جو عام طور پر یورپ کی سب سے پہلی مطبوعہ کتاب کہی جاتی ہے اس کے دو سال بعد مکمل ہوئی۔ صدی۔ [illegible]

www.taemeernews.com

تک طباعت کا فن پورے یورپ میں عام ہو چکا تھا۔ اس صدی میں جرمن طباعت کے مراکز میں نورمبرگ کو سب سے زیادہ شہرت حاصل تھی۔ نورمبرگ میں ممتاز طابع انتون کوبرگر Anton Koberger تھا۔ اس کی سب سے مشہور کتاب لیبر کرونی کیرم Liber Chronicarum تھی اس میں ۱۸۰۰ چوبی نقش تھے یہ کتاب ۱۴۹۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ انگلینڈ میں ولیم کیکسٹن نے ۱۴۷۴ اور ۱۴۷۶ عیسوی کے درمیان انگریزی زبان کی پہلی کتاب شائع کی۔ اس کا نام ریکوئیل آف دی ہسٹری آف ٹرائے Recuyell of the History of Troy تھا۔

پندرہویں صدی میں یورپ میں جو کتابیں شائع ہوئیں ان میں سے آدھی کتابیں مذہبی موضوعات پر تھیں۔ ان میں انجیل مقدس، پادریوں کی تصانیف، ان کے لیے ہدایت نامے اور رسالہ جات تھے۔ ۱۵۰۱ عیسوی سے پہلے شائع تمام کتابوں کو انکونابولا Incunabula یا مہدی مطبوعات کہتے ہیں۔ سولہویں صدی میں وینس جو تجارتی سرگرمیوں کی بدولت پہلے ہی ایک اہم شہر بن گیا تھا اب طباعت کا بھی ایک بڑا مرکز بن گیا۔ اس وقت یہاں مشہور زمانہ حرف ساز نیکولاس جن سن Nicholas Jenson اور مشہور ناشر آلڈس مینوٹی اس Aldus Manutius موجود تھے۔ مینوٹی اس نے جملہ لاطینی اور یونانی کلاسیکی ادب کے جیبی اڈیشن شائع کیے تھے۔

پندرہویں صدی میں ویٹی کن Vatican کا کتب خانہ سب سے اہم مقام رکھتا تھا۔ پوپ نکولاس پنجم Pope Nicholas کسیموڈی میڈیچی کے کتب خانہ کا خاکہ بنانے والوں میں شریک تھا۔ وہ اس کتب خانہ کے لیے مخطوطات کی تلاش کی مہم میں بھی شریک رہ چکا تھا۔ پوپ کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد اس نے اپنے ذاتی کتب خانے کی کتابیں ویٹی کن کے کتب خانہ میں شامل کردیں اس میں تقریباً ۳۵۰ مخطوطے بھی تھے اس نے کلاسیکی ادیبوں کے مخطوطات کو تلاش کرنے کا کام بھی کیا۔ اپنے مہتمم کتب خانہ تورتیلی Tortelli کی رفاقت میں اس نے یونانی علوم کے مکمل لاطینی ترجمہ کا منصوبہ بنایا۔ اس کتب خانہ میں عیسائی پادریوں کی تصانیف کے ساتھ ساتھ کلاسیکی ادب، مسلک انسانیت کے موضوعات اور دوسرے علمی موضوعات پر کتابیں موجود تھیں۔

www.taemeernews.com

پوپ سکس ٹس چہارم Pope Sextus IV نے نہ صرف یہ کہ پوپ نکولاس کی روایت کو قائم کیا بلکہ کتب خانہ کے ایک حصہ کو عوام کے واسطے کھول دیا۔

ذاتی نوعیت کے کتب خانوں میں ڈیوک آف اربینو Duke of Urbino کا کتب خانہ ممتاز حیثیت کا مالک تھا۔ اس وقت تک جن لاطینی اور یونانی تصانیف کا سراغ لگ سکا تھا اس کتب خانہ میں وہ تمام موجود تھیں۔

سولہویں صدی کے فرانس میں طباعت کے میدان میں ممتاز افراد میں ہنری اور رابرٹ اسٹین Henry اور اس کا لڑکا Robert Estenne ہنری، کلاڈ گیرمانڈ Claud Garamond اور جینوفری طوری Geofroy Tory کا نام سر فہرست ملتا ہے۔ اسی دور میں انیٹ وریپ کے مقام پر کرسٹوفر پلانتین Christopher Plantin اپنے فن کے لیے مشہور تھا۔ اس کے بانی پریس تھے۔ اس کی شائع کردہ کتابوں میں ہفت زبان انجیل مقدس Polyglot Bible مشہور ہے۔

اسی دور میں لوگوں میں مروج عیسائی رسم ورواج اور عقاید کے بارے میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہونے لگی تھی۔ اور آخر کار اس بے چینی کا نتیجہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے وجود میں آنے کی شکل میں نکلا۔ عقاید میں بے چینی اور نشاۃ ثانیہ دونوں نے تعلیم سے لوگوں کی دلچسپی کو بڑھا دیا۔ مقامی زبان میں دستیاب کتابوں کی تعداد لاطینی زبان کی کتابوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہوگئی۔ حرکی حروف کی ایجاد نے کتابوں کی دستیابی کو آسان بنا دیا۔ علم عام ہوا بلکہ ادب کی نشر واشاعت میں توسیع ہوئی۔ قومی سطح پر پیدا ہونے والے ادب کو فروغ ہوا۔ ادبی تنقید کو عروج ملا اور نشر واشاعت کا کام بحیثیت ایک پیشہ کے وجود میں آیا۔ تصنیف وتالیف کا کام جو اب تک خانقاہوں اور یونیورسٹیوں کی چہار دیواری تک محدود تھا۔ اب عام ہوا اور کتب خانے اور ان میں موجود کتابوں کی تعداد کو فروغ ملا۔

ایریسمس Erasmus شمالی یورپ میں دور نشاۃ ثانیہ کا ایک ممتاز دانشور تھا۔ وہ لاطینی اور یونانی دونوں زبانوں پر یکساں عبور رکھتا تھا۔ اس نے جو کتابیں طرز تحریر اور نحو کے اصولوں پر مرتب کیں۔ اس کے لاطینی اور یونانی زبان سے کیے گئے ترجمے اور ترتیب وتدوین متن یہ سب آئندہ نسلوں کے لیے لاطینی

www.taemeernews.com

نحو اور بلاغت کے سیکھنے میں اور اس طرح علم ذدانش وری کی روایت کو پروان چڑھانے میں بہت معاون ثابت ہوئے ایرنسمس اور سولہویں صدی کے دوسرے دانش وروں کے پیش نظر پندرھویں صدی کے محققین مثلاً پوگیو Poggio کے جمع کیے ہوئے مخطوطات کی ترتیب دار تدوین، ان پر ناقدانہ نظر ڈالنے اور انھیں طباعت کے لیے تیار کرنے کا کام تھا. اس کام میں ان کے ساتھ صاحب علم ناشر بھی شریک تھے۔[12]

فرانس میں، شاہ فرانسس، فرنیس اول نے جو علم فن کا بڑا قدر دان تھا، نشاۃ الثانیہ کو وسعت پذیر ہونے کے مواقع فراہم کیے. اس نے لاطینی، یونانی اور عبرانی زبانوں کے پروفیسر کے عہدے قائم کیے. اور مصنفین اور دانش وروں کو اپنی پناہ میں لے کر ان کی ہمت افزائی کی. آگے چل کر یہ عہدے فرانس یونیورسٹی College De France کے بنیادی مرکز کی صورت اختیار کر گئے. اس نے تمام شاہی کتب خانوں کو گلام بودے Guillaume Bude کے اہتمام میں فونتین بلو Fontaine Bleau کے مقام پر جمع کر دیا. گلام بودے نہ صرف ایک زبردست عالم تھا بلکہ مسلک انسانیت کے جملہ پیروکاروں میں ممتاز حیثیت کا مالک تھا. فرانسس اول نے اپنے کتب خانہ کے واسطے یونانی اور مشرقی ممالک سے بھی مخطوطات منگوائے. اس نے ۱۵۳۷ عیسوی کے ایک قانون کے مطابق فرانس کے جملہ ناشروں کی یہ ذمہ داری قرار دی کہ وہ یونانی زبان میں چھاپی جانے والی ہر کتاب کا ایک نسخہ اس کتاب خانہ میں ضرور جمع کریں. اس کی ان کوششوں کی بدولت کتب خانہ کو بہت فروغ ملا.

نجی کتب خانوں میں جین گرولیر Jean Grollier اور جیک آگسٹ دی تو Jacques Auguste De Thou کے کتب خانے خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں. یہاں طلائی حروف سے مزین کتابیں بھی موجود تھیں.

جرمنی میں لاطینی اور اطالوی ادب تک اکثریت کی دسترس کی خاطر مقامی زبانوں میں اس کے تراجم شائع کیے گئے. نشاۃ الثانیہ کے دور کی صفات میں ہم ذوق کی بلندی، نفاست طبع اور ثقافتی پیش رفت کو شمار کر سکتے ہیں. یہ خوشنما اور حسین

www.taemeernews.com

جلدوں میں بندھی ہوئی کتابوں کا دور تھا ایسے کتب خانوں کا دور تھا جن کے شاندار ذخیروں سے تعلیم اور جمالیاتی ذوق دونوں کو جلا ملتی تھی

پروٹسٹنٹ اصلاحات کا دور

پندرہویں صدی کے ختم ہوتے ہوتے مسلک انسانیت بھی روبہ زوال ہونے لگا۔ لوگوں میں لاطینی اور یونانی علوم کے مطالعہ کے بجائے علوم اور اخلاقیات کے مطالعے کا شوق پیدا ہوا۔ دانشوری کے جوہر پروٹسٹنٹ اور کیتھولک فرقوں کے درمیان نزاعی مسائل پر بحثوں کی شکل میں کھلنے لگے۔ مذہبی اصلاح کی بظاہر معمولی کوشش جو کیتھولک چرچ کے چند خامیوں کی درستی کے لیے شروع کی گئی تھی چند ہی برسوں میں وسطی اور شمالی یورپ کے ممالک میں پروٹسٹنٹ فرقہ کے مختلف گروہ کی شکل میں ابھر کر سامنے آ گئی۔

"اصلاح کی پوری تحریک جدید ذہن کی تیز گامی کا صرف ایک رخ ہے جس کی ابتدا کو ہم نشاۃ الثانیہ کا نام دیتے ہیں۔۔۔ دور اصلاح مذہبی خیالات اور قومی سطح کی سیاست کے میدان میں اسی فکر کی جرأت اور آزادی کی غمازی کرتے ہیں جو ہمیں نشاۃ الثانیہ میں ثقافت، فن کاری اور سائنس کی شکل میں نظر آتی ہے" [14]

مذہبی مناظرہ اور اخلاق بحثوں کے اس دور میں بہت سے خانقاہی کتب خانے ختم ہو گئے اور بہت سے منتشر ہو گئے۔ ہاں چند مقامات پر ایسا بھی ہوا کہ پورے کا پورا کتب خانہ کیتھولک انتظام سے نکل کر پروٹسٹنٹ تولیت میں آ گیا۔ مارٹن لوتھر نے اچھے کتب خانوں کے قیام کی ہمت افزائی کی۔ چنانچہ جرمنی میں جو میونسپل کتب خانے آج دکھائی دیتے ہیں یا کتب خانوں کی جو عمارتیں دکھائی دیتی ہیں۔ وہ اسی دور کی یادگار ہیں۔ اس زمانے میں کلیسائی کتب خانوں اور نجی کتب خانوں کی اتنی بہتات ہو گئی تھی کہ جرمنی کتب خانوں کا ملک بن گیا تھا[15]

اس کے برعکس سولہویں صدی انگلینڈ کے لیے کتب خانوں کے نقطہ نظر سے سازگار نہیں ثابت ہوئی۔ ہنری ہشتم نے ۱۵۳۵ اور ۱۵۳۹ کے درمیان بہت سی خانقاہوں کو بند کرا دیا۔ ان کی املاک ضبط کر لیں اور خود رکھ لیں یا اپنے مقرب درباریوں

www.taemeernews.com

کے درباریوں کے درمیان تقسیم کردیا۔ کتب خانے ضائع ہو گئے، کتابیں فروخت کر دی گئیں اور دوسرے ملکوں کو منتقل کردی گئیں۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ان میں سے چند کتابیں راہبان عالی مقام اپنے ساتھ اپنے نئے ٹھکانوں پر لے گئے، قدیم سکّے اور مخطوطات کو جمع کرنے کے شوقین سر رابرٹ بروس کاٹن Sir Robert Bruce Cotton نے بند ہونے والی خانقاہوں سے بہت سے مخطوطات محفوظ کرلیے اسی میں لنڈس فارنے کی گاسپل بھی شامل تھی۔ [۱] یہ دور تھا جب آکسفورڈ اور کیمبرج میں بھی طلبہ کی تعداد گھٹ گئی تھی۔ اور جو مدارس مذہبی اداروں کے ساتھ منسلک تھے ان کا تو نام و نشان نہیں باقی رہا۔

اسپین میں فلپ ثانی نے سان لورینزو ڈی اسکوریل Sanlorenzo Del Escorical کی خانقاہ میں جو میڈرڈ شہر کے باہر واقع تھی، ایک شاہی کتب خانہ قائم کیا۔ یہاں اس نے اپنے ذاتی کتب خانے کی کتابیں بھی جو دو ہزار جلدوں پر مشتمل تھیں جمع کرادیں۔ کتب خانے کو یونانی، لاطینی اور عربی زبان کی جو کتابیں تحفہ کی شکل میں حاصل ہوئیں ان کی بدولت یہاں کا ذخیرہ بہت قیمتی حیثیت کا بن گیا۔ یہ تحفے جو شاہی سفیر اپنے اٹلی، جرمنی اور فلینڈرس کے سفر سے واپسی پر اپنے ساتھ لاتے تھے عموماً ان ملکوں کے ممتاز اہل قلم کی نگارشات ہوتے تھے۔ کتب خانہ کی عمارت بھی اپنے ذخیرہ سے کچھ کم شاندار نہ تھی۔ [۲]

www.taemeernews.com

حواشی و حوالے

۱. دی بے لے آدرس آف جین، ڈیوک آف بیری، پرنس آف فرانس و توراین انڈ ڈکشن بائی جیمس جے۔ روری مر۔ نیویارک ۱۹۵۷، مختلف صفحات

۲. رچرڈ ڈی بری [رچرڈ انگرویل] دی فیلو بیلان۔ برکلے کیلی فورنیا ۱۹۴۸

۳. مسلک انسانیت کے پیرو کاروں کا زور عہد وسطیٰ کے مذہبی امور سے پُرمواد کے بجائے انسانی پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے یونانی اور لاطینی مواد کے مطالعہ پر تھا۔

۴. دیکھیے صفحات ۲۰۔ ۲۱

۵. دیکھیے صفحات ۴۳، ۴۴

۶. سینڈرلیس۔ اے ہسٹری آف کلاسیکل اسکالرشپ۔ ص ۴۹۳

۷. جان ایڈنگٹن سائمنڈس۔ رینا ساں ان اٹلی: دی ایج آف دی ڈیسپاٹس نیویارک ۱۸۸۸، ص ۲۸

۸. سائمنڈس۔ رینا ساں ان اٹلی: دی ایج آف ڈیسپاٹس ص ۲۱

۹. اگرچہ اٹلی کے لیے یہ دانش وری اور فن کارانہ سربلندی کا دور تھا لیکن سیاسی نقطہ نظر سے یہ خانہ جنگی کا دور تھا۔ اٹلی مختلف ریاستوں میں منقسم تھا جو آپس میں برسرپیکار تھیں پھر فرانس جرمنی اور اسپین سے بھی جنگیں چل رہی تھیں روم کو سپین کے بادشاہ چارلس ہفتم کی فوجوں نے تاراج کر دیا تھا۔

www.taemeernews.com

۱۰۔ جان ایڈون۔ سینڈیس۔ اے ہسٹری آف کلاسیکل اسکالرشپ ج ۲ فرام دی اینڈ آف دی ریوائیول آف لرننگ ٹو دی اینڈ آف دی ایٹینتھ سنچری۔۔۔۔ کیمبرج ۱۹۰۸ ص ۹۵۔

۱۱۔ میکمری۔ دی بک۔ ص ۱۲۳۔ طباعت کی ایجاد کے سلسلے باب ۱۰۱-۱۷۶ دیکھئے

۱۲۔ سینڈیس۔ ج ۲۔ ص ۹۶

۱۳۔ دیکھئے صفحات ۳۱A - ۵۵

۱۴۔ سائمنڈس۔ رینیاساں ان اٹلی۔ ص ۲۶

۱۵۔ الفریڈ ہیسل۔ ہسٹری آف لائبریریز ترجمہ روبن پیس ہبار۔ ۲۔ نیویارک ۱۹۵۵، ص ۵۵۔

۱۶۔ دیکھئے صفحات ۲۳-۲۴

۱۷۔ جان ڈبلیو ڈنگمری۔ مترجم اے سیونٹینتھ سنچری ویو آف یوروپین لائبریریز (لومیر کی دی ببلیوتھیکس کے باب x کا ترجمہ) برکلے کیلی فورنیا، ۱۹۶۲۔ ص ۸۵-۶۰

www.taemeernews.com

روشن خیالی کے دور سے بیسویں صدی تک

سترھویں صدی کے سائنسی انقلاب کی اساس نشاۃ الثانیہ کے اعلیٰ علمی اور فنی کارنامے تھے بسلک انسانیت کے پیروکاروں نے عہد قدیم کی تاریخ کے تجزیہ کی غرض سے قدیم مخطوطات کے مطالعہ کی جانب اب ناقدانہ رویہ اپنانا شروع کر دیا تھا. اب فلسفہ، ادب، سائنسی موضوعات اور فنون لطیفہ پر کتابیں تلاش کی جانے لگیں، فلکیات طب، اور طبیعیات کے مطالعہ کو فروغ ملا. امریکہ اور شرقی دنیا کے نئے ملکوں کی تلاش اور جستجو کی وجہ سے نقشہ سازی کا کام بہتر سائنسی اصولوں پر کیا گیا. علوم کو فروغ دینے میں چھاپہ خانہ نے جو بجائے خود ایک سائنسی کارنامہ تھا ایک زبردست محرک کا کام دیا.

گلیلیو، کیپلر، فرانسس بیکن اور ڈیکارٹ کی قیادت میں جو سائنسی دور ابھر رہا تھا اس کی نظریاتی سائنسی کی اساس اور سائنسی انداز فکر پر جمتے لگی تھیں. عملی دنیا میں سائنسی انداز فکر کی بدولت ڈاکٹر، تاجر، وکیل اور اسی طرز کے دوسرے پیشہ ور افراد اب سماج میں ابھرنے لگے تھے. ان ہی لوگوں کے پاس دولت بھی تھی. مذہب کی جگہ اخلاقی قدروں پر سماج کی تشکیل، عقیدہ کے برعکس عقل پر زور، اور اقتدار کو بے چوں و چرا تسلیم کرنے کے بجائے اس کا احتساب، یہ تمام رجحانات اب مذہبی رہنماؤں کے گھٹتے ہوئے اقتدار کی نشاندہی کر رہے تھے نو آبادیات کے قیام، سلطنت کی حدود میں توسیع اور مہم جوئی کا دور تھا.

www.taemeernews.com

اب جملہ علوم پر مواد دستیاب تھا اور ضرورت اس کی قدر و قیمت کا اندازہ کرنے کی تھی، دوسرے لفظوں میں تنقیدی ادب کی تخلیق کے لیے فضا سازگار تھی۔ مطبوعات اور مخطوطات پر مبنی کتب خانوں کے قیام کو فروغ ملا۔ اس دور کے ایک تجزیہ نگار نے کیا خوب لکھا ہے "یورپ کی تاریخ کے اس نازک دور میں جن عوامل نے ذہن انسانی میں ایک نظم اور ترتیب پیدا کی، توہمات سے چھٹکارا حاصل کرنے میں معاون ہوئے اور رواداری کو رواج دینے کی راہ ہموار کی ان میں کتب خانے سرِ فہرست ہونگے"

سترھویں صدی قومی سطح کے چند عظیم کتب خانوں کے قیام کے لیے بھی قابل ذکر ہے[۲]۔ ان میں برلن کی پروشین اسٹیٹ لائبریری (۱۶۵۹) کوپن ہیگن کی کونگلے بلیوتھک (۱۶۶۱) اور اسکاٹ لینڈ کا قومی کتب خانہ (۱۶۸۲) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

فرانس کے شاہی کتب خانہ بلیوتھک دو روا Bibliotheque Du Roi کے کتابوں کی ایک فہرست ۱۶۲۲ میں نکولاس ریگالٹ Nicholas Regault نے مرتب کی۔ یہ لوئی چہاردہم کا دور تھا اور کتب خانہ کے مہتمم اعلیٰ کولبرٹ Colbert تھے۔ اس وقت پیرس میں کارڈینل میزارن Mazarin کا قیمتی کتب خانہ بھی موجود تھا۔ اس کتب خانہ کی تنظیم کا کام گیبریل ناڈ Gabriel Nande کے سپرد تھا جنھوں نے اسے ۱۶۴۲ میں منظم کیا۔ کتب خانہ میں کتابوں کی تعداد بہت مختصر عرصہ میں دوگنی ہوگئی۔ اس کتب خانہ کے دروازے اس شخص کے واسطے جو یہاں آکر پڑھنا چاہے کھلے رہتے تھے

اکسفورڈ یونیورسٹی کے کتب خانہ کی نئی تعمیر ۱۵۹۸ء میں سر تھومس بوڈلے کی نگرانی میں شروع ہوئی۔ ۱۶۰۲ء میں جبکہ کتب خانہ میں کل دو ہزار کتابیں تھیں۔ اسے عام استعمال کے واسطے کھول دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد سر تھومس نے کتابیں فروخت کرنے کی مشہور فرم اسٹیشنرس کمپنی Stationers co کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ اس کتب خانہ کو انگلستان میں چھپنے والی ہر کتاب کا ایک نسخہ مفت دیں۔ انہوں نے اپنے وصیت نامے میں اس کتب خانہ کے واسطے اپنی زمین اور جائداد بڑے پیمانہ پر وقف کردی۔

یورپ میں سترھویں صدی میں کتب خانوں کی مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے

www.taemeernews.com

جوہانس لومیر Johannes Lomier نے لکھا ہے کہ شاید ہی کوئی چھوٹا موٹا شہر کوئی یونیورسٹی یا کوئی سماجی اکائی ہوگی جہاں کتب خانہ نہ ہو۔ سترھویں صدی میں ہمیں کتب خانہ کی تاریخ پر دور جدید کی اولین کتاب ملتی ہے جسٹس لپسیس Justus Lipsius نے ببلیوسن تاگاما Biblio Syntagama کے نام سے ایک کتاب ۱۶۰۲ میں مرتب کی تھی۔ اس دور میں دوسری کتابیں بھی جو کتب خانہ کے انتظام، ان کے منصوبوں اور کتابوں کی درجہ بندی پر مرتب ہوئیں ان سے اس دور کے مزاج کی معقولیت پسندی ظاہر ہوتی ہے۔

لائبریری کے انتظامی پہلو پر اس دور میں مرتب ہونے والی بہت سی کتابوں میں ناڈے Naude کی تصنیف کو جو ۱۶۲۷ میں لکھی گئی اولیت حاصل ہے۔ اس کتاب میں نہ صرف کتب خانہ کے بنیادی مقاصد سے بحث کی گئی ہے بلکہ اس کے قیام، خصوصیات اور ترتیب ذخیرہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتب خانے کے مقصد کو بتاتے ہوئے ناڈے نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے کتب خانہ سے ہر خاص و عام کو استفادہ کی سہولت نہیں دیتا تو اس کے لیے کتب خانہ کی تنظیم کے اصولوں کا پڑھنا اور کتابوں کو جمع کرنے کے لیے روپیہ صرف کرنا ایک فعل عبث ہے۔

انگلینڈ میں کتب خانہ کے انتظام پر پہلی کتاب ۱۶۵۰ میں لکھی گئی۔ اس کے مصنف جان دری John Durie تھے کتاب کا نام ہے دی ریفارمڈ لائبریری کیپر The Reformed Library Keeper جان دری نے اس کتاب میں شاہی کتب خانہ کو صحیح معنوں میں ایک قومی کتب خانہ بنانے کے سلسلے میں تجاویز پیش کی ہیں۔ نصف صدی بعد ۱۶۹۷ میں رچرڈ بنٹلے Richard Bently نے اپنی کتاب پروپوزل فار بلڈنگ اے رائل لائبریری Proposal for Building a Royal Library شائع کی جس میں شاہی کتب خانہ کے قیام کی تجویز پیش کی گئی تھی۔

جرمنی میں لیب نز Wolfenhi Leibniz نے جو ولفن بیوٹل Hal کے کتب خانہ کا مہتمم تھا لائبریری کے قیام کو علمی اور تحقیقی ضرورت کے لیے لازمی قرار دیتے ہوئے اس کے اصولوں کا ایک خاکہ پیش کیا۔ لیب نز کے اصول

www.taemeernews.com

سترھویں صدی کی ہی طرح آج بھی صحیح ہیں۔ ان میں قابل ذکر اصول کتب خانہ کے لیے اطمینان بخش مالی امداد اور اس امداد کا پابندی کے ساتھ صحیح استعمال، جملہ علوم پر اہم کتابوں کے پابندی کے ساتھ حصول کا بندوبست اور کتابوں تک اکثریت کی آسان دسترس کے پیش نظر ان کی مضمون دار درجہ بندی' ہیں ؎ ۹

مختلف النوع کتب خانوں کے قیام کے علاوہ ہمیں اس دور کی تحقیق اور جستجو کی لگن کا اندازہ قومی سطح کے تحقیقی اداروں اور سوسائٹیوں کے قیام کی بدولت بھی ہوتا ہے اس کی ایک مثال رائل سوسائٹی کا قیام ہے جو مورخین، سائنداں اور فلسفیوں کی مشترک کوشش کے نتیجہ میں ۱۶۶۲ میں عمل میں آیا۔ اب انگلستانی گرجا گھر کے مذہبی سربراہ بھی اپنے مذہبی کارکنوں کی تعلیم کے لیے کتب خانہ کے قیام کی اہمیت سے متفق ہونے لگے تھے چنانچہ اس دور میں انگلستان کے بہت سے قصباتی گرجا گھروں میں کتب خانے قائم ہوئے گرجا گھر میں کتب خانہ قائم کرنے کی تحریک کے سرخیل انگلستان میں ریورنڈ تھومس برے اور ان کے رفقار تھے۔

اٹھارویں اور انیسویں صدی

سائنسی ترقی کی جو رفتار سترھویں صدی میں شروع ہوئی تھی اٹھارویں صدی میں قائم رہی۔ اور سائنس کے میدان میں عملی اور نظری دونوں پہلوؤں سے قابل ذکر پیش رفت ہوئی۔ مشینوں کی ایجاد کی بدولت صنعتی انقلاب ہوا اور محنت کشوں کا طبقہ وجود میں آیا۔ اس صدی کے آخری پچیس سالوں میں امریکی نوآبادیات کے انقلاب نے فرد کی عظمت اور سماج میں اس کے مقام کی جمہوری قدروں کو واضح کیا۔ فرانس کے انقلاب کی بدولت لوگوں کو جمہوری قوت کا احساس ہوا۔ اس انقلاب میں گرجا گھر اور خانقاہوں کے کتب خانے اب عوام کی ملکیت قرار پائے۔ فرانس میں غیر ملکی پناہ گزینوں کے کتب خانہ کو ضبط کر کے ان کی کتابوں کو ایک ادبی گودام میں جمع کر دیا گیا اور وہاں سے کچھ کتابیں نو یونیورسٹی کے کتب خانہ کو دے دی گئیں اور کچھ کو شاہی کتب خانہ میں جمع کر دیا گیا۔ شاہی کتب خانہ کا نام بدل کر قومی کتب خانہ کر دیا گیا۔ انقلاب سے پہلے عوام اس کتب خانہ سے ہفتہ میں صرف دو دن استفادہ کر سکتے تھے ؎۱۰ لیکن اب اسے روزانہ چار گھنٹے کے لیے کھولا جانے لگا۔ عوام کی حکومت نے شاہی نسل کے حکمرانوں ہی کی طرح کتب خانے کی ترقی اور توسیع میں پوری

www.taemeernews.com

دلچسپی لی. کتب خانہ کے کیٹلاگ کی اشاعت کا جو کام ۱۲۲۰ میں شروع ہوا تھا. اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں آئی. انیسویں صدی کے آخر میں کتب خانہ میں موجود کتابوں کی مصنف وار فہرست کی اشاعت شروع کی گئی۔

اٹھارہویں اور انیسویں صدی کے دوران درج ذیل قومی کتب خانے قائم ہوئے

فلورنس (اٹلی) لابیلیوتیکا نیزونیال سنٹرل La biblioteca nazionale centrale

اسٹاک ہوم (ہالینڈ) کنگ لیگا بیلیوتیکیٹ Kunglaga Biblioteket

دی ہیگ کونک لیکے بیلیوتھیک Koninklijke Bibliotheek

اوسلو یونیورسٹیٹس بلیوتیکیٹ Universitets Biblioteket

برسیلز (بلجیم) لابیلیوتھیک رائل دی بلجیک La Bibliotheque Royal De Belgique

ایتھنز (یونان) اتھینک بیلیوتھیک تیس ہیلاڈوس Ethnke Biblioteket Tes Hellados

میڈرڈ (اسپین) لابیلیوتیکا نیشنل Medrid (Spain) La Biblioteca Nacionall

ڈبلن (آئرلینڈ) نیشنل لائبریری آف آئرلینڈ Dublin (Ireland) National Library of Ireland

برن (سوئٹزرلینڈ) لابیلیوتھیک نیشنل سوئس Bern (Switzerland) La Bibliotheque Nationale Suisse

خواص کے علاوہ عوام میں بھی کتب خانہ کا شوق پیدا ہو چلا تھا. نجی کتب خانوں کے ذیل میں چند مشہور کتب خانے آتے تھے. سیموئیل پیے پیز Samuel Peppys نے تین ہزار کتابیں جمع کی تھیں جس کے لیے اس نے نو گنی کی گیارہ الماریاں بنوائی تھیں. تھومس رالنسن Thomas Rawlinson نے کتابوں کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر لیا تھا کہ خود اسے اپنے مکان کے باہر ڈیوڑھی میں سونا پڑتا تھا. کچھ لوگوں نے عجیب و غریب شوق بھی پال لیے تھے. جان بیگسفورڈ کو صرف کتابوں کے سرورق جمع کرنے کا شوق تھا. [lala]

ایڈورڈ گبن نے اپنی کتاب زوال روما لکھنے کے لیے اپنے پاس سات ہزار

www.taemeernews.com

مخطوطوں کا ذخیرہ جمع کیا تھا اس طرح سر ہانس سلون، رابرٹ ایڈورڈ ہارلے اور سر رابرٹ کاٹن کے ذاتی کتب خانے اتنے بیش بہا تھے کہ ان سب کو ہنری ہفتم کے دور کی رائل لائبریری میں شامل کر کے برٹش میوزیم کی بنیاد پڑی۔ آہستہ آہستہ چند اور ذاتی کتب خانے اس میں ضم کر دیے گئے۔ کچھ عرصہ بعد ایک قانون کے تحت انگلستان میں شائع ہونے والی ہر کتاب کا ایک نسخہ یہاں جمع کرنا ناشروں کے واسطے لازم قرار پایا۔ برٹش میوزیم کی نظامت سر انتھونی پینیزی Sir Anthony Panizzi نے ۱۸۳۷ء میں سنبھالی۔ ان کے دور میں کتب خانے نے نہ صرف ایک قومی حیثیت کے کتب خانہ کا مقام حاصل کیا بلکہ اعلیٰ تہذیبی اقتدار کا ایک ذریعہ بن گیا۔ کتب خانے کے واسطے بیرون ملک میں شائع ہونے والی کتابوں کو اہتمام کر کے منگوایا جاتا۔ پنیزی کی کوششوں سے کتب خانوں کے لیے کتابیں خریدنے کے واسطے سالانہ ایک رقم منظور کی گئی۔ کتب خانہ کی نئی عمارت کا نقشہ بنا اور اس کی رہنمائی میں کیٹلاگ کو نئے سرے سے مرتب کیا گیا۔ ۱۸۷۰ء میں یہاں کتابوں کی تعداد دس لاکھ تک پہونچ چکی تھی۔

اٹھارویں صدی میں عورتوں میں مطالعہ کا شوق ایک فیشن کی صورت میں پیدا ہو چلا تھا۔ غریب اور پسماندہ طبقہ بھی پڑھنے کی طرف مائل ہو رہا تھا۔ سیاست ہو یا کوئی تفریحی شوق، فنی مہارت حاصل کرنے کی خواہش ہو یا کسی پیشہ کو اختیار کرنے کا خیال، کتب بینی اب ناگزیر ہو چکی تھی۔ کتب فروشی کی دکانیں، کافی ہاؤس، اخبارات رسائل اور کتابچے، بک کلب، علمی سوسائٹیاں، اور ادارے لوگوں کے شوق مطالعہ کی تسکین کرتے۔ جو طبقہ کتابیں خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا اس کی ضرورت کے پورا کرنے کے واسطے کتب فروشوں نے کتابیں کرایہ پر دینا شروع کر دیں۔ تجارت کے اصول پر قائم کتابیں کرایہ پر دینے والے کتب خانے وجود میں آ گئے جو عورتوں کو گھروں پر پڑھنے کے لیے ناولیں مہیا کرتے تھے۔ ۱۷۲۶ء میں ایڈنبرا اور ۱۷۳۰ء میں لندن میں ایسے کتب خانے قائم ہوئے۔ ڈریسڈن کے شہر میں اس قسم کے کتب خانوں میں ساٹھ ہزار کتابیں تھیں۔ اٹھارویں صدی کے اختتام تک یہ کتب خانے مغربی یورپ کی شہری زندگی کا ایک جز بن چکے تھے۔[۱۲]

www.taemeernews.com

صنعتی انقلاب نے کئی سماجی مسائل کو جنم دیا۔ محنت کش طبقہ کی زبوں حالی، ان میں تعلیم کی کمی اور ان کے واسطے فنی تربیت کی ضرورت کا احساس، ان تمام محرکات نے ان کے واسطے فلاحی کاموں کی جانب لوگوں کی توجہ مبذول کرائی۔ اس سلسلہ میں پہل کرنے والوں میں جانج برک بیک کا نام سرفہرست ہے۔ انھوں نے نوسکھیئے کاریگروں کے لیے مزید تعلیم فراہم کرنے کی غرض سے مدارس اور کتب خانے قائم کیے۔ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انگلستان کے دوسرے مقامات پر تعلیم و تربیت کے مراکز قائم ہوئے۔ کاریگروں کی تربیت اور نجی طور پر اپنی تعلیم کو جاری رکھنے میں اعانت کرنے کی غرض سے کتب خانے وجود میں آئے۔ اٹھارویں صدی کے وسط تک کاریگروں کے لیے پیشہ ورانہ تربیت فراہم کرنے کے مراکز اور کتب خانے پورے انگلستان میں عام ہو چکے تھے۔

انگلستان، اسکنڈے نیویائی ممالک اور جرمنی میں عام کتب خانے قائم کرنے کا رواج ملک میں موجود کتب خانوں میں وسعت، قومی کتب خانے کے دائرہ کار میں وسعت اور مزید سہولیات کی فراہمی، یہ چند باتیں ایسی ہیں جنھیں ہم انیسویں صدی کی خصوصیات میں شمار کر سکتے ہیں۔

www.taemeernews.com

حواشی وحوالے

۱۔ بازنطین ہیومینسٹ پلیتھو (۱۳۵۵۔۱۴۵۲) نے دور قدیم کے جغرافیہ داں اسٹریبو کی تصانیف سے مغربی دنیا کو روشناس کرا کر نشاۃ الثانیہ کے دور کے علم جغرافیہ پر گہرا اثر ڈالا تھا۔

۲۔ منٹگمری۔ مترجم۔ اے سیونٹینتھ سینچری ویو آف یوروپین لائبریریز ص ۱۱

۳۔ قومی کتب خانوں کے فرائض میں مستقبل کی نسل کے لیے ملک کے تصنیفی سرمایہ کا تحفظ بھی شامل ہے۔

۴۔ لا ببلیوتھیک نیشنل۔ لا ڈاکومینٹیشن فرینکوائز السٹر نمبر ۵۰۔ پیرس ۱۹۵۱، ص ۱۲

۵۔ منٹگمری۔ مترجم۔ اے سیونٹینتھ سینچری ویو آف یوروپین لائبریریز، ص ۱۲

۶۔ ریجینلڈ ارون ۔ دی اوریجنس آف دی انگلش لائبریری، لندن ۱۹۵۸، ص ۱۸۲

۷۔ گیبریل ناد ۔ ایڈوائس آن اسٹیبلشنگ اے لائبریری ود این انٹروڈکشن بائی آرچیر ٹیلر۔ برکلے، کیلی فورنیا ۱۹۵۰

۸۔ حوالہ بالا ص ۴۷

www.taemeernews.com

۹۔ ہیسل. ہسٹری آف لائبریریز۔ ص ۲۷
مزید دیکھیے۔ ارنسٹ ماس۔ لیبنز کنٹریبیوشن ٹو لائبریرین شپ کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز ج IV، جون ۱۹۴۳ - ص ۲۴۵، ۲۶۹۔

۱۰۔ یہ کتب خانہ ۱۷۲۰ء سے ہی جب اسے فرنچ رائل کتب خانہ کہا جاتا تھا لائبریری کے مقررہ ایام اور اوقات میں جملہ اقوام کے دانشوروں کے لیے کھلا تھا۔ عوام کے لیے ہفتہ میں ایک دن دو گھنٹہ کے لیے کھلتا تھا دیکھیے لابلیو تھیک نیشنل۔ ص ۸

۱۱۔ اروِن۔ دی اوریجنس آف دی انگلش لائبریری۔ ص ۱۸۳

۱۲۔ ایس۔ ایچ۔ اسٹائنبرگ، فائیو ہنڈرڈ ایرس آف پرنٹنگ بار ۲۔ بالٹی مور، ۱۹۶۱، ص ۲۵۹، ۲۶۰

www.taemeernews.com

امریکہ

انیسویں صدی کے ابتدائی ایّام

جس طرح یورپ میں سائنسی مزاج، تکنیکی پیش رفت، صنعت و تجارت میں ترقی اور متوسط طبقہ کا ابھر کر سامنے آنا یہ سب نشاۃ الثانیہ کا نتیجہ تھے اسی طرح امریکی نو آبادیات بھی نشاۃ الثانیہ کی دین تھی۔ امریکہ میں جو قومیں نقل مکان کر کے آئی تھیں وہ بڑی حد تک یکساں سماجی ماحول کی پروردہ تھیں لیکن یہاں آکر مختلف مادی ماحول کی بدولت ان میں یکسانیت کا سماجی ماحول نہیں پنپ سکا۔ ابتدائی برسوں میں زراعت بنیادی پیشہ قرار پایا لیکن جن علاقوں میں زمین کے بڑے بڑے قطعات افراد کی نجی ملکیت قرار پائے وہاں خاندان سماجی اکائی کی بنیاد بنے لیکن جن علاقوں میں زمین فرد کی ملکیت کے بجائے پوری برادری یا گروہ کی ملکیت بنی وہاں سماج کی تشکیل قصباتی سطح پر ہوئی۔ اس کے باوجود مہاجرین کے مزاج میں تحصیل علم کا جو شوق سرایت کر چکا تھا۔ وہ یہاں آکر بھی قائم رہا۔

نو آبادی کے ابتدائی کتب خانے یورپ کے مہاجر اپنے ساتھ کتابیں بھی لائے تھے اگرچہ تھوڑی تعداد میں لانے کی وجہ سے صرف وہی کتابیں آسکیں جو افراد کو ذاتی طور پر پسند تھیں جن کے مزاج میں مذہب پسندی تھی وہ مذہبی موضوعات پر کتابیں لائے اور یہاں آکر یورپ سے مزید کتابیں اسی موضوع پر منگوائیں اس کے برعکس امریکہ کے جنوبی علاقوں میں بسنے والے باغان کسان اپنی تفریحی شوق کی تکمیل کی خاطر ادبی نوعیت کی یا داستانوں اور قصے

www.taemeernews.com

کہانیوں پر مبنی کتابیں منگواتے تھے ان میں اخلاقی موضوعات، قاموس، دائرۃ المعارف، قوانین، تاریخ، سیاسی موضوعات، فلسفہ اور سائنس کے موضوعات پر بھی کتابیں ہوتی تھیں۔

یورپ سے لائے گئے ان ذاتی ذخیرۂ کتب کو ہم امریکی نوآبادی کے ابتدائی کتب خانوں کا نام دے سکتے ہیں۔ تعداد کتب کے لحاظ سے یہ کتب خانے بڑے نہیں تھے۔ اس کی ایک مثال کیپٹن جان اسمتھ کا کتب خانہ تھا جس میں کل دو کتابیں تھیں۔ کنکٹی کٹ کے گورنر جان ون تھروپ کے کتب خانہ میں ایک ہزار کتابیں تھیں۔ یہ دور یورپ سے کتابیں درآمد کرنے کا دور تھا۔ اگرچہ میسا چوسٹ کے مقام پر ایک چھاپہ خانہ ۱۶۳۹ میں قائم ہو چکا تھا لیکن کتابوں کی درآمد کا سلسلہ برابر چلتا رہا۔

نوآبادیات میں تعلیم کی توسیع کا کام ابتدائی سالوں سے ہی شروع کر دیا گیا۔ چنانچہ ورجینیا کے علاقے میں ہین ریکو کے مقام پر ایک کالج بنانے کا منصوبہ تقریباً مکمل ہو چکا تھا لیکن ۱۶۲۲ میں وہاں کے مقامی باشندوں کا قتل عام ہو گیا جس کی وجہ سے یہ منصوبہ التواء میں پڑ گیا۔ آخر اس علاقہ میں ۱۶۹۳ء میں ولیم اور میری کالج قائم ہوا۔ لیکن اس سے پہلے میسا چوسٹ بے کالونی میں ۱۶۳۸ء میں ہارورڈ کالج قائم ہو چکا تھا۔ ۱۷۰۱ء میں کنکٹی کٹ میں یل کالج Yale College قائم ہوا۔

امریکی نوآبادی میں سب سے پہلا عام کتب خانہ کب قائم ہوا اگر ہم اس کی تاریخ کا تعین کرنا چاہیں تو یہ تاریخ سترھویں صدی کے وسط میں ہوگی۔ کیونکہ انھیں دنوں بوسٹن نواسی کیپٹن رابرٹ کین Capt. Robert Keayne نے اپنا وصیت نامہ مرتب کیا تھا جس کے مطابق ایک معقول رقم اس نے ایک ایسی عمارت کی تعمیر کے لیے چھوڑی جس کا استعمال عوام کر سکیں۔ اس عمارت میں ایک کتب خانہ بھی قائم کیا گیا[۲]۔ یورپ کی طرح امریکہ میں بھی سترھویں صدی کے اواخر میں گرجا گھروں کے ساتھ ساتھ کتب خانے بھی تھے کلیسائی کتب خانے کی تحریک کو سر تھومس برے Sir Thomas Bray کی آمد سے بھی تقویت ملی۔ سر تھومس برے ۱۶۹۶ میں انگلستانی گرجا گھر کے نمائندے کی حیثیت سے میری لینڈ آئے اور اپنے ساتھ کتابوں کا ذخیرہ بھی لائے۔ یہاں قیام کے مختصر عرصے میں انہوں نے عیسائی مذہب کی ترویج و تبلیغ

www.taemeernews.com

کے لیے ایک سوسائٹی سوسائٹی فار پرموشن آف کرسچین نالج کے نام سے قائم کی۔ آگے چل کر اس سوسائٹی نے ملک میں ۳۹ کتب خانے قائم کیے جن میں موجود کتابوں کی مجموعی تعداد ۳۴ ہزار تھی سے۔ ان کتب خانوں کو تین خانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ا۔ کلیسائی کتب خانے جو صرف پادریوں کے لیے مخصوص تھے (ii) علاقائی کتب خانے جہاں سے ہر طرح کے لوگ استفادہ کر سکتے تھے (iii) عوام کے کتب خانے جہاں سے پادری کی اجازت پر کتابیں ملتی تھیں۔

انقلاب سے قبل کے دور کے کتب خانے یورپ سے آنے کے بعد بھی امریکی نو آبادی کے لوگوں نے اپنے علمی رشتہ کو یورپ سے منقطع نہیں ہونے دیا اور سفر نیز خط و کتابت کے ذریعہ یورپ کے روشن خیالی کے دور کے سائنسی انداز فکر کی جوت کو اپنے اندر جلائے رکھا ان میں سے اکثر رائل سوسائٹی کے ممبر بھی تھے جیسا کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں دیکھا ہے ان میں سے بہت سے افراد نے اپنے نجی کتب خانے قائم کر رکھے تھے کاٹن میتھر Cotton Mather تھومس پرنس Thomas Prince جیمس لوگان James Logan اور ولیم برڈ ثانی William Byrd II چند مشہور نام ہیں۔ جن کی ذاتی لائبریریاں بہت بڑی تھیں۔

سوشل کتب خانے:- ذاتی کتب خانے صرف چند لوگوں کے استفادہ کے لیے تھے لیکن نو آبادی میں سوشل کلب کے کتب خانوں نے نمایاں اہمیت حاصل کر لی تھی۔ اس طرح کے کتب خانے کے قیام کی تجویز سب سے پہلے مشہور سوشل ریفارمر بنجامن فرینکلن نے پیش کی تھی۔ فرینکلن نے اپنے قیام لندن کے دوران اس طرح کے کتب خانے دیکھے تھے اور ان کی افادیت سے واقف ہو چکا تھا۔ ۱۷۲۷ء میں اس نے فلاڈلفیا کے مقام پر لیدرن ایپرن کلب یا جنتو Junto قائم کیا۔ اس کلب کی میٹنگ ہر ہفتہ ہوتی تھی۔ اور مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال ہوتا تھا بحث و مباحثہ کے دوران کتابوں کے حوالہ کی ضرورت پڑتی تھی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے فرینکلن کی تجویز پر ممبران نے ۱۷۳۰ء میں یہاں اپنی ذاتی ملکیت کی کتابیں لا کر جمع کر دیں۔ امریکہ میں سوشل کلب کتب خانہ کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ اس سے

www.taemeernews.com

اگلے سال فرینکلن نے چندہ کی مدد سے چلنے والے کتب خانے کا تجزیہ کیا۔ چندہ کی مدد سے چلنے والے اس کتب خانہ سے مستعار کتابیں ممبران کو ایک خاص رقم چندہ کی شکل میں دینے پر ملتی تھیں اپنی سوانح عمری میں فرینکلن نے اس کتب خانہ کو امریکہ میں چندہ پر چلنے والے جملہ کتب خانوں کی ماں کا نام دیا ہے ؎

سوشل کتب خانہ کی کتابیں کسی ایک فرد کی ملکیت نہیں رہ جاتی تھیں۔ یہ کتب خانے ممبران کے ذوق علمی کی آبیاری کرتے، انھیں سماجی زندگی کے تجربے سے لطف اندوز ہونے کا موقعہ دیتے اور مطالعہ کے ذریعہ اپنی صلاحیت کو بہتر بنا کر اپنی سماجی حیثیت کو بہتر بنانے میں معاون ہوتے۔ سوشل کتب خانوں کی تحریک تیزی سے مقبول ہوئی۔ اس سلسلے میں کنکٹی کٹ کی ایک کمپنی آف ڈرہم اور نیو پورٹ کے مقام پر واقع ریڈ ووڈ کے کتب خانے خاص طور پر قابل ذکر ہیں ؎ اٹھارویں صدی کے وسط تک نیو انگلینڈ کے علاقہ میں ایسے ایک درجن کتب خانے وجود میں آچکے تھے۔ بنجامن فرینکلن کے مطابق ان کتب خانوں نے عام کسانوں اور چھوٹی حیثیت کے تاجر پیشہ افراد کو دانائی سکھائی اور اس نئے ملک میں انھیں اپنے بنیادی حقوق سے واقف کرایا۔ انقلاب کے دوران ان میں سے اکثر کتب خانے تباہ ہو گئے اور جو محفوظ بھی رہے انھیں اپنی سرگرمیوں کو ملتوی کرنا پڑا۔

انقلاب کے بعد کا دور انقلاب کی لہر گذر جانے کے بعد اس تحریک کو مزید تقویت ملی اور سوشل کتب خانے نئی شکلوں کے ساتھ وجود میں آئے۔ ان میں سے چند کتب خانے مخصوص مقصد کے پیش نظر قائم ہوئے مثال کے طور پر کسی علمی مرکز کے ایک شعبہ کی حیثیت سے۔ دوسرے ایک خاص زمرے کے قارئین کی ضرورت کے پیش نظر وجود میں آئے مثلاً نو سیکھیے کاریگر، تجارتی فرموں میں ملازم کاریگر، فیکٹریوں اور ملوں میں ملازم پیشہ افراد وغیرہ۔ ابتدا میں یہ انجمن کی شکل میں قائم ہوئے جہاں مطالعہ کتب کے واسطے کوئی علیحدہ کمرہ نہیں ہوتا تھا لیکن جیسے جیسے لوگوں میں اخبارات اور رسائل پڑھنے کا شوق بڑھا تو آپس میں چندہ کر کے لوگوں نے مطالعہ جاتی کمرے بنانے شروع کیے اس تحریک سے ایک نئے انداز کے سماجی کتب خانے وجود میں آئے جنھیں ہم ایتھنیم کے نام سے جانتے ہیں۔

ایتھنیم Athenaeum ایتھنیم یا علمی مرکز کا مقصد ایک ایسے مقام

www.taemeernews.com

سے تھا جہاں سائنس ادب اور ملکی سیاست پر ملک میں اور بیرون ملک چھپنے والے رسائل اخبارات ڈکشنریاں اور دوسری حوالجاتی کتب مہیا کی جاسکیں۔ ملک کی تاریخ سے واقف ہونے کے لیے تاریخی اہمیت کے نمونے سکے مخطوطات وغیرہ محفوظ رکھے جائیں۔ علمی موضوعات پر تقریریں اور مذاکرے کرائے جائیں اور طبعیات کی تاریخ کے ادراک کے لیے معدنیات اور نباتات کے حجری ٹکڑے Fossils جمع کیے جائیں ۱۸۰۷ء میں بوسٹن میں اس انداز پر ایک ایتھینیم کی بنیاد پڑی۔ آہستہ آہستہ برنسویک، سیلم، پورٹ لینڈ، نیویارک سوسائٹی لائبریری اور کینٹکی وغیرہ کے مقامات پر علمی مراکز وجود میں آگئے۔

نوسیکھے کاریگروں کے کتب خانے

انیسویں صدی میں بہت سا سامان مشینوں کے ذریعہ تیار ہونے لگا تھا۔ اس کی وجہ سے بہت سے نوسیکھے مستری درکار تھے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے قصباتی اور دیہی علاقوں سے کم عمر کے مزدور فیکٹریوں کے مقام پر بلائے گئے۔ شہروں میں ان کے رہنے کے مکانات تنگ و تاریک ______ اور ذہنی تکان نیز یکسانیت کے ماحول کو دور کرنے کی سہولیات سے یکسر عاری تفریح دوران مزدوروں کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے ذرائع سے بالکل خالی تھے صورت حال کو بہتر بنانے کے پیش نظر چند تاجروں نے ان کے واسطے کتب خانے قائم کیے میکینکس اپرنٹس لائبریری بوسٹن (۱۸۲۰) اور اپرنٹس لائبریری آف فلاڈلفیا (۱۸۲۰) اس طرح کے کتب خانوں کی چند مثالیں ہیں۔ دوسرے شہروں میں بھی ایسے کتب خانے وجود میں آئے۔ ان میں سے چند لڑکیوں کے لیے مخصوص تھے۔

اہل تجارت کے کتب خانے

امریکہ بڑی تیزی کے ساتھ ایک تجارت پیشہ قوم کے ملک کی صورت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ تاجروں کو سماج میں اونچا مقام دیا جانے لگا تھا لیکن بیشتر تاجر اعلیٰ تعلیمی صلاحیت نہیں حاصل کرسکے تھے ان کے دفتروں کے کارکن بھی واجبی تعلیم کے مالک تھے مشہور امریکی مصلح ولیم ووڈ جس نے نوسیکھئے مستریوں کے واسطے کتب خانے قائم کرنے میں پہل کی تھی یہاں بھی آگے آیا اور بوسٹن مرکنٹائل لائبریری قائم کی سنہ ۔ ان کتب خانوں سے استفادہ کی سہولت کے لیے ممبران کو ان کی مالی کفالت کرنی پڑتی تھی۔

فیکٹریوں اور ملوں کے اندر بھی کتب خانے قائم کیے گئے۔ ینگ مین کرسچین

www.taemeernews.com

ایسوسی ایشن A m e y نے اپنے ممبران کو سہولت فراہم کرنے کے پیش نظر کتب خانے قائم کیے۔ ممبران ایسوسی ایشن کتب خانہ کی سہولت کے سہارے اپنی نامکمل تعلیم کی تکمیل کر لیتے تھے اس طرح کی پہلی لائبریری بوسٹن میں ۱۸۵۰ء میں قائم ہوئی۔ امریکہ کے سوشل کتب خانوں کو ہم دو بڑے زمرے میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ مشترکہ ملکیت کے اصول پر قائم کتب خانے۔ اور سالانہ چندہ یا کسی دوسری فیس کی ادائیگی کے بعد دستیاب سہولیت کے اصول پر قائم کتب خانے۔ دونوں سے دو مختلف قسم کے افراد استفادہ کر سکتے تھے۔ پہلی قسم کے کتب خانوں سے استفادہ کی سہولیت صرف کتب خانہ کے شریک مالکان یا حصہ داروں کو تھی جبکہ دوسری قسم کے کتب خانوں سے کوئی بھی فرد چندہ یا فیس ادا کر کے سہولت حاصل کر سکتا تھا۔ اگرچہ وقت کے ساتھ ساتھ ان کتب خانوں کی اہمیت ماند پڑ گئی۔ یہاں تک کہ ان کی اکثریت عام کتب خانوں کا حصہ بن گئی کچھ اپنے سرپرستوں کے انتقال پر بند ہو گئے لیکن امریکہ کے عام کتب خانوں کی تاریخ میں ان کے رول کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کتب خانے نہ صرف سماج کے ہی ایک بڑے طبقہ کی تعلیم و تربیت اور ذہنی تفریح کا وسیلہ بنے بلکہ اپنے اندر موجود خامیوں کی بدولت سماج کی توجہ کو کتب خانہ کی ضرورت کی جانب ملتفت کرانے میں کامیاب ہوئے۔

کتابیں کرایہ پر چلانے والے کتب خانے Circulating or Lending libraries

اس طرح کے کتب خانے پہلے پہل اسکاٹ لینڈ میں اٹھارویں صدی کے وسط میں قائم ہوئے اسکاٹ لینڈ سے انگلستان اور پھر یورپ کے دوسرے ملکوں میں ان کا چلن پھیلا۔ امریکہ میں اس طرح کے کتب خانے اٹھارویں صدی کے اواخر میں قائم ہوئے۔ اس سلسلے میں ۱۷۶۲ء میں ولیم رنڈ نے اناپولیس کے مقام پر پہلی کوشش کی۔ انقلاب کے بعد کے سالوں میں اس طرح کے کتب خانوں کی مقبولیت میں اضافہ ہوا یہ کتب خانے نفع کی غرض سے قائم کیے جاتے تھے اسلیے اسے مقبول بنانے کی خاطر ان کے ذخیرۂ کتب میں تفریحی ادب پر زیادہ کتابیں ہوتی تھیں سنجیدہ اور علمی ذوق کے لوگوں کو اپنی ضرورت کے واسطے سوشل کتب خانوں کی جانب رجوع کرنا پڑتا تھا اپنی وقتی مقبولیت کے باوجود کرایہ پر کتابیں دینے والے کتب خانوں کا امریکہ میں کتب خانہ کی تاریخ میں بہت غیر اہم مقام ہے۔

www.taemeernews.com

حواشی و حوالے

۱۔ اسے عام کتب خانہ کا نام اس لیے نہیں دیا گیا کہ یہ ٹیکس کے سہارے چلتا تھا بلکہ اس لیے کہ یہ عوام کے لیے کھلا تھا۔

۲۔ جیسی ایچ شیرا۔ فاؤنڈیشن آف دی پبلک لائبریری۔ دی اوریجنز آف دی پبلک لائبریری موومنٹ اِن نیو انگلینڈ ۱۶۲۹۔ ۱۸۵۵، شکاگو ۱۹۶۹۔ ص ۱۹۔ ۲۴

۳۔ ایڈگر ایل۔ پینگن۔ دی ریورنڈ تھومس برے فلاڈلفیا' ۱۹۳۴، ص ۱۴۰۔ مزید دیکھیے برنارڈ سی اسٹائنر۔ ریورنڈ تھومس برے اینڈ ہز امریکن لائبریریز۔ دی امریکن ہسٹوریکل ریویو۔ ج ۲۔ ۱۸۹۶، ص ۵۷۔ ۵۹

۴۔ دی آٹوبایوگرافی آف بنجامن فرینکلن، مرتبہ ڈبلیو لا باری وغیرہ نیو ہیون، کنکٹی کٹ ۱۹۶۴، ص ۱۳۰

۵۔ جیسی ایچ شیرا فاؤنڈیشنز آف دی پبلک لائبریری، دی اوریجنز آف دی پبلک لائبریریز موومنٹ ان نیو انگلینڈ ۱۶۲۹، ۱۸۵۵۔ شکاگو۔ ۱۹۶۹، ص ۳۸،

۶۔ یو۔ ایس۔ بیورو آف ایجوکیشن۔ پبلک لائبریریز ان دی یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ، دیر ہسٹری، کنڈیشن اینڈ مینجمنٹ۔ اسپیشل رپورٹ، پارٹ ۱۔ واشنگٹن ۱۸۷۶، ص ۹۲۸۔ ۹۶۳

۷۔ کارلٹن برنس جوکل۔ دی گورنمنٹ آف دی امریکن پبلک لائبریریز۔ شکاگو ۱۹۳۵، ص ۳

www.taemeernews.com

امریکہ۔انیسویں صدی

امریکہ میں کتب خانہ کی تحریک کے سلسلے میں انیسویں صدی کی بڑی اہمیت ہے۔ لائبریری آف کانگرس جیسے عظیم ادارہ کی بنیاد انیسویں صدی میں پڑی۔ اسکولوں میں اور ضلعی سطح پر کتب خانوں نے اسی صدی میں جنم لیا۔ آگے چل کر یہ کتب خانے عام کتب خانوں کے سلسلے کی کڑی بن گئے۔

لائبریری آف کانگرس

امریکن کانگریس کے ممبران کی حوالجاتی ضرورت کے پیش نظر کانگریس نے پہلی بار ۱۸۰۰ء میں کتب خانہ کے لیے کتابیں خریدنے اور عمارت تعمیر کرنے کے لیے کچھ رقم منظور کی دو سال کے بعد کتب خانہ کو کیپٹل Capital نامی عمارت میں منتقل کرنے کا قانون بنا۔ کتب خانہ کے قواعد وضوابط مرتب ہوئے اور اس کے لیے ایک ناظم کتب خانہ کا عہدہ قائم ہوا انگریزی افواج نے کیپٹل کی عمارت کو ۱۸۱۴ء میں نذر آتش کر دیا اور اس کے ساتھ ہی کتب خانہ بھی خاکستر ہو گیا۔ تھومس جیفرسن کے ۶۷۰۰ کتابوں پر مشتمل ذخیرہ کتب کو بنیاد بنا کر لائبریری آف کانگرس دوبارہ قائم کی گئی۔ آہستہ آہستہ کتابوں کی تعداد ۵۵۰۰۰ تک پہنچ گئی۔ اتفاق کی بات کتب خانہ کی عمارت میں ۱۸۵۱ء میں دوبارہ آگ لگی اور آدھی سے زیادہ کتابیں راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گئیں۔ تیسری بار عمارت کی تعمیر میں آگ سے تحفظ کا خیال بطور خاص رکھا گیا۔ اس دن سے کتب خانہ برابر توسیع پذیر ہے۔ ۱۸۶۶ء میں مشہور زمانہ اسمتھ سونین انسٹی ٹیوٹ سے سائنسی علوم کی جملہ کتابیں جن کی تعداد

www.taemeernews.com

...۰۰ یہ تھی یہاں منتقل کردی گئیں۔ تاریخ کی کتابوں کا ایک ذخیرہ جس کی تعداد ۶۰،۰۰۰ تھی یہاں ۱۸۶۷ء میں آیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ یہ کتب خانہ نہ صرف امریکہ بلکہ دنیا کے اہم کتب خانوں میں شمار ہونے لگا۔

ریاستی اور علاقائی کتب خانے

امریکہ میں ریاستی حکومت کے قیام کے کچھ سال بعد ریاستی مرکزی کتب خانے قائم ہونے شروع ہوئے۔ ۱۸۷۰ء تک تمام ریاستوں میں سرکاری طور پر ریاستی مرکزی کتب خانے قائم ہو چکے تھے۔ ان کے سامنے دو واضح مقاصد تھے۔ ۱۔ ریاست میں شائع ہونے والی مطبوعات کے نسخے حاصل کرنا اور اگر ممکن ہو تو دوسری ریاستوں کی مطبوعات بھی حاصل کرنا ۲۔ امریکہ کی تاریخ سے متعلق خصوصاً متعلقہ ریاست کی تاریخ پر روشنی ڈالنے والی کتابیں حاصل کرنا

امریکہ میں عام کتب خانے کی تاریخ کے سلسلے میں دو نام ایسے آتے ہیں جو بڑے دلچسپ ہیں ایک کون اسکنس لائبریری (دریچہ کی کھڑکی کی لائبریری) دوسرا لائیسیم لائبریری Lyceum library اٹھارویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے شروع کے سالوں میں مغربی علاقوں میں کرایہ پر کتابیں دینے والے چند ایسے کتب خانے وجود میں آگئے تھے جو دریچہ کی کھال بطور لائبریری فیس کے قبول کر لیتے تھے اس وجہ سے ان کتب خانوں کا نام کون اسکنس لائبریری پڑ گیا۔ لائیسیم کی تحریک دراصل فرد کی آزادی کے تصور سے جڑی ہوئی ہے۔ جمہوریت کے قیام کے ابتدائی سالوں میں امریکہ میں یہ عام عقیدہ تھا کہ جمہوریت کی گہری جڑیں صرف جمہور میں تعلیم کی بدولت ممکن ہیں لائیسیم قدیم یونان میں اس مقام کو کہتے تھے جہاں ارسطو اپنے شاگردوں کو درس دیا کرتا تھا۔ امریکہ میں لائیسیم عوام کی عام تعلیم کی غرض سے قائم ہوئے۔ یہاں عام فہم اور پسندیدہ موضوعات پر عوام کے لیے لیکچر منعقد ہوتے تھے اور عوام کی تعلیم کے لیے کمزور اور فراموش کر دیے گئے کتب خانوں کو دوبارہ جاندار بنایا جاتا تھا۔

انیسویں صدی میں ایک اور قدم جو کتب خانہ کے ارتقا کی تاریخ میں قابل ذکر ہے۔ وہ اسکولی ضلع کے کتب خانوں کا قیام ہے۔ اسکولی ضلع یا اسکول ڈسٹرکٹ کتب خانے کسی ایک اسکول کے لیے مخصوص نہ رہ کر بالغوں کو مفت سہولیات مہیا کرنے کے کتب خانے تھے۔ ان کی ابتدا نیویارک کی ریاست سے ہوئی اور ۱۸۷۶ء تک ۲۱ ریاستوں میں اس انداز

www.taemeernews.com

کے کتب خانے قائم ہو چکے تھے۔ مختلف وجوہات کی بنا پر یہ کتب خانے کوئی موثر رول نہیں ادا کر سکے۔ سب سے پہلی بات تو یہ تھی کہ اسکول ضلع ثقافتی یکسانیت کے علاقوں پر مشتمل نہ رہ کر محض انتظام کرنے والوں کی دماغی کی اختراع تھا۔ اکثر یہ ضلع بہت مختصر علاقوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ نتیجہ میں اس سے استفادہ بہت تھوڑی آبادی کے لیے ممکن تھا۔ پھر اس کے لیے بہت مختصر جگہ مہیا کی جاتی اور اسکول کے متولیان اس کے انتظامی پہلو پر پوری توجہ نہیں دیتے تھے۔

شہریوں پر کتب خانہ ٹیکس عاید کرکے عام کتب خانوں کی مفت سہولیات مہیا کرنے کی جانب ملک میں انیسویں صدی کے شروع میں توجہ دی جانے لگی۔ ۱۸۰۳ء میں کالب بنگھم نے Caleb Bingham جو پیشہ کے اعتبار سے کتب فروش تھا، بچوں اور نوجوانوں کے واسطے ایک کتب خانہ قائم کیا۔ نوجوانوں کو کتب خانہ کی سہولت فراہم کرنے کی یہ پہلی کوشش کہی جاتی ہے سلیسبری، کنکٹی کٹ میں ۱۸۱۰ء اس کتب خانہ کو جس کا نام بنگھم لائبریری تھا۔ ۱۸۱۰ء میں مقامی میونسپل کمیٹی نے مالی امداد دینے کی تجویز منظور کی۔ عام کتب خانوں کو مقامی حکومت کے مالیہ سے رقمی امداد ملنے کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ عام کتب خانوں کی تحریک کو ہوریس مان Horace Mann اور ہنری برنارڈ Henry Barnard کی عوام کو مفت تعلیم مہیا کرنے کی کوششوں سے بھی بہت تقویت ملی۔ صحیح معنوں میں عام کتب خانے ۱۸۵۲ء سے قائم ہونے شروع ہوئے۔ اس سال بوسٹن پبلک لائبریری قائم ہوئی جس نے اپنے حسن انتظام اور اعلیٰ مقصد کی بدولت ایک مثالی کتب خانہ کی حیثیت حاصل کرلی۔ اس کتب خانہ نے جو روایات قائم کیں وہ دوسروں کے لیے لائق تقلید ثابت ہوئیں۔ کتب خانہ کی پہلی سالانہ رپورٹ میں درج ذیل مقاصد عام کتب خانہ کے واسطے دیے گئے ہیں۔

> "افراد کی ان کی اپنی تعلیم میں معاون ہونا یا ایسے شہری کی تربیت جو اپنے حقوق اور فرائض سے باخبر ہو، یا پوری سماجی اکائی کی علمی اور ثقافتی سطح کو بلند کرنا۔ ڈاکٹر شیرا کے مطابق امریکی عام کتب خانہ کے اغراض و مقاصد کا یہ پہلا مفصل بیان ہے"

جب بوسٹن پبلک لائبریری قائم ہو رہی تھی اس زمانہ میں نیوہیمپ شائر کی ریاست

www.taemeernews.com

نے ایک قانون پاس کیا جس کی رو سے شہر اپنے عام کتب خانوں کی مالی کفالت کے لیے ٹیکس عاید کرنے کے مجاز قرار دیے گئے۔ کچھ عرصہ بعد میساچوسٹ نے ایسا ہی قانون پوری ریاست کے واسطے پاس کیا۔ ۱۸۷۲ تک ملک کی بیشتر ریاستیں عام کتب خانوں کے لیے شہروں کی مالیات کی ضرورت کو لائبریری ٹیکس لگا کر پورا کرنے کی اجازت دے چکی تھیں لیکن اس اجازت کی نوعیت اختیاری تھی لازمی نہیں۔ چنانچہ مالی طور پر مرفہ حال اور تعلیمی حیثیت سے بہتر علاقوں میں عام کتب خانہ کی تحریک کو بہت تقویت ملی۔

خانہ جنگی کے بعد ملک میں اعلیٰ تعلیم کے لیے کالجوں کے قیام کی رفتار بہت تیز ہوگئی۔ کتب خانے پہلے صرف ایل Yale اور ہارڈورڈ میں تھے۔ ۱۸۷۵ تک ملک کے ۳۱۲ کالجوں میں کتب خانے قائم ہو چکے تھے۔ اس دور میں کالج کے کتب خانوں سے زیادہ اہمیت سوسائٹیوں کے کتب خانوں کی تھی جہاں سے طلبا اپنی ضرورت کی جملہ کتابیں حاصل کر لیتے تھے۔

ریاستی لائبریری کمیشن تعلیم کی ذمہ داری ریاستی سرکاروں پر تھی۔ اپنی ذمہ داری کی ادائیگی کے واسطے ریاستوں نے ریاستی تعلیم کا نظام قائم کیا تھا۔ ۱۸۹۰ میں میساچوسٹ میں ایک ریاستی لائبریری کمیشن بنایا گیا۔ اس کی ذمہ داری ریاست کے کتب خانوں کی نگرانی تھی۔ ریاست میں کتب خانوں کو مالی امداد دی گئی اور گشتی کتب خانے قائم ہوئے۔

انیسویں صدی کے اختتام تک پہنچتے پہنچتے کتب خانے عام ہو چکے تھے۔ ان کی توسیع، ترقی اور مقبولیت کے اضافے میں اہل خیر حضرات کی مالی امداد کو بھی بہت دخل تھا۔ بڑے بڑے اوقات قائم ہوئے جن کی آمدنی سے کتب خانے چلائے جاتے تھے۔ یہاں جان جیک ایسٹر John Jack Astor اور سیموئیل جونس ٹلڈن Samuel Jones Teldien وجیمس لیناکس James Lenox کے قائم کیے ہوئے کتب خانوں کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ دنیا کا مشہور کتب خانہ نیویارک پبلک لائبریری دراصل ان تینوں کتب خانوں کو یکجا کر دینے سے وجود میں آیا۔ ان تینوں حضرات نے جو ٹرسٹ بنائے تھے ۱۸۹۵ میں ان سب کو ملا کر ایک کر دیا گیا۔

انیسویں صدی کتب خانہ کی تاریخ میں ایک اور وجہ سے بھی لائق ذکر ہے۔ اسی

www.taemeernews.com

صدی میں دنیا میں سب سے پہلے امریکہ میں ملک کے تمام کارکنان کتب خانہ پر مشتمل ایک انجمن تشکیل کرنے کی بات سوچی گئی۔ کتب خانے کی توسیع کا کام اب تک مذہبی رہنما و دانش ور، سماج میں فلاحی کام کرنے والے اور اہل خیر حضرات کرتے آرہے تھے لیکن ۱۸۵۳ء میں اسمتھ سونین انسٹی ٹیوشن کے ناظم کتب خانہ چارلس سی جیوٹ Charles C Jewet نے اس دور کے مشہور ناشر چارلس ای نارٹن کے ساتھ مل کر اور چند دوسرے اصحاب کے تعاون سے کتب خانہ کے جملہ پیشہ ور کارکنان اور ان تمام حضرات کو جو کتابیات سازی کے کاموں سے شغف رکھتے مدعو کیا تھا۔ اس جلسہ میں عام کتب خانوں کے لیے مالی وسائل، ان کا مصرف، قارئین کتب خانہ اور کتابیں جمع کرنے کے شوقین حضرات کے مسائل پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ جلسہ میں ۸۲ افراد تھے جن میں کتب خانہ کے پیشہ ور کارکنان کے علاوہ ماہرین تعلیم، مصنفین اور مذہبی رہنما بھی شریک تھے۔ کانفرنس میں جہاں اور بہت سی تجویزیں پاس ہوئیں وہاں ایک تجویز یہ بھی تھی کہ آئندہ سال کتب خانہ کے کارکنان پر مشتمل ایک تنظیم کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اس تجویز پر ۱۸۷۶ء میں عمل ہوسکا اور اس وقت تک ملک میں ۳۶۸۲ کتب خانے قائم ہوچکے تھے۔

www.taemeernews.com

حواشی و حوالے

۱۔ جیسی۔ ایچ۔ شیرا۔ فاونڈیشنز آف دی پبلک لائبریری ص ۱۸۱

۲۔ یو۔ ایس۔ بیورو آف ایجوکیشن۔ پبلک لائبریریز ان یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ۔ ص ۹۸۷۔ ۷۹۹

۳۔ نارٹنس لٹریری اینڈ ایجوکیشنل رجسٹر فار ۱۸۵۴، نیو یارک، ۱۸۵۴۔ ص ۹۴

۴۔ دی امریکن لائبریری جرنل ج ۱، مارچ ۱۸۷۷، ص ۲۵۳

www.taemeernews.com

مشرقی دُنیا میں کتب خانے

اسلامی دنیا: ۔ مغربی دنیا کے علمی پیش رفت اور تہذیبی تابندگی کی تاریخ میں یونان وروم کی ثقافتی ضیا ربانی کے بعد تاریکی کا دور آتا ہے یہ دور ہے جب مغرب میں علم وحکمت کا بازار سرد پڑنے لگا، علمی سرگرمیوں کا محور شہری آبادی سے دور ویرانے میں قائم خانقاہوں کو منتقل ہوگیا: تاریخ یورپ کے اسی گھنگھور اندھیرے کے دور میں مشرق کی دنیا میں علم وادب کے میدان میں نئی دریافتیں ہورہی تھیں، فلسفہ، منطق حساب کے موضوعات پر ایسی کتابیں تصنیف کی جارہی تھیں جو آئندہ تاریخ کے دھارے کو موڑنے والی تھیں، مشرق کی اس دنیا میں ہندستان، چین اور اسلامی ممالک کی علمی پیش رفت خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس ذکر کی ضرورت کی اس لیے پڑی کہ مغربی ملکوں میں لکھی گئی کاروان علم کی تاریخ عموماً تاریخ کے اس حصے کا ذکر نہ کرنا بہتر سمجھتی ہیں اور اگر کرتی ہیں تو بالکل اس انداز سے گویا کوئی ماہر عمرانیات کسی دور افتادہ قبائلی بستی کے محیر العقول رسم ورواج لکھ رہا ہو۔ دنیا کی تہذیبی پیش رفت کی تاریخ میں مشرق کی کاوشوں کو واقعات کی ایک کڑی بنا کر پیش کرنے کی مثال ہمیں خال خال ہی ملتی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جب یورپ میں زراجیت کا دور دورہ تھا اور وحشی قبائل یونان اور روم کی روشن کی ہوئی علم کی قندیل کو بجھا چکے تھے۔ اس وقت اسلامی دنیا میں طلیطلہ، بغداد، قرطبہ اور اشبیلیہ وغیرہ مقامات پر اسلامی تہذیب کے تربیت یافتہ افراد علم وحکمت کی نئی شمعیں جلا رہے تھے۔ اس دور میں ترقی پذیر مغربی دنیا کے طالب علم مسلم مفکرین کے سامنے اسی طرح زانوے ادب

www.taemeernews.com

تہ کر رہے تھے جس طرح آج مشرقی دنیا کے ترقی پذیر ملکوں کے طالب علم برطانیہ، یورپ اور امریکہ کے سائنسدانوں اور ماہرین علوم وفنون سے تحصیل علم کر رہے ہیں: تاریخ کا یہ دور آٹھویں صدی سے بارہویں صدی تک کے سالوں پر محیط ہے۔ جارج سارٹن نے سائنس کی تاریخ مرتب کرتے وقت اسے ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ اس تقسیم میں ہر دور کا عرصہ اس نے پچاس برس رکھا ہے۔ اس تاریخ میں ہمیں ۷۰۰ عیسوی سے لے کر ۱۱۰۰ عیسوی تک یعنی مسلسل چار سو برس کا ایک لمبا عرصہ نظر آتا ہے جس میں جابر بن حیان (م۔ ۸۱۳ء) محمد بن موسیٰ الخوارزمی (م۔ ۸۳۵ء) ابوالوفا (م۔ ۹۹۸ء) ابوریحان البیرونی (م۔ ۱۰۴۸ء) ابن سینا (م ۱۰۳۷ء) اور عمر خیام (م۔ ۱۱۳۲ء) ملتے ہیں۔ ان میں کوئی عرب کوئی ترک کوئی افغان تو کوئی ایرانی النسل تھا۔ دراصل یہ سلسلہ تیرھویں صدی تک چلتا ہے جہاں ہمیں ابن رشد (م ۱۱۹۸ء) اور ابن نفیس (م ۱۲۸۸ء) کے نام بھی ملتے ہیں۔ ؎۵

سائنسی انداز فکر اور سائنسی تحقیقات کے کارواں کو آگے بڑھانے میں عالم اسلامی نے جو کارنامے انجام دیے ہیں ان سے اسلام میں علم، فکر اور غور و تدبر کو جو اعلیٰ مقام دیا گیا ہے اس کی غمازی ہوتی ہے اسلام میں علم اور کتاب دونوں کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔

پیغمبر اسلام کا ارشاد ہے "آغوش مادر سے قبر میں جانے تک علم حاصل کرو"۔ ؎۵
عباسی دور کے مشہور مورخ ابن الطقطقی اپنی تصنیف الفخری ؎ میں رقم طراز ہیں "کتاب ایک ایسی ہم نشین ہے جو نہ منافقت کرتی ہے اور نہ آزردہ خاطر ہوتی ہے۔ اگر تم اس پر زیادتی بھی کرو تو ناراض نہیں ہوتی تمہارا کوئی راز فاش نہیں کرتی"۔ ابن الطقطقی ہی راوی ہیں کہ مہلب نے اپنی اولاد کو ہدایت کی کہ اے فرزندو! اگر تمہیں بازار میں کہیں رکنا پڑے تو وہیں رکو جہاں ہتھیار فروخت ہوتے ہوں یا کتابیں بکتی ہوں۔"

جس سماج نے علم اور کتاب کو یہ درجہ دیا ہو اس میں کتب خانوں کو جو اہمیت دی گئی ہوگی، اس کا ہم بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔

اسلامی تاریخ میں ہمیں تین قسم کے کتب خانوں کا ذکر ملتا ہے: شاہی کتب خانے امراء اور رؤساء کے کتب خانے اور علماء و مفکرین کے کتب خانے۔ شاہی کتب خانوں میں ہمیں سب سے پہلے امیر معاویہؓ کے کتب خانے کا ذکر ملتا ہے ؎ ان کے کتب خانہ میں حدیث کی کتابیں اور عابد بن شرلیہ کی کتابیں تھیں۔ ان کے پوتے خالد نے علم کیمیا

www.taemeernews.com

اور علم طب پر بہت سی کتابوں کا ترجمہ یونانی زبان سے عربی زبان میں کرایا۔ کتب خانوں کے قیام کا زریں دور مشہور عباسی خلیفہ ہارون رشید (م ۸۰۸ عیسوی) اور ان کے بیٹے مامون الرشید (م ۸۳۳ عیسوی) کے دور کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ ہارون رشید نے بیت الحکمت کی بنیاد ڈالی اور مامون الرشید نے اسے فروغ دیا۔ بیت الحکمت کے دو حصے تھے ایک کتب خانہ اور دوسرا دار الترجمہ کتب خانہ میں عرب کے دور جاہلیت کے بہت سے خطوط، دستاویزیں اور معاہدات کے مسودے تھے۔ کتابوں کی جلد سازی (جو اسلامی کتب خانوں کا طرۂ امتیاز رہی ہے) کے کام پر مشہور ماہر جلد ساز ابن ابی الحریش مامور تھے اور سہل بن ہارون اور سعید بن ہارون جیسے عالم ناظم کتب خانہ تھے۔

رینا ڈ نے اسلامی دور کے ۲۶ ممتاز کتب خانوں کا ذکر کیا ہے ان میں مدرسہ نظامیہ کا کتب خانہ جسے نظام الملک طوسی (م ۱۰۹۲ عیسوی) نے قائم کیا تھا، بہاؤالدولہ کے وزیر سابور بن اردشیر کا کتب خانہ اور مدرسہ منتصریہ (قرطبہ) (۱۲۳۴ء) کے کتب خانے شامل ہیں۔ ابن اردشیر کے کتب خانہ میں مشہور خطاط ابن مقلہ (م ۹۴۰ عیسوی) کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن مجید کے متعدد نسخے تھے مشہور عربی شاعر ابو العلا معری (م ۱۰۹۵ عیسوی) بھی ابن اردشیر کے دار العلم سے منسلک تھے۔

بغداد اور وسط ایشیا کے علاقوں میں کتب خانوں کے قیام کی جو اسلامی روایت قائم ہو چکی تھی، مصر کے فاطمی سلاطین نے اسے قائم رکھا ہمیں فاطمی دور کے ایک وزیر ابو القاسم علی ابن احمد الجرجانی کے ایک حکم کا سراغ ملتا ہے جس میں کتب خانہ کی کتابوں کے کیٹلاگ تیار کرانے اور ان کی جلد سازی کرانے کا ذکر ہے۔ اس شاہی کتب خانہ کے آخری فاطمی خلیفہ العاضد (م ۱۱۷۱ عیسوی) کی حیات تک بخیریت موجود رہنے کا نشان بھی ملتا ہے۔ اس کے بعد یہاں سے کتابیں قاضی الفاضل کے قائم کئے ہوئے مدرسہ الفاضلیہ (قاہرہ) میں منتقل ہو گئیں۔ فاطمی دور کے ایک عام کتب خانہ کا ذکر کرتے ہوئے المقریزی (م ۱۴۴۲ عیسوی) نے لکھا ہے کہ "۸ جمادی الثانی ۳۹۵ ہجری یعنی ۱۰۰۴ عیسوی کو دار الحکمت کا افتتاح ہوا اور کتابیں فاطمی سلاطین کے محل سے لائبریری میں لائی گئیں یہاں انھیں عوام کے مطالعے کے لیے عام کر دیا گیا، ہر شخص کو کسی کتاب کی حسب ضرورت نقل لینے کی اجازت عام تھی"۔ اس دور میں خطاطی کا پیشہ ایک فن کی حیثیت اختیار کر چکا تھا

www.taemeernews.com

اور کتابیں اپنے نفسِ مضمون کے علاوہ خطاطی کے فن کے نمونے کے لیے بھی محفوظ رکھی جاتی تھیں یہاں تک کہ فاطمی خلفاء نے اپنے کتب خانوں میں مشہور خطاط ابن مقلہ (م ۹۴۰ء) اور ابن البواب (م ۱۰۲۲ء) کے قلم کے تراشے بھی محفوظ رکھے تھے۔ تریپولی کے مقام پر بنو عمار نے گیارہویں صدی عیسوی کے آخری سالوں میں ایک کتب خانہ قائم کیا تھا جس کے بارے میں مشہور مورخ یحییٰ ابن حمید النجار الحلبی لکھتے ہیں کہ ان کے والد اس کتب خانہ کو عجائبات عالم میں شمار کرتے تھے۔[۹]

اسپین کے عرب حکمراں بھی کتب خانہ قائم کرنے کا ذوق بدرجہ اتم رکھتے تھے[۱۰] کہا جاتا ہے کہ الحکم مستنصر اپنے تخت سے زیادہ اپنے کتب خانہ کی قدر کرتا تھا۔ مشہور مستشرق سیل رقم طراز ہے کہ الحکم نے کتب خانے کے واسطے ایک شاندار عمارت بنوائی تھی۔

اسلامی دور میں کتب خانہ کے واسطے عمارتیں بنوانے انھیں زیب و زینت سے آراستہ کرنے اور ان کے اندر قارئین کے واسطے مطالعہ کی جملہ سہولتیں مہیا کرنے کا رواج عام تھا۔ علامہ شبلی نعمانی نظام الملک کے ایک فرمان کا ذکر کرتے ہیں جس میں عالم اسلام میں موجود ہر عالم کے لیے ایک مدرسہ اور ایک کتب خانہ قائم کرنے کی ہدایت تھی[۱۱] عمارت میں عام طور پر قالین بچھے رہتے تھے، دروازوں پر باہر کی گرم ہوا کو روکنے کے لیے دبیز پردے پڑے رہتے تھے۔ ان عمارتوں کے اندر ادبی مذاکرے بھی منعقد کئے جاتے تھے جس کے لیے کتب خانہ میں سہولت فراہم کی جاتی تھی۔ موسیقی سے لطف اندوز ہونے کا بھی بندوبست رہتا تھا۔ کمروں کو ٹھنڈا رکھا جاتا تھا۔ اگرچہ کتب خانے شاہی سرپرستی میں ہوتے تھے لیکن یہاں آکر کتابیں پڑھنے کی اجازت ہر شخص کو بلا تفریق عہدہ تھی۔ قاہرہ قرطبہ اور شیراز کے کتب خانوں میں مخطوطات رکھنے، ان کی نقل کرنے اور ان کا مطالعہ کرنے کے کمرے جدا جدا ہوتے تھے۔ المقدسی نے شیراز کے کتب خانہ کی عمارت کا ذکر بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ عمارت پر بہت خوشنما گنبد تھے۔ اطراف عمارت میں باغات اور جھیل بنائی گئی تھیں۔

سلاطین کے علاوہ امراء اور وزراء کے کتب خانے بھی کچھ کم اہم نہیں تھے۔ تاریخ کی کتابوں میں ہمیں فتح بن خاقان، محمد بن عبد الملک زیات اور واقدی کے کتب خانوں کا ذکر ملتا ہے۔ اسی طرح ابو نصر سہل بن مرزبان، اسماعیل بن عباد وغیرہ کے کتب خانے بھی مشہور تھے۔

www.taemeernews.com

تعداد کتب[12]: عہدِ وسطیٰ کے ان اسلامی کتب خانوں میں کثیر تعداد میں کتابیں ہوتی تھیں، مختلف مورخین میں کتابوں کی صحیح تعداد کے بارے میں اختلاف رائے ملتی ہے کسی نے ایک ہی کتاب کے مختلف نسخوں کو ایک گنا ہے اور کسی نے ہر نسخے کو علیحدہ کتاب شمار کیا ہے۔ چند کتب خانوں کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے

نام کتب خانہ	تعداد	راوی
کتب خانہ ابونصر سابور ابن اردشیر (بغداد)	۱۰،۴۰۰	ابن اثیر
" الحکم مستنصر (قرطبہ)	۴۰۰،۰۰۰/۶،۴۰،۰۰۰	
" بنو عمار (طرابلس) قرآن مجید اور حدیث کے نسخے	۱،۳۰،۰۰۰	
کل تعداد	۳۰،۰۰،۰۰۰	
" سلطان عبدالعزیز (قاہرہ)	۱،۶۰۰،۰۰۰	المقریزی
	۲،۰۰۰،۰۰۰	لین پول

تاریخ کے ایسے دور میں جبکہ فن طباعت معرض وجود میں نہیں آیا ہو کتابوں کی اتنی بڑی تعداد کا اکٹھا کر لینا بظاہر بڑی حیرت انگیز بات ہے لیکن آئندہ صفحات میں جب ہم اس دور کے لوگوں کی نقل تیار کرنے کی صلاحیت کا ذکر پڑھیں گے تو ہماری حیرت بڑی حد تک دور ہو جائے گی۔

مطالعہ کے قواعد و ضوابط اور سہولیات[13]: جیسا کہ ہم نے اوپر کے صفحات میں دیکھا ہے کتب خانوں میں مطالعہ کے کمرے مخصوص تھے۔ کتابیں مستعار بھی دی جاتی تھیں۔ یاقوت (م ۱۲۲۹ء) نے مرو کے کتب خانے کا ذکر کیا ہے۔ جہاں کتابیں مستعار دینے کے سلسلے میں کچھ قواعد مرتب ہوئے تھے قاہرہ کے مدرسہ محمودیہ میں کتابیں کتب خانہ میں بیٹھ کر ہی پڑھی جا سکتی تھیں۔ چند مقامات پر مصنفین اپنی کتابوں کو شہر کی مسجد میں رکھوا دیتے تھے۔ قارئین وہاں جا کر ان کا مطالعہ کرتے تھے۔

مسجد میں کتابیں رکھوانے کی ایک مثال ابوعمرو الشیبانی کے احوال میں ملتی ہے۔ اساتذہ اپنی کتابیں طالب علموں کے مطالعہ کے لیے مدرسوں میں بھی رکھوا دیتے تھے۔ اسماعیل ابن عباس صاحب نے اپنی کتابوں کے ذخیرہ کو شہر رے (کوفہ) کے باشندوں کے لیے وقف

www.taemeernews.com

کردیا تھا۔ مشہور مورخ یاقوت نے اپنی تمام کتابیں خانقاہ زیدیہ کے نام وقف کردی تھیں علاوہ چند کتب خانوں میں کتابیں مستعار لینے سے پہلے زر ضمانت بھی جمع کردایا جاتا تھا۔ کچھ مصنفین اپنی کتابیں وقف کرتے وقت چند شرائط بھی عاید کرتے تھے۔ ابن خلدون نے اپنی کتابوں کو صرف معتبر لوگوں کو دو مہینہ کے لیے مستعار دینے کی اجازت دی تھی۔

کتب خانہ میں مطالعہ کے لیے آنے والوں کی سہولیت اور آرام کا پورا خیال رکھا جاتا تھا۔ الحکم نے اپنے کتب خانہ میں قارئین کو نقل کرنے کے لیے کاغذ قلم اور سیاہی فراہم کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ ابو علی بن سوار کے کتب خانہ (بصرہ) میں کتب خانہ کی جانب سے قارئین کے طعام کا بھی بندوبست تھا۔

ترتیب و تنظیم کتب خانہ:۔ المقدسی شیراز کے کتب خانہ کی تفصیل کے سلسلے میں رقم طراز ہے "کمروں کی دیواروں کے ساتھ ساتھ تین ہاتھ چوڑی اور تین ہاتھ اونچی لکڑی کی الماریاں ہوتی تھیں۔ ان پر مینت کاری کی گئی تھی۔ یہ الماریاں اوپر سے نیچے کی جانب کھلتی تھیں۔ ان میں کتابیں مختلف خانوں میں اوپر سے نیچے کی جانب رکھی جاتی تھیں۔ کتابوں کے کیٹلاگ کئی جلدوں میں مرتب ہوتے تھے۔ ایک مضمون پر کتاب کی فہرست ایک جلد میں ہوتی تھی۔ ابن خلدون کے مطابق الحکم کے کتب خانہ کی کتابوں کے کیٹلاگ ۸۰۰ صفحات تھے۔ چند کتب خانوں میں کتابوں کی فہرست کے کمرے کے دروازے پر لٹکائے جانے کا رواج تھا عضدالدولہ کے کتب خانہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ بشاری رقم طراز ہیں کہ یہاں کتابیں مضامین کے اعتبار سے رکھی جاتی تھیں اور ہر کمرے سے باہر اس کمرے میں موجود کتابوں کی فہرست ہوتی تھی۔

عملہ کتب خانہ:۔ کتب خانوں کا اہتمام صاحب علم افراد کے ذمہ ہوتا تھا۔ اور اس میں ذاتی عقیدہ کو بہت کم دخل ہوتا تھا۔ مامون رشید کے کتب خانہ کا ناظم سہل بن ہارون اور پھر سعید بن ہارون مقرر ہوا۔ عقیدہ کے اعتبار سے دونوں شعوبی تھے اور عربوں سے سخت مخاصمت رکھتے تھے۔ لیکن اپنی علمیت کے لیے دونوں مشہور تھے۔ مشہور سائنسداں ابن مسکویہ (م ۱۰۳۰ء) ابوالفضل (رے کو دم) کے کتب خانہ کا ناظم کتب خانہ تھا ابن سینا نوح ابن منصور کے کتب خانہ (بخارا) میں ناظم کتب خانہ تھے

www.taemeernews.com

لائبریری یا ناظم کتب خانہ کو خازن کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا اور علاوہ خازن کے ذیلی عملہ میں کاتب یا ناسخ، اور فراش ہوتے تھے۔ کتابوں کی نقل کا کام عموماً کتب خانہ میں ہی کیا جاتا تھا۔ پہلے کاتب کتابت کرتے تھے اس کے بعد حاشیہ نگار حاشیہ بناتے تھے اور آخر میں مصور تصویر بنانے کا کام کرتے تھے۔ مصور اپنے کام میں بڑی عرق ریزی کرتے تھے۔ مندرجہ بالا جائزہ کی روشنی میں یہ کہنا کچھ زیادہ غلط نہ ہوگا کہ یورپ کے تاریکی کے دور میں اسلامی دنیا میں کتب خانے اہم ثقافتی مقام حاصل کر چکے تھے

www.taemeernews.com

حواشی وحوالے

۱۔ شبلی نعمانی۔ اسلامی کتب خانہ مشمول مقالات شبلی، اعظم گڑھ ج۔ ۶۔ ص ۱۵۵۔ ۱۶۷
زوار حسین زیدی۔ لٹریری اسپلنڈر: لائبریری آف میڈیول اسلام اینڈ پرابلمس آف کنزرویشن اینڈ ریسٹوریشن آف اسلامک مینوسکرپٹ (غیر مطبوعہ)

۲۔ عبدالسلام۔ طلیطلہ سے ترکی ایسٹ تک۔ تجدید عہد۔ جامعہ ج ۷۸، مارچ ۱۹۸۱۔ ص ۱۴۷

۳۔ جمیل احمد رضوی۔ اسلامی کتب خانے اور ان کا انتظام۔ المعارف ج ۱۴، فروری ۱۹۸۱ء۔ ص ۵۔ ۱۸

۴۔ ابن الطقطقی۔ الفخری۔ ترجمہ محمد جعفر پھلواری، لاہور۔ ص ۲

۵۔ زیدی۔ لٹریری۔ اسپلنڈر۔ ص ۳

۶۔ شبلی۔ اسلامی کتب خانے ص ۱۵۶

۷۔ حوالہ بالا۔ ص ۱۶۷

۸۔ حوالہ بالا۔ ص ۱۶۲

۹۔ زیدی۔ لٹریری اسپلنڈر۔ ص ۵

۱۰۔ شبلی۔ اسلامی کتب خانے ص۔ ۱۸۵۔ ۱۵۶

۱۱۔ شبلی۔ اسلامی کتب خانے۔ ص۔ ۱۶۷

۱۲۔ زیدی لٹریری اسپلنڈر ص ۶۔ ۷ یا شبلی نعمانی: مقالات شبلی ج ۶۔ ۱۹۳۷ ص ۱۵۹۔ ۱۶۰

۱۳۔ اولگا پنٹو۔ اسلامی کتب خانے (عہد عباسیہ میں) ترجمہ قاضی احمد خاں اختر جوناگڑھی، لکھنو۔ ۱۹۳۲

۱۴۔ زیدی لٹریری۔ اسپلنڈر، ص۔ ۸

www.taemeernews.com

ہندستان۔ عہد قدیم تا عہد وسطیٰ

ہندوستان کی تہذیبی اکائی مختلف اوقات میں دنیا کی مختلف بڑی تہذیبوں کے زیر اثر مرتب ہوئی ہے مختلف النسل اور قوم کے ایک سنگم کی شکل میں رواں دواں اس ملک کی تاریخ نے بہت سے عروج و زوال دیکھے ہیں۔ ملک کے مغرب سے آنے والی بہت سی قوموں نے یہاں اپنی انفرادیت کھو کر یہاں کے تہذیبی امتزاج میں اپنے مستقبل کا سراغ تلاش کیا ہے۔ اس ملک کی دانشوری کی روایت، فکر کی بلندی اور علم کی گہرائی نے کبھی فاہیان FA - Hsian اور ہوین سانگ YUANCHWANG کو دشوار گزار راہوں کو طے کر کے آنے پر مجبور کیا، تو کبھی البیرونی اور ابن بطوطہ کو اپنے وطن کے چھوڑنے پر آمادہ کیا۔ اس ملک کے عشق کا سودا جب یورپین اقوام کے سر میں سمایا تو دنیا کو ایک نئی دنیا کا سراغ ملا۔ مغربی دنیا ہی کی طرح یہاں بھی قدیم زمانے میں علم کا سوتا مذہبی تعلیم کی شکل میں پھوٹا اور کتب خانوں کی روایت مذہبی تعلیم کے اداروں سے شروع ہوئی۔ یوں تو ہر تہذیب اپنے ابتدائی دور میں زبانی روایات کے سہارے بعد کی نسل تک منتقل ہوئی ہے لیکن ہندوستان میں زبانی تعلیم و تدریس کا سلسلہ بہت لمبے عرصے تک چلتا رہا ہے چنانچہ ویدک فلسفہ کا سراغ ہمیں علماء کی مجلس یا سنگھ SANGHAS میں ہونے والے مباحث میں ملتا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے پہلے کے دور میں ہمیں ٹیکسلا اور بنارس کی علمی صحبتوں کا ذکر ضرور ملتا ہے لیکن مشہور علمی مراکز جن میں نالندہ، وکرم شیلا، متھلا اور اودنت پوری شامل ہیں، چوتھی صدی عیسوی کے بعد وجود میں آئے۔ خوش قسمتی سے

www.taemeernews.com

یہ وہ دور ہے جب چین سے بدھ مذہب کے پیرو تلاشِ علم میں ہندوستان آنے شروع ہو گئے تھے ان میں فاہیان اور ہیون سانگ تہ ہمارے لیے بہت اہم نام ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے سفرنامے مرتب کیے۔ ان سفرناموں میں ہمیں ہندوستان میں مروج تعلیم کا خاکہ ملتا ہے۔ یونیورسٹیوں کی تفصیل اور ان میں موجود کتابوں کے ذخیروں کا علم ہوتا ہے۔ ان میں نالندہ کا تعلیمی مرکز سب سے اہم اور مشہور ہے اور ہیون سانگ نے اس کے بارے میں بڑی تفصیلات فراہم کی ہیں۔ نالندہ کا کتب خانہ تین بڑی عمارتوں پر مشتمل تھا۔ ان عمارتوں کو رتن ساگر، رتن دادھی اور رتن رنجکا کے نام دیے گئے تھے۔ رتن اودھی ایک نو منزلہ عمارت تھی۔ یہاں مقدس مخطوطات کا ذخیرہ رکھا گیا تھا۔ ہیون سانگ نے اس کے علاوہ عبادت گاہوں کے اندر موجود کتب خانوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ نالندہ کے علاوہ وکرم شلا (موجودہ بھاگل پور کے قریب) اور ٹیکسلا کے مقامات پر بھی کتب خانے موجود تھے۔ مغربی ہندوستان میں ولبھی (کاٹھیاواڑ) اور کنہیری (مغربی گھاٹ) کے کتب خانوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔ مغربی ہندوستان میں نویں اور تیرھویں صدی عیسوی کے دوران جین مذہبی رہنماؤں نے بہت سی تصنیفات مرتب کیں۔ دراصل یہ وہ دور تھا جب جین فلسفہ حافظہ سے نکال کر کتابی شکل میں محفوظ کیا جا رہا تھا۔ جیسلمیر، پٹن، سورت، احمد آباد، کرناٹی اور جے پور کے مقامات پر گیان بھنڈار قائم ہوئے۔ ان بھنڈاروں کے قیام کے سلسلے میں بدھ راج جے سہادیو (۱۰۹۴ - ۱۱۴۳ء) اور شری کمار پال دیوت (۱۱۴۳-۱۱۷۴ء) کے نام خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ شری کمار پال دیو کی جانب ۲۱ کتب خانوں کے قائم کرنے کی روایت منسوب کی جاتی ہے۔ پٹن میں آج بھی اس دور کے مخطوطات پر مبنی جین گیان بھنڈار موجود ہیں۔ ان مخطوطات کی ایک فہرست لال چند بھگوان داس گاندھی نے تیار کی ہے۔

جنوبی ہندوستان میں زمانہ قدیم میں کتب خانوں کو سرسوتی محل، سرسوتی بھنڈار، یا پستک بھنڈار کا نام دیا جاتا تھا۔ یہاں ہمیں کتب خانوں کا ذکر گیارہویں صدی میں ملتا ہے۔ چالوکیہ خاندان کے بادشاہ تریلوکی ملا سند (۱۰۵۸ء) کے زمانے کی تانبے کی ایک تختی ملی ہے جس میں علماء کے ساتھ ساتھ ناظم کتب خانہ کو زمین کا عطیہ دیے جانے کا ذکر ہے۔ چدامبرم کے قریب نت راج کے مندر سے تیرھویں صدی کے ایک کتبہ کا سراغ

www.taemeernews.com

ملتا ہے۔

نالندہ یونیورسٹی میں مخطوطات کی نقل تیار کرنے کے لیے بنگال کے راجہ دیوپال نے گاؤں کا عطیہ دیا تھا۔ وکرم شلا کی عبادت گاہ آٹھویں صدی عیسوی میں راجہ دھرم پال نے قائم کی تھی۔ یہاں کے علما نے سنسکرت زبان میں بہت سی کتابیں لکھی تھیں یہاں تبت سے طالب علم آئے جنھوں نے بہت سی کتابوں کا تبتی زبان میں ترجمہ کیا۔ وکرم شلا کے کتب خانے کا ذکر ہمیں طبقات ناصری میں بھی ملتا ہے ۵ اودنتا پوری یونیورسٹی قصبہ بہار شریف کے قریب تھی جب مگدھ پر مہی پال اول کا قبضہ ہوا۔ تو مہاد یہار اودانتا پوری کی ملکیت پالا راجاؤں کے ہاتھ آئی ان بادشاہوں نے اس ادارہ کو فروغ دیا۔ اور اس کے اندر یک عمدہ لائبریری قائم کی جس میں بدھ اور برہمن مصنفین کی تصنیفات رکھی گئیں ۶ سوما پوری یونیورسٹی شمالی بنگال میں راجہ دھرم پال (۷۶۹ - ۸۲۷ ء) کے زمانے سے بڑی حیثیت رکھتی تھی۔ اس یونیورسٹی میں بھی نالندہ اور وکرم شلا کی طرح ایک کتب خانہ تھا۔ گیارہویں بارہویں اور تیرھویں صدی میں جگدل (شمالی بنگال) اور متھلا (کرناٹک) بھی تعلیم و تدریس کا مرکز تھے جہاں مقدس مخطوطات کے قیمتی ذخیرے تھے۔

متھلا یونیورسٹی میں مخطوطات کی بڑی قدر کی جاتی تھی یہاں تک کہ طلبا کو اپنی تعلیم مکمل کر کے واپس جاتے وقت اپنے مخطوطات کو ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں تھی

مخطوطات کو ترتیب کے ساتھ رکھنے کا رواج ہندوستان میں زمانہ قدیم سے ہے ہیون سانگ کے مخطوطات کا ایک حصہ جب اس کے سفر سے واپسی کے دوران دریائے سندھ میں اس کے جہاز کے تباہ ہونے کے دوران ضائع ہو گیا تو اس نے ان کی فہرست نالندہ بھیجی تاکہ وہاں سے دوبارہ ان کی نقل حاصل کی جا سکے۔ اگر نالندہ میں مخطوطات مرتب شکل میں نہ ہوتے تو ہیون سانگ ان کی دوبارہ نقل کی امید نہ رکھتا

وسطی دور:۔ کتب خانہ کی تاریخ کے نقطہ نظر سے وسطی دور میں سب سے پہلے ہمیں جلال الدین خلجی کے شاہی کتب خانے کا ذکر ملتا ہے۔ مشہور فارسی شاعر اور صوفی امیر خسرو اس کے لائبریرین مقرر کیے گئے ۷ اس سے پہلے غلام خاندان کے بادشاہوں میں فیروز شاہ کے محل کے اندرونی نظم و نسق کا ذکر کرتے ہوئے مشہور مورخ سراج عفیف ۸ نے اس کے اندر قائم محکموں میں کتاب خانہ کا بھی ذکر کیا

www.taemeernews.com

ہے اس کا انتظام کتابدار کے سپرد تھا جسے مصحف بردار بھی کہا جاتا تھا۔

خلجی خاندان کے زوال پر تغلق خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ اس خاندان کے دوسرے بادشاہ محمد تغلق کی شہرت ایک عظیم فاتح اور صاحب علم سلطان کی حیثیت سے ہے۔ سلطان اپنے علم وفضل کے ساتھ ساتھ ایک خطاط بھی تھا۔ اس کے انتقال پر فیروز تغلق اس کے جانشین کی حیثیت سے تخت پر بیٹھا۔ فیروز تغلق بھی صاحب علم اور صاحب تصنیف بادشاہ تھا لیکن اس دور کے مورخین شاہی کتب خانوں کے بارے میں خاموش ہیں۔ دراصل ابتدائی دور کے مسلم حکمراں کتب خانوں کے لیے علیحدہ عمارتیں نہیں بنواتے تھے۔ قیمتی مخطوطات محل کے اندر، مسجدوں، خانقاہوں اور مدرسوں میں رکھے جاتے تھے۔ اس دور کے ذاتی کتب خانوں میں حضرت نظام الدین اولیا کے کتب خانے کا ذکر ملتا ہے ان کے مرید شیخ سراج عثمان جو مخدوم سراج الدین کے نام سے مشہور ہیں لکھنؤ جاتے وقت شیخ کے کتب خانہ سے اپنے ساتھ کتابیں بھی لے گئے۔ ۹ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی تصنیف اخبار الاخیار میں بھی حضرت نظام الدین اولیاء کے کتب خانہ کا ذکر کرتے ہیں۔ فیروز تغلق کے درباریوں میں عالم ابن اعلیٰ ایک زبردست عالم تھے جنھوں نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی اور تیس جلدوں میں فتاویٰ تاتارخانی مرتب کیا جس کا نام فیروز تغلق کے وزیر تاتارخاں کے نام پر رکھا۔ اتنے بڑے علمی کارنامے کی تکمیل کتب خانہ کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتی تھی۔

ہندوستان میں مغلوں کے دور سے پہلے گجرات میں مظفر خاں نے ایک آزاد سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ یہ سلطنت ۱۴۰۷ء سے شروع ہوکر ۱۸۰ سال تک قائم رہی۔ مظفر خاں کے پوتے احمد شاہ نے گجرات کے موجودہ دارالحکومت احمد آباد کو بسایا۔ احمد شاہ کی علم دوستی کا شہرہ سن کر یمن، حجاز اور مصر سے علما اس کے دربار میں آئے۔ سلطان محمود بیگڑہ (۱۴۵۸ء ۱۵۱۱ء) نے احمد آباد کے قریب عثمان پور کے مدرسہ میں کتب خانہ قائم کیا۔ اس کی نگرانی شیخ محمد عثمان شمع برہانی کے ذمہ تھی۔ ۱۰ گجرات کی فتح کے بعد شاہان گجرات کے کتب خانہ کی کتابوں کو اکبر نے آگرہ لے جاکر ملا عبدالقادر بدایونی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور فیضی کو دے دیں۔

شاہی کتب خانے کے علاوہ گجرات کے بزرگان دین اور علماء نے بھی ذاتی کتب خانے قائم کیے تھے۔ ان کے کتب خانوں کی تفصیل ابوالمظفر ندوی نے اپنی تصنیف

www.taemeernews.com

گجرات کی تمدنی تاریخ میں دی ہے امراء اور سلاطین کے درجہ ذیل کتب خانوں کا ذکر ابو منظفر ندوی کی کتاب میں موجود ہے۔

کتب خانہ آصف خاں (م ۱۵۵۳ء) وزیر سلطنت گجرات

کتب خانہ غلام محمد بن طاہر پٹنی (م ۱۵۸۹ء)

" علوی (شاہ وجیہہ الدین گجراتی (م ۱۵۸۹ء)

" سیفیہ (سورت)

" کھنبائیت

" شیدی سعید (م۔ ۱۵۷۲ء) ماہر تعمیرات

ہندوستان میں مغل حکومت کے بانی ظہیر الدین محمد بابر کے ادبی ذوق کی اس کے ہم عصروں نے تعریف کی ہے۔ اس نے اپنی خود نوشت سوانح میں ایک نئے خط کے ایجاد کا بھی ذکر کیا ہے۔ جسے اس نے خط بابری کہا ہے ۱۵۲۵ میں اس نے غازی خاں کی لائبریری اپنے قبضہ میں کرلی۔ غازی خاں ابراہیم لودی کا ایک درباری تھا۔ بابر نے اس کتب خانے پر اپنی رائے ان الفاظ میں دی ہے۔ "مجموعی طور پر مجھے اس میں بیشتر اہم کتابیں نہیں ملیں۔ حالانکہ سرسری طور پر اس لائبریری کو دیکھ کر بادی النظر میں مجھے اس سے بڑی توقعات تھیں[۱۱]" اس کی صحبت میں خوندمیر جیسے عالم رہتے تھے جو کسی زمانہ میں ہرات کے کتب خانہ کے ناظم رہ چکے تھے بابر کو ایک شاہی کتب خانہ اور اپنا ذاتی کتب خانہ قائم کرنے کا بڑا انہماک تھا۔ بابر نے خواجہ محمد علی کتاب دار کا بھی ذکر کیا ہے بابر کے دور سے مخطوطات میں مصوری کا فن شروع ہوا۔ خدابخش لائبریری پٹنہ میں ایک مخطوطہ تاریخ خاندان تیموریہ کے نام سے ہے جس میں خاندان تیموریہ کے بیشتر افراد کی تصویریں ہیں۔

ہمایوں کو کتابوں کا شوق بابر سے ورثہ میں ملا تھا صفوی سلطان طہماسپ کی صحبت نے اس شوق کو مزید پروان چڑھایا۔ ہمایوں کتابوں کا بڑا شیدائی تھا یہاں تک کہ جنگی مہمات میں بھی وہ اپنے ساتھ منتخب کتابیں اور محافظ کتب خانہ رکھتا تھا۔ ہمایوں نے آگرہ میں ایک شاندار عمارت بنوائی جس کا نام خانہ طلسم تھا۔ اس عمارت کے ایک حصہ میں شاہی کتب خانہ تھا[۱۲]۔ اپنی موت سے کچھ عرصہ پہلے اس نے دہلی کے پرانے قلعہ کی ایک عمارت

Anjuman Taraqqi Urdu (Hind) LIBRARY

www.taemeernews.com

شیر منڈل کو لائبریری میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس کے کتب خانہ کے محافظ لال بیگ۔ یا باز بہادر کے والد نظام تھے[13] اس سلسلے میں ملا سرخ کا نام بھی ملتا ہے۔ ہمایوں کی وفات پرانے قلعہ کے کتب خانہ کی عمارت میں سیڑھیوں سے پھسل کر گر جانے سے ہوئی۔

اکبر نے شاہی کتب خانے میں گجرات، جونپور، بہار، کشمیر و بنگالہ کی مہمات سے کتابیں لاکر جمع کیں۔ شاہی کتب خانہ کے بارہ میں ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتے ہیں "حضور والا کی لائبریری کئی حصوں پر مشتمل ہے۔ کچھ حصے محل شاہی کے باہر ہیں اور کچھ اندر، تجربہ کار حضرات روزانہ کتابیں لاتے اور بادشاہ کے حضور پڑھ کر سناتے ہیں[14]" اکبر نے بہت سی کتابوں کا ترجمہ فارسی زبان میں کرا دیا۔ مہابھارت کے فارسی ترجمہ پر نقیب خاں ملا عبدالقادر بدایونی اور شیخ سلطان تھانیسری معمور تھے۔ اس کا نام رزم نامہ رکھا گیا۔ اس کو مصور کرانے میں بہت بڑی رقم خرچ کی۔ اس کا ایک نسخہ جے پور دربار لائبریری میں موجود ہے[15] بادشاہ کو خطاطی سے بھی بہت دلچسپی تھی اس کے زمانہ میں آٹھ رسم تحریر کے رواج کا ذکر ملتا ہے لیکن اکبر کو خط نستعلیق بہت پسند تھا۔ اس نے اس فن کے ماہر استاد محمد حسین کشمیری کو زریں رقم کا خطاب دیا تھا۔ شاہی کتب خانے میں یورپی زبان کی کتابیں بھی تھیں۔ انھیں میں پلینٹن کی شائع کی ہوئی چار زبانوں میں مترجم بائبل کا نسخہ بھی شامل ہے جو سات جلدوں میں تھا۔ کتب خانہ میں تھومس اکویناس، ڈرمنگو ڈی سولٹو وغیرہ کی تصانیف بھی تھیں۔ اکبر کے انتقال پر جب اس کے کتب خانے کی فہرست مرتب کی گئی تو اس میں چوبیس ہزار باتصویر کتابیں تھیں کتب خانہ کے محافظین میں ملا پیر محمد ملا بلال اور عنایت اللہ کے نام آتے ہیں۔

اکبری دور کے امراء کے کتب خانہ بھی کچھ کم شاندار نہ تھے فیضی کے انتقال پر اس کے ذاتی کتب خانہ کی کتابیں اکبر نے شاہی کتب خانے میں شامل کر لیں۔ ان کی تعداد چار ہزار چھ سو تھی۔ خان خاناں کے کتب خانہ کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ کتب خانہ کے ملازمین کی تعداد ۹۵ تھی۔ ان میں جلد ساز، خطاط اور دیگر سبھی شامل تھے۔ کتب خانہ میں مولانا ابراہیم نقاش جو بیک وقت عالم، مصنف، جلد ساز اور سنہری قلم خطاط تھے کتاب دار کے عہدہ پر فائز تھے۔ نعمت اللہ جو مخزن افغانی کے مصنف تھے۔ خان خاناں کی لائبریری میں نگراں تھے[16] فتح اللہ شیرازی حکیم ابوعلی

www.taemeernews.com

گیلانی، مولانا عبدالحق محدث دہلوی، ملا عبدالقادر بدایونی اور ملا مبارک کے کتب خانے بھی قابل ذکر ہیں۔ ملا مبارک کے کتب خانہ میں ۵۰۰ کتابیں خود اس کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں اس دور میں زود نویسی کا یہ عالم تھا کہ اخبار الاخیار کی ایک روایت کے بموجب ملا حنیف تین رات میں پورا قرآن مجید نقل کر لیتے تھے۔ عبدالحق محدث دہلوی نے خود اپنے استاد شیخ عبدالوہاب متقی کا ذکر کیا ہے کہ ہر روز ایک ہزار بیت کی خطاطی کر لیتے تھے۔ عبدالرحیم خانخاناں کے کتب خانے کی چند کتابیں رضا لائبریری رام پور میں بھی موجود ہیں۔ کچھ کتابیں خدا بخش لائبریری پٹنہ اور کتب خانہ آصفیہ کے ذخیرے میں شامل ہیں۔

بادشاہ اور امراء کے ساتھ بیگمات کو بھی اپنے ذاتی کتب خانے کے قائم کرنے کا شوق تھا۔ ان میں گلبدن بیگم اور ہمایوں کی بھانجی سلیمہ سلطانہ کے کتب خانہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ نورجہاں نے مرزا کامران کا دیوان اپنے کتب خانے کے لیے خرید ا تھا۔ آج کل یہ نسخہ کتب خانہ خدا بخش، پٹنہ میں موجود ہے۔

جہانگیر نے شاہی کتب خانہ کے ساتھ ساتھ اپنے ذاتی کتب خانہ کو بھی وسعت دی۔ جہانگیر سفر میں بھی اپنا ذاتی کتب خانہ ساتھ رکھتا تھا۔ سفر گجرات میں اس نے اپنے ذاتی کتب خانے میں سے چند کتابیں عمائدین شہر کو تحفہ میں دیں تھی۔ اس کے ذاتی کتب خانے کے نگراں مکتوب خاں تھے۔ اس کے علاوہ عبدالرحمٰن رشیدائی خوش نویس، میر صالح ولد عبداللہ مشکیں رقم اور محمد شفیع بھی کتب خانہ کے اہتمام پر مامور رہے تھے۔

شاہجہاں کے کتب خانہ کا ذکر ہمیں ایک جرمن سیاح جان البرٹ خاں مانڈ یلسلو John Albert Mandelslo کے سفر نامے سے ملتا ہے اس کے بیان کے مطابق شاہجہاں کے کتب خانے میں ۲۴۰۰۰ کتابیں تھیں تھ لائبریری کے سربراہ کو داروغہ کتب خانہ کہا جاتا تھا۔ عبدالرحمٰن ہراشد علی خطاط۔ میر صالح، میر سید علی، اعتماد خاں، عنایت خاں ولد ظفر خاں کے نام اس عہد کے سلسلے میں لیے جاتے ہیں۔ اورنگ زیب نے شاہی کتب خانہ کو مزید وسعت دی۔ اس کے دور میں کتاب خانہ داری کی ذمہ داری میر صالح کو دی گئی۔ محمد منصور خاں جو مہابت خاں کا پوتا تھا مہتمم کتب خانہ بنا تھ محمد شاہ کے دور میں جب نادر شاہ نے دہلی کو لوٹا

www.taemeernews.com

تو واپسی میں شاہی کتب خانہ کی بہت سی کتابیں اپنے ساتھ لے گیا۔ رہی سہی کسر ۱۸۵۷ء کے غدر میں پوری ہوگئی۔ آج ہمیں شاہی کتب خانہ کی کتابوں کے نسخے ہندستان اور ہندستان سے باہر کے کتب خانوں میں منتشر ملتے ہیں۔

جنوبی ہند کی مسلم ریاستوں کے کتب خانے

سلاطین دکن بھی کتب خانے قائم کرنے کے بہت شوقین تھے۔ بہمنی سلاطین نے اپنی قلمرو میں کتب خانے اور کالج قائم کئے۔ بیدر کالج کے کتب خانہ میں طلبا اور اساتذہ کے استعمال کے لیے تین ہزار کتابیں تھیں۔ محمود گاواں کے کتب خانے میں ۳۵ ہزار کتابوں کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے۔ عادل شاہی سلاطین کے کتب خانہ میں ۶۰ اشخاص پر مشتمل عملہ تھا۔ مشہور مورخ فرشتہ کو ابراہیم عادل شاہ ثانی نے اپنے کتب خانے سے کتابیں مستعار لینے کی اجازت دے دی تھی۔[۲۰]

سترھویں اور اٹھارہویں صدی میں شاہی کتب خانوں کے علاوہ قطب الملک اور نواب ابراہیم خاں بہادر نصیر جنگ کے کتب خانے اور نواب لوہارو کا کتب خانہ بھی قابل ذکر ہیں۔ جنوبی ہندستان میں میسور کے چکا دیورایا (۱۶۷۲ - ۱۷۰۴ء) اور ٹیپو سلطان کے کتب خانے قابل ذکر ہیں۔ سرنگاپٹم پر انگریزوں کے قابض ہونے کے بعد اس کی کتابیں فورٹ ولیم کالج کلکتہ، رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ اور انگلینڈ کے شاہی کتب خانے کو منتقل کر دی گئیں۔ کتب خانہ کی کتابوں کا ایک کیٹلاگ میجر اسٹورٹ نے ۱۸۰۹ء میں تیار کیا جسے کیمبرج یونیورسٹی نے شائع کیا۔ میجر اسٹوارٹ نے اپنے کیٹلاگ میں لکھا ہے کہ یہاں دو ہزار قلمی کتابیں عربی فارسی اور ہندی زبانوں میں اسلامی ادب کی مختلف شاخوں پر موجود تھیں۔[۲۱] اس کتب خانہ کی اردو زبان کی کتابیں رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن کے کتب خانہ میں داخل کر دی گئی تھیں۔ بنگال میں مرشد آباد کے نوابین کے دربار میں ایک عالم میر محمد علی تھے جن کی لائبریری میں دو ہزار کتابیں تھیں۔[۲۲] گجرات میں سید محمد شاہ عالم (م۔ ۱۴۷۵ء) اور جونپور میں مولوی معشوق علی اور مفتی سید ابوالبقا کے کتب خانے بھی قابل ذکر ہیں۔[۲۳]

اٹھارویں اور انیسویں صدی میں ہندستان میں دو ایسے عظیم الشان کتب خانے

www.taemeernews.com

منظر عام پر آئے جس میں سے ایک اب داستانِ پارینہ بن چکا ہے جبکہ دوسرا ہنوز اپنی خدمات اور اپنے ذخیرہ کے لیے دنیا میں مشہور ہے۔ ہماری مراد تانجور کے مہاراجہ سربھوجی کے سرسوتی محل اور نوابین اودھ کے کتب خانے سے ہے

سربھوجی سرسوتی محل لائبریری:- اس کتب خانہ کا آغاز سولھویں صدی میں تیلگو نائک جو تنجور پر حکمراں تھے کی کوششوں سے ہوا۔ انہوں نے یہاں تیلگو اور سنسکرت زبان کے مخطوطے جمع کیے لیکن کتب خانہ کا فروغ مراٹھا نسل کے حکمراں مہاراجہ سربھوجی کی سرپرستی میں ہوا۔ انگریزوں نے سربھوجی کو ۱۷۹۹ء میں تخت سے محروم کر دیا۔ تخت سے اتر جانے کے باوجود سربھوجی نے کتب خانہ کی سرپرستی سے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ ۱۸۲۰ء اور ۱۸۳۰ء کے درمیان انہوں نے بنارس کے کئی سفر کیے اور ہر بار کتب خانہ کے لیے مخطوطات لائے۔ ۱۹۲۱ء میں اس کتب خانہ میں جمبوناتھ بھٹ کا ذاتی کتب خانہ شامل کر دیا گیا۔ یہ کتب خانہ شمالی ہند کے سنسکرت مخطوطات پر مبنی نہایت قیمتی ذخیرہ سے پر تھا۔ اس سے اگلے سال یعنی ۱۹۲۲ء میں دو اور مشہور ذخیرے اس کتب خانہ میں شامل کیے گئے۔ ایک تانجور کے گنگل کار خاندان کا ذخیرہ تھا جو سنسکرت زبان میں قواعد کی کتابوں کا بیش بہا ذخیرہ تھا اور دوسرا تپنگ ادھوت خاندان کا ذخیرہ تھا۔ اس کی خصوصیت ویدانت اور بھکتی کے موضوع پر مبنی مخطوطے ہیں۔

اس لائبریری میں مخطوطات کی تعداد ۲۵۰۰۰ ہے اس کے علاوہ یورپی زبان میں بھی کتابیں ہیں۔ مخطوطات کے ذخیرے میں گیارہ زبانوں کی قلمی کتابیں ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی تعداد کھجور کے پتے پر لکھے ہوئے مخطوطات ہیں۔ جنوبی ہندوستان میں سنسکرت زبان کے مخطوطات کا اپنا جائزہ پیش کرتے ہوئے ہوتز Hutzsch نے اسے لاثانی کتب خانوں میں شمار کیا ہے۔ اس میں موجود سنسکرت مخطوطات کا ایک اشاریہ لندن سے تین جلدوں میں ۱۸۷۸-۸۰ کے درمیان شائع ہو چکا ہے۔ اس لائبریری کی اہمیت کے بارے میں جو مراسلہ ڈاکٹر برنل Burnell نے ۱۸۷۳ء میں مدراس کی حکومت کو بھیجا تھا۔ اس میں انہوں نے کہا تھا کہ "یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ سنسکرت کی تمام اہم قلمی کتابیں کسی نہ کسی شکل میں یہاں موجود ہیں"۔

www.taemeernews.com

کتب خانہ نوابین اودھ :- مغل سلطنت کے کمزور پڑ جانے پر ملک کے مختلف کونوں میں موجود صوبائی گورنروں نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ ۱۷۲۴ء میں سعادت خاں نے آزاد اودھ سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس کتب خانے کی حیثیت نوابین اودھ کے شاہی کتب خانے کی تھی۔ مرزا سلیمان شکوہ جو شاہ عالم کے تیسرے بیٹے تھے جب دہلی سے لکھنؤ آئے تو اپنے ساتھ بہت سی کتابیں مغل شہنشاہوں کے شاہی کتب خانے کی بھی لائے۔ آہستہ آہستہ یہاں عربی فارسی اور دوسرے اردو کے نادر مخطوطات کا بیش قیمت ذخیرہ اکٹھا ہو گیا۔ مشہور مورخ ایلیٹ Elliot نے ۱۸۴۷ء میں گورنر جنرل کو اپنی ایک عرضداشت میں لکھا کہ حیدرآباد کے بعد لکھنؤ ہی ایک ایسا مقام ہے جہاں عربی و فارسی کے بیش بہا مخطوطات ملتے ہیں۔ بادشاہ اور امراء کے پاس وہاں اتنی دولت ہے کہ ایشیا کے تمام حصوں سے وہاں کے بازاروں میں کتابیں آتی ہیں اور ہاتھوں ہاتھ نکل جاتی ہیں۔ ایلیٹ کی اس تجویز پر گورنر جنرل نے ان کتابوں کی کیٹلاگ سازی کے کام پر دلی کالج کے جرمن پرنسپل ڈاکٹر الائز اشپرنگر کو مقرر کیا۔ اشپرنگر نے جو رپورٹیں اس کتب خانہ کے بارے میں تیار کیں ان میں سے چار کا سراغ ملتا ہے۔ پہلی رپورٹ کے مطابق لکھنؤ کے شاہی کتب خانے تین مختلف عمارتوں میں تھے۔ موتی محل کے بیرونی دفاتر، توپ خانہ اور محل فرح بخش۔ صرف موتی محل میں تین ہزار مخطوطات تھے۔ توپ خانے میں بھی کسی زمانہ میں بارہ ہزار کتابیں تھیں [۲۵]۔ اشپرنگر لکھتا ہے کہ میں لائبریری میں علامی تفضل خاں کے ہمراہ گیا اس میں تقریباً تین لاکھ کتابیں ہیں۔ اور ہر سو کتاب پر ایک ملازم ہے۔ اشپرنگر کے مطابق اس میں خاصی کتابیں ہیں جو خود مصنفین کے قلم کی لکھی ہوئی ہیں اور پوچھنے پر مہتمم نے کہا کہ ایسی تقریباً سات سو قلمی کتابیں لائبریری میں ہیں [۲۶]۔ اشپرنگر نے اس کتب خانہ کا جو کیٹلاگ تیار کیا تھا اس کے پہلے حصہ کی ضخامت ۶۵۰ صفحات کی تھی۔ اس کے اردو مخطوطات کی فہرست کا اردو ترجمہ ہندستانی اکیڈمی الہ آباد نے یادگار شعراء کے نام سے شائع کیا تھا۔ ملک کی بدنصیبی ہے کہ ایسا بیش بہا خزانہ منتشر ہو گیا اور آج کی تفصیل کے لیے ہمیں اشپرنگر کے کیٹلاگ اور رپورٹوں کی جانب رجوع ہونا پڑتا ہے [۲۷]۔

ہندستان میں کتب خانوں کے جائزہ کا یہ خاکہ نامکمل رہے گا۔ اگر اس میں مختصراً

www.taemeernews.com

ان کتب خانوں کا ذکر بھی نہ کر دیا جائے جو اگرچہ تاریخی اعتبار سے عہد وسطیٰ کے کتب خانوں میں نہیں شمار کیے جا سکتے لیکن اپنے ذخیرے کی نوعیت کی بدولت ماضی کے اسی دور میں پیوست ہیں۔ خاص طور پر خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ، رضا لائبریری رام پور، سالار جنگ میوزیم حیدرآباد اور اسٹیٹ سنٹرل لائبریری (کتب خانہ آصفیہ) حیدرآباد ایسے کتب خانے ہیں جن کی اہمیت ان میں موجود مطبوعہ کتابوں کے برعکس اُن مخطوطات کی بدولت ہے جو ہندستان میں مغل سلطنت کے زوال کے بعد مختلف شاہی یا امرا و علما کے ذاتی کتب خانوں سے نکل کر آخر اُن کتب خانوں میں جمع ہو گئے ہیں۔

خدا بخش اورنٹیل پبلک لائبریری پٹنہ [۲۸]

یہ کتب خانہ ایک ایسے پختہ و مضبوط ارادے کے انسان کے عزم کی داستان ہے جس نے محض اپنے شوق اور لگن کی بدولت تنہا اتنا بڑا کارنامہ انجام دے دیا جو دور وسطیٰ میں محض سلاطین و نوابین انجام دے سکتے تھے۔ خدا بخش بانی کتب خانہ کے والد محمد بخش عالم اور شاعر تھے۔ اپنی فرصت کے اوقات میں انھیں کتابوں جمع کرنے کا شوق تھا۔ انتقال کے وقت ان کے ذخیرے میں ۱۴۰۰ کتابیں تھیں۔ موجودہ کتب خانہ کی اساس یہی کتابیں ہیں۔

ان کی خواہش تھی کہ پٹنہ میں ایک کتب خانہ قائم ہو جائے اور انھوں نے اپنے بیٹے سے اپنی اس خواہش کا اظہار کر دیا۔ خدا بخش نے اپنے والد کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے پورے ملک میں گھوم کر قدیم کتابیں اور مخطوطات جمع کیے۔ بیرون ملک سے مخطوطات حاصل کرنے کے لیے انھوں نے ایک عرب ملازم رکھا جو دمشق، بصرہ اور قاہرہ کے بازاروں سے ان کے لیے کتابیں خریدتا تھا۔ اپنی کوششوں سے خدا بخش نے یہاں مخطوطات کا ایک ایسا ذخیرہ جمع کر لیا جس کی مثال مشکل سے مل سکے گی۔ اس کتب خانہ کے مخطوطات کی کیٹلاگ سازی کا کام خان بہادر مولوی عبدالمقتدر اور ڈاکٹر عظیم الدین نے سر ڈینیسن راس کی نگرانی میں ۲۲ ضخیم جلدوں میں مکمل کیا ہے۔ خدا بخش خاں کی کوششوں سے جمع کیے ہوئے مخطوطات کے علاوہ یہاں چند دوسرے معطیان نے بھی قلمی نسخے جمع کرائے ہیں۔ ان میں سبحان اللہ خاں رئیس گورکھپور اور سید خورشید نواب (پٹنہ) کا نام سرفہرست ہے۔

یہاں ۱۰۰۰ء مطبوعہ کتابیں اور ۱۲۰۰۰ مخطوطات ہیں۔ ان میں سے چند مخطوطات

www.taemeernews.com

مغل سلاطین کے ذاتی کتب خانے کی زینت رہ چکے ہیں۔ اب یہ کتب خانہ مرکزی حکومت کے زیر انتظام ہے۔

رضا لائبریری رام پور [29] کتب خانہ کی ابتدا نواب فیض اللہ خاں نواب رام پور اول کے زمانہ میں ہوئی لیکن ۱۸۶۴ء میں جب نواب سید خاں نے ریاست کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی تو لائبریری کی ترقی کا دور شروع ہوا۔ آج اس کتب خانہ میں ۲۷ ہزار مطبوعہ کتابیں اور پندرہ ہزار مخطوطے ہیں۔ اس کے علاوہ فرامین، اور اصطرلاب بھی ہیں۔ اردو اور عربی مخطوطات کے کیٹلاگ شائع ہو چکے ہیں۔ یہ کتب خانہ بھی اب پارلیمنٹ کے قانون کے تحت مرکزی سرکار کے زیر انتظام ہے۔

سالار جنگ میوزیم [30] سالار جنگ میوزیم کا کتب خانہ میر یوسف علی خاں سالار جنگ ثالث کے شوق اور کوششوں کا ثمرہ ہے۔ میر یوسف علی خاں حیدر آباد کے شاہی خاندان کے فرد تھے۔ آپ تین سال تک ریاست حیدر آباد میں مدار المہام کے اعلیٰ عہدے پر فائز رہے۔ آپ کو قلمی کتابیں اور دوسرے نوادرات کو جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ ان تمام چیزوں کو ایک وسیع و عریض محل میں ترتیب دیں۔ لیکن اس خواہش کی تکمیل سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے ذخیرے کی انگریزی زبان کی کتابوں کو عثمانیہ یونیورسٹی میں رکھ دیا گیا اور مخطوطات نیز دوسرے نوادرات کو ایک نئی شاندار عمارت میں منتقل کر دیا گیا۔ اس کتب خانہ کے مخطوطات کا مکمل کیٹلاگ ابھی نہیں تیار ہو سکا ہے۔ اردو مخطوطات کا کیٹلاگ چھپ چکا ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق عربی فارسی اور اردو مخطوطات کی مجموعی تعداد دس ہزار سے زائد ہے مطبوعہ کتابوں کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ ہے۔

اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدر آباد [31] پہلے اس کتب خانہ کا نام کتب خانہ آصفیہ تھا۔ اسے ۱۸۹۱ء میں مولوی سید حسین بلگرامی اور ملا عبد القیوم نے مشترکہ طور پر قائم کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد نظام حیدر آباد نے اس کی امداد کی۔ آہستہ آہستہ یہ

حکومت آصفیہ کا عام کتب خانہ بن گیا۔ اس کتب خانہ میں نواب عماد الملک بلگرامی اور مولوی چراغ علی اعظم یار جنگ کے ذاتی ذخیرے بھی شامل کر دیے گئے۔ نواب سید محب حسن مرحوم اور حیدر سید قاسم بیجاپوری کے کتب خانے خرید کر اس میں شامل کر دیے گئے۔ اس کے علاوہ سرکار آصفیہ نے عربی و فارسی اردو اور سنسکرت کے مخطوطات خریدنے کا سلسلہ جاری رکھا جس کی بدولت جلد ہی یہ کتب خانہ علوم مشرقیہ کے مطالعہ کے لیے نہایت قیمتی مرکز بن گیا۔ ۱۹۶۱ء میں یہاں کے ذخیرے میں ڈیڑھ لاکھ کتابیں اور سولہ ہزار سے زاید مخطوطات تھے۔ اس کے اردو مخطوطات کی فہرست مرتب ہو کر شائع ہو چکی ہے۔[۳۲]

www.taemeernews.com

حواشی وحوالے

۱۔ بمل کمار دت۔ ہندستان کے زمانہ قدیم و وسطی کے کتب خانے ترجمہ سرتاج عالم عابدی۔ نئی دہلی، ۱۹۷۹
۲۔ حوالہ بالا ص ۱۷۔ ۲۴
۳۔ حوالہ بالا ص ۳۵۔ ۳۷
۴۔ حوالہ بالا ص ۴۰
۵۔ حوالہ بالا ص ۲۷ بحوالہ طبقات ناصری ج ۱ ص ۵۵۲
۶۔ دت۔ ہندستان کے زمانہ قدیم و وسطی کے کتب خانہ۔ ص ۲۷
۷۔ ایچ ایم۔ ایلیٹ اینڈ جان ڈاسن۔ ہسٹری آف انڈیا ایز ٹولڈ بائی اِٹس اون ہسٹوریینس ج۔ ۳ تاریخ فیروز شاہی ص ۱۴۴
۸۔ آئی۔ ایچ قریشی۔ ایڈمنسٹریشن آف دی سلطنت آف دہلی۔ دہلی، ص ۶۷
۹۔ عبدالحق۔ اخبار الاخیار ترجمہ اقبال الدین احمد۔ کراچی، ۱۹۶۱ ص ۱۶۳
۱۰۔ ابوظفر ندوی۔ گجرات کی تمدنی تاریخ، اعظم گڑھ، ۱۹۶۲
مزید دیکھئے دت۔ ہندوستان کے زمانہ قدیم و وسطی کے کتب خانے ص ۵۰، ۵۷۔ ۵۹
۱۱۔ بابر۔ میموائرس آف بابر ایمپرر آف انڈیا، ایبرجڈ بائی ایف جی تالبٹ لندن ۱۹۰۹۔ ص ۱۶۷
۱۲۔ ایس۔ اے ظفر ندوی۔ لائبریریز ڈیوانگ دی مسلم رول اِن انڈیا۔ اسلامک

www.taemeernews.com

کلچر ۱۹، اکتوبر ۱۹۴۵ء: ۳۳۱

۱۳۔ جہانگیر، تزک جہانگیری یا میوائرس آف جہانگیر، ترجمہ راجرس دیویرج۔ لندن رائل ایشیاٹک سوسائٹی ۱۹۱۴ء ص ۲۱

۱۴۔ ایس اے ظفر ندوی۔ لائبریریز ڈیورنگ دی مسلم رول، ان انڈیا اسلامک کلچر ج ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۵ ص ۳۳۲

۱۵۔ دت، ہندوستان کے زمانہ قدیم ووسطیٰ کے کتب خانے۔ ص ۶۸

۱۶۔ دت۔ حوالہ بالا ص ۶۹

۱۷۔ ظفر ندوی لائبریریز ڈیورنگ دی مسلم رول ان انڈیا۔ اسلامک کلچر ج ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۴۵، ص ۳۳۸

۱۸۔ دت۔ ہندوستان کے زمانہ قدیم ووسطیٰ کے کتب خانے ص ۷۳

۱۹۔ ظفر ندوی۔ لائبریریز ڈیورنگ دی مسلم رول ان انڈیا۔ اسلامک کلچر اکتوبر ۱۹۴۵ ج ۱۹۔ ص ۳۳۹

۲۰۔ دت۔ ہندوستان کے زمانہ قدیم ووسطیٰ کے کتب خانے۔ ص ۸۰

۲۱۔ اسٹیورٹ۔ کیٹلاگ آف دی ٹیپو سلطانس لائبریری، کیمبرج ۱۸۰۹ ص۔ ابتدائیہ

۲۲۔ سید غلام حسین خاں، سیر المتاخرین ج ۲، ص ۱۸۱۔ ۱۸۴

۲۳۔ ظفر ندوی۔ لائبریریز ڈیورنگ دی مسلم رول ان انڈیا، اسلامک کلچر، ج ۲۰، جنوری ۱۹۴۶ ص ۱۵

۲۴۔ دت، ہندوستان کے زمانہ قدیم ووسطیٰ کے کتب خانے ص ۴۲، ۴۵

۲۵۔ عتیق صدیقی۔ اودھ کے شاہی کتب خانے اشپرنگر کی غیر مطبوعہ رپورٹوں کی روشنی میں۔ اکاڈمی ج ۱ جولائی ۱۹۸۱، ص ۴۳ - ۴۴

۲۶۔ ایس۔ اے ظفر ندوی۔ لائبریریز ڈیورنگ دی مسلم رول ان انڈیا۔ اسلامک کلچر ج ۲۰، جنوری ۱۹۴۶، ص ۸

www.taemeernews.com

۲۷۔ طفیل احمد۔ یادگار شعرا، الہ آباد، ہندوستانی اکیڈمی ۱۹۴۳
۲۸۔ ڈی۔ سی۔ اسکاٹ او کونز۔ ایک مشرقی کتب خانہ ترجمہ مبارز الدین رفعت دہلی ۱۹۵۰
۲۹۔ عابد رضا بیدار۔ کتب خانہ رضائیہ۔ مختصر تعارف۔ مشمولہ مالک رام مرتب نذر عرشی دہلی۔ ص ۳۸۵۔ ۳۹۵
۳۰۔ نصیر الدین ہاشمی۔ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست۔ حیدرآباد ۱۹۵۷، ج ۱، ص ۱۷۔ ۲۴
۳۱۔ نصیر الدین ہاشمی۔ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری ... (کتب خانہ آصفیہ) کے اردو مخطوطات، حیدرآباد، ۱۹۶۱، ج ۱، ص ۱۔ ۴
۳۲۔ اب اس کے مخطوطات آندھرا پردیش اسٹیٹ آرکائیوز کو منتقل کردیے گئے ہیں۔

www.taemeernews.com

ہندستان، انیسویں صدی تا دورِ جدید

ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین نے فورٹ سینٹ جارج کی بنیاد مدراس کے قریب ڈالی۔ کمپنی کے ملازمین کی آبادی کا ایک بڑا حصہ وہاں سکونت پذیر تھا۔ ملازمین کی مذہبی رسومات کی ادائیگی کی ضرورت کے پیشِ نظر وہاں مذہبی رہنما اور پادریوں کے رہنے کا بھی بندوبست تھا۔ ۱۶۶۱ء میں کمپنی ملازمین نے اپنے پڑھنے لکھنے کے شوق کے پیشِ نظر ایک کتب خانہ بہار قائم کیا۔ کمپنی نے جنوبی ہند کے مختلف مقامات پر چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں قائم کر رکھی تھیں۔ ان مقامات پر بھی چھوٹے چھوٹے کتب خانے موجود تھے چنانچہ ہمیں ۱۶۷۱ء میں مسولی پٹم کے مقام پر موجود ایسے ہی ایک کتب خانہ کا ذکر ملتا ہے۔ ۱۹۰ا میں کڈالور کے مقام پر فورٹ سینٹ ڈیوڈ قائم ہوا۔ کمپنی کے ریکارڈ سے یہاں موجود کتب خانے کی کتابوں کی دیکھ بھال کے سلسلے میں مختلف ہدایتوں کا سراغ ملتا ہے۔

جنوبی ہندوستان سے ہٹ کر اگر ہم بنگال کی طرف آتے ہیں تو یہاں بھی فیکٹری کے ملازمین کے لیے کتب خانوں کی موجودگی کا ذکر ملتا ہے۔ ۱۷۰۰ء میں کلکتہ میں موجود فیکٹری کے اندر بھی ایک کتب خانہ قائم ہوا تھا۔

یہ سہولتیں صرف کمپنی کے ملازمین کے لیے محدود تھیں اور صرف چند مقامات پر ہی دستیاب تھیں۔ وطن سے دور ایک اجنبی ماحول میں ایسے عام انگریز اور یوروپی باشندوں کے مطالعہ کے لیے کوئی مناسب سہولت نہیں تھی۔ کچھ دور اندیش اور تجارتی ذہن کے مالک افراد نے اس ضرورت کا احساس کر کے ایک مقررہ رقم بطور چندہ لے کر انھیں

www.taemeernews.com

پڑھنے کے لیے گھر پر کتابیں فراہم کرنی شروع کر دیں۔ اس طرح اٹھارویں صدی کے آخری سالوں میں ہندوستان میں چندہ پر چلنے والے کتب خانے وجود میں آئے۔ ہندوستان سے شائع ہونے والے اولین انگریزی اخبار ہکی گزٹ اور کلکتہ گزٹ میں اس طرح کے بہت سے کتب خانوں کے اشتہار ملتے ہیں۔ ۱۷۸۰ میں ایک فرم میسرز کاک میکسویل کے نام سے وجود میں آئی۔ اس فرم نے اس طرح کے بہت سے چھوٹے چھوٹے کتب خانوں کو خرید کر گھروں پر کتابیں مہیا کرنے کا ایک بڑا کتب خانہ قائم کیا۔ فرم کی شاخیں کلکتہ کے اطراف میں اور کلکتہ سے باہر کے مقامات پر بھی کھولی گئیں لیکن پانچ ہی سال کے عرصہ میں فرم کو اپنا کاروبار بند کرنا پڑا۔ اور فرم کی کتابیں نیلام کر دی گئیں۔ اٹھارویں صدی کے آخری سالوں میں انیسویں صدی کے شروع کے سالوں میں بنگال ہرکارو Bengal Hurkaru نے کلکتہ میں ایک اچھا کتب خانہ قائم کیا۔ انیسویں صدی کے پہلے تیس سالوں میں تجارتی نفع کے لیے قائم کتب خانے بہت کامیاب رہے۔ اس دور میں ہمیں گرین دے اینڈ کمپنی، سینٹ انڈریوز لائبریری، ایچ سی گولینڈ، برٹش لینڈنگ لائبریری اور یونین لائبریری کے نام ملتے ہیں۔

کلکتہ پبلک لائبریری

۱۸۳۵ میں اخبارات کی آزادی کا قانون مشتہر ہوا۔ اس قانون نے تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کے دل کو خوشی سے بھر دیا۔ سرچارلس مٹکاف (م۔ ۱۸۴۶) کا شکریہ ادا کرنے کے لیے کلکتہ میں ۲۰ اگست ۱۸۳۵ کو ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں مٹکاف لائبریری کے قیام کی تجویز پاس ہوئی۔ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے واسطے ۲۴ افراد پر مشتمل جو کمیٹی مقرر ہوئی اس میں دو ہندوستانیوں رسک کرشن ملک اور رام سوامی دت کے نام ملتے ہیں۔ کمیٹی نے طے کیا کہ جو شخص اس کتب خانہ کے قیام کے لیے ... روپے یک مشت یا تین قسطوں میں ادا کرے گا اسے لائبریری کے مالکان میں شمار کیا جائے گا۔ اس شرط کو پورا کرنے والوں میں کنور دوارکا ناتھ ٹیگور کا نام سرفہرست ملتا ہے چوبیس پرگنہ کے سول سرجن نے کتب خانہ قائم کرنے کے لیے عمارت دی۔ کتب خانہ سے استفادہ کرنے والوں کو تین قسموں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ پہلی دو قسمیں ان افراد کی

www.taemeernews.com

تھیں جو فیس داخلہ اور سالانہ بڑی رقمیں دیتے تھے۔ تیسری قسم ان لوگوں کی تھی جو دو روپیہ ماہانہ چندہ پر کتابیں مستعار لے سکتے تھے۔ کتب خانہ کا افتتاح ۱۸۳۶ء میں ہوا۔ فورٹ ولیم کالج کے بند ہوتے پر وہاں کی یورپی زبان کی کتابیں بھی یہاں رکھی گئیں۔ آخر ۱۹۰۳ء میں اسے امپیریل لائبریری میں ضم کر دیا گیا۔

تاریخی اعتبار سے کلکتہ لائبریری سوسائٹی کا قیام ملک میں عام کتب خانہ قائم کرنے کی جانب پہلا قدم ہے۔ اگرچہ سوسائٹی کے قیام کی صحیح تاریخ نہیں ملتی لیکن اس بات کا زیادہ گمان ہے کہ یہ سوسائٹی ۱۸۱۸ء میں قائم ہوئی۔ اس کے زیر انتظام کتب خانہ سے کتابیں سالانہ چندہ ادا کر کے لی جا سکتی تھیں۔ کتب خانہ کی عوامی حیثیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ اسے اپنا کام کرنے کے واسطے کلکتہ شہر کے ٹاؤن ہال میں بلامعاوضہ جگہ دی گئی۔ پندرہ سال تک کلکتہ کے عوام کو سہولت فراہم کرنے کے بعد اس کتب خانہ کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

انیسویں صدی کے تیسرے دہے تک ہندوستانیوں اور انگریزوں کے درمیان ایسے گہرے روابط قائم ہو چکے تھے کہ اب دونوں ایک ہی کتب خانہ سے کتابیں مستعار لے سکیں۔ ۱۸۳۰ء میں بمبئی میں ایک جنرل لائبریری اور ریڈنگ روم کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اس کتب خانہ کے قیام کے واسطے ایک پارسی اہلِ ثروت فرم جی کاؤس جی نے اپنا مکان دے دیا تھا۔ ایک ایسے عام کتب خانہ کی حیثیت سے جہاں سے یورپی اور ہندوستانی یکساں استفادہ کر سکتے ہوں بمبئی کا یہ کتب خانہ ہندوستان کے دوسرے تمام کتب خانوں پر اولیت کا مقام رکھتا ہے۔

ملک میں پہلا عام کتب خانہ آندھرا پردیش میں تنری منتھنا آدی نراین مورتھی کی کوششوں سے ۱۸۸۶ء میں ہی قائم ہو چکا تھا لیکن اگر ہم عام کتب خانہ کی تحریک کو انتظامیہ کی مربوط اور منتظم کوشش کے مترادف قرار دیں تو اولیت کا شرف ریاست بڑودہ کو ہے۔ بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں مہاراجہ بڑودہ نے میلول ڈیوی کے زیر نگرانی تربیت یافتہ امریکی لائبریرین ڈبلیو اے بورڈن کو ریاست میں مدعو کیا اور انھیں ریاست میں کتب خانہ کا نظام مرتب کرنے کی ذمہ داری سونپی۔ سب سے پہلے بڑودہ ریاست میں کتب خانوں کے انتظام اور دیکھ بھال کے لیے ایک علیحدہ محکمہ بھی قائم کیا گیا۔

www.taemeernews.com

ملک میں کل ہند عام کتب خانہ کانفرنس کا پہلا جلسہ ۱۹۱۹ میں مدراس کے مقام پر ہوا جس کی صدارت ریاست بڑودہ کے منتظم برائے کتب خانہ جات۔ جے۔ سی۔ کڈ کنز نے کی تھی۔ بنارس میں ۱۹۳۰ میں کل ایشیائی تعلیمی کانفرنس کے موقع پر ڈاکٹر ایس آر رنگا ناتھن۔ نے ایک مسودہ ملک کے لیے عام کتب خانہ کے نظام کے قانون کا پیش کیا۔

سرکاری سطح پر کلکتہ کی امپریل لائبریری کے قیام کے بعد سب سے بڑا عام کتب خانہ حکومت پنجاب نے لاہور میں ۱۹۰۰ میں پنجاب پبلک لائبریری کے نام سے قائم کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد سردار دیال سنگھ مجیٹھا نے لاہور ہی میں دیال سنگھ لائبریری قائم کی۔ انیسویں اور بیسویں صدی کے دوران ملک کے مختلف مقامات پر مقامی سطح پر عام کتب خانہ قائم ہونے لگے لیکن یہ کتب خانے کسی ملک گیر یا ریاستی سطح پر سوچی سمجھی پالیسی کے تحت قائم ہونے کے برعکس افراد کی کوششوں سے اور مقامی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے قائم کیے جاتے تھے۔

۱۹۳۷ء میں جب ملک کی چند ریاستوں میں کانگرس پارٹی نے اپنی حکومت قائم کی تو ریاست بمبئی میں کتب خانہ کی خدمات فراہم کرنے کے امکانات پر غور کرنے کے واسطے ایک لائبریری کمیٹی جناب اے۔ اے۔ اے فیضی کی صدارت میں قائم ہوئی ؎ لیکن اس کمیٹی کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے ہی ریاستی حکومت ختم کر دی گئی۔ آزادی کے بعد ملک میں موجود عام کتب خانوں کا جائزہ لینے اور کتب خانوں کی توسیع کے لیے تجاویز پیش کرنے کی غرض سے حکومت ہند نے پی سنہا ڈائریکٹر محکمہ تعلیمات عامہ بہار کے زیر صدارت ایک مشاورتی کمیٹی مقرر کی۔

لائبریری مشاورتی کمیٹی ؎

لائبریری مشاورتی کمیٹی میں صدر کے علاوہ ڈائریکٹر جنرل آل انڈیا ریڈیو، چار ماہرین علم کتاب خانہ داری ایک ماہر تعلیم اور وزارت تعلیم حکومت ہند کے نائب مشیر تعلیمات شامل تھے کمیٹی نے اپنے دائرہ کو درج ذیل امور پر غور تک محدود رکھا۔

۱۔ ملک میں مستقبل کے لیے مناسب نظام کتب خانہ پر غور

۲۔ کتب خانہ اور سماجی تعلیم کے نظام میں تال میل پر غور

۳۔ کارکنان کتب خانہ کی تربیت کے لیے سہولیات اور ان کی ملازمت کی شرائط پر غور

www.taemeernews.com

۴۔ مجوزہ نظام کتب خانہ کے قیام کے واسطے ضروری انتظامی اور مالیاتی اقدام کی تجویز
ملک گیر دورے اور ماہرین تعلیم، سماجی کارکن اور ماہرین علم کتب خانہ نیز تجربہ کار لائبریرین حضرات سے مشورہ کے بعد کمیٹی نے جو تجاویز مرتب کیں وہ درج ذیل تھیں۔

ملک گیر نظام کتب خانہ

کمیٹی نے ملک میں کتب خانہ کے ایک اہم ڈھانچہ کے قیام کی سفارش کی ہے۔ اس ڈھانچہ کی اعلیٰ ترین منزل قومی کتب خانہ ہوگا اور ذیلی کڑیاں ریاستی مرکزی کتب خانہ، ضلعی کتب خانہ، بلاک سطحی کتب خانہ کے اور پنچایت کی سطح کے کتب خانوں سے مل کر بنیں گی۔ ہر ریاست میں کتب خانہ کے انتظام کی ذمہ داری ایک باختیار محکمہ برائے سماجی تعلیم و کتب خانہ جات پر ہوگی۔ جن ریاستوں میں ایسے محکمے نہ موجود ہوں وہاں انتظامی نگرانی کے لیے ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ تعلیمات کے ہم رتبہ ایک اعلیٰ افسر کا تقرر ہونا چاہیے۔ ہر ریاست میں ریاستی مرکزی کتب خانہ کا ناظم اعلیٰ ریاست کے شعبہ کتب خانہ جات کا منتظم خاص ہوگا۔

ریاستی سطح پر اسٹیٹ سنٹرل لائبریری کے دو صیغے ہوں گے۔ مرکزی کتب خانہ کا صیغہ جس کے ذمہ ریاستی سطح پر حوالجاتی خدمات مہیا کرنا، ذخیرہ کتب کی تنظیم اور ریاستی سطح پر ریاست کے جملہ کتب خانوں کے ذخیرہ کا مشترکہ کیٹلاگ تیار کرنا ہوگا۔ دوسرا ریاستی مستعاری خدمات (اسٹیٹ لینڈنگ لائبریری) کا صیغہ ہوگا جس کے ذمہ ریاست کے جملہ کتب خانوں اور اس میں موجود شعبہ اطفال کی نگرانی اور ایسی کتابوں کو مستعار دینے کی خدمات ہوں گی جو ریاست کے ضلعی سطح کے کتب خانوں یا دوسرے کتب خانوں میں دستیاب نہیں ہوں گی۔

ریاستی مرکزی کتب خانہ کا انتظام ایک انتظامی کونسل کے ذمہ ہوگا جس کی صدارت ریاست کا وزیر تعلیم کرے گا۔ کمیٹی نے ایک کل ہندوستانی کمیٹی برائے کتب خانہ قائم کرنے کی بھی سفارش کی ہے جس کی مجلس انتظامی کا صدر مرکزی وزیر تعلیم ہوگا۔

انتظامی ڈھانچہ کے علاوہ ملک میں کتب خانہ کی سہولیات کو موثر انداز سے مہیا کرنے کے پیش نظر کمیٹی نے درج ذیل سفارشات بھی کی ہیں۔

۱۔ سرکاری کتب خانوں کے واسطے خرید کتب کے لیے ایک خریداری کتب بورڈ کا قیام۔

www.taemeernews.com

۲۔ انجمن کارکنان کتب خانہ کی مالی امداد اور دوسرے طریقوں سے ہمت افزائی۔
۳۔ کم مانگ کی یا مانگ میں نہ ہونے والی کتابوں کے ذخیرے کاری کے لیے ایک تحویلی مرکز کا قیام۔
۴۔ کتب خانوں میں باہمی اشتراک عمل کے رجحان کو فروغ دینا خاص طور پر اعلیٰ تعلیمی اداروں کے کتب خانوں اور عام کتب خانوں کے درمیان اشتراک عمل کو بڑھاوا دینا۔ اس سلسلہ میں کمیٹی نے مختلف انداز کے مشترک کیٹلاگ کی تیاری کی تجاویز پیش کیں۔

عملہ کتب خانہ

کمیٹی نے اپنی سفارشات میں کتب خانہ کے عملہ کی تعلیمی صلاحیت، تربیتی معیار اور تنخواہوں کی شرح کے بارے میں بھی تجاویز پیش کی ہیں۔ کمیٹی کی رائے میں تعلیمی صلاحیت، تربیت کی مدت اور ذمہ داری کی سطح کے اعتبار سے معلم اور لائبریرین دونوں ایک دوسرے کے مماثل ہیں۔ لائبریرین نہ صرف معلم کے کام میں اس کی اعانت کرتا ہے بلکہ وہ اپنی ذات میں خود بھی معلم ہے۔ اس کے کام کی نوعیت تعلیمی ہے کیونکہ معلم ہی کی طرح اس کے کام کا انحصار بھی کتابوں پر ہے اس لیے لائبریرین کی تنخواہوں کی شرح ریاست کے اساتذہ کے مساوی ہونا چاہیئے۔

تربیت عملہ

کمیٹی کی رائے تھی کہ پیشہ ورانہ تعلیم کی ایک قومی سطح کی اسکیم مرتب کی جانی چاہیئے۔ اس اسکیم میں درج ذیل تعلیم و تربیت کی سطح کی گنجائش مہیا کی جانی چاہیئے۔

ابتدائی سطح کی تربیت یا نیم پیشہ ورانہ تربیت
مکمل پیشہ ورانہ تربیت
اعلیٰ سطحی درجہ تخصص کی تربیت

کتب خانہ اور سماجی تعلیم

کمیٹی کی رائے میں کتب خانے بنیادی طور پر تعلیم کی توسیع میں معاون ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ سماجی تعلیم کے ایک ادارہ کے طور پر بھی کام کرتے ہیں۔ نو خواندہ کو کتابیں مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی ذمہ داری میں قارئین کے لیے مفید کتابوں

www.taemeernews.com

کا انتخاب اور کتابوں کے ذریعہ حاصل علم کو اپنی عملی زندگی میں برتنے کے طریقوں کو واضح کرنا بھی شامل ہے عوام اور کتب خانہ کے درمیان رشتہ قائم کرنے کا ایک آسان طریقہ توضیحی کتابیات کی تیاری ہے۔ یہ کتابیات مختصر بھی ہو سکتی ہے جو کتاب میں رکھنے کے لیے نشان کے طور پر استعمال کی جائے۔ کتب خانہ اپنی عمارت میں یوتھ کلب، پلاننگ فورم وغیرہ جیسے اجتماع کی سہولت فراہم کرکے عوام سے اپنا سیدھا رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

کتب خانہ کی مالیات

کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں کتب خانہ کے لیے درکار مالیات مہیا کرنے کی ذمہ داری سرکار پر ڈالی ہے۔ ملک میں کتب خانوں کی توسیع کے سلسلے میں کمیٹی کا خیال تھا کہ تیسرے پنج سالہ پلان کے مکمل ہونے تک ۵۰،۰۰۰ یا اس سے زاید آبادی والے شہر اور قصبوں میں ایک مرکزی کتب خانہ اور ایک گشتی کتب خانہ کی سہولت فراہم کی جا چکی ہوں گی چوتھے پلان کے اختتام پر کتب خانوں کا یہ جال شہری کتب خانوں کی شکل میں بلاک اور ۵۰۰۰ آبادی کے کل قصبوں میں سے ایک چوتھائی میں پھیل چکا ہوگا۔ پانچویں پلان کے خاتمہ تک ۵۰۰۰ سے کم آبادی کے علاقوں کے ایک تہائی حصے میں پنچایت کی سطح تک کتب خانے قائم ہو چکے ہوں گے۔ مالیات فراہم کرنے کے سلسلے میں کمیٹی نے جائداد ٹیکس پر لائبریری محصول لگانے کی تجویز پیش کی۔ اس کی شرح ۶ پیسہ فی روپیہ تجویز کی گئی۔ اس محصول سے حاصل رقم کے مساوی رقم مرکزی حکومت سے بطور امداد کے ملنی چاہیے۔ کمیٹی کا خیال تھا کہ فیس ممبری کے سہارے چلنے والے کتب خانے بتدریج عام کتب خانوں میں ضم ہوتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ پانچویں پلان کے مکمل ہونے تک یہ ختم ہو چکے ہوں گے۔ کمیٹی کی دوسری سفارشات میں ریاستی حکومت کے لیے ایک لائبریری قانون پاس کرنے کی بھی تجویز تھی۔

ماڈل لائبریری ایکٹ یا نمونہ کا کتب خانہ قانون

لائبریری مشاورتی کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں مرکزی حکومت نے نمونہ کے قانون کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی۔ اس کمیٹی نے اپنا

www.taemeernews.com

مسودہ ۱۹۶۳ء میں تیار کیا۔ اس سے اگلے سال یہ مسودہ لوگوں کی رائے جاننے کی غرض سے مشتہر کرایا گیا۔ اس مسودہ پر مزید پیش رفت نہیں ہوسکی ہے۔ مسودہ کی دفعہ ۲ کے تحت عام کتب خانہ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے" عام کتب خانہ سے مراد عام کتب خانہ کے نظام میں ایک ایسے کتب خانہ سے ہے جو عام شہریوں کو حوالجاتی سہولیات کے لیے اور کتب خانہ سے مستعار دینے کے واسطے کتابیں بغیر کسی چندہ یا فیس کے فراہم کرے"۔

اس بل میں کل ۲۵ دفعات ہیں جو اسٹیٹ لائبریری انتظامیہ کے تحت لائبریری خدمات فراہم کرنے کے انتظامی ڈھانچہ کی تفصیل، اسٹیٹ لائبریری انتظامیہ کے ممبران ان کے فرائض ذمہ داریاں، اسٹنڈنگ ایڈوائزری کمیٹی کی تشکیل اور اس کی ذمہ داریاں ریاستی لائبریری ڈائریکٹوریٹ اور ڈائریکٹر کی ذمہ داریاں، ریاستی کتب خانہ نظام وغیرہ کی تفصیلات ہیں۔ ریاستی مرکزی کتب خانہ کے فرائض کی تفصیل ہے۔ مسودے کی دفعہ ۱۴ کے تحت ضلعی کتب خانہ نظام کی تفصیل ہے دفعہ ۱۵ ضلعی کتب خانہ کے فرائض سے متعلق ہے دفعہ ۱۶ میں ڈسٹرکٹ لائبریری کمیٹی کی تشکیل اور فرائض کا ذکر ہے۔ شہری، قصباتی، بلاک اور پنچایت کی سطح کے کتب خانوں کا ذکر دفعہ ۱۷ تا ۱۹ تک کے تحت کیا گیا ہے۔

دفعہ ۲۱ لائبریری کی مالیات سے متعلق ہے اس کے تحت ریاست میں تین قسم کے فنڈ ہوں گے۔ ریاستی لائبریری فنڈ، ضلعی لائبریری فنڈ، شہری، قصباتی یا بلاک لائبریری فنڈ۔ مسودے کی دفعہ ۲۲ میں کتب خانہ محصول کا ذکر ہے جس کے تحت ہر ضلع کی مقامی حکومت جائداد ٹیکس پر فی روپیہ کم از کم ۶ پیسہ محصول لگائے گی۔ مسودے کی دفعہ ۲۵ ریاستی سطح کی لائبریری ایسوسی ایشن کو محکمہ کتب خانہ کے ڈائریکٹر کو کتب خانہ کے معاملات سے متعلق مسائل پر مشورہ دینے کا اختیار دیتی ہے۔

مرکزی حکومت اب تک اس مسودے کو قانون کی شکل نہیں دے سکی ہے لیکن ریاستی حکومتوں نے اپنی ریاست کے واسطے قانون وضع کرنے کے سلسلے میں اس مسودے سے مدد لی ہے۔

پلاننگ کمیشن ورکنگ کمیٹی برائے کتب خانہ ۱۹۶۴ء چوتھے پنچ سالہ پلان کی تشکیل کے دوران

www.taemeernews.com

پلاننگ کمیشن کے ممبر ڈاکٹر وی کے آر وی راؤ کی تحریک پر ملک میں کتب خانہ نظام کے لیے منصوبہ بنانے کی غرض سے ایک ورکنگ کمیٹی تشکیل کی گئی۔ کمیٹی کے اٹھارہ ممبر تھے۔ کمیٹی نے اپنے کام کو ذیلی کمیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور ذیلی کمیٹیوں میں بحث و مباحثہ کے بعد ملک کے واسطے جو پلان مرتب کیا اس پر ۹۹ء۳۰ کروڑ کے اخراجات کا تخمینہ تھا اس پلان میں ملک کے بلاک، ضلع اور ریاستی سطح کے کتب خانے، نمونہ کے کتب خانہ، لائبریری عملہ کی تربیت کی ضرورت اور بندوبست، پیشہ ورانہ انجمنوں کے واسطے مالی امداد، اور حکومت کے محکمہ جاتی کتب خانوں کی توسیع کے لیے تجاویز تھیں۔ ورکنگ کمیٹی کا خیال تھا کہ ملک میں کتب خانہ کی سہولت میں توسیع کے لیے ضروری ہے کہ مرکزی حکومت میں ایک ڈویژن کتب خانہ کے لیے قائم کیا جائے۔ اس کا سربراہ ایک لائبریری کی پیشہ ورانہ تربیت پایا ہوا افسر ہو۔ انھیں خطوط پر ایک محکمہ ریاستی حکومت بھی قائم کرے حکومت کو کتب خانہ کی مختلف مسائل پر مشورہ دینے کی غرض سے ورکنگ کمیٹی نے ایک مشاورتی کونسل قائم کرنے کی سفارش کی۔ اس کونسل کے ممبران میں یونیورسٹی کے وائس چانسلر قومی سطح کے کتب خانوں کے ناظم اعلیٰ، لائبریری ایسوسی ایشن کے نمائندے شامل ہونگے۔ اس کونسل کا ناظم وزارت تعلیم میں کتب خانہ کے ڈویژن کا افسر اعلیٰ ہوگا۔ ریاستوں میں بھی انھیں خطوط پر مشاورتی کونسل بنانے کی تجویز تھی۔

ورکنگ کمیٹی کے سفارش تھی کہ جن ریاستوں میں ریاستی مرکزی کتب خانے نہیں موجود ہیں وہاں ایسے کتب خانے قائم کیے جائیں اور ہر ریاست کے پاس ریاستی مرکزی کتب خانہ کی اپنی عمارت ہو۔ کمیٹی نے ضلعی سطح پر ۱۴۰ کتب خانے اور بلاک سطح پر ۲۵۰۰ نئے کتب خانے قائم کرنے کی سفارش کی۔ دلی پبلک لائبریری کے خطوط پر ملک کے دوسرے حصوں میں نمونے کے کتب خانے قائم کرنے پر بھی زور دیا گیا۔

چوتھے پلان کے دوران کتب خانوں کے واسطے تربیت یافتہ عملہ کی امکانی مانگ کے متعلق کمیٹی کا خیال تھا کہ ۱۲۰۰۰ مزید افراد کی ضرورت ہوگی۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کمیٹی نے ریاستی سطح پر لائبریری سائنس کی تربیت کے ادارے قائم کرنے کی سفارش کی۔

ورکنگ کمیٹی نے بھی ملک کے واسطے لائبریری قانون کی ضرورت پر زور دیا اس

www.taemeernews.com

سلسلہ میں کمیٹی نے ایک بل کا مسودہ بھی تیار کیا تھا۔

کمیٹی کا خیال تھا کہ ملک میں اشاعتی سرگرمیاں ناکافی ہیں اور وہ ملک کے خواندہ عوام کی ضرورت کو پورا نہیں کر پاتی ہیں۔ ملک میں بچوں کے ادب کی تیاری کی جانب توجہ سے بھی کمیٹی مطمئن نہیں تھی۔ اس سلسلے میں کمیٹی نے طباعت کی سہولت، ناشرین کے لیے کاغذ فراہم کرنے کا بندوبست اور کتابوں کی درآمدی پالیسی کے بارے میں بھی اپنی سفارشات پیش کی تھی۔

ملک میں کتب خانہ کی سہولت فراہم کرنے کا ایک دس سالہ منصوبہ مرتب کیا گیا تھا اس منصوبہ میں کتب خانہ کی سہولت کو گاؤں گاؤں پہونچانے کی تجویز تھی۔ کمیٹی کا اندازہ تھا کہ چوتھے پلان کے مکمل ہونے پر ۱۶۹ ۴ گاؤں کتب خانہ کی خدمات پا سکیں گے پانچویں پلان کے تحت پر مزید ۲۵۰۰۰ گاؤں میں کتب خانہ قائم ہو سکیں گے۔

اپنی سفارشات مکمل کرنے کے سلسلے میں کمیٹی نے ملک میں موجود عام کتب خانہ کی سہولیات کا ایک جائزہ بھی لیا تھا۔ اس کے نتائج کو جناب ڈی آر کالیہ نے مرتب کر کے ۱۹۶۵ء میں انڈین لائبریری ایسوسی ایشن کی جانب سے شائع کیا تھا۔ درج ذیل جدولیں اس جائزہ سے حاصل شدہ اعداد و شمار کی ایک مختصر تفصیل پیش کرتی ہیں۔ اس جائزہ کے مطابق امریکہ کتب خانہ کی مد میں فی کس ۱۲٫۴۷ روپیہ خرچ کر رہا ہے برطانیہ میں فی کس خرچ ۶ روپیہ ہے جبکہ ہندستان میں فی کس تین روپیہ خرچ ہو رہا ہے

۱ ریاست سے نجی کتب خانوں کو ملنے والی رقمی امداد برائے ۶۴-۱۹۶۳

نام ریاست	رقم (روپوں میں)	کتب خانوں کی تعداد	فی کتب خانہ اوسط رقم (روپوں میں)
آسام	۱٫۰۲٫۵۰۰	۹۰۰	۱۱۴
تامل ناڈو	۳۲٫۰۰۰	۳۳۷	۹۵
مہاراشٹر	۴٫۲۴٫۰۰۰	۳۹۷	۱۰۳۸
میسور	۳٫۱۶٫۲۰۰	۵۳۹۰	۵۸
اترپردیش	۲٫۶۶٫۵۷۶	۳۲۶	۸۱۸
اڑیسہ	۵۲٫۰۰۰	۳۴۸۱	۱۵

www.taemeernews.com

مغربی بنگال	۱۳٬۴۵٬۹۸۳	۱۶۴۱	۸۱۴

۲۔ ریاستی اور ضلعی مرکزی کتب خانوں میں ذخیرہ کتب ۶۴-۱۹۶۳

ریاست	ریاستی مرکزی کتبخانہ	ضلعی مرکزی کتب خانہ	کل تعداد
آندھرا پردیش	۱٬۵۲٬۹۸۱	۲٬۶۸٬۸۱۰	۴٬۲۸٬۷۹۱
آسام	۱٬۵۷٬۷۵۵	۱٬۲۳٬۹۸۱	۲٬۸۱٬۷۳۶
بہار	۵۷٬۷۷۵	۲٬۴۸٬۵۷۲	۳٬۰۶٬۳۴۷
گجرات	۱٬۲۳٬۹۷۷	۴٬۵۵٬۰۶۳	۵٬۷۹٬۰۴۰
جموں کشمیر	۴۳٬۹۱۱	۲۳٬۱۰۳	۶۷٬۰۱۴
کیرالا	۹۴٬۸۲۵	۱٬۵۶٬۴۱۸	۲٬۵۱٬۲۴۳
تامل ناڈو	۱٬۶۳٬۸۰۰	۱٬۲۹٬۹۵۱	۲٬۹۳٬۷۵۱
مہاراشٹر	۳٬۸۱٬۶۲۶	۷٬۱۳٬۰۸۹	۱۰٬۹۴٬۷۱۵
میسور	صفر	۹۳٬۰۰۰	۹۳٬۰۰۰
پنجاب	۱٬۰۰۰	۱٬۲۹٬۱۱۱	۱٬۷۹٬۱۱۱
راجستھان	۳۱٬۴۹۷	۱٬۲۴٬۳۴۱	۱٬۲۵٬۳۴۱
اترپردیش	۲۱٬۲۴۲	۶۴٬۸۹۶	۹۶٬۳۹۳
مغربی بنگال	۲۱٬۲۴۲	۲٬۳۷٬۴۳۷	۲٬۳۸٬۶۷۹
مرکزی انتظام کے علاقے			
دہلی	۲٬۳۴٬۲۵۷	۷۹٬۷۹۶	۳٬۱۴٬۰۵۳
دادر ناگر حویلی	۲۰۲۹۳	صفر	۲٬۲۹۳
ہماچل پردیش	۲۴٬۱۸۱	۶۰٬۴۸۰	۸۴٬۶۶۸
تریپورہ	۳۰٬۶۶۸	صفر	۳۰٬۶۶۷

راجہ رام موہن رائے فاؤنڈیشن برائے کتب خانہ

مشہور ہندوستانی سوشل ریفارمر راجہ رام موہن رائے کے پیدائش کی دوسو سالہ

www.taemeernews.com

برسی تقاریب کے دوران مرکزی حکومت نے راجہ رام موہن رائے فاؤنڈیشن برائے کتب خانہ کی بنیاد بطور ایک خود مختار ادارہ کے رکھی ادارہ کو بحیثیت سوسائٹی کے مغربی بنگال میں رجسٹر کرایا گیا اور اس کے دفاتر کلکتہ میں قائم کیے گئے۔ فاؤنڈیشن کا بنیادی مقصد ملک میں عام کتب خانہ کی تحریک کو فروغ دینا ہے اس کے علاوہ فاؤنڈیشن عوام کے اس طبقہ میں جو بڑے بڑے شہروں میں نہیں رہتا مطالعہ کی عادت ڈالنا چاہتا ہے اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں فاؤنڈیشن ریاستی سطح پر پہلے سے موجود ذمہ داران کتب خانہ اور مرکزی انتظام کے تحت علاقوں کے انتظامیہ کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔

فاؤنڈیشن کے ممبران کی مجموعی تعداد ۲۲ ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ممبران کی مدت ممبری تین سال کے لیے ہوتی ہے۔

چیرمین

محکمہ کلچر وزارت تعلیم کا سکریٹری

حکومت کے نامزد ۳ معروف لائبریرین

" " " ۹ معروف ماہر تعلیم

نمائندہ انڈین لائبریری اسوسی ایشن

" نیشنل بک ٹرسٹ

" ساہتیہ اکیڈمی

" محکمہ تعلیم وزارت تعلیم

" محکمہ سوشل ویلفیر وزارت تعلیم

" وزارت مال

ممبر سکریٹری

فاؤنڈیشن نے فرائض منصبی کی ادائیگی میں مدد دینے کے لیے گیارہ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ فاؤنڈیشن ریاستوں کی امداد ریاستی کتب خانہ منصوبہ بندی کمیٹی کی معرفت کرتی ہے۔ ہر ریاست کی منصوبہ بندی کمیٹی مختلف افراد پر مشتمل ایک کمیٹی ہے جس کی نامزدگی ریاستی حکومتیں کرتی ہیں۔ فاؤنڈیشن کا ممبر سکریٹری بھی بڑے عہدہ (اس کا ممبر) ہوتا ہے۔ ہر ریاستی مرکزی کتب خانہ کا لائبریرین یا ریاست میں کتب خانہ جات کا

www.taemeernews.com

کا مہتم اعلیٰ اس کا کنوینر ہوتا ہے۔ فاؤنڈیشن کی سالانہ رپورٹ برائے ۸۰-۱۹۷۹ء کے مطابق اب تک اس طرح کی کمیٹیاں درج ذیل ۹ ریاستوں میں قائم ہو چکی ہیں۔

اروناچل پردیش، پانڈیچری، جموں و کشمیر، دہلی، دادرانگر حویلی، راجستھان، لکش دیپ، مدھیہ پردیش، ہریانہ۔

مرکزی حکومت نے فاؤنڈیشن کے کاموں کا جائزہ لینے کے لیے ایک جائزہ کمیٹی مقرر کی تھی۔ جائزہ کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں فاؤنڈیشن اپنے امدادی کاموں کے لیے درج ذیل لائحہ عمل مرتب کیا ہے۔

۱۔ کتاب اور دوسرے مطالعاتی نیز بصری امداد کے مواد کی ذخیرہ کاری کے لیے مالی امداد۔

۲۔ دیہی کتابی ذخیرہ مرکز اور گشتی کتب خانوں کے قیام کے لیے امداد

۳۔ نادر مخطوطات، رسائل اور مطبوعہ کتابوں کی جلد بندی اور ان کے تحفظ کی دوسری تدابیر کے لیے امداد۔

۴ —— کتب خانہ کے مسائل پر مذاکرہ، ورکشاپ اور نمائش کے بندوبست کے لیے امداد

۵۔ کتابوں کی محفوظ مقام پر ذخیرہ کاری کے لیے مناسب بندوبست کے سلسلہ میں امداد۔

فاؤنڈیشن کی مالیات کا اصل منبع مرکزی حکومت ہے لیکن ریاستی حکومتیں بھی مالی امداد دیتی ہیں۔ فاؤنڈیشن کی جانب سے کتابیں خریدنے کے لیے جو امداد دی جاتی ہے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے

۱۔ ریاستی مرکزی کتب خانہ اور ضلعی مرکزی کتب خانہ کو امداد

۲۔ قصباتی اور دیہی کتب خانوں کو امداد

۳۔ مرکزی حکومت کی قائم کردہ لائبریریوں کی امداد

امدادی رقم کے استعمال کے سلسلے میں ریاستی لائبریری منصوبہ بندی کمیٹی کا کام کتب خانوں کی فہرست کی تیاری اور کتابوں کی فہرست کی تیاری ہے۔ کتابوں کی فہرست مرتب کرنے کے سلسلے میں فاؤنڈیشن نے کچھ رہنما اصول مرتب کیے ہیں۔ ان کے مطابق کل

www.taemeernews.com

کتابوں کا ۲۵ ٪ بچوں کی کتابیں ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ نو تعلیم یافتہ افراد کی ضرورت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ریاستوں کو چاہیے کہ فہرست مرتب کرتے وقت ریاستی زبان کی کتابوں کے علاوہ کچھ کتابیں دوسری زبانوں کی بھی شامل کرنی چاہئیں تاکہ ملک میں قومی یک جہتی کو فروغ ہو۔ فاؤنڈیشن کی انتظامی کمیٹی خود بھی کتابیں منتخب کرتی اور خریدتی ہے اور پھر انھیں ملک کے مختلف کتب خانوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔

سکم اور لکش دیپ کو چھوڑ کر ملک کی تمام ریاستوں میں اسٹیٹ سنٹرل لائبریری قائم ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ آندھرا پردیش، مہاراشٹر، بہار، مدھیہ پردیش، اور راجستھان کی ریاستوں میں علاقائی کتب خانے بھی ہیں۔ ملک کے بیشتر اضلاع میں ضلعی کتب خانے قائم ہیں۔ کہیں ریاستی مرکزی کتب خانے جس ضلع میں وہ موجود ہیں وہاں ضلعی مرکزی کتب خانہ کا رول بھی ادا کرتے ہیں۔ عام طور پر ریاستی مرکزی کتب خانے اور علاقائی کتب خانے سرکاری انتظام میں ہوتے ہیں لیکن چند مثالیں ایسی بھی ہیں جہاں یہ آزاد ادارے کی حیثیت سے قائم ہیں۔ مثلاً گجرات میں گجرات ودیاپیٹھ کا کتب خانہ، بہار میں سنہا لائبریری اور مدھیہ پردیش میں مولانا آزاد سنٹرل لائبریری۔

ملک کے کتب خانہ کے ڈھانچہ میں ضلعی سطح سے نیچے جانے پر یکسانیت نہیں باقی رہ جاتی۔ جنوبی ہند میں انھیں شاخی کتب خانہ کہا جاتا ہے، مغربی ہندوستان میں تعلقہ کتب خانہ، شمالی ہندوستان میں تحصیل کے کتب خانے اور مشرقی علاقوں میں سب ڈویژنل کتب خانے کہلاتے ہیں۔ ان کتب خانوں میں اکثریت نجی حیثیت کے کتب خانوں کی ہے جنھیں رضا کار سوسائٹیاں چلاتی ہیں۔ گزشتہ آٹھ برسوں میں یعنی ۱۹۷۲ اور ۱۹۸۰ کے درمیان فاؤنڈیشن نے درج ذیل اقسام کے کتب خانوں کو امداد فراہم کی ہے۔ امداد کی کل رقم ۲/۰۷ کروڑ ہے۔

قسم کتب خانہ	تعداد کتب خانہ
ریاستی مرکزی کتب خانے	۲۷
ضلعی کتب خانے	۴۰۳
نہرو یووک کیندر	۱۳۵
بال بھون۔ بال کیندر	۴۱

www.taemeernews.com

قصباتی اور دیہی کتب خانے	۱۰٬۲۴۳
دیہی تقسیم کتب مراکز اور گشتی کتب خانے	۲۳۰
دیگر ادارہ جاتی کتب خانے	۲۹۰

راجہ رام موہن رائے فاؤنڈیشن برائے کتب خانہ نے جن کتب خانوں کو امداد دی ہے ان کا جائزہ لینے پر ملک میں عام کتب خانوں کا درج ذیل نظام سامنے آتا ہے

ریاستی مرکزی کتب خانے	۲۰
مرکزی انتظام کی ریاستوں میں ریاستی مرکزی کتب خانے	۷
ضلعی سطح کے کتب خانے	۳۷۵
دیہی، بلاک، سب ڈویژنل اور تعلقہ کتب خانے	۱۰٬۰۸۸

تعداد کے لحاظ سے عام کتب خانوں کا یہ نظام بہت متاثر کن اور شاندار ہے لیکن اگر ہم اس کا موازنہ انگلستان اور امریکہ کے نظام سے کریں تو صورت حال بہت مایوس کن ہو جاتی ہے۔ برطانیہ میں عام کتب خانوں کی مدد سے ہر سو فرد پر ۵۴۰ کتابیں ہیں، امریکہ میں ہر سو فرد کے لیے سو کتابیں دستیاب ہیں۔ لیکن ہندوستان میں ہر سو آدمی کے واسطے صرف ایک کتاب ہے ؎۶ الف

عام کتب خانے ریاستی سطح پر

جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں دیکھ چکے ہیں مرکزی حکومت نے ابھی تک کتب خانہ نظام کیلئے کوئی ملک گیر قانون نہیں وضع کیا ہے اس سلسلے میں تجاویز اور نمونے کے بل کے مسودے تیار کیے جا چکے ہیں۔ اس کے برعکس ریاستی سطح پر قانون وضع کرنے کی کوشش آزادی سے تقریباً تیس سال پہلے سے کی جا رہی ہے اس سلسلہ میں ۱۹۳۰ میں ڈاکٹر ایس آر رنگا ناتھن نے کمار منندر دیب رائے مہاشے کی ترغیب پر ایک مسودہ بنگال کی ریاست کے لیے تیار کیا تھا؎ بنگال کی اس اولین کوشش کو کامیاب ہونے میں پچاس برس لگ گئے اور آخر مغربی بنگال عام کتب خانہ ایکٹ ۱۹۷۹ میں پاس ہو سکا۔ اس کے برعکس مدراس (موجودہ تامل ناڈو) میں کے۔ وی۔ کرشنا سوامی آئیر اور ٹی۔ آر۔ دینکٹا سوامی آئیر کے تعاون سے ڈاکٹر رنگا ناتھن نے ایک مسودہ ۱۹۳۱ میں تیار کیا تھا اس مسودے نے مختلف مراحل سے گزر کر ۱۹۴۹ میں قانون کی شکل اختیار کر لی۔ مدراس کی سابق ریاست میں چند اضلاع

www.taemeernews.com

ایسے تھے جو آئندہ سالوں میں آندھرا پردیش، کرناٹک اور کیرالا کی ریاستوں میں شامل کیے گئے۔ ان اضلاع میں کتب خانہ کی سہولت مدراس قانون کے تحت ۱۹۶۹ سے ہی دستیاب رہی اگرچہ اندھرا پردیش میں قانون ۱۹۶۰ء میں اور کرناٹک میں ۱۹۶۵ میں وضع ہوئے۔ مہاراشٹر کی ریاست میں قانون وضع کرنے کی کوشش آزادی سے پہلے شروع کی جا چکی تھی۔ چنانچہ راؤ بہادر بولے نے ایک بل ریاستی اسمبلی میں ۱۹۳۶ میں پیش کیا تھا۔ ۱۹۳۷ء میں لائبریری کے لیے فیضی کمیٹی کی بھی تشکیل ہوئی تھی لیکن اس کی سفارشات کو عملی شکل دینے سے پہلے ہی ریاستی وزارت ٹوٹ گئی اور آخر ۱۹۶۷ء میں ریاست میں عام کتب خانہ قانون پاس ہوا۔ آندھرا پردیش کے قانون میں پہلے ۱۹۶۴ میں اور پھر ۱۹۶۹ء میں ترمیمات کی گئیں۔

قانون کے تحت ان ریاستوں میں ریاستی لائبریری کمیٹی اور ریاستی لائبریری انتظامیہ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ انتظامیہ میں ممبران کی تعداد مختلف ریاستوں میں یکساں نہیں ہے۔ تامل ناڈو میں یہ تعداد ۱۷ ہے۔ آندھرا پردیش میں ۲۳، کرناٹک میں ۱۶ اور مہاراشٹر میں ۲۸۔ جنوبی ہند کی ان ریاستوں میں عام کتب خانہ کی تحریک کو ان قوانین کی بدولت بہت تقویت ملی ہے اور ان میں ریاستی سطح پر مرکزی کتب خانہ، بڑے شہروں میں شہری مرکزی کتب خانے اور ضلع کی سطح پر مرکزی کتب خانہ قائم ہو چکے ہیں۔ چند ریاستوں میں گشتی کتب خانے بھی قائم ہیں۔ عورتوں اور بچوں کو ان کے گھر دیں پر کتابیں فراہم کرنے کا بھی بندوبست کیا گیا ہے تامل ناڈو کی کونے مارا پبلک لائبریری جو ریاستی مرکزی کتب خانہ بھی ہے ملک کے ان چار کتب خانوں میں سے ایک ہے جسے فراہمی کتاب قانون ۱۹۵۴ Delivery of Book Act کے تحت ملک میں شائع ہونے والی تمام تصانیف کے ایک نسخے بھیجنا لازمی قرار دیا گیا ہے ۱۹۶۵ سے اس کتب خانہ کو یونیسکو انفارمیشن سنٹر کے طور پر بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔

ریاست پنجاب میں اور ریاست ہریانہ میں ابھی تک ریاستی سطح پر قانون نہیں وضع ہوئے ہیں لیکن ایک سرکاری اعلانیہ کے ذریعہ ۱۹۶۱ میں ایک ریاستی کتب خانہ کمیٹی قائم کی گئی جس کے ذمہ ریاست میں موجود کتب خانوں کو مالی اعانت دینا ہے۔ اس اعلانیہ میں ۱۹۰۵ کے اعلانیہ کے ذریعہ ایک ترمیم کر کے کمیٹی کے ممبران کی

www.taemeernews.com

تعداد ۸ کردی گئی ہے۔ کمیٹی مالی امداد کی تقسیم کے علاوہ ضلعی سطح پر قائم کتب خانہ کمیٹی کی پیش کردہ توسیعی تجاویز پر غور اور ریاستی حکومت کو کتب خانہ کے معاملات پر مشورہ بھی دیتی ہے۔ ریاست میں کتب خانہ کی توسیع کا ایک سہ ماہی جائزہ لیا جاتا ہے۔ کمیٹی کتب خانوں کو فراہم کی جانے والی کتابوں کی فہرست بھی تیار کرتی ہے۔ پنجاب اور ہریانہ میں کتب خانہ کے معاملات میں یہ پیش رفت آزادی کے فوراً بعد قائم ریاستی لائبریری کمیٹی کی سفارشات کا نتیجہ ہے۔ آج کل پنجاب اور ہریانہ کی ریاستوں میں ۵۰۰ شہری سطح کے کتب خانے اور ۲۰۰ دیہی سطح کے کتب خانے قائم ہیں۔

ریاستی سطح پر قوانین کا تفصیلی جائزہ: تامل ناڈو[11]

تامل ناڈو میں کتب خانہ کے معاملات پر ریاستی حکومت کو مشورہ دینے کے واسطے ایک ریاستی لائبریری کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔ اس کے ممبروں کو ریاستی وزیر تعلیم، یونیورسٹی لائبریری اور مقامی کتب خانہ کے حکام اور ریاستی لائبریری ایسوسی ایشن نامزد کرتے ہیں۔ قانون کے تحت ڈائرکٹر محکمہ تعلقات عامہ محکمہ کتب خانہ جات کا بھی ڈائرکٹر ہوتا ہے اور لائبریری کمیٹی کا سکریٹری اس کی مدد اسپیشل افسر کی حیثیت سے کرتا ہے۔ قانون میں ریاستی سطح پر کسی تربیت یافتہ لائبریرین کا عہدہ نہیں ہے اور ڈائرکٹر محکمہ تعلقات عامہ ریاست کا اعلیٰ ترین عہدہ دار ہوتا ہے۔ جس کے تحت جملہ انتظامی امور ہوتے ہیں۔

ضلعی سطح پر کتب خانہ کے انتظام کے لیے محکمے قائم ہیں انھیں مقامی لائبریری انتظامیہ کہا جاتا ہے اس انتظامیہ کو ضلع کی سطح پر جملہ انتظامات کے اختیار ہیں۔ لیکن یہ ضلعی لائبریرین کا تقرر نہیں کر سکتی۔ اس انتظامیہ میں قانوناً کسی لائبریرین کا ہونا ضروری نہیں۔ لائبریری انتظامیہ کو کتب خانہ کی ممبری یا استفادہ کے لیے فیس لگانے اور زر ضمانت طلب کرنے کا اختیار ہے۔ اسی طرح اسے مقامی طور پر کتب خانہ محصول عاید کرنے کا بھی اختیار ہے۔

تامل ناڈو کے قانون میں بڑی کمی اس بات کی ہے کہ کتب خانہ انتظامیہ میں ریاستی یا ضلعی سطح پر کسی تربیت یافتہ لائبریرین کے شریک کرنے کی شرط نہیں ہے۔ ایک دوسری مشکل یہ ہے کہ اس قانون کی بدولت ریاست میں عام کتب خانہ کا ایک نظام وجود میں نہیں آتا کیونکہ ان تمام کتب خانوں میں باہمی اشتراک کی کوئی شرط نہیں ہے۔ یہی نہیں بلکہ ڈائرکٹر کو اختیار ہے کہ رضا

www.taemeernews.com

کارانہ طور پر قائم کتب خانوں کو بھی مالی امداد فراہم کرے۔ اس طرح ریاست میں کتب خانوں کا ایک متوازی نظام قائم رہنے میں مدد ملتی ہے ان خامیوں کے باوجود قانون کی بدولت ریاست میں کتب خانہ کی ترویج کو بڑی تقویت ملی ہے۔

آندھرا پردیش [۱۲] آندھرا پردیش کے ان اضلاع کیلیے جو تامل ناڈو سے منتقل ہوئے پہلے سے قانون موجود تھا۔ اسی طرح شہر حیدرآباد میں نظام حیدرآباد کے زمانے سے کتب خانہ قانون موجود تھا لیکن ۱۹۶۰ء میں ان متفرق قوانین کی جگہ ایک جامع قانون وضع ہوا۔ بڑی حد تک یہ قانون تامل ناڈو کے قانون کا چربہ ہے لیکن اس میں چند خوبیاں ہیں جو تامل ناڈو کے قانون میں نہیں ہیں۔ مثلاً اس قانون کے تحت عام کتب خانہ کے واسطے ریاست میں ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا گیا ہے ریاستی لائبریری کمیٹی میں ریاستی مرکزی کتب خانہ کے ناظم کتب خانہ کو بھی شریک کیا گیا ہے ضلعی لائبریری انتظامیہ کی نظامت ضلعی مرکزی کتب خانہ کے ناظم کتب خانہ کو دی گئی ہے اور سٹی لائبریری انتظامیہ میں بھی ایسا ہی کیا گیا ہے۔ کتب خانہ میں داخل ہونے کی کوئی فیس نہیں ہے لیکن یہ واضح نہیں کہ کیا کتابیں مستعار لینے پر فیس ادا کرنی ہوگی۔ آندھرا پردیش میں بھی امداد باہمی کے اصول پر قائم کتب خانہ اور مقامی نوعیت کے اداروں کے کتب خانوں کو بھی ریاستی محکمہ کتب خانہ سے مالی امداد مل سکتی ہے۔ اس طرح اس قانون میں ریاست میں متوازی کتب خانہ نظام قائم رکھنے کی گنجائش موجود ہے۔

کرناٹک [۱۳] اس ریاست کے قانون کو وضع کرنے میں تامل ناڈو اور آندھرا پردیش کے قوانین کے علاوہ نمونہ کے بل کے مسودہ سے بھی مدد لی گئی ہے۔ اس لیے مذکورہ بالا دونوں ریاستوں کے مقابلہ میں اس قانون میں کئی دفعات بہت مفید ہیں، مثلاً یہاں ریاستی لائبریری کمیٹی میں ریاست کے لائبریری ایسوسی ایشن کا ایک نمائندہ ہوتا ہے۔ ریاستی مرکزی لائبریری کا ناظم کتب خانہ بر بنائے عہدہ ریاستی کتب خانہ کمیٹی کا ناظم ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ کمیٹی کے ممبروں میں شمار نہیں ہوتا۔ ریاست میں قانون کے تحت محکمہ عام کتب خانہ جات ہے اس محکمہ کا صدر ریاستی مرکزی لائبریرین ہے۔ اس ریاست میں کتب خانہ کا انتظام محکمہ تعلقات عامہ کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ اسٹیٹ لائبریرین ایک کل وقتی افسر ہے جسے کتب خانہ کی تربیت کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔ مقامی

www.taemeernews.com

سطح کے کتب خانہ کمیٹی میں مقامی لائبریرین بربنائے عہدہ اس کا ناظم ہوتا ہے۔ اس قانون میں کتب خانہ محصول صرف شہری جائداد ٹیکس کے تناسب تک محدود نہ رہ کر دوسرے ٹیکسوں کے تناسب سے بھی لیا جاسکتا ہے اس لیے باوجود اس کے کہ اس کی شرح تین پیسہ فی روپیہ ہے۔ ریاست کی مالیہ کو اس سے بہت آمدنی ہے۔ مقامی کتب خانہ انتظامیہ اس شرح میں اضافہ کرنے کی مجاز ہے۔ ضلعوں کو کتب خانہ کے لیے ریاست سے جو مالی امداد ملتی ہے وہ ریاست میں زرعی ٹیکس کے ذریعہ ہونے والی آمدنی کا تین فیصد ہے۔ قانون ریاست پر نابیناؤں کے لیے کتب خانہ قائم کرنے کی ذمہ داری عاید کرتا ہے۔ ملک کی کسی دوسری ریاست کے قانون میں یہ دفعہ نہیں ہے۔ قانون میں ریاست میں پہلے سے موجود نجی اداروں کے کتب خانوں کو بتدریج ریاست کے عام کتب خانے کے نظام میں ضم کر لینے کی گنجائش ہے۔

مہاراشٹر ۱۹۶۷ [14] یہ قانون کرناٹک کے قانون کے نمونے پر وضع کیا گیا ہے ریاست کی لائبریری کونسل کے ڈائریکٹر کے لیے لائبریری کی پیشہ ورانہ سند رکھنا لازمی ہے۔ ریاست میں کتب خانہ کا علیحدہ محکمہ ہے۔ ریاست میں کتب خانہ کی خدمات ریاستی خدمات کی ملازمت کا حصہ ہیں۔ اس لیے ان کی تنخواہ ریاست کی مالیہ سے ملتی ہے۔ ریاست کے ڈویژنوں میں ڈویژنل لائبریری کا بندوبست ہے البتہ مقامی سطح پر کتب خانہ قائم کرنے سے پہلے دیکھنا ہوگا کہ اس ضلع میں کوئی کتب خانہ پہلے سے ہی موجود ہے یا نہیں۔ اس قانون میں لائبریری کے محصول لگانے کی کوئی دفعہ نہیں ہے کیونکہ لائبریری کے لیے مالیات مرکزی اور ریاستی سرکاریں فراہم کرتی ہیں۔

ہندوستان میں عام کتب خانہ کے لیے قانون وضع کرنے کی کوشش نصف صدی پرانی ہے۔ پھر ہندوستان میں ڈاکٹر ایس آر رنگاناتھن جیسا مفکر پیدا ہوا جس نے اپنی ساری زندگی کتب خانہ کے ذکر و فکر کے واسطے وقف کر دی تھی جس کی صلاحیتوں سے نہ صرف ہندوستان بلکہ بین اقوامی سطح پر استفادہ کیا گیا جس کے مشورے ہندوستان کی جملہ ریاستوں نے کسی نہ کسی وقت ضرور لیے۔ ملک میں ریاستی سطح پر لائبریری انجمنیں ہیں۔ اس کے باوجود اب تک کوئی عام لائبریری قانون مرکزی سرکار نہیں بنا سکی ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ تعلیم مرکزی ذمہ داری کے بجائے ریاستی حکومتوں کی ذمہ داری ہے

www.taemeernews.com

دوسری رکاوٹ یہ ہے کہ ریاستیں ٹیکس کے بوجھ میں اضافے کے خوف سے قانون نہیں وضع کرنا چاہتی ہیں۔ مرکز سے پلان کے تحت ریاستوں کو رقم ضرور ملتی ہے لیکن کسی مستقل مالی امداد کا بندوبست نہیں ہوسکا ہے۔

دہلی پبلک لائبریری [۲۵]

ہندوستان میں عام کتب خانے کی تحریک کا ذکر دہلی پبلک لائبریری کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس صدی کے وسط میں یونیسکو نے ترقی پذیر ملکوں میں کتب خانہ کی تحریک کا ایک منصوبہ مرتب کیا تھا۔ دہلی پبلک لائبریری اس تحریک کی ایک تجرباتی پراجیکٹ کے طور پر ۱۹۵۱ء میں شروع کی گئی۔ یونیسکو نے اس پراجیکٹ کے لیے ۰۰۰،۰۰۰،۴ ڈالر کی گرانٹ منظور کی تھی۔ اس کے علاوہ اس کے ڈائریکٹر کو یورپی ممالک کا دورہ کرنے کی دعوت بھی دی گئی۔ ماہرین کتب خانہ یہاں ابتدائی سالوں میں بطور مشیر فراہم کیے گئے تھے۔

ابتدائی دنوں میں بہت سے لوگ اس کی افادیت اور اس سے استفادہ کے امکانات کے بارے میں پرامید نہیں تھے۔ پنڈت نہرو نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں اس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا تھا "کتابوں کی الماریاں جلدی ہی خالی ہو جائیں گی۔ اور پھر مجھے اس کی نوحہ خانی کی تقریب میں شریک ہونا پڑے گا۔" [۲۶]

پنڈت نہرو نے جن خدشات کا اظہار کیا تھا، کتب خانہ کی دیہی شاخوں کے بارے میں وہ بڑی حد تک درست ثابت ہوئے۔ خود گاؤں کے لوگ کتب خانہ کی خدمات کی جانب سے مشکوک تھے لیکن مایوسی کا ماحول جلد ہی کامیابی کے ماحول میں بدل گیا۔ پانچ ماہ کے مختصر عرصہ میں ہی ممبران کی تعداد چھ ہزار تک پہونچ گئی۔ گذشتہ پچیس برسوں میں گاؤں کے لوگ بھی کتب خانہ کی افادیت سے بخوبی واقف ہو گئے ہیں۔ چنانچہ لوانا گاؤں کے لوگوں نے اپنی گاؤں میں شاخ قائم کرنے کے لیے کتب خانہ کو ½ ایکڑ زمین دی ہے۔ کتب خانہ نے دہلی کے مختلف علاقوں میں اپنی شاخیں قائم کی ہیں۔ گشتی کتب خانوں کا بھی بندوبست ہے۔ گشتی کتب خانہ کی سہولت کے لیے کتب خانہ کے پاس چار گاڑیاں ہیں جو دہلی کے ۴۸ مرکزوں پر ٹھہر کر کتابیں تقسیم کرتی ہیں۔ کتب خانہ ایک کمیونٹی سنٹر کا بھی کام کرتا ہے جہاں رنگارنگ کلچرل پروگرام اور بحث و مباحثہ کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔

www.taemeernews.com

کتابوں کے ساتھ ساتھ کتب خانہ میں موسیقی کے ریکارڈ اور بچوں کے کتب خانہ کی سہولیات بھی ہیں۔ نابینا حضرات کے لیے کتب خانہ نہ صرف کتابیں فراہم کرتا ہے بلکہ کتابیں تیار بھی کرتا ہے۔ حال ہی میں کتب خانہ نے نزلیہ کے علاقہ میں ولبھ بھائی پٹیل کتب خانہ کو اپنی شاخ کے طور پر تسلیم کرکے نیم دیہی علاقہ میں اپنا مرکز کھول لیا ہے۔
اس وقت کتب خانہ کا نظام ایک مرکزی کتب خانہ، ۴ شاخ کتب خانہ، ۲ نیم شاخ کتب خانے، ۱۱ کتاب جمع کرنے کے مراکز اور ۵ گشتی گاڑیوں پر مشتمل ہے اس کے علاوہ ایک شعبہ اطفال اور ایک شعبہ نابینا قاریوں کے لیے مخصوص ہے۔
کتب خانہ میں ۵۰۰،۴۲،۶ کتابیں ہیں۔ کتب خانہ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر پہنچ چکی ہے۔

www.taemeernews.com

حواشی و حوالے

۱۔ اے کے عہدہ دار، دی گروتھ آف دی لائبریری ان ماڈرن انڈیا۔ ۱۴۹۸، ۱۸۳۶، کلکتہ ۱۹۶۶، ص ۱۴۶، ۱۵۸۔ مزید دیکھیے، ڈی آر کالیا، لائبریریز ان دی فورتھ فائیو ایر پلان، بلیٹن انڈین لائبریری ایسوسی ایشن ج۔ ۱ جنوری۔ مارچ ۱۹۶۵، ص ۱۴۰۔ ۱۴۱

۲۔ عہدہ دار۔ حوالہ بالا ص ۱۴۰۔ ۱۴۱

۳۔ بمبئی، لائبریرز ڈیولپمنٹ کمیٹی، رپورٹ، بمبئی ۱۹۳۹

۴۔ انڈیا، ایڈوائزری کمیٹی فار لائبریریز۔ رپورٹ، دہلی۔ ۱۹۵۹

۵۔ پلاننگ کمیشن، ورکنگ کمیٹی برائے کتب خانہ رپورٹ

۶۔ راجہ رام موہن رائے فاؤنڈیشن۔ ایتھ رپورٹ۔ کلکتہ، ۱۹۸۰

۶A۔ ڈی آر کالیا اے ریویو آف پبلک لائبریریز ڈیولپمنٹ ان انڈیا انٹرنیشنل لائبریری ریویو ج ۶ ص ۲۹، ۴۷، ۱۹۷۴

۷۔ ایس۔ زنگاناتھن اینڈ اے نیلامیگھن ایڈیٹر پبلک لائبریری موومنٹ ان انڈیا لائبریری ہیرالڈ ج ۳ (۴) ص ۱۲۷

۸ حوالہ بالا ص ۱۵

۹۔ حوالہ بالا ص ۱۹

۱۰۔ حوالہ بالا ص ۲۴

۱۱۔ رنگاناتھن اینڈ نیلامیگھن۔ ایڈیٹر، پبلک لائبریری سسٹم ص ۱۶۹۔ ۱۷۳

۱۲۔ حوالہ بالا ص ۱۷۴، ۱۷۶

۱۳۔ حوالہ بالا ص ۱۰۷، ۱۰۲

۱۴۔ حوالہ بالا

۱۵۔ جے۔ سی مہتا۔ دی اسٹوری آف دہلی پبلک لائبریری، دہلی پبلک لائبریری سلور جوبلی سووینیر دہلی ۱۹۷۶۔ ص ۲۳۔ ۳۱

۱۶۔ حوالہ بالا ص ۲۳

www.taemeernews.com

دورِ جدید

امریکا:۔ ریاستی سطح پر کتب خانے:۔ امریکا میں گزشتہ صدی کے پہلے پچیس برسوں میں ریاست کے صدر مقام پر کتب خانہ قائم کرنے کا رجحان بہت عام تھا چنانچہ ۱۸۷۶ تک مجالس قانون ساز کے ممبران، عدالتی عملہ اور انتظامی عملہ کی سہولت کے واسطے تقریباً تمام ریاستوں میں کتب خانے قائم ہو چکے تھے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ریاستوں میں ہر ریاستی امداد سے چلنے والے کالج اور یونیورسٹی جیسے تعلیمی اداروں میں بھی کتب خانہ قائم کرنے کی ذمہ داری ریاستوں پر عاید ہوتی تھی۔ انیسویں صدی کے آخری ایام میں ریاستیں اپنے علاقے میں عام کتب خانہ قائم کرنے کی ذمہ دار بھی قرار دی گئیں۔ ۱۸۹۰ میں میساچوسٹ کی ریاست نے اس ذمہ داری کی ادائیگی کے واسطے ریاستی کتب خانہ کمیشن قائم کیا کچھ مدت کے بعد نیو ہیمپ شائر کی ریاست میں بھی ایک ایسا ہی کمیشن تشکیل ہوا۔ صدی کے ختم ہونے تک بیشتر ریاستوں میں ادارہ برائے توسیع سہولیات کتب خانہ Library Extension Agencies قائم ہو چکے تھے۔ اس طرح اب ریاستیں درج ذیل اقسام کی کتب خانہ سہولت فراہم کرنے کی ذمہ دار ٹھہریں

۱۔ ریاستی حکومت کے واسطے کتب خانہ کی سہولیات

۲۔ ریاستی امداد سے چلنے والے تعلیمی اداروں ـــ اسکول کالج اور یونیورسٹی میں کتب خانہ سہولیات۔

۳۔ ریاستی عام کتب خانہ کی سہولیات اس میں توسیع اور ان کی بہتر کارکردگی۔

ریاستی ادارہ برائے توسیع سہولیات کتب خانہ میں ۱۹۶۴ میں لائبریری سروسز

www.taemeernews.com

اینڈ کنسٹرکشن ایکٹ کے پاس ہونے کے بعد سے زیادہ سرگرمی آئی ہے۔ اس قانون کے تحت مرکزی حکومت ریاستوں کو کتب خانہ پر اُن کے اپنے خرچ کے برابر امداد کی رقم دیتی ہے۔ اب ریاستی سطح پر کتب خانہ کی منصوبہ بندی بھی بہتر ہوئی ہے۔ کتب خانہ۔ کے سلسلہ میں اب ریاست کے ادارہ برائے توسیع خدمات کتب خانہ کے کاموں کا دائرہ درج ذیل امور پر محیط ہے سلہ

۱۔ ریاست میں کتب خانہ کے قوانین میں حسب ضرورت ترمیم

۲۔ کتب خانہ کی خدمات سے متعلق اعداد و شمار اکٹھا کرنا اور ان کی اشاعت

۳۔ عام کتب خانہ کے لیے ضرورت کا اندازہ لگانا۔

۴۔ کم آبادی کے علاقوں کے واسطے کتب خانے سہولت کی فراہمی۔

۵۔ کتب خانہ کے سلسلہ میں توسیعی کاموں کے لیے مالیات کا تعین۔

۶۔ عام کتب خانوں کو ان کے حوالجاتی خدمات اور کتابیات سازی کے کاموں میں مناسب امداد

۷۔ لائبریری خدمات کے جملہ پہلوؤں پر مشورہ کے لیے ماہرین کی فراہمی۔

۸۔ عوام اور ریاست کی انتظامیہ کے تمام صیغوں کو لائبریری خدمات سے باخبر رکھنا

۹۔ ضرورت پڑنے پر عملہ کے معیار کا تعین۔

۱۰۔ جملہ اقسام کے کتب خانوں کی توسیع میں تعاون۔

۱۱۔ ریاست میں علاقائی مراکز کے طور پر ریاستی کتب خانہ کی شاخ کا قیام تاکہ علاقہ میں موجودہ سہولت میں بہتری پیدا ہو۔

۱۲۔ نظام کتب خانہ کے بہتر بنانے کی ترغیب

۱۳۔ مرکزی مالی امداد کے لیے مناسب معیار کا تعین

۱۴۔ ریاستی اور مرکزی ذرائع سے ملنے والی مالی امداد کے خرچ کا انتظام۔

امریکہ میں عام کتب خانہ پہلے شہروں میں قائم ہوا اور بہت سے شہری علاقوں میں سہولیات کا معیار بہتر رہا ہے۔ چونکہ دیہی علاقے اور کم آبادی کے علاقے اس کام کے واسطے درکار مالیات نہیں فراہم کر سکے۔ ان علاقوں میں کتب خانہ کی سہولیات صدی کے آخری سالوں میں شروع ہوئی جب کاؤنٹی (مقامی سطح پر انتظامی ادارہ) کو مالی امداد

www.taemeernews.com

دیہے جاتے کے مرکز کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔ سب سے پہلے وان ورٹ (اوہایو) اور واشنگٹن کاؤنٹی (میری لینڈ) کے علاقہ میں ۱۸۹۸ میں کاؤنٹی کے کتب خانے قائم ہوئے کیلی فورنیا کے علاقے میں کاؤنٹی لائبریری کے قیام کے واسطے ۱۹۰۹ میں قانون پاس کیا گیا۔ ۱۹۲۰ تک ملک کی ۲۷ دوسری ریاستوں میں کاؤنٹی کی سطح پر کتب خانے قائم ہو چکے تھے۔ کاؤنٹی کتب خانوں کی دیرینہ روایت کے باوجود ان کے توسیع کی رفتار بہت سست رہی چنانچہ ۱۹۵۶ میں ۳۱۹ کاؤنٹیاں جو ۲۹ ریاستوں میں منتشر تھیں کتب خانہ کی سہولیات نہیں فراہم کر رہی تھیں اور ریاستی امداد کا صرف ۲۹٪ کاؤنٹی کتب خانوں کی مد پر خرچ ہو رہا تھا۔ کاؤنٹی کے کتب خانے کہیں پورے علاقے کو سہولت فراہم کرتے ہیں، اور کہیں صرف ان حصوں کے واسطے قائم ہوتے ہیں جہاں کتب خانے کی دوسری طرح کی کوئی سہولت نہیں ہے کبھی کبھی ایک سے زیادہ کاؤنٹی اشتراک باہمی کے ذریعہ ملٹی کاؤنٹی کتب خانہ قائم کر لیتے ہیں۔ اسی طرح علاقائی کتب خانے بھی وجود میں آسکتے ہیں۔ جس میں کئی کاؤنٹیاں یا سرکاری محکمے اشتراک کے ذریعہ لائبریری خدمات مہیا کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ علاقائی کتب خانے سماجی، ثقافتی، معاشی یا ایسے ہی دوسرے عوامل کی بدولت ایک ہی کاؤنٹی میں قائم کیے جا سکتے ہیں۔

علاقائی خود مختاری کی تاریخی روایت کی بدولت امریکہ کے کاؤنٹی کتب خانہ نظام میں چھوٹے چھوٹے علاقوں میں خود مختاری کتب خانے قائم ہونے لگے اور اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جانے لگی کہ اب ایسا نظام وجود میں آئے جس کا انتظامی دائرہ بڑا ہو تاکہ تربیت یافتہ اور ماہر لائبریرین کی خدمات حاصل کی جا سکیں اس سلسلے میں سی۔ سی۔ ولیم سن نے ۱۹۲۳ء میں ہی تجاویز پیش کی تھیں۔ امریکن لائبریری ایسوسی ایشن نے ۱۹۴۸ء کے اپنے قومی منصوبہ ۳۵ میں بھی اسی جانب توجہ دلائی ۱۹۵۶ میں کتب خانہ کے واسطے امریکن لائبریری ایسوسی ایشن نے ۱۹۵۰ میں جو معیار وضع کیے تھے ان کی اساس بھی کتب خانہ اکائی کے برعکس نظام کتب خانہ تھی۔ مرکز کے لائبریری سروسز ایکٹ اور لائبریری سروسز اینڈ کنسٹرکشن ایکٹ میں ریاستی لائبریری ایسوسی ایشن تین قسم کے نظام کتب خانہ کا ذکر کرتی ہے ۳۶

۱۔ مربوط نظام۔ ایک لائبریری بورڈ اور ایک منتظم جو سارے علاقے کے کتب خانوں

www.taemeernews.com

کے نظام کی نگرانی کرے۔ عام طور پر یہ میونسپل کتب خانہ نظام ہوتا ہے جس کی شاخیں علاقے میں پھیلی ہوتی ہیں۔

۲۔ وفاقی یا الحاقی نظام۔ اس نظام میں ایک یا ایک سے زیادہ کاؤنٹیوں کے متولیان ایک مشترک انتظامی بورڈ کی تشکیل کرتے ہیں جو اس نظام کے تحت جملہ کتب خانوں کی انتظامی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اس نظام میں مقامی کتب خانے اپنی خود مختاری بھی برقرار رکھتے ہیں۔

۳۔ امداد باہمی کا نظام۔ اس نظام میں مقامی کتب خانوں کے ایک گروپ کے متولیان ایک ایسا بورڈ منتخب کرتے ہیں جو انھیں اس نظام کی سرگرمیوں کو چلانے میں ہدایت دیتا ہے۔ اس بورڈ کو سسٹم بورڈ کہتے ہیں جس کا ایک صدر دفتر ہوتا ہے۔ ایک مرکزی کتب خانہ ہوتا ہے جہاں سے بین الکتب خانہ خدمات انجام دی جاتی ہیں۔ اس نظام میں مقامی بورڈ اپنے کام حسب سابق چلاتے ہیں اور اپنے زیر نگرانی کتب خانوں کا انتظام کرتے ہیں۔

متذکرہ بالا تین نظام میں امداد باہمی کے اصول پر قائم مشترک نظام کو سب سے زیادہ مقبولیت ملی ہے۔ اس طرح کے نظام کے تحت جس حد تک اور جس طرح کی خدمات دستیاب ہو سکتی ہیں ان کا اندازہ عام کتب خانوں کے واسطے معیار کی سب سے نچلی سطح جو امریکن لائبریری ایسوسی ایشن نے ۱۹۶۶ء میں وضع کی ہے اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ امریکہ میں کتب خانہ نظام کے چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہوائی ریاست کا کل ریاستی مربوط نظام کتب خانہ جو ریاست کے لائبریری خدمات کے ڈویژن کے زیر انتظام ہے۔

۲۔ نیویارک ریاستی کتب خانہ نظام جس کے ۲۲ کتب خانہ نظام ریاست کے ۹۹ فیصد حصے کو خدمات فراہم کرتے ہیں۔

۳۔ نیوجرسی کا لائبریری خدمات کا ریاستی پروگرام جس کی تین سطحیں ہیں۔

(ا) مقامی کمیونٹی کتب خانہ

(ب) بائیس علاقائی حوالجاتی کتب خانے

(ج) چار بڑے تحقیق کے لیے مواد فراہم کرنے کے کتب خانے

www.taemeernews.com

۴۔ میسا چوسٹ مشرقی علاقائی کتب خانہ نظام جو ۱۹۶۷ میں دو سو سے زائد عام کتب خانوں کے اشتراک باہمی سے وجود میں آیا۔ اس نظام میں بوسٹن پبلک لائبریری علاقائی کتب خانہ مرکز کا فرض انجام دے گی۔

دراصل امریکہ کا مقامی حکومت کا تصور مغربی ممالک کے عام تصور سے قدرے مختلف ہے۔ یہاں مقامی حکومت مرکز، ریاست اور مقامی حکومت کے اہرامی ڈھانچے کا ایک عنصر نہیں ہے بلکہ تشکیل اور نوعیت کے اعتبار سے یہ خود مختار اکائیاں ہیں۔ اسی لیے یہاں کسی مرکزی یا ریاستی قانون کے تحت عام کتب خانوں کا کوئی یکساں نظام وجود میں نہیں آسکا ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق ملک میں ۳۰۰۰ کاؤنٹیاں ہیں ۸۰۰۰ امیونسپلٹیاں ہیں اور ۱۷۰۰۰ قصبات ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ہم ان کے ساتھ ۱۸۰۰۰ خاص ضلعوں اور اسکولی ضلعوں کو بھی شامل کرلیں تو تقریباً ۹۰۰۰۰ مقامی ادارے بن جاتے ہیں۔

عام کتب خانہ کی قدیم روایت کے باوجود اس صدی کے پانچویں دہے میں جہاں ملک میں عالمی شہرت کے مقامی کتب خانے ہیں وہاں ایسے شہر بھی موجود ہیں جن میں کوئی کتب خانہ نہیں۔ اگر کتب خانہ کی سہولیات کا مقابلہ انگلستان سے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جہاں انگلینڈ کے شہری کو کتب خانہ سہولیات کے لیے بمشکل ایک میل کا فاصلہ طے کرنا پڑے وہاں امریکہ میں ۲۶۰ لاکھ نفوس کے لیے کوئی سہولت نہیں دستیاب تھی اور ۵۰۰ لاکھ افراد کے لیے جو سہولیات دستیاب تھیں وہ نہایت ناکافی تھیں۔

امریکہ میں میونسپل عام کتب خانے جن کی آمدنی کا مدار لائبریری ٹیکس پر ہے ۱۸۵۲ سے قائم ہونے شروع ہوئے۔ اس سال بوسٹن میں ایک کتب خانہ قائم ہوا تھا۔ میونسپل عام کتب خانوں کو سب سے زیادہ فروغ میسا چوسٹ کے علاقہ میں حاصل ہوا کیونکہ اس علاقہ میں ثقافتی یکسانیت گھنی آبادی اور دولت کی فراوانی تھی۔ انیسویں صدی کے آخری پچیس برسوں میں ملک میں قصباتی اور شہری سطح پر کتب خانے قائم ہوئے۔ بیسویں صدی کے پہلے دہے تک ان میں توسیعی کام شروع ہوچکے تھے۔ ان میں شعبہ المقال کا قیام، کتب خانہ میں ذخیرہ کتب تک آزادانہ دسترس عوامی اسکولوں سے امداد باہمی کے اصولوں کے تحت تعلق، لائبریری کی خدمات فراہم

www.taemeernews.com

کرنے کے اوقات میں توسیع ذخیرہ کتب کی مضمون وار درجہ بندی اور کتب خانہ کی شاخوں کا قیام شامل ہیں۔ جنگ عظیم کے دوران ان کتب خانوں نے تشہیر کے کام کو بخوبی انجام دیا۔ میونسپل کتب خانے ایک آزاد ملک کے شہریوں کو اپنے حقوق سے باخبر رہنے میں بھی معاون ہوتے ہیں۔ اس صدی کے دوسرے دہے میں ان کی بدولت فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں اور مختلف النسل افراد میں تعلیم کی توسیع کا کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام پایا۔

امریکہ میونسپل عام کتب خانوں کو ان کے انتظامی ڈھانچے کی مناسبت سے درج ذیل تین اقسام میں رکھا گیا ہے۔

۱۔ ایک بورڈ کے تحت چلنے والے کتب خانے

۲۔ مقامی حکومت کے ایک شعبہ کے تحت چلنے والے کتب خانے۔

۳۔ اسکولی ضلع کے ساتھ منسلک کتب خانے۔

لیکن ملک کے عام کتب خانوں کی اکثریت ایک بورڈ کے تحت چلنے والے کتب خانوں کی ہے۔ ملک میں عام کتب خانہ کی تحریک کو تقویت دینے کے لیے مرکزی سطح پر پہلا قانون ۱۹۵۶ء میں لائبریری خدمات قانون کے نام سے پاس ہوا۔ اس قانون کا بنیادی مقصد عام کتب خانہ کی سہولیات کو دیہی علاقوں میں پہونچانا تھا۔ اس قانون کے تحت مرکز نے ۱۹۵۷ء سے آئندہ نو سالوں کے واسطے ریاستوں کو مالی امداد دینے کے لیے ۰۰۰،۵۰۰،۷ ڈالر کی رقم فراہم کی۔ رقم ریاستوں کو اس وقت دی جاتی تھی جب وہ دیہی علاقوں میں کتب خانہ کی سہولت کے لیے ایک مربوط منصوبہ بنا کر پیش کریں اور اس منصوبہ کی منظوری کمشنر برائے تعلیم سے حاصل کرلیں۔ یہ رقم ریاستی کتب خانہ ایجنسی کے ذریعہ خرچ کی جاسکتی تھی۔ اور ریاستی حکومتوں کو اپنے وسائل سے بھی اس مد میں رقم شامل کرنی پڑتی تھی۔

۱۹۵۶ کا قانون امریکہ کی کتب خانہ تحریک میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے مرکزی سرکار کا یہ قانون امریکی کانگرس میں مسلسل دس برس تک پیش ہونے کے بعد ہی پاس ہو سکا تھا۔ اس قانون کی اگر کوئی خرابی تھی تو یہ تھی کہ یہ امداد صرف دیہی کتب خانوں کی ترویج کے لیے محدود تھی۔ اس قانون کی مدت پانچ سال کی تھی۔ دوبارہ ترمیم

www.taemeernews.com

کے ذریعہ مدت کو پانچ سال کے لیے بڑھایا گیا اور ۱۹۶۴ء میں مزید ترمیم کے ذریعہ اس کے دائرہ میں عام لائبریری خدمات اور تعمیرات کو بھی شامل کیا گیا۔ اب اس قانون کے دائرہ میں شہری علاقے بھی شامل ہو گئے آخری بار اس میں ۱۹۶۶ء میں ترمیم ہوئی اور اس کی مدت کو مزید پانچ سال کے واسطے بڑھا دیا گیا۔ اس قانون کے تحت امداد کو درج ذیل مدات کے اندر دیا گیا ہے۔

عام کتب خانہ خدمات ——— اس کے تحت جو رقوم اب تک فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	رقم کی مقدار
۱۹۶۷	۳۵ میلین ڈالر
۱۹۶۸	۴۵ " "
۱۹۶۹	۵۵ " "
۱۹۷۰	۶۵ " "
۱۹۷۱	۷۵ " "

یہ رقم ان علاقوں کے لیے تھی جہاں کتب خانہ سہولیات یا بالکل نہیں ہیں۔ یا ناکافی ہیں۔ دوسری مدات کے تحت مالی امداد کی تفصیل درج ذیل ہے

سال	تعمیرات عام کتب خانہ	بین الکتب خانہ سہولیات	مخصوص نوعیت کی خدمات
۱۹۶۷	۴۰ میلین ڈالر	۵ ملین ڈالر	۱۵ ملین ڈالر
۱۹۶۸	۵۰ " "		
۱۹۶۹	۶۰ " "		
۱۹۷۰	۷۰ " "		
۱۹۷۱	۸۰ " "		

مخصوص نوعیت کی خدمات میں جیل خانہ، اسپتال، اور جسمانی یا دماغی طور پر معذور حضرات کے لیے کتب خانہ کی سہولیات شامل ہیں۔

امریکہ میں عام کتب خانوں کی توسیع پر ۱۹۶۶ء کے کتب خانہ قانون کا کیا اثر ہوا ہے

www.taemeernews.com

(۳) کا اندازہ کرنے کے لیے عام کتب خانوں کی خدمات کا ایک جائزہ لیا گیا ہے۔ جائزہ کے نتائج کا جو خلاصہ شائع ہوا ہے اس کے مطابق ریاستی حکومتیں قانون کے مقصد کو حاصل کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہوئی ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ تمام ریاستیں یکساں طور پر فیض یاب نہیں ہوئیں۔ جائزہ کے مطابق عام کتب خانہ خدمات کی سطح کا انحصار کتب خانہ کے لیے کتنی رقم دستیاب ہے۔ تربیت یافتہ عملہ کی دستیابی، لائبریری کس نظام کتب خانہ کا حصہ ہے ان تینوں عوامل پر منحصر ہے۔ جائزہ نے سفارش کی ہے کہ مرکزی حکومت کو چاہیے کتب خانہ کے موضوع پر تحقیقات، تربیت افراد کے لیے مناسب سہولت، بین الاقوامی تعاون کے پروگراموں میں پیش رفت کے لیے رہنمائی کے فرائض انجام دے۔ جائزہ سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مرکزی امداد نے ریاستوں کو بھی مالیات فراہم کرنے کا حوصلہ دیا ہے۔ چنانچہ ۱۹۶۸ء میں مرکز نے ۳۵ ملین ڈالر فراہم کیے اور ریاستوں نے ۶۳ ملین ڈالر جمع کیے۔ اس قانون کے تحت ملک میں عام کتب خانوں کی توسیع کے لیے درج ذیل پیش رفت ہو رہی ہے۔

۱۔ مرکزی سرکار کی امداد کے نتیجہ میں مقامی سطح پر ٹیکس عاید کر کے مساوی مالیات کے لیے رقم جمع کی جا رہی ہے۔

۲۔ کتب خانوں کو ایک کل ریاستی نظام میں مربوط کیا جا رہا ہے۔

۳۔ اسکالرشپ اور تنخواہوں میں مرکزی امداد کی بدولت اضافہ کر کے لائق اور تربیت یافتہ افراد کو کتب خانہ کی خدمات کی جانب راغب کیا جا رہا ہے۔

۴۔ حوالجاتی کتب کا ذخیرہ بنانے، سمعی و بصری آلات فراہم کرنے اور کتاب کے ذخیرہ کو بہتر بنانے کے واسطے امداد دی جا رہی ہے۔

۵۔ بہت سی ریاستوں میں مضمون وار درجہ بندی اور کیٹلاگ سازی کا کام ایک مرکزی مقام پر کیا جا رہا ہے۔

اس جائزہ سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کی کوئی ریاست لائبریری سہولیات فراہم کرنے کے سلسلے میں امریکن لائبریری ایسوسی ایشن کے متعین کردہ معیار یعنی فی شخص ۵ ڈالر خرچ کرنے کے معیار کو نہیں پہونچ سکی ہے۔ ایک دوسری مشکل تربیت یافتہ لائبریرین کی کمیابی ہے۔

www.taemeernews.com

۱۹۶۹ء میں امریکن لائبریری ایسوسی ایشن نے نیلسن ایسوسی ایٹس Nelson, Associates سے عام کتب خانوں کا ایک جائزہ مرتب کرایا تھا۔ اس کمپنی نے پہلے ملک کے ۵۸ نظامات خانہ کا جائزہ لیا پھر ان میں ۶ کو گہرے مطالعہ کے واسطے منتخب کیا۔ جائزہ کے نتیجہ کے طور پر بہت سی سفارشات کی گئیں ان میں سے چند سفارشات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہر ریاست کو اچھی کتب خانہ سہولت فراہم کرنے کے لیے مناسب قانون وضع کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی ریاست کے اپنے وسائل سے ایک معقول رقم باقاعدہ امداد کی شکل میں ادا کرنے کا بندوبست کرنا چاہیے۔

۲۔ ریاستی امداد کی نوعیت ایسی ہو جو مقامی حکومتوں کو مجبور کر دے کہ وہ بھی امداد فراہم کریں۔

۳۔ ملک کی کم سے کم بیس ریاستوں میں کل ریاستی سطح پر کتب خانہ کی ترویج کا منصوبہ تیار ہونا چاہیے۔

۴۔ کم گھنی آبادی کے علاقوں میں کتب خانہ سہولیات ناکافی ہیں۔ انھیں بہتر بنایا جائے۔

۵۔ ہوائی کے ریاستی کتب خانہ نظام کے تجربہ اور واشنگٹن کے نارتھ سنٹرل ریجنل لائبریری کے تجربے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اس طرح کے نظام کو زیادہ سے زیادہ ریاستوں میں عمل میں لایا جانا چاہیے۔

مرکزی حکومت سے اتنی بڑی اور اتنے لمبے عرصہ تک امداد کے بعد اگر جائزہ کے تاثرات اور سفارشات پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ امریکہ میں عام کتب خانہ کے قیام کے لیے سب سے زیادہ ضرورت ایسے قوانین کی ہے جس کے تحت ریاستی اور مقامی حکومتوں کے واسطے کتب خانہ قائم کرنا لازمی بن جائے۔

انگلینڈ۔ عام کتب خانے

انگلستان میں عام کتب خانوں کی داستان جیسا کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں دیکھا ہے بہت قدیم ہے لندن میں ایک عام کتب خانہ رچرڈ وٹنگٹن Richard Whittington کی وصیت کے مطابق ۱۴۲۲ء میں قائم ہوا تھا۔ سترھویں اور اٹھارویں صدی میں مخیر حضرات کی کوششوں سے کئی کتب خانے قائم ہوئے۔ لیکن اس میں ان میں سب سے نمایاں کارنامہ مذہبی رہنماؤں کا ہے۔ چنانچہ ریورنڈ تھومس برے

www.taemeernews.com

Rev. Thomas Bray اور ریونڈ جیمس کرک ووڈ Rev. James Kirk wood کی عام کتب خانہ کے سلسلے میں کی گئی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ریورنڈ سیموئل براؤن Rev. Samuel Brown نے ایک رواں دواں یا گاؤں گاؤں گشت لگانے والے کتب خانہ کا آغاز کیا تھا جس کے تحت ہر دو سال بعد ایک قصبہ کے کتب خانہ کی کتابیں دوسرے قصبہ کو منتقل ہوجاتی تھیں۔ ۱۸۱۷ اور ۱۸۳۶ کے درمیان اس طرح کے ۴۷ کتب خانے قائم ہوگئے۔

جدید انداز کے عام کتب خانہ کو قائم کرنے کی سمت میں پہلا قدم ۱۸۴۵ کے میوزیم ایکٹ کا نفاذ تھا۔ اس ایکٹ کے تحت بہت سے شہروں میں جہاں میوزیم قائم ہوئے وہاں کتب خانے بھی قائم ہوگئے۔ اس ایکٹ کو پاس کرانے میں ولیم ایوارٹ William Ewart نامی ممبر پارلیمنٹ نے بہت سرگرم رول ادا کیا تھا۔ اسی زمانے میں ایڈورڈ ایڈورڈس Edward Edwards نے یورپ اور امریکہ کے کتب خانوں پر ایک مضمون لکھا۔ اس مضمون کی بدولت ولیم ایوارٹ کتب خانوں کے قیام کی ضرورت سے متعارف ہوا۔ اور اس کی کوششوں سے ۱۸۵۰ء میں پبلک لائبریریز اینڈ میوزیم ایکٹ پاس ہوا۔ اس قانون کے تحت ہر شہر جس کی آبادی ۱۰،۰۰۰ یا اس سے زیادہ تھی ½ پینی کا ٹیکس عاید کرکے اس رقم سے کتب خانہ کی عمارت تعمیر کرا سکتا تھا۔ کتب خانہ کے قیام کے ابتدائی ایام میں اس تحریک کی مخالفت بھی کی گئی۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ عام کتب خانہ کے قیام سے پست طبقہ کے افراد کو ابھرنے کا موقعہ ملے گا جو مناسب نہیں ہے لیکن کتب خانہ کی تحریک کو کامیاب بنانے میں سب سے زیادہ تعاون درمیانی طبقہ کے نچلی سطح کے لوگوں سے ملا لائبریری کے پیشہ میں جو لوگ آگئے تھے اور چند عالی ظرف مخیر حضرات نے بھی اس تحریک کو پروان چڑھانے میں نمایاں رول ادا کیا۔ لیکن پھر بھی کتب خانوں کے قیام ہونے کی رفتار بہت سست رہی۔ ۱۸۸۵ تک پورے ملک میں صرف ۱۲۵ کتب خانے قائم ہو سکے تھے۔ ۱۸۵۵ کے قانون میں ایک ترمیم کے ذریعہ ۱۰،۰۰۰ کی آبادی کی شرط کو ۵،۰۰۰ کر دیا گیا۔ اور یہ التزام بھی رکھا گیا کہ اگر دو پیرش (مقامی سطح کی انتظامی اکائی) جن کی مجموعی آبادی ۵،۰۰۰ ہو جائے، تو مشترکہ طور پر کتب خانہ قائم کر سکتے ہیں۔ ٹیکس کی شرح ½ پینی سے بڑھا کر ۱ پینی کی گئی اور مقامی حکومتوں کو یہ اختیار بھی دیا گیا کہ اس آمدنی میں سے

www.taemeernews.com

وہ کتابیں بھی خرید سکتی ہیں اور روشنی کے بندوبست پر بھی رقم خرچ کر سکتی ہیں۔
انیسویں صدی کے آخری سالوں میں انگلستان میں عام کتب خانہ کی توسیع میں اینڈریو کارنیگی Andrew Carnegie کا بھی بڑا ہاتھ تھا۔ ۱۸۸۳ء میں اس نے اپنے آبائی وطن ڈن فرم لائن Dunfermline میں کتب خانہ قائم کیا۔ اس نے انگلینڈ میں کتب خانہ قائم کرنے کے لیے مالی اعانت کرنی شروع کی۔ اس کی اعانت سے کتب خانہ کی عمارت تعمیر ہو سکتی تھی۔ اور کتب خانہ کے واسطے ضروری فرنیچر اور ضروری سامان مہیا کیا جا سکتا تھا۔ اس کی شرط تھی کہ جس شہر کو وہ کتب خانہ کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے رقم دیگا اس شہر کو اس بات کی ضمانت دینی ہوگی کہ وہ کتب خانہ پر خرچ کے لیے ایک مقررہ رقم سال بہ سال فراہم کرے گا اور یہ رقم عمارت پر خرچ رقم کا ۱/۱۰ حصہ ہوگی۔ اس کی امداد کی بدولت شہروں میں کتب خانہ کے قیام کی رفتار میں تیزی آئی اور ۱۸۹۹ء تک ان کی تعداد بڑھ کر ۲۹۳ پر پہونچ گئی۔ کارنیگی کے علاوہ چند مقامی اہل ثروت حضرات بھی آگے آئے اور کتب خانہ کے قائم کرنے میں مالی تعاون دیا ان میں قابل ذکر نام ٹیلر اور ونارڈ Taylor and Winnard کیلر Keiller کوٹس Coats اور پاسمور ایڈورڈ Passmore Edward کے ہیں۔

کارنیگی اور دوسرے حضرات کی مالی امداد کے باوجود اگر کتب خانے زندگی کے آثار سے بیگانہ تھے تو اس کی بڑی وجہ مقامی حکومتوں کی لاپرواہی تھی۔ انھیں کتابوں کے خریدنے پر جو رقم خرچ کرنی چاہیئے وہ یہ رقم خرچ نہیں کر رہی تھیں مثال کے طور پر نارمنٹن پبلک لائبریری نے Normanton جس کے ذمہ ۵۰۰۰ نفوس کو لائبریری کی خدمات فراہم کرنا تھا، ۱۳-۱۹۱۲ء کے دوران کتابوں کی خریداری پر کوئی رقم نہیں خرچ کی۔ ڈم فرائز Dumfries ٹیکس کے ذریعہ ۶۰۰ پونڈ کی رقم حاصل کرنے کے باوجود صرف ۵ پونڈ سالانہ کتابوں کے خریدنے پر خرچ کرتا تھا۔ ۱۹۱۸ء تک ملک کے صرف ۳/۴ علاقے کتب خانہ کی سہولیات سے فیض یاب ہو رہے تھے۔
دراصل ۱۸۵۰ء کے قانون میں دو بنیادی خرابیاں تھیں۔ پہلی خرابی تو کتب خانہ پر خرچ کے لیے دستیاب رقم کا ناکافی ہونا تھا۔ یہ صورت حال سکے کی قیمت

www.taemeernews.com

کرنے سے مزید نگین صورت اختیار کرگئی۔ دوسری خرابی اس قانون کا صرف شہری علاقوں پر نفاذ تھا۔ کارنیگی ٹرسٹ نے ڈبلیو آئی ایس ایڈمس کی سربراہی میں ایک کمیٹی کتب خانہ کی سہولیات کا جائزہ لینے کی غرض سے قائم کی۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ دیہی علاقوں میں سہولیات ناکافی تھیں۔ ٹرسٹ کے ممبران نے کتب خانہ کے توسیعی کوششوں کے دائرہ کو دیہی علاقوں تک پھیلایا دوسری جانب یہ بھی کوشش شروع ہوئی کہ قانون میں مناسب ترمیم کرکے اس صورت حال کو بہتر بنایا جائے۔ ۱۹۱۹ کے لائبریری ایکٹ کے مطابق اب کاؤنٹی کونسل کو مقامی سطح کا انتظامی ادارہ، کتب خانہ کی انتظامیہ بننے کا اختیار حاصل ہوگیا پہلی جنگ عظیم کے دوران ہی وزارت برائے تعمیر نو کی مقرر کی ہوئی تعلیم بالغان کی کمیٹی نے اپنی تیسری رپورٹ میں کتب خانہ کی اہمیت کی جانب بھی توجہ مبذول کرائی تھی۔

عام کتب خانہ کی توسیع کی تحریک میں ۱۹۲۴ کی بورڈ آف ایجوکیشن کے صدر کی جانب سے کتب خانہ کی سہولیات پر پیش کردہ رپورٹ کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ اس رپورٹ میں پہلی بار کتب خانہ کو تعلیم کی توسیع کا ایک اہم ذریعہ تسلیم کیا گیا۔ اس سلسلہ کی دوسری کڑی لائبریری ایسوسی ایشن کا ۲۷-۱۹۲۶ کا جائزہ ہے جس کے نتائج ۱۹۲۸ میں عوام کے سامنے پیش ہوئے۔ اس جائزے کے تعارف میں مشہور ماہر عالم کتب خانہ میک الون Mc Colvin نے لکھا تھا۔ ملک کے مختلف علاقوں اور مقامات میں کتب خانہ کی سہولت فراہم کرنیکے انداز اور اس ضمن میں حاصل کامیابی میں جس وسیع پیمانہ کے اختلافات پائے جاتے ایسے عوام کی سہولیات کی کسی دوسری خدمات میں شاید ہی ہوں" میکالون نے لائبریری ایسوسی ایشن کی تحریک پر ایک دوسرا جائزہ ۴۳-۱۹۴۲ کے درمیان لیا اور اس کے نتائج کو "جنگ کے خاتمہ پر کتب خانہ خدمات کی سہولیات کی تجویز" کے نام سے شائع کیا گیا۔ کتب خانہ کی ذمہ داری پر روشنی ڈالتے ہوئے اس رپورٹ میں بتایا گیا کہ "عام کتب خانہ رسمی تعلیم کا ایک حصہ نہیں، بلکہ ایک انفرادی حیثیت کا ادارہ ہے اور اسے اسی حیثیت میں ترویج دینا ہوگا۔ یہ ادارہ رسمی تعلیم کے کام کو تقویت دے گا لیکن اپنی سرگرمیوں کو تعلیم کے دائرہ تک محدود نہ رکھ کر افراد کے ہر اس تصور اور اقدام کو گرمی عمل بخشے گا۔ جس میں کتابیں قدر و قیمت رکھتی ہیں۔" ۱۹۵۷ء میں انگلستان کے مقامی حکومت کے ڈھانچہ میں تبدیلی پر رائے دینے کے لیے ایک کمیٹی کا تقرر ہوا کتب خانہ خدمات

www.taemeernews.com

کو اس کمیٹی کے دائرہ سے باہر رکھ کر اس کے لیے سر سڈنی رابرٹس Sir Sydney Roberts کی صدارت میں ایک علیحدہ کمیٹی مقرر کی گئی۔ اس کی سفارشات بڑی حد تک لائبریری ایسوسی ایشن کی پیش کردہ تجاویز پر مبنی تھیں۔ عام کتب خانہ کی سہولیات میں بہتری لانے کے لیے کمیٹی نے دو کام ضروری قرار دیے۔ پہلا کام ایک ایسے محکمہ کی تشکیل تھا جو ایک بڑے لیکن قابل عمل کتب خانہ نظام کا انتظام کر سکے۔ دوسرا کام عام کتب خانہ کی خدمات کی معیاری بندی تھا۔ حکومت نے ان سفارشات پر عمل کرنے کے لیے منصوبہ بندی گروپ تشکیل کیے۔ ایک گروپ کتابوں کے ذخیرہ، عملہ اور جگہ کی ضرورت پر غور کے واسطے تھا۔ اس گروپ کا خیال تھا کہ کتب خانہ کے قدو قامت سے قطع نظر ان کے معیار خدمت میں ایک واضح یکسانیت ہونا ضروری ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب کسی بھی کتب خانہ میں کم از کم کتابوں کے ذخیرہ اور عملہ کی تعداد کا تعین کر دیا جائے۔ ایک دوسرا ورکنگ گروپ اس لیے بنایا گیا کہ ٹیکس سے چلنے والے کتب خانوں کے درمیان اتحاد باہمی کے دائرہ کی نشاندہی ہو سکے۔ دونوں ورکنگ گروپوں نے اپنی رپورٹیں پیش کیں اور ان کی تجاویز کی روشنی میں رابرٹس کمیٹی نے اپنی سفارشات مرتب کیں۔ رابرٹس کمیٹی کی سفارشات کی بنیاد پر ۱۹۶۴ کا کتب خانہ قانون وضع کیا گیا۔ اب ہر کتب خانہ انتظامیہ کا فرض تھا کہ وہ اعلیٰ سطح کی کارکردگی کا کتب خانہ قائم کرے۔ لائبریری انتظامیہ کے ذمہ کتب خانہ کے لیے عمارت اور عملہ کی فراہمی بھی تھی۔ مقامی حکومتوں کی کتب خانہ قائم کرنے کی ذمہ داری پر عمل کی نگرانی کا کام مرکزی حکومت کے محکمہ تعلیم کا تھا۔ اس قانون کے تحت انگلینڈ اور ویلز کے علاقوں کے لیے علیحدہ علیحدہ کتب خانہ مشاورتی کمیٹی قائم ہوئیں۔ اس قانون کے تحت کاونٹی بورڈ کی کونسل، لندن کے بورڈ کی کونسل، لندن شہر کی کونسل اور ایسے دوسرے بورڈ جہاں کاونٹی نہیں ہیں۔ ان کی کونسل سب کتب خانہ کے قائم کرنے کی مجاز قرار دی گئیں۔

۱۹۶۴ کے قانون کا انگلستان میں عام کتب خانہ کی تحریک پر بہت مثبت اثر پڑا ہے۔ اور کتب خانہ سہولیات کی توسیع ہوئی ہے۔ اس کا کچھ اندازہ درج ذیل اعداد و شمار سے ہوگا۔

www.taemeernews.com

	۱۹۶۱	۱۹۶۸ - ۶۹
کتب خانہ پر کل اخراجات	۱۶،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ (تخمیناً)	۴۵،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ
کتابوں پر اخراجات	۳،۸۷۰،۰۰۰ " (")	۱۰،۴۰۲،۰۰۰ "
ذخیرہ کتب	۶۰،۰۰۰،۰۰۰	۹۴،۰۰۰،۰۰۰

کتب خانہ میں عملہ کے معیار میں بھی بہتری ہوئی ہے۔ ۱۹۶۱ء میں ملک کے صرف ۱۵ فیصد کتب خانے ایسے تھے جہاں اسٹاف کا اوسط ہر ۲۵۰۰ افراد کے لیے ایک کارکن کا تھا ۱۹۶۸ء میں ۵۸ فیصد کتب خانے اس شرط کو پورا کر رہے تھے۔

۱۹۷۰ء کا دہا برطانیہ کی تاریخ کتب خانہ میں بڑی حد تک کتب خانہ انتظامیہ کے ڈھانچہ میں تبدیلی کا دہا ہے۔ اس ڈھانچہ میں تبدیلی لوکل گورنمنٹ ایکٹ ۱۹۷۲ء اور لوکل گورنمنٹ ایکٹ (اسکاٹ لینڈ) ۱۹۷۳ء کے نتیجہ میں آئی۔ ۱۹۷۴ء میں برطانیہ میں گریٹر لندن کے علاوہ تمام علاقوں سے کاؤنٹی، کاؤنٹی بورو اور کونٹی ضلع ختم کر دیے گئے۔ ان کی جگہ ۶ میٹرو پولیٹن کاؤنٹی اور ۳۹ غیر میٹرو پولیٹن کاؤنٹیاں قائم ہوئیں۔ میٹرو پولیٹن کاؤنٹیوں کو مزید ۳۶ میٹرو پولیٹن اضلاع اور غیر میٹرو پولیٹن کاؤنٹیوں کو ۲۹۶ اضلاع میں تقسیم کیا گیا ۱۹۷۵ء میں اسکاٹ لینڈ کے علاقہ میں بھی انھیں خطوط پر مقامی حکومت کے ڈھانچہ کو مرتب کیا گیا۔ اس تنظیم نو کی بدولت ملک میں درج ذیل عام کتب خانہ انتظامیہ وجود میں آئے۔

انگلینڈ	۳۴۳	سے گھٹ کر	۱۰۹	انتظامی اکائی
ویلس	۳۶	" " "	۱۲	" "
اسکاٹ لینڈ	۸۱	" " "	۴۰	" "
کل تعداد	۴۶۰	" " "	۱۶۱	" "

اسی دوران عام کتب خانوں سے استفادہ کی تعداد میں بھی کمی آئی ہے اس سلسلے لندن بورو میں ایک جائزہ لے کر استفادہ میں کمی کی وجوہات معلوم کی گئی ہیں۔ جائزہ سے جو اسباب سامنے آئے ہیں۔ ان میں ٹیلی ویژن پروگرام کے اوقات میں اضافہ اور کتابوں کے سالانہ اضافہ میں کمی دو بڑے اسباب ہیں۔ ان کے علاوہ رنگین ٹیلی ویژن سے لوگوں کا نیا شغف، عام نوعیت اور قصے کہانی کی کتابوں کی فراہمی میں کمی نیز کتابیں خریدنے کے وسائل میں کمی بھی کتب خانہ سے استفادہ

www.taemeernews.com

میں کمی کا سبب ہیں۔ طلباء، اسکول کتب خانوں سے کتابیں لینے لگے ہیں۔ اور اسکول اور عام کتب خانہ میں اشتراک باہمی کا رجحان بڑھ رہا ہے

حواشی و حوالے

1۔ دیکھیے امریکن ایسوسی ایشن آف اسٹیٹ لائبریریز، سروے اینڈ اسٹینڈرڈ کمیٹی، اسٹینڈرڈس فار لائبریری فنکشنز ایٹ دی اسٹیٹ لیول شکاگو۔ ۱۹۶۳

2۔ چارلس کلارنس ولیم سن، ٹریننگ فار لائبریری سروس، نیویارک ۱۹۲۳ ص ۱۴۶

3۔ امریکن لائبریری ایسوسی ایشن، کمیٹی آن پوسٹ وار پلاننگ نیشنل پلان فار لائبریری سروس شکاگو، ۱۹۴۸

4۔ امریکن لائبریری ایسوسی ایشن۔ پبلک لائبریریز ڈویژن۔ کوآرڈیننگ کمیٹی ان ریویژن آف پبلک لائبریری اسٹینڈرڈس۔ پبلک لائبریری سروس۔ اے گائیڈ ٹو ایویلویشن وتھ منمم اسٹینڈرڈز شکاگو ۱۹۵۶، ص ۹۔ ۱۰۔ ۱

5۔ امریکن لائبریری ایسوسی ایشن، پبلک لائبریری ایسوسی ایشن لے پرائمر اباوٹ لائبریری سسٹمس، شکاگو۔ ب۔ ت

www.taemeernews.com

٦۔ امریکن لائبریری ایسوسی ایشن، پبلک لائبریری ایسوسی ایشن اسٹینڈرڈس کمیٹی، منیمم اسٹینڈرڈس فار پبلک لائبریری سسٹمس، ۱۹۶۶ء شکاگو ۱۹۶۷

۷۔ ڈبلیو جے موریسن، دی پبلک لائبریری: اٹس اوریجنز پرپز اینڈ سگنی فیکنس۔ لندن، ۱۹۷۱

۸۔ مارگریٹ میری کیبل۔ کنٹمپوریری لائبریریز ان گریٹ برٹین مشمول انسائیکلوپیڈیا آف لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس ج ۲۴۔ ص ۴۵۵ ۔ ۴۵۷ مشمول انسائیکلوپیڈیا۔

www.taemeernews.com

حصّہ دوم

کتب خانے ــــ اقسام

www.taemeernews.com

اسکول کتب خانہ

امریکن لائبریری ایسوسی ایشن نے اسکول کتب خانوں کے مقاصد کو اپنے دو کتابچوں "اسکولی کتب خانوں آج اور کل" اور "معیار برائے اسکول کتب خانہ پروگرام" میں واضح کیا ہے۔ اس کے مطابق ان کے مقاصد درج ذیل ہیں ؎

۱۔ اسکول برادری (جس میں شاگرد، استاد، والدین وغیرہ شامل ہیں) کی تعلیمی ضرورت کو پورا کرنے والے منصوبے میں شرکت۔

۲۔ طالب علموں کی شخصیت کو نمایاں کرنے اور اُن کی پرورش کرنے میں معاون مواد اور سہولیات کی فراہمی۔

۳۔ طالب علم میں مطالعہ سے لطف اندوز ہونے اور اپنی امنگوں کے لیے تسکین حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر تنقیدی صلاحیت پیدا کرنے کے عمل میں دورانِ مطالعہ ان کی رہنمائی۔

۴۔ کتب خانوں کے ذریعہ ایسے مواقع کی فراہمی جس کی بدولت طالب علموں کے اندر زندگی میں مفید مشغلوں سے دلچسپی پیدا ہو اور طالب علم اپنی شخصیت اور اپنے ماحول میں اطمینان بخش مطابقت پیدا کر سکیں نیز ایسے سماجی نظریات کو اپنا سکیں۔ جو پسندیدہ ہوں

۵۔ بچے اور نوجوان طالب علموں کی مدد تاکہ وہ کتب خانہ اور اسمیں موجود کتابوں نیز دوسرے سمعی و بصری مواد کا استعمال ہنرمندانہ انداز سے اور مناسب غور و فکر کے ساتھ

www.taemeernews.com

کرسکیں۔

۶۔ طلبا کو امکانی حد تک جلد از جلد مقامی عام کتب خانہ کی سہولیات سے روشناس کرانا اور ان کتب خانوں کی تازندگی جاری تعلیم اور تہذیبی پیش رفت کی کوششوں میں تعاون۔

۷۔ تعلیم و تدریس کے کام میں معاون ہر قسم کے کتب خانہ مواد کے انتخاب اور ان کے استعمال میں اساتذہ کے ساتھ سرگرم عمل رہنا۔

۸۔ اسکول عملہ کے پیشہ ورانہ اور ثقافتی بہتری کے لیے اساتذہ اور انتظامیہ جو پروگرام بناتے ہیں اس میں بھرپور شرکت۔

۹۔ اپنے علاقہ یا سماجی اکائی میں ایک ہمہ گیر کتب خانہ نظام کو فروغ دینے کی علاقے کے سماجی کارکنوں اور دوسرے لائبریرین حضرات کی کوششوں میں تعاون۔

اسکول کتب خانوں کی کیا ذمہ داری ہیں۔ وہ اپنے کاموں کا خاکہ کیونکر مرتب کریں۔ اس کا انحصار اسکول کے مقاصد، اس کے نصاب اور اس کے طریقہ تدریس پر ہوتا ہے۔ لیکن امریکن لائبریری ایسوسی ایشن نے کتب خانے میں بچوں اور نوجوان طالب علموں کے واسطے خدمات۔ کتب خانے کی تعلیمی ذمہ داریوں اور سرگرمیوں کا خاکہ بنانے میں رہنمائی کرنے والے چند اصول بناتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ اسکول کتب خانہ کے کاموں کا خاکہ دراصل اسکول کے بنیادی اصولوں کا عکس ہے۔ اپنی خدمات کے ذریعہ کتب خانہ اسکول کے تدریسی منصوبوں کو قدر و قیمت بخشتا ہے۔

۲۔ کتب خانہ طالب علم کو قیمتی تجربات اور مفید مشورے دیتا ہے۔ تعلیم کا یہ عمل ابتدائی درجے سے شروع ہو کر اپنی گہرائی اور گیرائی میں وسعت پذیر ہوتا ہوا ثانوی درجات تک جاری رہتا ہے۔ لائبریری پروگرام کے اثرات کا یہ تسلسل اس کی کتب خانہ سے استفادہ کی صلاحیت میں اس کے ذوق مطالعہ اور اس کی سماعت اور مشاہدات کی قوت میں مسلسل اضافہ ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ کتب خانہ کا صحیح مفہوم تو یہ ہے کہ کتب خانہ اپنی معلومات فراہم کرنے کی صلاحیت خدمات اور تعلیمی سرگرمیوں کی بدولت نہ صرف کتب خانہ کے احاطہ میں بلکہ پورے اسکول

www.taemeernews.com

میں زندگی کی ایک لہر دوڑا دے۔ کتب خانے کے علمی ذخیرہ اور خدمات سے اسکول کے تدریسی پروگرام کو روشنی ملتی ہے۔ اس کے علمی ذخیرے اور عملہ پر اسکول کے اساتذہ اور طلبا جس حد تک بھروسہ کرسکتے ہیں۔ اس سے اسکول کتب خانہ کے کاموں کا جو خاکہ مرتب ہوا ہے، اس کی کامیابی کا اندازہ ہوتا ہے۔

۴۔ کتب خانہ اپنی خدمات کا خاکہ بناتے وقت اسکول کے ہر طالب علم کی مخصوص ضرورت کو اپنے سامنے رکھتا ہے۔

۵۔ کتب خانہ سے استفادہ حاصل کرنے والوں کی ضرورتیں یکساں نہیں ہوتیں۔ طلبا کی لیاقت اور ذہنی پختگی کی سطحیں مختلف ہوتی ہیں۔ جدید انداز کے اسکولوں میں نصابی اور عملی کاموں کی بدولت کتب خانے سے مختلف طرح کی مانگوں کو پورا کرنے کی امید کی جاتی ہے اور کتب خانہ اپنے ذخیرے میں موجود مختلف اقسام کے مواد کی بدولت ان تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۶۔ کتب خانہ تحقیق اور مطالعہ کی تجربہ گاہ ہے جہاں استاد یا لائبریرین کی نگرانی میں طالب علم تنہا یا اجتماعی طور پر اپنا کام کرنے کا ڈھنگ سیکھتے ہیں۔ کتب خانہ نوعمر افراد میں خود سے سوچنے کی قوت پیدا کرتا ہے، ان میں مفید مطالعہ کی لیاقت پیدا کرتا ہے پڑھنے کی جانب نیز دوسرے مواصلاتی ذرائع کی جانب خاطر خواہ رویہ اپنانے میں مدد دیتا ہے اور ان میں جملہ علوم کے حصول اور تحقیق کی خواہش کو پروان چڑھاتا ہے۔

۷۔ کتب خانہ اپنے تعلیمی رول، علمی مواد اور اپنی خدمات کے سہارے طلبا کی ان کے ذاتی سماجی اور انتخاب پیشہ کے مسائل کے حل کرنے میں مدد کرتا ہے اور اس طرح کتب خانہ اسکول کے طالب علموں کی صلاح کاری کے مجموعی منصوبہ میں ایک عنصر کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے۔

۸۔ اسکول کتب خانے کے تجربات ہمارے لیے ابتدائی زینہ کا کام کرتے ہیں جن کے سہارے آئندہ سالوں میں ہم سماج میں موجود دوسرے کتب خانوں سے استفادہ کرپاتے ہیں۔ یہ کتب خانے زندگی بھر کے لیے استفادہ کی عادت ڈال دیتے ہیں اور ہمیں کتابوں کی ملکیت پر فخر کرنا سکھا دیتے ہیں۔

ذخیرۂ کتب۔ اسکول کتب خانے کے ذخیرہ کتب کا انحصار بہت سی باتوں پر ہوتا ہے لیکن ان میں سب سے اہم بات اسکول کی انتظامیہ کا

www.taemeernews.com

تعلیمی نظریہ ہے دوسرے لفظوں میں اسکول کے اغراض و مقاصد اور مخصوص پروگرام کتابوں کے ذخیرے کا تعین کرتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کتب خانہ میں ان تمام موضوعات اور مضامین پر علمی مواد موجود ہونا چاہیئے جن سے اسکول کی نصابی اور غیر نصابی سرگرمیاں، عبارت ہیں۔ یہ علمی مواد کافی مقدار میں ہونا چاہیئے تاکہ اساتذہ اپنے تدریسی اور تعلیمی سرگرمیوں کے دوران اپنی ضرورت کے مطابق علمی مواد حاصل کر سکیں۔ اسی کے ساتھ طلبا بھی کلاس کی پڑھائی کے بعد اپنے تعلیمی کاموں کو پورا کرنے کے سلسلے میں اس سے استفادہ کر سکیں۔ ذخیرہ ایسا ہونا چاہیے جس سے طلبا اور اساتذہ کی اپنی ذاتی جستجو اور علمی کاوشوں کی تسکین ہو سکے۔ ان کی مطالعہ، دیکھنے اور سننے کی خواہش اور ان کی دماغی اور ذہنی تفریح کی ضرورت کو پورا کر سکے۔ اساتذہ اور طلبا کے تعاون سے منتخب اس ذخیرہ میں کتابیں، رسائل، اخبارات، کتابچے، فلمیں، مائیکروفش، سلائڈ، نقشہ جات، گلوب ریکارڈ، ٹیپ ریکارڈنگ، ماڈل، چارٹ، اور نمائشی اشیا، ہونی چاہیئے۔ ساتھ ہی ایسے ساز و سامان کی بھی ضرورت ہوگی جن کی مدد سے ان کا استعمال ہو سکے۔

اس کے علاوہ اسکول کتب خانہ میں اساتذہ اور انتظامیہ کے استعمال کے واسطے تازہ ترین نصابی ہدایت نامے، وسائلی مواد، سمعی بصری اور دوسرے تعلیمی فنی مواد اور ضرورت کے مطابق تازہ ترین معلوماتی رسائل اور کتابچے بھی دستیاب ہونے ضروری ہیں۔ تاکہ ان کو حوالجاتی کاموں اور اساتذہ و انتظامیہ کو جدید ترین رجحانات سے باخبر رکھنے کے لیے دیا جا سکے۔ مناسب ہوگا اگر یہ تمام چیزیں کسی خاص کمرے میں رکھی جائیں اور ان کی فراہمی اور نگرانی کا کام کتب خانہ کے ناظم اعلیٰ کے سپرد ہو سکے۔

امریکن لائبریری ایسوسی ایشن نے اسکولی کتب خانہ میں انتخاب کتب کے سلسلے میں ایک "اسکول لائبریری بل آف رائٹس" وضع کیا ہے۔ اس کے مطابق اسکول کی ذمہ داری ہے کہ وہ کتب خانہ میں ایسا مواد فراہم کرے جو کہ

۱۔ طلبا کی ذہنی پختگی کی سطح کے فرق، ان کی لیاقت، اور ان کی مختلف دلچسپیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی نصابی ضرورتوں کو پورا کرے بلکہ اسے بہتر بنائے۔

۲۔ طلبا میں واقعات اور حقائق سے واقفیت کا جذبہ، ادبی ذوق، جمالیاتی قدریں اور اخلاقی معیار کی نشو و نما کو فروغ دے۔

www.taemeernews.com

۳۔ اس طرح کی معلومات سے بہرہ ور کردے جس کی بدولت وہ اپنی روزانہ کی زندگی کے مسائل کے بارے میں ذہانت کے ساتھ فیصلہ کی قوت حاصل کرلیں۔

۴۔ اختلافی مسائل کے ہر دو پہلوؤں پر مواد مہیا کرسکنے تاکہ نو عمر شہری اساتذہ کی رہنمائی میں تنقیدی مطالعہ اور فکر کی صلاحیت پیدا کرسکیں۔

۵۔ مختلف مذاہب، نسلی اور ثقافتی گروہ اور امریکہ کے ثقافتی ورثہ میں ان کے رول پر روشنی ڈال سکیں۔

۶۔ کتب خانہ سے استفادہ کرنے والوں کے لیے اعلیٰ معیار کا مکمل اور ہمہ گیر ذخیرہ ہو جس کے انتخاب میں ذاتی رائے پر اصول کو اور پسند پر دلیل کو فوقیت دی گئی ہو۔

اسکول کتب خانہ لائبریرین۔ اسکول کے کتب خانہ کے لائبریرین کے بارے میں گیٹس Gates کا خیال ہے کہ اُسے گریجویٹ سطح کی تعلیم اور علم کتاب خانہ داری کی تربیت حاصل کرنا چاہیے۔ ساتھ ہی اسے عام علمی مسائل سے باخبر رہنا چاہیے ۵۔ کتب خانہ کے بنیادی انتظامی امور، کیٹلاگ سازی، درجہ بندی اور انتخاب کتب کے علاوہ اسے اسکول لائبریری کے انتظام سے بخوبی واقف ہونا چاہیے۔ ساتھ ہی اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ تعلیمی انتظام سے بھی واقفیت رکھتا ہو تاکہ کتب خانہ کے انتظام کو وہ اسکول کے انتظامی ڈھانچہ کے مطابق کر سکے اس کے اندر یہ صلاحیت ہونی چاہیے کہ اپنی دسترس میں موجود مالی وسائل کو کام میں لاکر اور تنظیم کار کے سائنٹیفک اصولوں کی مدد سے کتب خانہ کے لیے پیشہ ورانہ اور انتظامی عملہ، سہولیات اور ساز و سامان، علمی مواد اور کتب خانہ کی جملہ سرگرمیوں کے لیے مناسب اور موزوں جگہ حاصل کرسکے۔ کتب خانہ میں آنے والوں کی ذہنی اور تعلیمی سطح کے پیش نظر اُسے اپنے میدان کے تعلیمی مواد کا ایک وسیع اور گہرا علم ہونا چاہیے تاکہ کتب خانہ سے استفادہ کرنے والے ہر عمر کے قارئین کی ضرورت پوری کی جا سکے۔ لائبریرین کو چاہیے کہ وہ نوجوانوں اور بچوں کی دلچسپی کے موجودہ دور کے جملہ عنوانات اور موضوعات سے کماحقہ واقف ہو، ذہین اور خداداد صلاحیت کے مالک بچوں کی مخصوص تعلیمی ضرورت کو پورا کرنے والے علمی مواد نیز دماغی طور پر کمزور بچوں کی تعلیمی ضرورت کو پورا کرنے والے علمی مواد ہر دو سے پوری طور پر باخبر ہو۔ اُسے ابلاغ و ترسیل کے جملہ نظام اور اس سلسلے میں کار

www.taemeernews.com

درکار جملہ آلات اور اُن کے مصرف سے واقفیت ہونی چاہیے۔ اس میں شائع شدہ اور غیر شائع شدہ جملہ علمی مواد کی افادیت کا اندازہ اور ان کا انتخاب کرنے کی صلاحیت ہونا ضروری ہے۔ اُسے کتب خانہ کو اصول وضوابط کے تحت مرتب کرنے کا سلیقہ ہونا چاہیئے۔ ہر طرح کے علمی مواد سے واقفیت کے ساتھ ساتھ اُسے ادبیات کی بھی خبر رکھنی ہوگی کہ کسی مخصوص ضرورت کے لیے کون سی علمی مواد سب سے موزوں ہوگا تاکہ طلبا کی رہنمائی کی جاسکے۔ اُسے تدریس کے جدید انداز، نصاب اور تعلیمی نفسیات کا علم ہونا چاہیئے۔ اور ان جملہ مضامین میں ہونے والی پیش رفت سے باخبر رہنا چاہیے۔ اسکولی کتب خانہ کے لائبریرین شپ کے میدان میں ہونے والی پیش رفت سے بھی اُسے خود کو باخبر رکھنا ہوگا۔ اس میں منتظمین مدارس، اساتذہ طلبا اور اپنے علاقے کے شہریوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیئے کیونکہ اس کے بغیر اسکول کتب خانہ کا ایک موثر پروگرام ممکن نہیں ہے۔

عمارت: کتب خانہ کی عمارت تدریس کے مرکز کے قریب ہونی چاہیئے۔ اس کی ساخت میں ایسی لچک ہونی چاہیے کہ نصابی ضرورتوں کے پیش نظر اسے اپنایا جاسکے۔ اس کی ڈیزائن اور ترتیب میں افادیت کے پہلو کو پیش نظر رکھنا چاہیئے نہ کہ صرف خوبصورتی کو تاکہ کتب خانہ میں دستیاب مواد اور سہولیات کا بھرپور استعمال ہوسکے۔ اپنی ظاہری بناوٹ میں اُسے جاذب نظر ہونا چاہیئے اس کے اندر مناسب روشنی، ضرورت کے مطابق حرارت اور صوتیاتی کنٹرول کی سہولیات بھی ضروری ہے فرنیچر کے ڈیزائن کو قارئین کی ضرورت اور آسانی کے پیش نظر انتخاب کرنا چاہیئے تاکہ لوگ کتب خانہ کا استعمال کرنے کی جانب راغب ہوں۔ کتب خانہ کا احاطہ وسیع ہونا چاہیئے تاکہ کتب خانہ اساتذہ اور طلبا کو خدمات اور علمی مواد مہیا کرنے کی ذمہ داری سے بخوبی عہدہ برآ ہوسکے۔

www.taemeernews.com

اسکول کتب خانے امریکہ میں

امریکہ میں اسکول کتب خانوں کی توسیع و ترویج کا کام ریاستی سطح پر موجود بورڈ یا ریاستی حکومت میں موجود شعبہ کے ذمہ ہوتا ہے ریاستوں ایجنسی برائے توسیع کتب خانہ بھی اہم رول ادا کرتی ہیں۔ امریکہ میں اسکول کتب خانہ کی خدمات کی معیار بندی ہوئی ہے۔ یہاں لائبریرین کو استاد کا نام دیا گیا ہے اور انھیں کتب خانہ کی پیشہ ورانہ تربیت کے ساتھ ساتھ تدریسی مواد کی مخصوص جانکاری بھی ہوتی ہے۔ انھیں اپنی استعداد کو ایک استاد کی علمی استعداد کے مساوی کرنا پڑتا ہے۔

یہاں اسکول کتب خانوں کو درج ذیل زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

سکینڈری اسکول کتب خانہ

جونیر ہائی اسکول کتب خانہ

ابتدائی تعلیمی اسکول کتب خانہ

ملک میں جملہ اقسام کے اسکول کتب خانوں نے یکساں فروغ نہیں پایا ہے ۱۹۶۰-۶۱ میں جہاں ۹۴ فیصد جونیر ہائی اسکول میں کتب خانے کی سہولیات دستیاب تھیں وہاں ابتدائی تعلیم کے صرف ۳۱٪ اسکول کتب خانہ کی سہولیات فراہم کر سکتے تھے۔

اسکول کتب خانہ کو فروغ دینے میں جن عوامل نے نمایاں رول ادا کیا ہے ان میں تعلیمی کے بدلتے ہوئے رجحانات کے ساتھ وہ ملک گیر جائزے بھی ہیں جنھوں نے کتب خانے کی سہولیات کے ناکافی ہونے کا احساس دلایا۔ اس کے علاوہ اسکول کے

www.taemeernews.com

تعلیمی معیار کو قائم کرنے کے لیے ، ان تعلیمی انجمنوں نے اسکول میں کتب خانہ کی موجودگی کو لازمی قرار دے دیا۔ اس شرط کی بدولت اسکول کتب خانوں کی تحریک کو بڑی تقویت ملی۔

امریکن لائبریری ایسوسی ایشن نے بچوں کے واسطے کتب خانہ خدمات فراہم کرنے کے مسئلہ پر اس صدی کے ابتدائی سالوں سے ہی دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔ ایسوسی ایشن میں اسکول کتب خانہ کا شعبہ ۱۹۱۴ میں قائم ہوا ۱۹۴۱ میں شعبہ برائے اطفال و مدارس قائم ہوا اسکول کتب خانہ کی معیار بندی دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر ہوئی جب ایسوسی ایشن نے اسکول کتب خانے۔ آج اور کل کے لیے، کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا تھا۔

مرکزی حکومت نے ۱۹۳۷ میں محکمہ تعلیم میں لائبریری خدمات کے مطالعہ کے لیے ایک شعبہ قائم کیا۔ اس میں ایک ماہر اسکول کتب خانہ مقرر ہوا جس کے ذمہ کتب خانوں کا عام جائزہ۔ ان کے بارے میں اعداد و شمار کا اکٹھا کرنا اور کتب خانے کے مسائل پر کانفرنس کا انعقاد کر کے کتب خانہ کی تحریک کو فروغ دینے کا کام ہے۔ فیڈرل حکومت کے درج ذیل قوانین نے بھی اسکول کتب خانوں کو فروغ دینے نمایاں رول ادا کیا ہے

قومی دفاعی تعلیم کا قانون، ۱۹۵۸ اس قانون کے تحت مرکزی حکومت نے اسکولوں میں حساب، سائنس اور غیر ملکی زبان سیکھنے کے لیے مالی امداد دی۔

پیشہ ورانہ تعلیم کا قانون، ۱۹۶۳ اس قانون کے تحت مرکزی تعلیمی اداروں کو مالی امداد دی گئی۔

ابتدائی اور ثانوی تعلیم کا قانون، ۱۹۶۵ اس قانون میں طلبا اور اساتذہ کے لیے نصابی کتابیں اور دوسرے تعلیمی مواد کا مہیا کرنا اور کتب خانوں کو بہتر بنانے کے لیے ۵ سالہ مالی امداد، تعلیمی مواد مرکز کا قیام، ابتدائی مدارس میں کتب خانہ سہولیات کے لیے تحقیقی کام کی ہمت افزائی، ریاستی سطح پر شعبہ تعلیم کو مضبوط بنانا تاکہ اسکول میں موجودہ کتب خانوں کی نگرانی کی جا سکے، وغیرہ کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

ملک میں اسکول کتب خانوں کی ترویج کے سلسلہ میں مخیر حضرات کی کوششوں کو بھی بڑا دخل ہے۔ ان لوگوں نے جو امدادی ادارے قائم کر رکھے ہیں ان کی بدولت

www.taemeernews.com

اسکول کتب خانوں کی ضرورت پر تحقیق اور چھان بین کا کام ہوا ہے۔ مثلاً ۱۹۹۲ میں کونسل آف لائبریری ریسورسز نے اسکول لائبریری ڈیولپمنٹ پراجیکٹ پر کام کے واسطے لاکھ ڈالر کی رقم منظور کی۔ نیپ فاؤنڈیشن Knap Foundation نے امریکن لائبریری ایسوسی ایشن کو ملین ڈالر سے زیادہ کی امداد دی تاکہ اس کی مدد سے چند اسکولوں میں نمونے کے کتب خانے قائم ہو سکیں۔ اس امدادی پروگرام پر مبنی فلمیں بنائی گئی ہیں تاکہ ملک کے جملہ اسکول اپنے کتب خانوں کو بہتر بنانے کی غرض سے نمونے کے کتب خانوں کو دیکھ سکیں چند ریاستوں نے نیپ فاؤنڈیشن کے نمونے پر ڈیمانسٹریشن مرکز قائم کیے ہیں۔

ابتدائی اسکولوں میں کتب خانہ خدمات کو بہتر بنانے کی غرض سے انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا اوارڈ شروع کیا گیا جس کے تحت ہر سال تین کتب خانوں کو اپنے کتب خانے پروگرام کو بہتر بنانے کے واسطے انعام دیا جاتا ہے۔

ملک کی ۴۸ ریاستوں میں ریاستی محکمہ تعلیمات پر قانوناً عائد ذمہ داریوں میں اسکولوں میں کتب خانوں کا قیام بھی شامل ہے۔ ملک کی تمام ریاستوں کے محکمہ تعلیمات میں اسکول کتب خانہ اور اسکول لائبریرین کے لیے کسی نہ کسی طرح کی سرگرمیوں کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ تمام ریاستیں اپنے دائرہ میں آنے والے اسکولوں کو مالی امداد تو دیتی ہی ہیں اور اس امداد سے کتب خانہ کی خدمات کو بھی رقم ملتی ہے لیکن کچھ ریاستیں اسکول کتب خانوں کے لیے واضح طور پر امداد دیتی ہیں۔

امریکہ میں اسکول تعلیم مقامی حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس کے واسطے اسکول ضلع وجود میں آئے۔ ہر ضلع کا ایک بورڈ ہوتا ہے جو منتخب ممبران پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسی بورڈ کی ذمہ داری اسکول کی جملہ ضروریات کا مالی تخمینہ بناتا اور اسکول کے جملہ منصوبوں کے خاکے تیار کرنے کی ہے۔

اسکول کتب خانے کی زبردست پیش رفت کے باوجود ابھی پورے ملک کے اسکول کتب خانے متعینہ معیار کو نہیں پہنچ سکے ہیں۔ امریکن لائبریری ایسوسی ایشن کی تصنیف "ملک میں کتب خانہ کی ضرورت کا قومی بیورہ" کے مطابق ۱۹۶۴ میں ۸۰ ہزار اسکول کتب خانوں کو اس معیار کو حاصل کرنے کے لیے ۲۰۰ ملین کتابوں کی ضرورت ہوگی ملک کے ۷۰٪ ابتدائی سطح کے مدارس میں کتب خانہ کی سہولیات ابھی دستیاب نہیں ہیں۔

www.taemeernews.com

برطانیہ برطانیہ میں اسکول کتب خانوں کی ذمہ داریاں وسعت پذیر ہوئی ہیں اور امریکہ کی طرح یہاں بھی تعلیمی وسائل مرکز کتب خانوں کی جگہ لے رہے ہیں۔ برطانیہ میں کتب خانہ داری کے پیشہ سے متعلق انجمنیں بھی اس رجحان کو تقویت دے رہی ہیں۔ لائبریری ایسوسی ایشن نے اس موضوع پر ایک کتابچہ ۱۹۷۰ میں اور دوبارہ ۱۹۷۳ میں مرتب کیا۔ ملک میں تعلیمی وسائل مرکز کے لیے مناسب مقام اس کے تنظیمی ڈھانچہ اور وہاں فراہم ہونے والے تعلیمی مواد کے بارے میں بھی کافی غور و خوض ہو رہا ہے۔ جن مدارس میں ایسے وسائل مرکز قائم ہوئے ہیں اُن کے انتظامیہ کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے یہ مسئلہ بھی مطالعہ کا موضوع بنا ہے۔

مشہور ماہر علم کتب خانہ داری پروفیسر ڈی۔ جے۔ فاسکٹ کی نگرانی میں ہونے والے ایک مطالعہ میں ان مسائل پر گہرائی سے غور ہو رہا ہے۔ اور چھ اسکول اس مطالعہ کے لیے منتخب کیے گئے ہیں۔

اسکول کتب خانہ میں خودکاری کے امکانات پر بھی غور ہو رہا ہے۔ میڈلے کورٹ اسکول ملک کا پہلا اسکول ہے جہاں ڈائل نے ذریعہ دسترس کے لیے آلہ نصب کیا گیا ہے اس کے ذریعہ طالب علم اور اساتذہ مخصوص انداز کے بنائے گئے کمروں میں بیٹھ کر ٹیلیفون کی مدد سے تعلیمی سمعی و بصری امدادی سامان حاصل کر سکتے ہیں۔ اسکول کتب خانہ میں تسلی بخش کیٹلاگ کی عدم موجودگی ایک عام بات ہے برطانیہ میں اس مشکل کے حل کے طور پر چند اسکولوں میں آپٹیکل کوئنسی ڈینیس لکوارڈی نیٹ انڈکسنگ ( ) کے طریقہ کو اپنایا گیا ہے۔ اس اشاریہ کی بدولت قارئین کتب خانہ کسی مطلوبہ کتاب کے حصول کے لیے اس کے موضوع، مصنف، عنوان اور موضوع کے مختلف پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو کو بھی تلاش کا ذریعہ بنا سکتے ہیں۔

اسکول کتب خانوں کا ایک جائزہ ۱۹۷۵ میں لیا گیا جس کی رپورٹ کو عرف عام میں جائزہ کمیٹی کے صدر کے نام پر بولاک رپورٹ کہتے ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق ملک کے بیشتر سکنڈری سطح کے اسکولوں میں کتب خانہ سہولیات آج بھی متعین معیار کو نہیں پہنچ سکی ہیں۔ ملک کے ۹ فیصد اسکول ایسے ہیں جہاں ہفتہ کے تین دن کتب خانہ کو غیر کتب خانہ مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

www.taemeernews.com

گزشتہ چند برسوں میں ملک کے اسکول کتب خانوں میں دو نئے رجحانات نظر آئے ہیں۔ ایک رجحان تو اسکول کتب خانوں کو بچوں کے لیے کتابیں فروخت کرنے کے مرکز کے طور پر استعمال کرنے کا ہے اور یہ تیزی کے ساتھ پورے ملک میں مقبول ہو رہا ہے اس کے علاوہ اسکول کتب خانہ کو علاقائی تعلیمی وسائل مرکز کے طور پر بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس کی ایک قابل ذکر مثال انٹرلندن ایجوکیشن اتھارٹی میڈیا ریسورسنز ہے ملک میں مقامی حکومت کے ڈھانچہ میں تبدیلی کے لیے پاس کیے گئے ۱۹۷۲ اور ۱۹۷۳ کے قوانین نے بھی اسکولوں میں موجود کتب خانہ سہولیات کو متاثر کیا ہے۔ بہت سی کاونٹیاں کونسل جو اسکولوں کے لیے کتب خانہ سہولیات فراہم کرتی تھیں نئے قوانین کے تحت تحلیل کر دی گئیں البتہ اسکاٹ لینڈ کے علاقہ میں علاقائی کونسلوں نے کاونٹی کے صدر مقام کو کتب خانہ سہولیات مہیا کرنے کے لیے برقرار رکھا ہے۔

اسکول کتب خانے ہندستان میں [11]

ہندستان میں اسکول کی سطح پر کتب خانے کی ضرورت کا واضح بیان ہمیں ووڈ اینڈ ایبٹ کمیٹی (Abott and Wood) Report on vocational Education in India (۱۹۳۶-۳۷) کی رپورٹ میں ملتا ہے کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق سکنڈری اسکولوں کی ذمہ داری درجہ میں تدریس کے ساتھ نہیں ختم ہو جاتی ہے۔ طلبا میں مطالعہ کی عادت کی تربیت بھی ثانوی سطح پر تعلیم کا لازمی جزو ہے۔ یہ کام اسی صورت میں ممکن ہے جب اسکولوں میں کتب خانہ سہولیات دستیاب ہوں۔ تاریخی اعتبار سے اسکول میں کتب خانہ سہولت کا احساس گزشتہ صدی کے آخری ایام میں پیدا ہو چکا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک اشارہ ہمیں ہنٹر کمیشن Indian Education Commission ۱۸۸۲-۸۳ کی رپورٹ میں بھی ملتا ہے۔ کلکتہ یونیورسٹی کے مرتب کیے ہوئے ۱۹۰۶ کے ضابطے کے مطابق یونیورسٹی کے امتحان میں صرف ان اسکولوں کے طلبا شریک ہو سکتے تھے جن میں کتب خانہ سہولیات مہیا کی گئی ہوں۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران ہندستان کے مشیر برائے تعلیمی

www.taemeernews.com

اموسٹ جان سارجنٹ نے جنگ کے خاتمہ پر عمل درآمد کے واسطے ملکی تعلیم کا جو منصوبہ مرتب کیا تھا اس میں اسکولوں میں کتب خانہ سہولیات کا تذکرہ نہیں تھا۔

آزادی کے بعد ملک کے تعلیمی نظام کے ڈھانچے کو قومی ضرورت کو پورا کرنے کے پیش نظر از سر نو مرتب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس میں تعلیم کی مختلف سطحوں کے جائزے مرتب ہوئے ۱۹۵۲ء میں اسکول سطح کی تعلیم کا جائزہ لینے کی غرض سے ڈاکٹر لکشمنا سوامی موالیار Dr Luxman Swamy Mudliar

کی صدارت میں سیکنڈری ایجوکیشن کمیشن قائم ہوا اس کمیشن نے کتب خانہ کی ضرورت پر سیر حاصل بحث کی اور اس سلسلہ میں تفصیلی تجاویز مرتب کیں۔ کمیشن کی سفارشات کا ایک مختصر خاکہ درج ذیل ہے۔

۱۔ ہر اسکول میں ایک کتب خانہ ہونا ضروری ہے

۲۔ کتب خانہ کے انتظام کے لیے ایک تربیت یافتہ لائبریرین کے تقرر کی ضرورت ہے لیکن اساتذہ کو بھی کتب خانہ کے کاموں کے سلسلے میں مناسب تربیت دی جانی چاہیے۔

۳۔ غیر تربیت یافتہ اساتذہ کے واسطے مختصر المدتی کورس مرتب کیا جانا چاہیے

۴۔ اسکول کتب خانہ کو علاقہ میں عام کتب خانہ کی عدم موجودگی میں عام کتب خانہ خدمات بھی فراہم کرنا چاہیے۔ عام کتب خانہ میں شعبہ المطالعہ ہونا ضروری ہے

۵۔ کتب خانہ فرنیچر بنواتے وقت بچوں کی عمر اور ضرورت کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

۶۔ جن ریاستوں میں کتب خانہ ٹیکس کا قانون نافذ ہے وہاں اس سے ہونے والی آمدنی کا ایک حصہ اسکول کتب خانہ کے اخراجات کے لیے دیا جانا چاہیے

مدالیار کمیشن کی سفارشات کے نتیجے میں ملک کی بیشتر ریاستوں میں اسکول کتب خانے قائم ہوئے ہیں لیکن یہ کہنا کچھ زیادہ غلط نہیں ہوگا کہ اسکولوں میں کتب خانہ کے صحیح مصرف کو ابھی پوری طرح پہچان لینے کا دور شروع نہیں ہوا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں کوششیں جاری ہیں۔ ۱۹۵۶ء میں سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن نے دہلی کے اسکولوں کے پرنسپل صاحبان کا ایک سمینار کشمیر میں منعقد کیا جس میں اسکول کتب خانہ کے سلسلے میں درج ذیل تجاویز پاس کی گئیں۔

www.taemeernews.com

اسکول کتب خانہ میں طلبا کو اپنی جانب ملتفت کرانے کی صلاحیت ہونی چاہیئے اس کے فرنیچر خوبصورت، کمرہ روشن اور ہوادار، اور کتب خانہ میں آزادانہ دسترس کی سہولیات مہیا ہوں۔ نئی کتابیں نہ صرف خریدی جائیں بلکہ طلبا، کو ان سے واقف کرایا جائے۔ کتب خانہ کو متناسب مالی امداد دی جائے اور اساتذہ میں یہ شوق ہو کہ وہ اپنے طالب علموں کو مطالعہ کی ترغیب دیں۔ طریقہ تعلیم کو کتب خانہ سے استفادہ پر مجبور کرنے کے اصولوں پر مرتب کیا جانا چاہیے۔ اسکول ٹائم ٹیبل میں ایک گھنٹہ کتب خانے سے استفادہ کے لیے مخصوص ہونا چاہیے۔

۱۹۵۸ء میں مغربی بنگال میں ریاست کے ہیڈ ماسٹر صاحبان اور افسران تعلیم کا مشترکہ سمینار منعقد کیا گیا۔ اس کی تجاویز درج ذیل ہیں۔

کتب خانہ میں تربیت یافتہ کل وقتی لائبریری کا ہونا بہت ضروری ہے لیکن جب تک یہ ممکن نہیں ہوتا اس وقت تک کے لیے کسی استاد کو الاؤنس دیکر کتب خانہ کی نگرانی کا کام سونپ دینا چاہیے۔ اسکول کتب خانہ کے ساتھ ساتھ کلاس روم کتب خانوں کی ضرورت پر بھی زور دیا گیا۔ اسکول کتب خانہ کمیٹی میں اساتذہ کے ساتھ ساتھ طلبا، کو بھی نمائندگی دی جانی چاہیے۔ انڈین لائبریری ایسوسی ایشن نے ۱۹۶۶ء میں چوتھے پلان کے دوران اسکول کتب خانے کے موضوع پر ایک مذاکرہ منعقد کیا تھا[۱۲] اس سمینار میں درج ذیل تجاویز پاس ہوئیں۔

۱۔ تعلیمی انتظام کے ذمہ داران کو چاہیئے کہ کتب خانوں کے لیے کل وقتی لائبریرین کی اسامی قائم کریں۔

۲۔ اسکول لائبریرین کی تربیت کے لیے موجودہ سہولیات کو مزید مستحکم کرنے کے لیے مرکزی و ریاستی حکومتوں اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کو کوشش کرنی چاہیئے۔

۳۔ ریاستی محکمہ تعلیمات کے اندر اسکول لائبریری بیورو قائم ہونا چاہیئے۔ اس بیورو کا سربراہ ایک تربیت یافتہ فرد ہو جس کے ذمہ اسکول کتب خانہ کی رہنمائی کا کام ہو۔

۴۔ اسکول کتب خانہ کے لیے دلکش، ہمت افزا اور معلوماتی مواد فراہم کیا جانا چاہیئے اور ایسے افراد اور اداروں کی ہمت افزائی کی جانی چاہیئے جو اس انداز کی

www.taemeernews.com

کتابیں شائع کرتے ہیں۔

۱۹۶۸ء میں دہلی لائبریری ایسوسی ایشن نے بھی اسکول کتب خانے کے موضوع پر ایک مذاکرہ منعقد کیا تھا۔ اس مذاکرہ میں عام تاثر یہ تھا کہ دہلی میں اسکولوں میں کتب خانہ سہولیات میں مزید بہتری کی گنجائش ہے اسکول کے مالی اخراجات کا ۶٪ کتب خانہ سہولیات فراہم کرنے پر خرچ کیا جانا چاہیئے سمینار نے اسکول کتب خانہ میں ذخیرہ کتب کی نوعیت، کتب خانے کے لیے موزوں تعداد عملہ اور مناسب و معیاری جگہ کی فراہمی کے موضوع پر بھی تجاویز پاس کیں ۱۳۔

انڈین لائبریری ایسوسی نے اسکول کتب خانہ کی توسیع کے موضوع پر ایک دوسرا مذکورہ ۱۹۶۹ میں منعقد کیا۔ اس سیمینار میں گذشتہ سمینار میں منظور تجاویز کا اعادہ کیا گیا۔

اصولی طور تسلیم شدہ ضرورت ہوتے ہوئے ملک میں اسکول سطح پر دستیاب کتب خانہ سہولیات میں ہنوز بہت سدھار کی گنجائش ہے دہلی، راجستھان اور ہریانہ میں اسکول میں کتب خانہ سہولیات فراہم کرنے کے لیے مناسب قانونی کاروئی بھی کی جاچکی ہے۔ لیکن عملاً بہت سی ریاستیں ابھی پسماندہ ہیں۔ ایک جائزہ کے مطابق اترپردیش میں کسی اسکول میں کتب خانہ سہولیات کے لیے علیحدہ عمارت دستیاب نہیں ہے۔ کتابوں کے ذخیرے کے لحاظ سے ریاست کے صرف ۴٪ اسکول ایسے تھے جہاں تعداد کتب ۲ ½ ہزار یا اس سے زیادہ تھی۔

سچ تو یہ ہے کہ اسکول کی سطح پر معیاری کتب خانہ خدمات ابھی تک پرائیوٹ انتظام کے تحت چلنے والے پبلک اسکولوں میں ہی دستیاب ہے۔

www.taemeernews.com

حواشی وحوالے

۱۔ امریکن لائبریری ایسوسی ایشن۔ کمیٹی آن پوسٹ وار پلاننگ نیشنل پلان فار لائبریری سروس ص ۹۔ ۱۰

۲۔ حوالہ بالا ص ۱۴، ۱۵

۳۔ امریکن ایسوسی ایشن آف اسکول لائبریرینس۔ اسٹینڈرڈس فار اسکول لائبریری پروگرامس۔ شکاگو، امریکن لائبریری ایسوسی ایشن، ۱۹۶۰، ص ۴۶۔ ۴۷

۴۔ اسے امریکن لائبریری ایسوسی ایشن کی کونسل نے جولائی ۱۹۵۵ میں مہر ثبت کردی ہے۔

۵۔ جین کے گیٹس۔ انٹروڈکشن ٹو لائبریرین شپ نیویارک، ۱۹۶۸، ص ۲۵۰۔

۶۔ جے لائیڈ ٹریپ۔ چینجنگ کنسپٹ آف انسٹرکشن اینڈ دی اسکول لائبریری ایز اے میٹریل سنٹر۔ مشمولہ۔ میری ہیلن مہار، مرتب۔ اسکول لائبریری ایز اے میٹریل سنٹر۔ واشنگٹن، ۱۹۶۴، ص ۶

۷۔ میری ہیلن مہار اینڈ ڈورس سی ہولیڈے۔ مرتب اسٹیٹکس آف پبلک اسکول لائبریریز۔ ۱۹۶۰۔ ۶۱، پارٹ ۱۔ بیسک ٹیبلس۔ واشنگٹن ۔ ۱۹۶۴ ص ۳۔

۸۔ امریکن لائبریری ایسوسی ایشن۔ کمیٹی آن پوسٹ وار پلاننگ۔ اسکول لائبریریز فار ٹو مارو۔ فنکشن اینڈ اسٹینڈرڈس، شکاگو۔ ۱۹۵۴۔

www.taemeernews.com

۹۔ لائبریری ایسوسی ایشن، اسکول لائبریری سنٹرس، رکنڈ اسٹنڈرڈس فار پالیسی اینڈ پراویژن

۱۰۔ گریٹ برٹین۔ ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اینڈ سائنس اے لینگویج فار لائف۔ لندن۔ ۵۔ ۱۹۷۰۔

۱۱۔ پی بی لوسس۔ اسکول اینڈ کالج لائبریریزان دی ایولیوشن اینڈ ایجوکیشن ان ماڈرن انڈیا۔ بلیٹن آف دی لائبریری ایسوسی ایشن ج ۱۰ اپریل، جون، ۱۹۶۵ ص ۱۲۔۳۲۔ مزید دیکھئے جی۔ ایل تریہن۔ آرگنائزیشن اینڈ ایڈمنسٹریشن

۱۲۔ ــــــ آف اسکول لائبریریزان انڈیا۔ ۱۹۶۵

۱۲۔ آئی۔ آر کمار۔ اسکول لائبریریزان انڈیا۔ آئی ایل اے بلیٹن ج ۷، جنوری جون ۱۹۷۱۔ ص ۲۹

۱۳۔ سیمینار آن ہائر سیکنڈری اسکول لائبریریز۔ لائبریری ہیرالڈ ج ۱۰ جنوری ۱۹۶۹ ص ۲۸۲۔ ۲۸۵

www.taemeernews.com

تعلیمی اداروں کے کتب خانے

امریکا: ممالک متحدہ امریکہ کے کمشنر برائے تعلیمی امور نے ۱۹۶۶ء میں امریکی سینٹ کی ایک تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا تھا کہ قوم کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کے کتب خانے ہی اپنے ذخیرہ کتب و رسائل اور تحقیقی کاموں میں درکار مواد کی دستیابی کے ذریعہ ان اداروں کے موجودہ معیار یا اس معیار کا جس کے لیے یہ ادارے کوشاں ہیں تعین کرتے ہیں۔

یہ کتب خانے جس انداز کے تعلیمی ادارے کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں، اسی کی مناسبت سے مختلف نوعیت اور اختصاص کے حامل ہوتے ہیں۔ امریکہ میں تعلیمی ادارے جونیر کالج چارسالہ نصاب کے لبرل آرٹس کالج، استادوں کی تربیت کا مدرسہ، زراعتی اور تکنیکی کالج، کالج برائے تعلیم نسواں، تکنیکی مہارت کی تربیت کے کالج، مذہبی تبلیغ کے لیے تربیت کے کالج، قانون اور اسی ذیل کی دوسری پیشہ ورانہ تربیت فراہم کرنے والے کالج وغیرہ سب سے مل کر تشکیل پاتے ہیں۔ ان جملہ اداروں کے کتب خانے نیز یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے اور مخصوص مضمون کے لیے قائم کتب خانے بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔

علمی اداروں کے کتب خانے یا تعلیمی کتب خانے قانون کی رو سے قائم ہوتے ہیں۔ علمی ادارے سرکاری انتظام کے تحت ہوں یا نجی اور ذاتی نوعیت کے انتظامیہ کے تحت ہوں دونوں صورتوں میں ان میں موجود کتب خانے کا انتظام ایک

www.taemeernews.com

بورڈ کے سپرد ہوتا ہے۔ بورڈ ان اصول وضوابط کو وضع کرتا ہے جس کے تحت ان کتب خانوں میں کام ہوتا ہے۔

تعلیمی کتب خانوں کے فروغ میں معاون عوامل

امریکہ میں تعلیمی کتب خانوں کے فروغ میں جن عوامل کی کارفرمائی نمایاں رہی ہے ان میں کتب خانہ خدمات کے معیار کو تسلیم کرنے والی علاقائی اور ریاستی سطح کی ایجنسیاں، پیشہ ورانہ حقوق کے تحفظ کے لیے قائم کی گئی انجمن، نجی دائرہ میں فلاحی خدمات کے ادارے، کتب خانہ خدمات کے فروغ کے لیے حلقہ ہمدرداں، اور مرکزی نیز ریاستی سطح کے قوانین کا شمار کیا جاتا ہے۔ یہ جملہ عوامل اعلیٰ تعلیم کے فروغ کے ساتھ ساتھ کتب خانہ کی خدمات کے فروغ میں بھی معاون ہوتے ہیں اور ان کے واسطے مناسب ماحول فراہم کرتے ہیں۔

تسلیم معیار کے ادارے۔ امریکی نظامِ تعلیم میں غیر سرکاری حیثیت کے تسلیم معیار کے اداروں کا رول ہمیشہ بہت اہم رہا ہے۔ ان اداروں نے کسی یونیورسٹی یا کالج کی سند کو تسلیم کرنے سے پہلے ہمیشہ ادارہ میں اعلیٰ سطح کی کتب خانہ خدمات کی موجودگی کو ضروری قرار دیا ہے۔ کتب خانہ سہولیات کی موجودگی کی شرط کی بدولت تعلیمی کتب خانوں کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے۔ تعلیمی معیار کو تسلیم کرنے کا یہ طریقہ امریکہ کا ایک منفرد انداز ہے۔ اس کے لیے علاقائی سطح پر آزاد انجمن قائم کی جاتی ہیں۔ اسی طرح کی ایک انجمن مڈل سٹیٹس ایسوسی ایشن ہے۔ اس ایسوسی ایشن کے مطابق کتب خانے کے معیار کو تعین کرنے میں جن امور پر نظر ڈالنی چاہیئے وہ درج ذیل ہیں: کتب خانہ کا ذخیرہ فیکلٹی کے طلبہ کی تعلیمی اور تحقیقی کاموں کی ضرورت کو پورا کرنے میں کس حد تک معاون ہے اور اپنی گیرائی اور گہرائی کی بدولت طلبا اور اساتذہ میں کس حد تک شوق مطالعہ کو مہمیز دیتا ہے۔ اس کے علاوہ قارئین کی کتب خانہ کے ذخیرہ تک دسترس کا کیا حال ہے۔ دنیز اس کے ضمن میں کیٹلاگ سازی عملہ کی علمی لیاقت اور اپنی ذمہ داری کی ادائیگی سے دلچسپی، دارالمطالعہ میں اوقات کار

www.taemeernews.com

خدمات فراہم کرنے کے کام میں سرگرمی تمام باتیں آتی ہیں ۔ علاقائی اور ریاستی ایجنسیوں کے علاوہ قومی سطح کے ادارے اور انجمنیں بھی معیار تسلیم کرنے کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں ان میں قابل ذکر قومی انجمن برائے معیار استادوں کا مدرسہ، امریکن لا اسکول ایسوسی ایشن، اور امریکن لائبریری ایسوسی ایشن ہیں ۔ امریکہ کے ۸۵ فیصد اعلیٰ تعلیم کی سند عطا کرنے والے ادارے علاقائی سطح پر تسلیم معیار کے اداروں سے منظور شدہ ہیں ۔

پیشہ ورانہ انجمنیں:- امریکہ میں تعلیمی کتب خانوں میں کام کرنے والے جملہ افراد کی ایک انجمن ہے جس کا نام ایسوسی ایشن آف کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز ہے Association of College and Research Libraries ۱۹۳۸ میں یہ انجمن امریکن لائبریری ایسوسی ایشن میں ضم ہو کر اس کے ایک ڈویژن کی حیثیت اختیار کر گئی ۔ یہ ایک نہایت فعال انجمن ہے جس نے علمی کتب خانہ کی کارکردگی، ان کے معیار اور عملہ کی فنی صلاحیت کو بہتر بنانے میں نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں ۔ انجمن اپنے ممبران کو علمی کتب خانہ کے موضوع پر ہونے والی پیش رفت سے باخبر رکھنے کی خاطر مختلف اوقات میں کتابیں اور پمفلٹ شائع کرتی رہتی ہے ۔ اس کے علاوہ "کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز" کے عنوان سے ایک سہ ماہی رسالہ چھاپتی ہے جس میں اپنے مخصوص دائرہ کار کی تازہ ترین اطلاعات پر مبنی مضامین اور خبریں ہوتی ہیں ۔ کالج اور تحقیقی اداروں سے منسلک کتب خانوں کی اس انجمن کے علاوہ درج ذیل چند دوسری انجمنیں ہیں جو ملک میں علمی کتب خانوں کے فروغ میں معاون ہیں ۔

ایسوسی ایشن آف ریسرچ لائبریریز Association of Research Libraries

اسپیشل لائبریریز ایسوسی ایشن Special Libraries Association

مڈویسٹ اکیڈمک لائبریریز ایسوسی ایشن Midwest Academic Libraries Association

کانفرنس فار ایسٹرن کالج لائبریریز Conference for Eastern College Libraries

www.taemeernews.com

نجی دائرے کے فلاحی ادارے:- اینڈریو کارنیگی جو آگے چل کر کارنیگی کارپوریشن

کے جانب سے علمی کاموں کو کارِ خیر سمجھ کر امداد دینے کے لیے مشہور ہوا، نہ صرف عام کتب خانوں کی ترویج میں معاون رہا ہے بلکہ کالج کی سطح کے تعلیمی اداروں کے واسطے بھی کتب خانوں کی عمارتیں تعمیر کرائی ہیں لیکن کتابوں کی فراہمی یا کتب خانہ کی عمارت کے لیے مالی امداد سے بھی بڑا کارنامہ اس مرد خدا کا یہ تھا کہ اس نے ۱۹۲۸ء میں ملک میں ولیم وارنر بشپ William Warner Bishop کی صدارت میں ایک کارنیگی مشاورتی گروپ برائے کالج کتب خانہ قائم کیا. کارنیگی کی توجہ کتب خانہ کے لیے محض عمارتیں بنوانے سے ہٹ کر اچھی کتب خانہ خدمات فراہم کرنے کی جانب 1917 سے مبذول ہونے لگی تھی اور بشپ کی صدارت میں قائم یہ گروپ اسی مقصد کی تکمیل کی جانب ایک قدم تھا. اس گروپ کے قیام کا اصل مقصد اوسط درجہ کے اچھے کالج کتب خانوں کو مزید استحکام بخشنا تھا. گروپ نے کالج انتظامیہ کی توجہ کتب خانوں میں موجود کمزوریوں کی جانب مبذول کرائی. کتب خانوں کو بہتر بنانے کے واسطے معیار وضع کیے گئے اور اس معیار تک پہونچنے کے واسطے درکار ابتدائی وسائل فراہم کیے. گروپ کی سفارش پر ۲۸ منتخب کالجوں کو دس لاکھ ڈالر سے زاید مالی امداد دی گئی. بشپ ہی کی سرکردگی میں ایک دوسرا گروپ جونیر کالجوں کے کتب خانوں کا جائزہ لینے کے لیے تشکیل ہوا اور اس کی سفارشات کی روشنی میں ۹۲ جونیر کالج ڈیڑھ ہزار ڈالر اور چھ ہزار ڈالر کے درمیان کی رقمی امداد کے مستحق پائے گئے. ان جائزوں کا ایک اور قابل ذکر نتیجہ کتب خانہ کے موضوع پر علمی مواد کے وجود میں آنے کی شکل میں نکلا. ان میں قابل ذکر رینڈل کی کتاب کالج لائبریری، شاکی فہرست کتب برائے کالج کتب خانہ اور گیرولڈ Gerould کی کتاب کالج لائبریری بلڈنگ ہیں.

کالج کتب خانہ اور کالج کتب خانہ خدمات کی پیش رفت کے سلسلے میں کارنیگی کی امداد سے اور قابل ذکر مطالعہ ڈاکٹر بارڈی ہرنسکومب Dr Harvie Branscomb کا جائزہ ہے. اس مطالعہ کا مقصد کالج کے تعلیمی پروگرام

www.taemeernews.com

میں کتب خانہ کے مقام کا تعین ہے مطالعہ کا نتیجہ کتابوں کی مدد سے تعلیم Teaching with Books کی شکل میں شائع ہوا ہے اس مطالعہ کی بدولت تعلیمی میدان میں کتب خانہ کی اہمیت واضح ہوئی اور کتب خانے تدریس کے عمل میں ایک آلہ کی حیثیت سے تسلیم کیے گئے اب کتب خانے آزادانہ دسترس کے سہارے اپنے علمی مواد کی دستیابی کو آسان ترین بنانے لگے، فرد کے علیحدہ مطالعہ کی سہولت کے لیے چھوٹے مطالعہ جاتی کمرے کا چلن ہوا، کتب خانہ کے اوقات کار میں توسیع کی گئی۔ ذخیرہ کتب خانہ سے استفادہ کے طریقے سمجھانے کا رواج شروع ہوا اور طلباء کی کتب خانہ سے استفادہ کرنے کے شوق کی ہمت افزائی کی گئی۔

کارنیگی کارپوریشن کے علاوہ روزن والڈ فاؤنڈیشن Rosen Wald Foundation جس نے جنوب کے علاقہ میں نیگرو کالجوں میں کتب خانہ سہولیات کے لیے امداد دی اور جنرل ایجوکیشن بورڈ General Education Board جس نے جنوبی علاقے کے چھوٹے کالجوں کے کتب خانوں کو کتب خانہ کا ساز و سامان، ضروری فرنیچر اور عملہ فراہم کرنے میں امداد بہم پہنچائی۔ چند دوسرے صاحب حیثیت ادارے تھے جنھوں نے ملک میں علمی کتب خانہ کی سہولیات کے معیار کو بہتر بنانے میں اپنی رقمی امداد کے ذریعہ قابل ذکر خدمات انجام دیں۔ راک فیلر فاؤنڈیشن Rock Feller Foundation یو۔ ایس اسٹیل فاؤنڈیشن U S Steel Foundation وغیرہ نے مختلف شکل میں مالی امداد دی۔ ۱۹۵۶ میں فورڈ فاؤنڈیشن نے کونسل آن لائبریری ریسورسز Council of Library Resources قائم کی۔ اس کونسل کا بنیادی مقصد ان مسائل اور موضوعات پر تحقیق و مطالعہ کرنا ہے جو تعلیمی کتب خانوں کو درپیش ہیں۔ اس کے دائرہ میں کتب خانہ کے کاموں کو کرنے کے بہتر اور جدید ترین طریقوں کی تلاش اور ان کی ترویج بھی شامل ہے۔

حلقہ ہمدردان کتب خانہ:- تعلیمی کتب خانوں کے عالم وجود میں آنے کے ابتدائی زمانہ ہی سے ایسے افراد اور گروہ موجود رہے ہیں جنھوں نے کتاب کے تحفہ، مالی امداد اور اپنی سعی کے ذریعہ

www.taemeernews.com

لائبریری کے مقاصد اور پروگرام کو آگے بڑھایا ہے۔ عرف عام میں ان سب کو حلقۂ ہمدردان کتب خانہ کہا جاتا ہے اور ان میں طلبائے قدیم اور ان کے احباب شامل ہوتے ہیں۔ یہ تعلیمی کتب خانوں کے واسطے افراد اور جمہور سے تحفہ، مالی اعانت عمارت کی شکل میں امداد، کتب خانہ کے واسطے ساز و سامان اور مخصوص موضوعات پر ذخیرہ کتب حاصل کرتے ہیں اور ایسے افراد، جماعت یا ادارہ کو جو کتب خانہ کو امداد دیا کرتے ہیں آمادہ کرتے ہیں۔

مرکزی حکومت کے قوانین: تعلیمی کتب خانوں کو فروغ دینے کے سلسلے میں ممالک متحدہ امریکہ میں سرکاری سطح پر کی گئی کوششوں میں ۱۸۹۵ کے قانون کا نفاذ پہلا قدم کہا جا سکتا ہے۔ اس قانون کے تحت امریکی کانگرس کے ہر پارلیمانی حلقہ میں ایک کتب خانہ کا انتخاب کیا گیا جہاں مرکزی حکومت کی جملہ مطبوعات فراہم کی جاسکیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ہر ریاست میں دو کتب خانہ جملہ مطبوعات کے تحفظ اور انھیں عوام کے استفادہ کے لیے فراہم کرنے کے واسطے منتخب ہوئے۔ اس قانون کے تحت لینڈ گرانٹس کالج اور یونیورسٹی کے کتب خانے سرکاری مطبوعات کے مرکز تحفظ اور مرکز استفادہ قرار پائے۔ ۱۹۶۲ء کا ڈپازٹری لائبریری ایکٹ Depository Library Act ۱۸۹۵ کے قانون کے تحت ملنے والی مراعات کو نہ صرف مزید استحکام بخشتا ہے بلکہ نئے کتب خانوں کو بھی مرکز استفادہ اور مرکز تحفظ کی حیثیت حاصل کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا قوانین کا اصل مقصد کتب خانہ کی سہولت کو فروغ دینا تھا۔ مرکزی حکومت کے چند دوسرے قوانین بھی جن کا اصل مقصد تعلیم کی سہولت کو فروغ دینا تھا کتب خانہ کی خدمات کے دائرہ کو وسیع کرنے میں معاون ثابت ہوئے۔ ان میں قابل ذکر مورل ایکٹ ۱۸۶۲ء MORRIL ACT یا لینڈ گرانٹس ایکٹ تعلیم برائے قومی دفاع قانون ۱۹۵۸ National Defence Education Act اعلیٰ تعلیمی سہولیات قانون ۱۹۶۳ Higher Education Facilities Act ہیں۔ مورل قانون اول (۱۸۶۲) اور دوم (۱۸۹۰) کے تحت کانگرس کے ہر ممبر کو ۳۰،۰۰۰ ایکڑ زمین کا عطیہ اپنے حلقہ انتخاب میں ایک کالج کے قیام اور اس کے اخراجات کی کفالت کے لیے دیا گیا۔ اس کے تحت کالج میں کتب خانہ کی خدمات بھی فراہم کی گئیں۔ قومی دفاع

www.taemeernews.com

کے پیش نظر تعلیمی سہولیات کے قانون کے تحت اسکول کے لائبریرین اور اسکول لائبریری سپر وائزر کو مختصر المدتی اور باقاعدہ تربیت کی سہولیات فراہم کی گئی ۱۹۶۵ء کے اعلیٰ سطحی تعلیم کے قانون کے تحت کتب خانوں کو لائبریرین کی تربیت، لائبریری کے موضوع پر تحقیق اور لائبریری میں درکار سمعی و بصری آلات، اور دوسرے سامان کے لیے مالی امداد دی گئی۔

تعلیمی کتب خانہ کا دائرۂ کار:۔ ایک دوسرے سے اختلاف رکھنے کے باوجود تعلیمی کتب خانے چند بنیادی باتوں میں یکسانیت کے حامل ہوتے ہیں۔ سب کا نظام کار اور ان کے بنیادی فرائض کے یکساں ہوتے ہیں یا ان کی سرگرمیوں میں بڑی حد تک یکسانیت ہوتی ہے یا ان کے ذخیرۂ کتب میں بڑی حد تک ایک ہی جیسی کتابیں ہوتی ہیں ؟ یا سب کے سامنے بڑی حد تک ایک ہی جیسے مسائل درپیش ہوتے ہیں؟

تعلیمی کتب خانوں کے فرائض:۔ ایک تعلیمی کتب خانہ کا بنیادی فرض اپنے ادارے کے حصول مقصد میں تعاون ہے۔ اپنے ادارہ کے مقاصد سے مکمل ہم آہنگی ہی ایک اچھے تعلیمی کتب خانہ کی بنیادی خصوصیت ہے۔ اس کے وسائل اور خدمات کس حد تک ادارہ کے مقاصد کے حصول میں معاون ہیں۔ یہی ان کی بہتر کارکردگی کا پیمانہ ہے"۔ ۹

کتب خانہ میں دستیاب مواد کے اقسام:۔ یوں تو تعلیمی کتب خانوں میں دستیاب علمی مواد کے اقسام کا انحصار اس ادارے کے مقصد، وسعت کار اور دائرہ عمل کے تابع ہوتا ہے جس کا حصہ وہ کتب خانے خود ہیں لیکن تعلیمی کتب خانوں کی اکثریت میں درج ذیل بنیادی مواد ضرور دستیاب ہونگے۔

ا۔ حوالجاتی کتب۔ اس زمرہ میں عام نوعیت کی حوالجاتی کتب کے ساتھ ساتھ ادارہ کے دائرۂ تحقیق یا دائرۂ کار میں آنے والے مضامین کی حوالہ جاتی کتب بھی شامل ہیں ان میں لغت، دائرۃ المعارف، اشاریہ جات، موضوعاتی اور عام سالنامے، ہینڈ بکس، اٹلس نقشہ جات، گزیٹیئر، کتابیات اور ایک مصنف کی یکجا شائع جملہ تصانیف کا سیٹ شامل کیے جا سکتے ہیں۔

www.taemeernews.com

۲۔ کتابوں کا ذخیرہ جس میں:

(الف) ایسی کتابیں شامل ہیں جو تاریخ، جغرافیہ، تعلیم، غیر ملکی زبان وغیرہ مضامین کی تعلیم کے لیے درج نصاب ہیں یا نصابی ضرورت کو پورا کرنے میں استعمال کی جاسکتی ہیں ان کتابوں میں چند کسی مضمون پر پورے طور پر محیط ہوتی ہیں جبکہ دوسری مضمون کے کسی خاص پہلو سے بحث کرتی ہیں۔

(ب) عام نوعیت کی کتابیں جو کسی ایک مضمون کا احاطہ نہیں کرتیں اور ایسی اہم مطبوعات جو عام طور پر نصاب میں نہیں شامل ہوتیں۔

(ج) اپنی پسند سے انتخاب کرکے تفریح طبع کے لیے تحقیق اور پیشہ ورانہ ضرورت کا مواد۔

۳۔ غیر ملکی زبان میں چھپنے والے رسائل واخبارات کے تازہ شمارے اور پرانے شماروں کی جلدیں نیز وہ رسائل واخبارات جو خورد بینی صورت مثلاً مائیکروفلم، مائیکرو کارڈ وغیرہ میں دستیاب ہیں۔

۴۔ پمفلٹ اور اخبارات کے موضوعی تراشے۔

۵۔ سمعی وبصری ترسیلی مواد مع تصاویر، متحرک فلمیں، سلائڈ پٹیاں، موسیقی، گراموفون، ریکارڈ، ٹیپ ریکارڈ، نقشے اور گلوب،

۶۔ کمپیوٹری استعمال کے لیے مرتب مواد

۷۔ سرکاری مطبوعات

۸۔ ادارہ کی تاریخ سے متعلق دستاویزی مواد۔

۹۔ غیر کتابی شکل میں دستیاب علمی مواد کے استعمال کے سلسلے میں درکار آلات وسامان مثلاً مائیکروفلم ریڈر، سمعی وبصری آلات وغیرہ۔

تعلیمی کتب خانوں کا انتظام اور عملہ پیشہ ورانہ نوعیت کا ہوتا ہے جس کی نگاہ میں ادارہ کے مقاصد، طریقہ تعلیم اور تحقیق کی سمتیں واضح ہوتی ہیں تاکہ وہ اساتذہ کے ساتھ نصاب کی منصوبہ بندی اور نصاب کو بہتر بنانے کی کوشش نیز ادارے کے تدریسی عمل میں معاون مواد کے انتخاب اور ان کی قدر وقیمت کا اندازہ کرنے میں برابر کا شریک رہ سکے۔ طلبا اور اساتذہ کو کتب خانہ کے جملہ وسائل سے مکمل طور پر فیض یاب ہونے

www.taemeernews.com

کے لیے ضروری ہے کہ عملہ کتب خانہ انھیں درکار ضروری حوالجاتی امداد، کتابیاتی خدمات نیز کتب خانہ سے استفادہ کے طریقے سے واقف کراتا رہے۔

مسائل کتب خانہ:۔ تعلیمی کتب خانوں کی ذمہ داریوں میں یکسانیت کے پیش نظر ان کے مسائل بھی بڑی حد تک ایک جیسے ہوتے ہیں ان میں سے درج ذیل مسائل خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

۱. طلبا کی تعداد میں روزافزوں اضافہ اور اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر عملہ پر کاموں کا بڑھتا ہوا بوجھ۔

۲. علم کے دائرہ کی روزافزوں وسعت پذیری اور نئی مطبوعات کے سیل رواں کے پیش نظر انتخاب کتب کے مسائل۔

۳. ان مطبوعات تک قارئین کی دسترس کے لیے بہتر انداز پر مرتب اور کم از کم وقت میں تیار ہونے والے کتابیاتی وسائل کی ضرورت۔

۴. کتب خانہ کے لیے درکار وسائل کی قیمتوں میں اضافہ اور کتب خانہ کے بجٹ میں اس کے متوازی اضافہ کا نہ ہونا۔

۵. اداروں کے دائرہ تعلیم و تدریس میں وسعت پذیری، نئے مضامین کا اضافہ، اور اس کے نتیجہ میں مزید آلات و سامان کی ضرورت۔

۶. تعلیم کے معیار کو اونچا کرنے پر زور اور ذاتی مطالعہ اور جستجو کی ہمت افزائی نے پڑھانے کے انداز میں نئی جہتوں کا اضافہ کیا ہے اور ان تمام عوامل کی بدولت کتب خانہ سے استفادہ کے رجحان میں اضافہ۔

۷. تربیت یافتہ عملہ کتب خانہ نیز معاون عملہ اور نیم تربیت یافتہ عملہ کی مانگ میں اضافہ اور اس کی فوری ضرورت۔

۸. کتب خانہ میں نشست اور دوسری مادی سہولیات کی ضرورت۔

۹. مروج تعلیمی سرگرمیوں میں درکار کتب خانہ سہولیات کا ناکافی ہونا۔

مختلف اقسام کے تعلیمی کتب خانوں میں مماثلت کے باوجود یہ چند مخصوص مقاصد کے لیے ہوتے ہیں۔ اور ان کی اپنی مخصوص مشکلات اور مسائل ہوتے ہیں جن کا سراغ ہمیں ان اداروں کی اساس میں ملتا ہے جن کے ساتھ یہ کتب خانے منسلک ہوتے ہیں

www.taemeernews.com

ہر قسم کے ادارہ کے کتب خانے کی نوعیت، اس کے مقاصد، موجود علمی مواد، خدمات کے دائرہ، آلات وسامان اور دوسری مادی سہولیات۔ کا انحصار ادارہ کے نصاب طلبا اور اساتذہ کی تعداد، تعلیم و تدریس کے طریقہ۔ پڑھائے جانے والے مضامین کی تعداد، اساتذہ اور اونچی کلاسوں کے طالب علموں ذوق تحقیق و جستجو اور اس کے لیے درکار علمی مواد کی ضرورت اور جملہ تعلیمی سماج کی حصول علم اور تعلیم و تدریس کے لیے مواد کی مانگ وغیرہ پر ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ جو دوسرے عوامل کتب خانہ کی نوعیت کا تعین کرتے ہیں وہ مالیات کی مقدار اور اس کا قابل بھروسہ ہونا، عملہ کی تعداد اور ان کی فنی صلاحیت نیز انتظامیہ اور اساتذہ سے ان کے تعلقات کی نوعیت وغیرہ ہیں کتب خانہ کسی علاقائی یا ریاستی نظام کتب خانہ کا حصہ ہے یا نہیں اس بات پر بھی کتب خانہ کی نوعیت کا انحصار ہوتا ہے

جونیر کالج کتب خانہ:- جونیر کالج امریکی نظام تعلیم کی مخصوص اُپج ہیں۔ ان کی ابتدا مختلف انداز سے ہوئی ہے۔ ان میں سے چند کالج دو سالہ پرائیویٹ کالج کی شکل میں قائم ہوئے۔ دوسرے عام اسکولوں اور چار سالہ کورس کے کالج کی حیثیت سے قائم ہوئے یا پھر سکنڈری اسکولوں میں تیرھویں یا چودھویں سال کے دو سالہ کورس کے طور پر جاری کیے گئے۔ اپنی ابتدائی مناسبت سے یہ کالج، جونیر کالج ٹکنیکل اسکول، تجارتی اسکول یا کالج اور کمیونٹی کالج کہلائے آج کل ان میں سے دو تہائی کالج عوام کی نگرانی میں چل رہے ہیں۔ ۱۹۶۶ میں اس طرح کے ۸۳۷ کالجوں میں ۱۴۶۴۰۰۹۹ طالب علم زیر تعلیم تھے ؎

جونیر کالج میں تعلیم کا مقصد ہائی اسکول تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد نوجوانوں کو مزید تعلیم کی آسان سہولت فراہم کرنا ہے۔ ان کالجوں میں مختلف مضامین اور پیشہ ورانہ مہارت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ کہیں یہ عام تعلیم کا نصاب پیش کرتے ہیں کہیں تعلیم بالغان کی سہولت فراہم کرتے ہیں۔ اپنے انداز تعلیم اور اس کے دائرہ کے مختلف النوع ہونے کی مناسبت سے ان میں دستیاب کتب خانہ سہولت اور ان کی ذمہ داریاں بھی مختلف ہیں چونکہ ان کالجوں میں مختلف نوعیت کے کورس پڑھائے جاتے ہیں۔ اس لیے انھیں اپنی کتب خانہ خدمات کو مختلف سطح اور معیار کے طالب علموں کی ضرورت

www.taemeernews.com

کو پورا کرنے کے لیے تیار کرنا پڑتا ہے۔ یہاں دستیاب مواد کو کالج میں پڑھائے جانے والے جملہ مضامین کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے وسیع دائرہ کا ہونا چاہیئے کتابیں رسائل پمفلٹ سمعی و بصری اور دوسری تدریسی سہولیات کے مواد کی مقدار جملہ مضامین کی ضرورت کی مناسبت سے موجود ہونی چاہیئے۔

اپنی خدمات اور اپنے وسائل کو طالب علموں اور اساتذہ تک پہونچانے کی خاطر یہ کتب خانے اپنی سہولیات کے دائرہ کو وسعت دیتے ہیں اور اپنے ذخیرہ تک دسترس کو آسان تر بناتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کتب خانے قارئین کو اپنے ذخیرہ سے استفادہ کی تربیت بھی دیتے ہیں طریقۂ کار کی وضاحت کرتے ہیں۔ کتابوں کی نمائش کا اہتمام کرتے ہیں اور ضرورت کے مطابق حوالجاتی اور کتابیاتی خدمات فراہم کرتے ہیں۔ یہ کتب خانے اپنے علاقہ میں سماجی اور ثقافتی سرگرمیوں کے مرکز کی حیثیت سے بھی کام کرتے ہیں۔

امریکہ کی تعلیمی زندگی میں ان کالجوں کا بڑا رول ہے ۱۹۶۴ اور ۱۹۶۵ یعنی صرف ایک سال کے عرصہ میں ان کی تعداد میں ۲۲ ٪ کا اضافہ ہوا ہے؎ لیکن ان میں موجود کتب خانوں کی حالت ذخیرہ کتب اور معیار کتب اور معیار خدمت کے لحاظ سے تسلی بخش نہیں ہے؎۔ اس کی وجوہات مختلف ہیں لیکن مالی وسائل کا ناکافی ہونا، ان کا مکانی حیثیت سے غیر مناسب مقام پر ہونا اور اپنے کارکردگی کے لیے کسی معیار کے حصول کی عدم ضرورت خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کسی معیار کو پورا نہ کرنے کی شرط سے مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے انھیں اپنے کتب خانوں کو ذخیرہ اور خدمات کے لحاظ سے بہتر بنانے کی ضرورت کا احساس نہیں ہو پاتا۔ ان میں سے اکثر کتب خانے ہائی اسکول کی توسیعی شکل ہیں اس لیے ان میں کتب خانہ کی سہولیات کا معیار بھی اسی سطح کا ہے۔ ان میں سے چند کالجوں میں کتابوں کی تعداد بمشکل چند سو ہے۔ ۱۹۶۵ء میں دو سالہ کورس کے جونیر کالجوں میں سے ۸۲ ٪ کے کتب خانوں میں ذخیرہ کتب کا معیار امریکن لائبریری ایسوسی ایشن کے متعین کردہ معیار سے نیچے تھا؎۔ امریکن لائبریری ایسوسی ایشن نے اے ایل اے اسٹینڈرڈ برائے جونیر کالج کتب خانہ وضع کیا ہے ۱۹۶۴ میں کونسل برائے کتب خانہ وسائل نے ایسوسی ایشن آف جونیر کالجز

www.taemeernews.com

Association of Junior Colleges کے اشتراک سے جونیر کالجوں کے پرنسپل اور لائبریرین کی ایک مشترکہ میٹنگ بلائی جہاں ان کالجوں کے کتب خانہ کی ضرورت کا جائزہ لیا گیا۔ اس میٹنگ کے نتیجہ کے طور پر امریکن لائبریری ایسوسی ایشن اور ایسوسی ایشن آف جونیر کالجز کے نمائندوں پر مشتمل ایک قومی کمیٹی کی تشکیل ہوئی۔ اس کمیٹی نے جونیر کالج میں کتب خانہ سہولیات بہتر بنانے کے پیش نظر ایک دس نکاتی منصوبہ پر عمل شروع کر دیا ہے۔

کالج کتب خانے: امریکہ میں عام طور پر کالج اس ادارہ کو کہتے ہیں جو چار سالہ نصاب کی تکمیل پر آرٹ یا سائنس میں بی۔ اے کی سند عطا کرتا ہے۔ کالج کی یہ وسیع مفہوم کی اصطلاح ہے اور اس میں وہ کالج بھی آتے ہیں جنھیں امریکہ کی اصطلاح میں لبرل آرٹس کالج کہتے ہیں۔ لبرل آرٹس کالج بی۔ اے کی عام سند دینے کے بجائے کسی ایک میدان میں درجہ تخصیص حاصل کرنے کی سند دیتے ہیں۔ چنانچہ تربیت اساتذہ کے کالج ہیں، تکنیکی کالج ہیں اور زرعی تعلیم کے کالج ہیں۔ ان میں چند کالج ایسے بھی ہیں جو پانچ سال کی تعلیم کے بعد ایم اے کی سند دیتے ہیں۔ اپنے مخصوص مضمون میں دوسرے پیشہ ورانہ تربیت کے اداروں کی عدم موجودگی میں یہ کالج یونیورسٹی بھی کہے جاتے ہیں۔ ان کے انتظامیہ پر مقامی یا ریاستی حکومت کی نگرانی ہوسکتی ہے یا نجی حیثیت کے وقف کے زیر انتظام ہوسکتے ہیں۔ عام طور پر ان میں طلبا کی تعداد ۵۰۰ سے دس ہزار تک ہوتی ہے۔

اسی طرح کے کالج امریکہ میں پہلی جنگ عظیم کے فروغ پذیر ہوئے۔ ابتدائی ایام میں ان کالجوں میں تعلیم نصابی کتابوں تک محدود رہی لیکن جب یہ دائرہ وسیع ہوا تو ان میں موجود کتب خانوں کی تہی دامنی کا احساس پیدا ہوا۔ اب ان کتب خانوں نے اپنے اوقات کار اور اپنے علمی مواد کے ذخیرہ کو وسعت دی۔ کتب خانہ سے سہولت فراہم کرنے میں آزاد روی کو اپنایا، ذخیرہ کتب تک آزادانہ دسترس اور اجرائے کتب کی پالیسیوں میں فراخ دلی کا مظاہرہ کیا۔ کتب خانہ میں کتابی اور غیر کتابی دونوں شکل میں دستیاب علمی مواد کے حصول کی جانب توجہ کی، چھوٹے مطالعہ جاتی کمرے بنائے، اور سمعی آلات تعلیم کی سہولت مہیا کی۔

www.taemeernews.com

کالج کتب خانہ سہولیات:۔ کالج کتب خانہ کا بنیادی مقصد بھی ادارے کے تعلیمی پروگرام کی تکمیل کے لیے درکار خدمات فراہم کرنا ہے۔ یوں تو ہر کالج کا کتب خانہ اپنا مخصوص انداز رکھتا ہے لیکن تمام کالج کتب خانوں کا بنیادی اور اولین فرض اپنے ارکان۔ طالب علم و اساتذہ کی ضرورت اور مانگ کو پورا کرنا ہے۔ کتب خانہ کا مقصد طالب علم میں تحصیل علم، تحقیق اور مطالعہ کی وہ لگن پیدا کرنا ہے جو ساری عمر اس کی رفیق رہے۔ بہ الفاظ دیگر ان کتب خانوں کو نظری اور علمی دونوں اعتبار سے علمی برادری کی جملہ تعلیمی سرگرمیوں کا مرکز بن جانا چاہیے[۵]۔

علمی مواد کا ذخیرہ:۔ کالج کتب خانہ کے علمی مواد کا ذخیرہ تازہ ترین مواد پر مشتمل اور وسعت پذیر ہونا چاہیے۔ کتب خانہ میں کتب و رسائل، اخبارات و پمفلٹ، انگریزی نیز غیر ملکی زبانوں میں خورد بینی شکل میں دستیاب مواد اور سمعی و بصری آلات ان سب کا انتخاب کرتے وقت ادارہ کی تعلیم و تدریس کی ضرورت کی گہرائی و گیرائی کو نظر کے سامنے رکھنا چاہیے علمی مواد کے ذخیرے میں نہ صرف ادارہ کے عام تعلیمی منصوبوں کی تکمیل کے لیے درکار مواد فراہم کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے بلکہ چند مخصوص مضامین میں تحقیقی مطالعہ کے لیے درکار مواد فراہم کرنے کی بھی صلاحیت ہونی چاہیے۔ علمی مواد کے ذخیرہ کے انتخاب اور اس کو بہتر بنانے کی کوشش کے دوران ادارہ کے مخصوص تعلیمی فلسفہ اور مقصد کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ذخیرہ میں کالج کے نصابی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت پر بھی دھیان دینا چاہیے۔ اس کے علاوہ طریقۂ تعلیم و تدریس طالب علموں کی تعداد اور ان کا مزاج، اساتذہ کی تعداد، تحقیقی منصوبوں کے لیے مواد کی ضرورت نیز کتب خانہ کے مستقبل میں توسیع کے ارادے بھی انتخاب کتب خانہ میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ ایک اندازہ کے مطابق ۶۰۰ طالب علموں کے لیے پچاس ہزار کتابوں کا ذخیرہ ایک نہایت مناسب تعداد ہے بشرطیکہ ان کتابوں کے انتخاب میں جملہ پہلوؤں پر نظر رکھی گئی ہو۔ کالج کتب خانہ کے لیے ایسوسی ایشن برائے کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز نے معیار برائے کالج کتب خانہ

www.taemeernews.com

وضع کیا گیا جس کی اشاعت ۱۹۵۹ میں عمل College Libraries
میں آئی۔ گریجویٹ سطح کی تعلیم مہیا کرنے والے کالج کتب خانہ میں ذخیرہ کتب کا
تعین طلبار کی تعداد، تعلیمی منصوبہ اور اس کی خصوصیات کے ذریعہ ہوگا۔ ذخیرہ کو صرف
روایتی انداز کی تدریسی ضرورت کو پورا کرنے پر اکتفا نہ کر کے چند ایسے نئے منصوبوں
میں بھی معاون و مددگار ہونا چاہیے جیسے اپنی آزادی پسند کے ساتھ مطالعہ، ٹیوٹوریل
اور سمینار جیسے تجرباتی منصوبے، دوسرے ملک میں اعلیٰ تعلیم کے سلسلے میں مراجعت
سے پہلے تیاری کے لیے درکار مواد، اقامت گاہوں میں کتابوں کی سہولیات، دوران
تعلیم عام مطالعہ کی ضرورت اور کالج کے احاطہ سے باہر دستیاب تدریسی سہولیات
میں درکار مواد وغیرہ۔ اسی کے ساتھ ساتھ کتب خانہ میں ایسے سامان کی بھی ضرورت ہے
جو غیر کتابی شکل میں دستیاب علمی مواد سے استفادہ میں معاون ہوتے ہیں۔

خدمات اور عمل:- کتب خانہ کالج برادری کی مطالعاتی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے درکار ایسے حوالہ اور تحقیقی نوعیت کے علمی وسائل
کو فراہم کرتا ہے جو اس برادری کے مقاصد اور ان کی مختلف النوع ضروریات کو پورا کر
سکیں وہ ذخیرہ کتب تک آزاد دسترس کے اصول کو اپنا کر یا اس سے بہتر طریقہ پر عمل پیرا
ہو کر قارئین کو انکی ضروریات کے مواد کے روبرو کر دیتا ہے۔ اور اگر یہ ممکن نہیں تو کیٹلاگ
کتابیات اور اشاریہ جات کے ذریعہ علمی مواد تک کتابیاتی دسترس فراہم کرتا
ہے۔ کتب خانہ میں مطالعہ کی سہولت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مناسب مدت
کے لیے گھر پر مطالعہ کے واسطے کتابیں یا غیر کتابی مواد مستعار دیتا ہے۔ کتب خانہ
سے استفادہ کے موزوں ترین طریقہ اور ذخیرہ کتب و رسائل کے بارے میں خصوصی ہدایات
دی جاتی ہیں۔ اپنے قارئین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دوسرے کتب خانوں
سے مواد مستعار منگاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کتب خانہ قارئین کے لیے دارالمطالعہ
میں آرام و آسائش فراہم کرتا ہے۔ تحقیقی مطالعہ کے لیے بنائے گئے مخصوص نوعیت
کے ریسرچ کیوبکل Research Cubicles کا بندوبست کرتا ہے اور
اوقات کار میں توسیع کر کے مزید سہولت بہم پہنچاتا ہے۔

کتب خانہ کے دائرہ کار اور خدمات کی روز افزوں وسعت اور گوناگونی کے

www.taemeernews.com

پیشِ نظر عملہ کتب خانہ میں چند خصوصیات کا ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔ تربیت یافتہ عملہ کے ارکان کے لیے نہ صرف علوم مروجہ سے عام طور پر بہرہ مند ہونا ضروری ہے بلکہ چند اشخاص کا کسی خاص مضمون سے گہری واقفیت رکھنا اور غیر ملکی زبانوں سے واقف ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے دھارے کس سمت کو جا رہے ہیں، ادارہ کا نصاب تعلیم کیا ہے۔ طریقہ تعلیم و تدریس کون سا ہے، کسی خاص مضمون میں کس نئے حوالجاتی مواد کا اضافہ ہوا، کون سے نئے ماخذ وضع ہوئے اور مضمون میں جدید رجحانات کیا ہیں۔ تربیت یافتہ عملہ کو ان تمام باتوں سے خود کو باخبر رکھنا چاہیے۔ تاکہ وہ کالج کی تعلیمی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لے سکیں۔

کالج کے تعلیمی پروگرام میں عملہ کتب خانہ کی شرکت سے مراد محض کتب خانہ کے وسائل اور طریقہ کار کے بارے میں ان کا لکچر دینا ہی نہیں ہے بلکہ اساتذہ کے ساتھ نئے نصاب کی تیاری میں شرکت، لائبریری وسائل کو ادارہ کی تعلیمی ضرورت کے مطابق ڈھالنا، اور حوالجاتی اور کتابیاتی وسائل سے اساتذہ کی مدد کرنا شامل ہے۔ کتب خانہ میں موجود تربیت یافتہ عملہ کتب خانہ کے علمی مواد کے بہتر مصرف کے لیے اپنی تدریسی اور مشاورتی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ کیٹلاگ سازی اور درجہ بندی کی مدد سے علمی وسائل تک کتابیاتی دسترس، حوالہ جاتی خدمات، نیز کتابیں مستعار دینے کی خدمات فراہم کرتا ہے۔ اسی کے ساتھ وہ اساتذہ کے لیے تلاش مواد کا کام کرتا ہے ان کی ضرورت کے پیش نظر مختصر فہرست کتب اور موضوعاتی کتابیات تیار کرتا ہے جس مضمون میں اسے تخصیص حاصل ہے اس میں کورس پڑھاتا ہے اور مشترکہ تدریسی پروگراموں میں شرکت ہوتا ہے

امریکہ میں کالج کتب خانہ کا نظام ایک ڈائرکٹر یا چیف لائبریرین کے زیر نگرانی ہوتا ہے۔ ادارہ کی مخصوص ضرورت کو پیش نظر رکھ کر انتظامی ڈھانچہ بنایا جاتا ہے۔ دوسرے عوامل جو اس نظام کو تشکیل دینے میں معاون ہوتے ہیں وہ اساتذہ و طلبہ کی تعداد، کالج میں نجی طور پر مطالعہ کی ہمت افزائی، جماعتی سہولت کے برعکس انفرادی سہولت کو ترجیح دینا۔ کالج میں تدریسی مضامین کی تعداد، وغیرہ ہیں۔ کتب خانہ میں تربیت یافتہ عملہ کی تعداد کیا ہو اس کا تعین کتب خانہ میں اپنایا گیا نظام کار، طلبہ

www.taemeernews.com

کی تعداد، ذخیرۂ کتب اور اس کی خصوصیات، طریقۂ تعلیم و تدریس، اوقاتِ کتب خانہ کالج کی عمارت کے جھرمٹ میں کتب خانہ کی عمارت کا مقام، اور وہ خدمات ہیں جنھیں کتب خانہ فراہم کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کتب خانہ کو فراہم کی جانے کی والی مالی رقم کتب خانہ کے معیار کار اور حدود خدمات کا تعین کرنے میں بہت اہم رول ادا کرتی ہے۔ کتب خانہ کے ناظم اعلیٰ کا فرض ہے کہ وہ دستیاب مالی وسائل کا بہترین مصرف کرنے اور اپنے ترقیاتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے زیادہ سے زیادہ مالی وسائل حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہے۔

رجحانات، ضروریات اور مسائل:-

امریکہ میں موجودہ صدی کے چھٹے دہے میں کالج کی سطح کی تعلیم کے میدان میں دو بڑی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہوئی ہے کہ تحقیقی طریقۂ تعلیم اور تحصیل علم میں جستجو اور چھان بین کو فروغ ملا ہے۔ دوسرے یہ عقیدہ تقویت پانے لگا ہے کہ تحصیل علم وسائل علم اور طالب علم سے عبارت ہے نہ کہ استاد اور کلاس روم کی تدریس پر۔ ان دونوں تبدیلیوں کے نتیجے میں تدریس میں انفرادی انداز کو مزید تقویت ملی ہے۔ کتب خانہ نے وسیلہ تعلیم کا درجہ حاصل کر لیا ہے جس کی بدولت اس کی خدمات کے نئے تصورات، مواد کو قارئین کی دسترس تک پہونچانے کا نیا انداز اور کتب خانہ کی تنظیم میں نئے رجحانات نے جنم لیا ہے۔ گزشتہ برسوں میں تعلیم و تدریس کے میدان میں نئے تجربات ہوئے ہیں جن کی بدولت کتب خانہ میں مہیا کی جانے والی خدمات کے انداز پر بھی اثر پڑا ہے۔ ان میں سے درج ذیل تجربات خاص طور پر قابل ذکر ہیں

۱- تعلیمی اداروں میں طلبا کے لیے اقامت گاہ کا قیام

تعلیمی اداروں میں طلبا کے قیام کے لیے اقامت گاہیں۔ کتب خانہ تجربہ گاہ کلاس روم کے ساتھ ساتھ تعلیم کا ایک لازمی عنصر بن چکی ہیں۔ تعلیم و تدریس کے ایسے مرکز میں کتب خانہ مطالعے کے واسطے جگہ، بنیادی نوعیت کی حوالجاتی کتابیں اور نئے آنے والے طالب علموں کے واسطے مفید علمی مواد فراہم کرنے کا اہم ذریعہ بن جاتے ہیں [1]

www.taemeernews.com

۲۔ عمل تحصیل علم میں مختلف النوع ذرائع ترسیل پر زور۔

بہت سے کتب خانوں میں کمپیوٹر کے لیے پروگرام کیے گئے کورس ٹیپ اور گراموفون ریکارڈ، سمعی اور بصری ترسیلی سہولیات سے لیس مطالعہ کے کمرے، الیکٹرانک آلات اور کمپیوٹر کی مدد سے دی جانے والی تعلیمی سہولیات دستیاب ہیں۔

۳۔ تعلیمی وسائل مرکز کا تصور

دور جدید میں مروج تعلیمی نظام میں کتب خانہ وسیع پیمانہ پر پھیلے ہوئے تعلیمی سہولیات کے وسائل کے مرکز کا ایک جزو بن جاتا ہے۔ اس مرکز میں کتب خانہ کی سہولیات کے ساتھ ساتھ نئی زبان سیکھنے کی تجربہ گاہ، تدریسی کمرے، ٹیلیویژن اسٹوڈیو وغیرہ ہوتے ہیں۔

۴۔ کتب خانہ میں آزادانہ مطالعہ کی سہولیات کے دائرہ میں وسعت

کتب خانہ میں آزادانہ مطالعہ کی سہولت جو اب تک ذہین اور اعلیٰ سطحی تعلیم کے طلبا تک محدود تھیں اب عام طلبا کے لیے فراہم کی جانے لگی ہیں اس طرح کی کوششوں کا نتیجہ لائبریری کالج، کا تصور ہے جہاں کتب خانہ طلبا کی تحصیل علم کی سرگرمیوں کا مرکز بن جاتا ہے۔ آزادانہ مطالعہ کے لیے کتب خانہ میں موجود وسائل سے مکمل جانکاری لازمی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ کتب خانہ کے بارے میں جانکاری کو عام کرنے کے لیے نئے نئے انداز کو اپنایا جائے خصوصاً نئے آلات و سہولیات کے استعمال کے ڈھنگ سے لوگوں کو واقف کرایا جائے۔

کالج لائبریرین شپ کے میدان میں ہونے والی دوسری پیش رفت درج ذیل ہیں

(۱) **بین ادارہ جاتی اشتراک:** کالج کتب خانہ علمی مواد کے اپنے وسائل کو بہتر بنانے اور اپنی خدمات کے معیار کو بہتر بنانے کی غرض سے اشتراک باہم کے رحجان کو اپنا رہے ہیں۔ اس عمل کو موثر بنانے کی غرض سے وہ حصول کتب کے سلسلے میں اپنے لیے مضمون کے دائرہ کو مخصوص کر لیتے ہیں۔ اپنے وسائل سے استفادہ کی سہولت میں دوسرے اداروں سے اشتراک کرتے ہیں۔ کس موضوع پر کہاں تک ذخیرہ کتب اہم اور بہتر ہے یہ اور اسی طرح کی دوسری معلومات اپنے قارئین کو فراہم کرتے ہیں۔ مخصوص نوعیت

www.taemeernews.com

کے مواد بحوالجاتی کتب خانہ ذخیرہ رسائل کے مشترک کیٹلاگ سازی کا کام اور کیٹلاگ سازی کی تکنیکی پیش رفت سے متعلق معلومات کے تبادلہ کا کام کرتے ہیں۔

(۱) کتب خانہ میں ہونے والے بہت سے کاموں کو اب مشین کے ذریعہ انجام دینے کا رجحان مضمون وار درجہ بندی اور کیٹلاگ سازی کا کام میں بہت سے اقدام اجرائے کتب اور حصول کتب کے کاموں کو مشینوں کے ذریعہ انجام دے کر کتب خانہ کی کارکردگی میں بہتری پیدا کی گئی ہے۔ کتب خانہ کے تربیت یافتہ عملہ کے وقت کو یکسانیت کی خصوصیات رکھنے والے کاموں سے بچا کر اس کا زیادہ بہتر مصرف تلاش کیا گیا ہے۔

مسائل اور ضروریات:- کالج کتب خانہ کے طریقہ کار کے تعین کا انحصار کالج کے مقصد و منہاج، تدریس اور تحصیل علم کے عمل پر تو ہوتا ہی ہے لیکن بیشتر حالات میں اس کا تعین وہ مالی وسائل کرتے ہیں جو کتب خانہ کو ادارہ کی جانب سے مہیا کیے جاتے ہیں۔ اگر کتب خانہ ایک لمبے عرصے تک مالی وسائل سے محروم رہے تو اس کے علمی مواد کے ذخیرہ کی افادیت بتدریج کم ہوتی جاتی ہے۔ اس کی موزونیت گھٹ جاتی ہے۔ کتب خانہ میں موجود مشینی سہولیات اور آلات ناکافی اور فرسودہ ہو جاتے ہیں۔ عملہ کتب خانہ اپنی تعداد نیز صلاحیت کارکردگی دونوں لحاظ سے کمزور ہو جاتا ہے۔ امریکن لائبریری ایسوسی ایشن نے کتب خانہ میں درکار سہولیات کا ایک معیار وضع کیا ہے۔ جسے کتب خانہ ضروریات کی قومی فہرست کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس فہرست میں کالج کتب خانہ کے لیے جو معیار وضع کیا گیا ہے۔ اس تک پہنچنے کے لیے مزید ۰۷ء۴ لاکھ کتابوں کی ضرورت ہوگی اسی طرح امریکن لائبریری ایسوسی ایشن کے کالج کتب خانے عملہ کے معیار کو حاصل کرنے کے لیے ملک میں مزید ۲۷۵۳ تربیت یافتہ عملہ کی ضرورت ہوگی۔[۲۰]

مختصراً الفاظ میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اگر کالج کتب خانوں کو طالب علموں کی بڑھتی ہوئی تعداد، تعلیمی سرگرمیوں میں ہونے والی وسعت اور نئے رجحانات کے پیش نظر اپنے کام اور اپنی خدمات کے دائرہ کو وسعت دینا ہے اور نئے ابھرنے والے مسائل سے کامیابی کے ساتھ نبرد آزما ہونا ہے تو انھیں آج کل فراہم ہونے والی مالی امداد سے کہیں زیادہ رقم کی ضرورت

www.taemeernews.com

ہوگی مالیات کی فراہمی بہتر ہونے کی صورت میں کتب خانے بہتر تربیت یافتہ افراد کو اپنی جانب کھینچ سکیں گے، اپنے ذخیرہ کتب کو عام حیثیت سے نیز مخصوص موضوعات پر زیادہ موثر بنا سکیں گے، اور کتب خانہ کے تربیت یافتہ عملہ کی تعداد میں حسب ضرورت اضافہ کر سکیں گے۔

حواشی و حوالے

۱۔ امریکہ کے کمشنر برائے تعلیمات فرینسس کیپل کا امریکی سینٹ کی کمیٹی برائے محنت اور بہبود عامہ کی ذیلی کمیٹی برائے تعلیمات کے روبرو بیان

۲۔ ۱۸۹۶ میں نارتھ سنٹرل ایسوسی ایشن کی پہلی میٹنگ میں کسی ادارہ کو کالج تسلیم کرنے کے لیے جو پانچ عناصر لازمی قرار دیے گئے تھے۔ ان میں "اچھا کتب خانہ" بھی ایک تھا۔ دیکھیے، رچرڈ جے جنتی۔ وہاٹ کانسٹیٹیوٹس اے کالج، پروسیڈنگس آف دی فرسٹ اینول میٹنگ آف دی نارتھ سنٹرل ایسوسی ایشن ص ۲۶

۳۔ مڈل اسٹیٹس ایسوسی ایشن آف کالجز اینڈ سیکنڈری اسکولس کمیشن آن انسٹی ٹیوٹ آف ہائر ایجوکیشن، ۔ ایویلوایٹنگ دی لائبریری بجٹنس۔ قاری یوز آف فیکلٹز اینڈ ایویلوایٹنگ ٹرمس، ڈاکومینٹ ۴۰۸ء، نیویارک، ۱۹۵۷، ص ۲

۴۔ "اسٹینڈرڈس فار کالج لائبریری" کو امریکن لائبریری ایسوسی ایشن نے ۱۹۵۹ میں اپنایا۔ اور اسٹینڈرڈس فار جونیر کالج لائبریریز کو ۱۹۶۰ میں۔ انھیں بطور رہنما اصول کے پیش نظر رکھتا ہے۔

۵۔ فلورنس اینڈرسن۔ کارنیگی کارپوریشن لائبریری پروگرامس ۱۹۱۱، ۱۹۶۱،

www.taemeernews.com

نیویارک ۱۹۶۲ء ص

۶۔ ہارڈی برنیکومب ٹیچنگ وتھ بکس: اے اسٹڈی آف کالج لائبریریز شکاگو، ۱۹۴۰ء

۷۔ دیکھیے سارد ولیمس مرتب۔ فرینڈس آف دی لائبریری، آرگنائزیشن اینڈ ایکٹی ویٹیز، شکاگو ۱۹۶۲ء

۸۔ علمی اداروں سے متعلق باب دیکھیے۔

۹۔ مڈل اسٹیٹس ایسوسی ایشن آف کالجز اینڈ سکنڈری اسکولس کمیشن آن انسٹی ٹیوشن آف ہائر ایجوکیشن۔ ایولیواٹینگ دی لائبریری۔۔۔ص ۱

۱۰۔ امریکن ایسوسی ایشن آف جونیر کالجز ۱۹۶۰۔ جونیر کالج ڈائرکٹری۔ واشنگٹن۔ ۱۹۶۰ء، مختلف صفحات۔ طلبا کی تعداد کا اندراج۔ اکتوبر ۱۹۶۶ کا ہے۔

۱۱۔ امریکن ایسوسی ایشن آف جونیر کالجز۔ جونیر کالج ڈائرکٹری ص ۵۔

۱۲۔ ایڈمنڈ جے گلیز، جونیر، دی اسٹیک آف دی جونیر کالج ان اٹس لائبریریز۔ کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز۔ ج ۲۷، جولائی ۱۹۶۶ء ص ۲۶۶

۱۳۔ فرینسس کیپل کا بیان۔ ص ۳،

۱۴۔ گائی آر لائل۔ ایڈمنسٹریشن آف دی کالج لائبریری۔ بار۔ ۳۔ نیویارک ۱۹۶۱
اس موضوع پر بنیادی تصنیف ہے۔

۱۵۔ ایسوسی ایشن آف کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز۔ اسٹینڈرڈس فار کالج لائبریریز کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز ج ۲۰، جولائی 1959

۱۶۔ حوالہ بالا۔

۱۷۔ اس کا ایک نمونہ امریکہ میں اسٹیفنس کالج ہے

۱۸۔ لوئی شورس۔ دی لائبریری آف کالج آئیڈیا۔ لائبریری جرنل، ج ۹۱ ستمبر ۱
۱۹۶۶ء ص ۵-۱۷ تا ۳۸

۱۹۔ بین ادارہ جاتی اشتراک جو ایک ریاست کے کالجوں میں عمل میں آیا ہے اس کی مثال ارکنساس فاؤنڈیشن آف ایسوسی ایشن کالجز کا کتب خانہ

www.taemeernews.com

خدمات کے سلسلے میں باہمی اشتراک، پنسلوانیا میں ایریا کالج لائبریری کوآپریٹو پروگرام اور لیہ ایس ہیں جس کے تحت شکاگو کے آٹھ پرائیویٹ کالجوں نے اپنے کتب خانے دسائل میں ہم آہنگی پیدا کی ہے۔

۲۰۔ نیشنل انونٹری آف لائبریری نیڈس۔ شکاگو، ۱۹۶۵۔ ص ۵

www.taemeernews.com

یونیورسٹی کتب خانے

امریکہ میں اعلیٰ سطحی تعلیم کے جملہ اداروں کو انقلاب سے پہلے کالج کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ انقلاب کے بعد کے دور میں ریاستوں میں جو تعلیمی ادارے قائم ہوئے انھیں یونیورسٹی کا نام دیا گیا۔ پہلے سے موجود تعلیمی اداروں کو بھی از سر نو منظم کر کے انھیں یونیورسٹی کہا گیا۔ لیکن صحیح معنوں میں کہلائی جانے والی سب سے پہلی یونیورسٹی ۱۸۲۵ میں تھومس جیفرسن Thomas Jefferson کی کوششوں سے ورجینیا کے مقام پر قائم ہوئی۔ خانہ جنگی کے دور تک ملک میں ۲۱ ریاستی یونیورسٹیاں اور چند ایک میونسپل یونیورسٹیاں قائم ہو چکی تھیں۔

یونیورسٹی سطح کی تعلیم کے ابتدائی دور میں ملک کے نظام تعلیم اور کتب خانہ پر جن اثرات کے پر تو نمایاں رہے۔ ان میں عقلیت پسندی اور تجربہ کرنے کے مزاج۔ فرانسیسی اور امریکی سیاسی انقلابات انیسویں صدی میں دوبارہ ابھرنے والی یونیورسٹیل سائنسی علوم کی مقبولیت، ابھرتے ہوئے سماج میں غیر ملکی زبانوں کی افادیت کا احساس خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[1]

یونیورسٹی کتب خانہ کا مقصد یونیورسٹی کے جملہ تعلیمی پروگرام میں اعانت ہوتا ہے۔ آج کے دور میں جبکہ یونیورسٹیاں اپنے دائرے میں انڈر گریجویٹ طالب علم سے لے کر تحقیق کی سطح کے طالب علم تک سب کو شامل کرتی ہیں۔ کتب خانے بھی اپنے دائرہ کار میں وسعت دے کر ہر سطح کے طالب علم کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش

www.taemeernews.com

کرتے ہیں۔ ان کے علمی ذخیرہ میں درج ذیل اقسام کے علمی مواد شامل ہوتے ہیں۔

۱۔ عام کتابوں کا ایک ایسا ذخیرہ جو بیک وقت ایک سے زاید مضامین کے طالب علموں کی دلچسپی کا ہو اور جس میں امکان کی حد تک تازہ ترین مطبوعات اور ایسی مطبوعات ہوں جن کی کوئی تاریخی اہمیت ہے۔

۲۔ انگریزی زبان نیز دوسری غیر ملکی زبانوں میں دستیاب عام نوعیت کے اور ان کے ساتھ ساتھ مخصوص نوعیت کے حوالجاتی، نصابی اور تحقیقی ماخذ۔

۳۔ نادر کمیاب کتب و رسائل مثلاً مہدی دور طباعت کی کتابیں جنھیں انکونابولا کہتے ہیں، کسی کتاب کی پہلی اشاعت، مخطوطات، عمائدین ملک اور سیاسی شخصیتوں کے ذاتی کاغذات و خطوط، میوزیم میں رکھی جانے والی اشیاء، تاریخی اہمیت کے نقشہ جات۔

۴۔ انگریزی و غیر ملکی زبانوں میں دستیاب اخبارات و رسائل۔

۵۔ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی مطبوعات، دوسرے ملکوں کی سرکاری مطبوعات بین اقوامی اداروں مثلاً یونیسکو کی مطبوعات۔

۶۔ مخصوص نوعیت کا علمی مواد مثلاً تحقیقی مقالات، جائزے، تاریخی دستاویزات تراشے اخبار، سمعی و بصری آلات اور خوردبینی شکل میں دستیاب مواد وغیرہ۔

۷۔ مختلف النوع سامان و آلات مثلاً ریکارڈ، ٹیپ ریکارڈنگ، فلم، محفوظ آواز زبان سیکھنے کے آلات، ویڈیو ٹیپ، سمعی و بصری آلات فوٹو گرافی کا سامان، کمپیوٹر اور اس کی متعلقہ مشین۔

کتب خانہ کا تنظیمی ڈھانچہ

موجودہ صدی کے وسط تک یونیورسٹی کتب خانہ کا ڈھانچہ ایک مرکزی کتب خانہ کے اصول پر قائم تھا۔ یہ کتب خانہ یونیورسٹی کے ہر سطح کے طالب علم کی جملہ مضامین میں درکار علمی مواد کی ضرورت کو پورا کرتا تھا۔ طلبا کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی ضرورت کا علمی مواد بھی اسی کتب خانہ سے فراہم ہوتا تھا۔ مرکزی کتب خانہ میں موجود ذخیرہ کتب کے ساتھ ساتھ شعبہ جات میں بھی ذخیرے ہوتے تھے جو یونیورسٹی کے ہر اسکول اور کالج کو ان کی ضرورت کے مخصوص علمی مواد فراہم کرتے تھے۔

www.taemeernews.com

اب مندرجہ بالا تنظیمی ڈھانچہ کے علاوہ چند دوسرے نظام بھی وجود میں آچکے ہیں جب چند یونیورسٹیاں گریجویٹ سطح کے طالب علموں کے لیے ان کی بنیادی ضرورت کا علمی مواد اور اس کے مطالعہ کے لیے درکار مناسب سہولیات کا بندوبست ایک علیحدہ عمارت میں کرتی ہیں اس طرح کے نظام میں مرکزی حیثیت کے کتب خانہ کی ذمہ داری اعلیٰ درجات تحقیقی مقالہ تیار والے طلبا نیز یونیورسٹی کے اساتذہ کو درکار مواد کی فراہمی تک محدود ہوتی ہے چند یونیورسٹیوں میں گریجویٹ طالب علموں کے لیے کتب خانہ سہولیات مرکزی کتب خانہ کی عمارت ہی کی کسی مخصوص منزل میں ہوتی ہیں چند دوسری یونیورسٹیوں نے ایک اور طریقہ اپنایا ہے جس کے مطابق ذخیرۂ کتب ایک ہی عمارت میں ہوتا ہے لیکن مختلف درجوں کے قاری ان کا مطالعہ کے لیے مخصوص کیے گئے کمروں میں کرتے ہیں تنظیم کتب خانہ کا ایک اور ڈھانچہ وہ ہے جو ذخیرۂ کتب اور دوسرے سامان و آلات کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے کسی کتب خانہ میں فنی روایتی انداز کے سامان دوسرے شعبے کے زیر انتظام ہوتے ہیں۔ یہ دوسرے شعبے مطالعہ و تحقیق کے ضمن میں درکار جملہ خدمات اور طبع و غیر طبع شدہ علمی مواد فراہم کرتے ہیں غیر روایتی مواد کے یہ شعبے تحصیل علم کے جملہ وسائل کے بڑے شعبہ کا ایک حصہ ہو سکتے ہیں تحصیل علم کے جملہ وسائل فراہم کرنے والے شعبے میں غیر ملکی زبان سکھانے کے آلات و تجربہ گاہیں ٹیلی ویژن ریڈیو اسٹوڈیو سمعی و بصری تدریس کے شعبہ جات بھی شامل ہیں۔

خدمات و عملہ:۔ یونیورسٹی کتب خانہ تعلیمی برادری کی تعلیم و تدریس کی ضرورت کو مندرجہ ذیل خدمات فراہم کر کے پورا کرنے میں معاون ہوتا ہے۔

۱۔ طالب علم کو تحقیق و تلاش کے مزاج طریقہ کار اور امکانات سے واقف کرانا اور اس میں درکار وسائل اور مواقع فراہم کرنا۔

۲۔ طالب علم کو اس کے مضمون سے متعلق کتابیات سے روشناس کرانا اور اس کے استعمال کے طریقے بتانا۔

۳۔ اساتذہ کو ان کے موضوع پر دستیاب کتابیات سے واقف کرانا اور ان کے مخصوص میدان علم میں ہونے والی پیش رفت سے انھیں باخبر رکھنا۔

۴۔ کتابیات سازی کے اصول و ضوابط سمجھنے میں قارئین کی مدد کرنا۔

www.taemeernews.com

۵۔ اپنے طور پر انفرادی حیثیت سے مطالعہ کے لیے درکار علمی مواد اور ضروری سہولیات تک فوری دسترس فراہم کرنا اور ٹایپ ترجمہ عکسی نقل جیسی امدادی سہولیات فراہم کرنا۔

یونیورسٹی کتب خانہ اپنی مقامی علمی برادری اور دنیائے علم وادب کو زیادہ بہتر خدمات فراہم کرنے کی خاطر کتابیات سازی کے بہت سے ایسے کام کرتے ہیں جن میں دوسرے کتب خانوں سے اشتراک کا امکان ہو۔ ان میں درج ذیل قابل ذکر ہیں۔

۱۔ بین کتب خانہ مستعار کی سہولت سے
۲۔ ایک مرکزی مقام پر اشتراک باہمی کے اصول پر مبنی کیٹلاگ سازی
۳۔ کتابیات سازی اور رسائل میں شائع ہونے والے مضامین کی اشاریہ سازی۔
۴۔ لائبریری آف کانگرس میں موجود قومی مشترک کیٹلاگ کو مزید استحکام اور علاقائی نیز مقامی سطح پر موجود مشترک کیٹلاگ اور حوالجاتی مواد کے مراکز کو مزید استحکام۔
۵۔ حصول کتب و رسائل میں اختصاص کا بندوبست سے اور مخصوص مضامین یا موضوعات پر ذخیرہ کاری۔
۶۔ کم مانگ والے علمی مواد کے ذخیرہ کیلئے تحویل ذخیرہ مرکز قائم کرنا۔
۷۔ عکسی نقل تیار کرنے کے کام میں اشتراک عمل کے منصوبے سے

یونیورسٹی میں ہونے والی تعلیمی سرگرمیوں کی پیچیدگی اور ہمہ رنگی کے پیش نظر اس میں فراہم کی جانے والی کتاب خانہ سہولیات و خدمات کی نوعیت بھی بہت پیچیدہ ہوتی ہے اور اس لیے کتب خانہ کے ناظم اعلیٰ یا ڈائرکٹر کے لیے ضروری ہے کہ اپنے فرائض کی مناسبت کے اعتبار سے وہ صلاحیت اور لیاقت رکھتا ہو تاکہ وہ کتب خانہ کی خدمات اور سہولیات کے لیے اپنی مرتب کردہ تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس کی منظوری انتظامیہ سے حاصل کر سکے اور ان تجاویز کو اپنے ماتحت عملہ کو سمجھا سکے۔ ادارہ کی انتظامیہ کی منظوری کے بعد ہی وہ ان تجاویز کے لیے درکار مالی امداد بھی حاصل کر سکے گا اور دوسرے ضروری وسائل بھی حاصل کر سکے گا۔ اس کا انداز فکر یا اس کی منصوبہ بندی کسی ماہر مستری یا مہتمم عجائب گھر کی طرح نہ ہو کر ایک معلم یا ماہر تعلیم کے انداز کا ہوگا۔ دانشوری کیلئے اور تعلیم و تدریس کے تقاضے کیا ہیں۔ ایک ناظم کتب خانہ کو اس سے بخوبی واقف ہونا چاہیئے

www.taemeernews.com

اس کے اندر یونیورسٹی کے اغراض و مقاصد کو سمجھنے اور اس کی پالیسیوں کا ادراک کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیئے اس صلاحیت کے عدم وجود کی وجہ سے وہ کتب خانہ کی خدمات وسہولیات کو یونیورسٹی کے تدریسی مضامین کی نصابی ضرورت اور یونیورسٹی کے جملہ پروگراموں سے مربوط نہیں کر پائے گا۔ اس کے ماتحت کام کرنے والے عملہ میں علم کتاب خانہ داری کی سند رکھنے والے افراد کا ہونا ضروری ہے۔ ان افراد کی تعلیم علوم مروجہ میں ہونی چاہیئے اس کے ساتھ ہی انھیں کتب خانہ کے جس شعبہ کے ذمہ داری دی جائے اس سے متعلق مضمون میں اختصاص کا درجہ حاصل ہونا چاہیئے۔ یہ اختصاص کسی مضمون میں ہو سکتا ہے یا کسی غیر ملکی یا ملکی زبان میں ہو سکتا ہے۔ کسی مخصوص نوعیت کے آلہ یا مشین کے استعمال کا بھی ہو سکتا ہے یا قارئین کی مطالعہ کے سلسلے میں ان کی رہنمائی کی صلاحیت کی شکل میں بھی ہو سکتا ہے۔ کسی ٹکنالوجی کا ہو سکتا ہے یا تحقیقی مطالعہ میں رہنمائی کا ہو سکتا ہے۔

مسائل اور ضرورتیں:۔ یونیورسٹی کتب خانہ کے مسائل میں سے چند ایسے ہیں جن کی جڑیں یونیورسٹی سطح کے تعلیمی مسائل میں پیوست ہیں۔ طلبار کی عام تعداد میں روز افزوں اضافہ، گریجویٹ سطح پر طالب علموں کی تعداد میں اضافہ، تعلیم کے دائرہ میں توسیع، نت نئے مضامین کا وجود میں آنا، یونیورسٹی نصاب میں ان کی شمولیت اور ان کی تدریس کو کامیاب بنانے کے لیے کمیاب قیمتی اور بمشکل دستیاب علمی مواد کی ضرورت، انفرادی طور پر مطالعہ کی جانب بڑھتا ہوا رجحان، یونیورسٹیوں میں توسیعی پروگراموں کی بھرمار وغیرہ۔ ان تمام عوامل کی موجودگی میں کتب خانہ کو خدمات اور سہولیات فراہم کرنے کے لیے بڑے پیمانہ پر مالی وسائل کی ضرورت پڑتی ہے۔ عملہ میں اضافہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ علمی مواد کی تعداد میں اضافہ کی بدولت بڑے پیمانے پر سرمایہ کی ضرورت پڑتی ہے اور اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ یہ وسائل نہ صرف کافی ہوں بلکہ ان کے ملنے کے بارے میں کسی قسم کی غیر یقینی صورت نہ ہو۔

یونیورسٹیوں میں نئے علمی تحقیق کے منصوبے اور علوم و فنون کی جملہ شاخوں میں توسیع واضافہ کی بدولت کتب خانہ کے لیے درکار علمی مواد میں امکانی اضافہ دور بڑے اور خاص نوعیت کے مسائل کو جنم دیتے ہیں۔ یونیورسٹیوں میں جملہ مضامین میں تحقیق کا رجحان بتدریج اضافہ پذیر ہے۔ تحقیق و جستجو کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی بدولت ایسے علمی مواد کی ضرورت میں اضافہ

www.taemeernews.com

ہورہا ہے جو مضامین کے وسیع دائرہ پر محیط ہوں۔ کتاب، رسائل اور جائزہ رپورٹ کی شکل میں یہ مواد مختلف انداز اور زبان میں ہوتے ہیں۔ علمی مواد کی افراط نے اب اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ مغربی دنیا کی دانشوری اور موجودہ دور کے سماج کی ذمہ داریوں کا دائرہ علاقائی حیثیت کا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جغرافیائی، لسانی اور تہذیبی فاصلوں کے باوجود اب یہ دائرہ دنیا کی جملہ تہذیبی اور سماجی اکائیوں پر مشتمل ہے۔ کوئی ایک تعلیمی ادارہ اس دائرہ کی تہذیبی اور سماجی اکائیوں میں سے کسی ایک یا دو پر ہی علمی مواد اکٹھا کر سکتا ہے۔ آج کے دور میں موجود علمی مواد سے چند ایسے بھی ہیں جو اپنی عام افادیت کھو کر فرسودگی کے درجہ کو پہونچ چکے ہیں۔ اس کے باوجود کسی نہ کسی کتب خانہ کو انھیں محفوظ رکھنا ہوگا۔ یونیورسٹی کتب خانہ کے سامنے دستیاب مواد میں قابل استعمال مواد کا انتخاب اور ان تک آسان دسترس فراہم کرنے کے مسائل درپیش ہیں۔ یہ صورت حال جن مسائل کو جنم دیتی ہے۔ ان میں درج ذیل خصوصیت کے ساتھ قابلِ غور ہیں۔

I۔ زیادہ مانگ والے علمی مواد کی جگہ کی ضرورت میں اضافہ اور کم مانگ کے علمی مواد کو مناسب مقام پر محفوظ رکھنے کی ضرورت۔

II۔ علم کتاب خانہ داری کا سند یافتہ عملہ جو مروج مضامین کے پورے دائرہ سے کماحقہ واقف ہو تاکہ مواد کے لیے ضرورت مند اصحاب اور درکار مواد میں باہم تال میل پیدا کر سکے نیز قارئین کی ضرورت کے علمی مواد کی دوسرے کتب خانوں میں بھی نشاندہی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

III۔ حصول مواد اور قارئین کی ان تک دسترس کے کاموں میں اشتراک باہمی کی ضرورت کا احساس۔

مندرجہ بالا مسائل میں سے چند پر میساچوسٹ انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی میں نئے تجربات کئے جا رہے ہیں۔ خاص طور پر علمی مواد کے لیے ایک تحویل خانہ Storage کے قیام کا امکان اور علمی مواد تک آسان دسترس کے طریقے تحقیق کا موضوع بنے ہوئے ہیں۔ ترسیل معلومات کے مسائل پر بھی تجربے کئے جا رہے ہیں۔

"میساچوسٹ انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی میں فروغ پذیر نظریہ کے مطابق مستقبل کی یونیورسٹی میں کتب خانہ معلومات کی منتقلی کا مرکزی ذخیرہ ہوگا جس کی خدمات ساری علمی برادری

www.taemeernews.com

کو دستیاب ہونگی۔ مبتدی اور ماہر دونوں ہی اس کا استعمال نہ صرف مطلوبہ کتاب کی نشاندہی کے لیے کریں گے۔ بلکہ اس مرکز ذخیرہ کی بدولت ان کی دسترس جملہ دستیاب معلوماتی ذخیرہ تک ہو سکے گی۔ یہ دسترس انھیں لمسی ٹیلیفون Touch Tone Telephone لاسلکی ٹائپ رائٹر کے تحت حروف ٹیلی ویژن نما آدیزاں معلوماتی بورڈ اور عکسی نقل کی سہولیات کی بدولت دستیاب ہوں گی۔ اس نظام سے مستفید ہونے والے قارئین ایک دوسرے سے آپس میں اور کتب خانہ کے عملہ سے گھر بیٹھے گفتگو کر سکیں گے۔ اور جس برق رفتاری کے ساتھ ان کی کتابوں کے متون اور فائلوں میں موجود مواد تک دسترس ہے اسی تیزی کے ساتھ وہ تجربہ گاہ سے موصول تازہ ترین نتائج اور مبصرین کے خیالات بھی حاصل کر سکیں گے۔ یونیورسٹی کے احاطہ میں جس طرح آج جملہ ٹیلیفونی گفتگو یونیورسٹی ٹیلی فون ایکسچیج نظام کے تحت کنٹرول ہوتی ہے آنے والے دنوں میں اسی طرح معلوماتی مواد کے بہاؤ پر یونیورسٹی کے جز وقتی کمپیوٹر کے ذریعہ کنٹرول ہوگا۔ یونیورسٹی کے ترسیل معلومات کے نظام کو دور بیٹھے ہوئے قارئین اور یونیورسٹی میں دستیاب مواد دونوں سے فاصلہ جاتی نظام خدمات کی بدولت جوڑا جا سکے گا"[59]

یونیورسٹی کتب خانے برطانیہ میں:۔

برطانیہ میں مروجِ اعلا تعلیمی نظام کا ڈھانچہ دو متوازی خطوط پر ہے ایک جانب یونیورسٹی گرانٹس کمیٹی کے دائرہ میں آنے والی یونیورسٹیاں اور ان کے تحت چلنے والے کالج ہیں۔ دوسری جانب پالی ٹیکنک، تدریسی تربیت کے کالج (ایجوکیشن کالج) اور کالج برائے مزید تعلیم یا کالج فار فرد ایجوکیشن ہیں۔

ملک میں موجود یونیورسٹیاں تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف سماجی مذہبی اور تعلیمی ضرورتوں کے تحت قائم ہوئی ہیں۔ ان میں موجود کتب خانوں کا انتظامی ڈھانچہ۔ ان میں دستیاب علمی مواد اور ان کی خدمات کے دائرہ پر ان عوامل کا بہت اثر ہے جن کے تحت وہ قائم ہوئی ہیں۔ ایک سرے پر آکسفورڈ اور کیمبرج کے کتب خانے ہیں جن کا شمار ملک کے قدیم ترین کتب خانوں میں ہوتا ہے اور جو اپنی بیرونی یکسانیت کے باوجود ایک دوسرے سے بنیادی اختلاف رکھتے ہیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کا کتب خانہ غیر آزادانہ دسترس کے اصول پر کاربند ہے جبکہ کیمبرج یونیورسٹی کا کتب خانہ آزادانہ دسترس میں یقین رکھتا ہے۔ انیسویں صدی کے

www.taemeernews.com

آخری سالوں تک کیمبرج کا کتب خانہ میں لائبریرین کے علاوہ تین گریجویٹ لائبریرین اور ۲۰ اسسٹنٹ پر مشتمل تھا۔ ۱۸۹۱ میں لائبریرین کی انتظامی معاملات میں معاونت کے لیے ایک سکریٹری کا عہدہ قائم ہوا جو ۱۹۷۵ء میں ختم کر دیا گیا۔ اس کی جگہ ایک ڈپٹی لائبریرین اور ۴ سینئر انڈر لائبریرین مقرر ہوئے۔ اُن کے تحت اسسٹنٹ انڈر لائبریرین اسسٹنٹ لائبریری آفیسرز اور گریجویٹ زیر تربیت اسٹاف ہے۔ کتب خانہ کا اپنا نظام درجہ بندی ہے۔ کیٹلاگ سازی میں جا لیہ چند سالوں سے برٹش نیشنل ببلوگرافی کے کارڈ غیر آزادانہ دسترس کے شعبوں کی کتابوں کے لیے استعمال میں ہیں۔ کتب خانہ اب مارک ریکارڈ Marc کو اپنانے کی کوشش میں بھی مصروف ہے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کا کتب خانہ روایت پسندی کے اصول پر کاربند رہا ہے۔ ۱۹۶۶ء کی یونیورسٹی لائبریری کمیٹی کے تحت یونیورسٹی کے دائرہ میں آنے والے چند کتب خانوں کے انتظام کے لیے ایک یونیورسٹی لائبریریز بورڈ تشکیل ہوا ہے آکسفورڈ میں ڈپٹی لائبریرین کی آسامی پہلے سے موجود ہے۔ کتب خانہ درج ذیل پانچ شعبوں میں منقسم ہے۔

شعبہ مطبوعہ کتب

" مغربی مخطوطات

" مشرقی علوم

" سائنسی کتب

کیٹلاگ

قدامت کے نقطۂ نظر سے آکسفورڈ اور کیمبرج کے کتب خانوں کے بعد اسکاٹ لینڈ کے کتب خانے آتے ہیں۔ ان میں ایڈنبرا سینٹ انڈریوز اور گلاسکو کے کتب خانے شامل ہیں۔ انگلینڈ کے علاقہ میں لندن یونیورسٹی کا کتب خانہ سب سے اہم ہے۔ ۱۹۷۱ میں اس کتب خانے کے نظام کا جائزہ لینے کے بعد مشہور ماہر علم کتب خانہ داری ہم فریز نے یونیورسٹی کتب خانے کے درج ذیل فرائض متعین کیے۔

۱۔ یونیورسٹی کتب خانہ بنیادی طور پر ایک حوالہ کا کتب خانہ ہوگا۔ جہاں کتابیں مستعار ملنے کے بجائے ان میں سے مناسب نقلیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔

www.taemeernews.com

۲۔ کتابیں مستعار دینے کا کام ان علاقوں میں محدود ہو گا جہاں منسلک ادارے یونیورسٹی ڈگری کی سطح کی تعلیم دیتے ہیں۔

۳۔ جن مضامین کا احاطہ کرنے کے لیے اعلیٰ سطحی اداروں کے کتب خانے نہیں ہیں۔ ان کے لیے کتب خانے قائم کرے۔

۴۔ اپنے فرائض کی ادائیگی میں جہاں تک ممکن ہو غیر مقیم طلبار کی ضرورت کو پیش نظر رکھے۔

ملک کی صنعتی ترقی کی بدولت نئے شہر وجود میں آئے اور انہوں نے اپنی علمی حیثیت تسلیم کرانے کی غرض سے یونیورسٹیاں قائم کیں۔ یہ سلسلہ ۱۸۳۷ میں ڈرہم یونیورسٹی کے قیام سے شروع ہوا۔ اور ۱۹۰۲ء میں ناٹنگھم یونیورسٹی کے قیام کے ساتھ اختتام کو پہونچا۔ ملک میں موجود یونیورسٹیوں میں چند ایسی یونیورسٹیاں بھی ہیں جن کی ابتدار لندن یونیورسٹی کی سند کے لیے طلبار کو تیار کرانے والے کالجوں کی تھی۔ ان میں ایکسٹر۔ ریڈنگ اور ہل کے مقامات پر یونیورسٹیاں شامل ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد مقیم طلبار کے فلسفہ پر قائم ہونے والی یونیورسٹیوں میں سسکس، وارِوک ایسیکس اور اسٹرلنگ یونیورسٹی ہیں۔

برطانیہ کے یونیورسٹی کتب خانہ کی تاریخ میں موجود صدی کا چھٹا دہا نہایت اہم ہے۔ اسی دہے میں یونیورسٹی گرانٹس کمیٹی کی مقرر کردہ پیری کمیٹی کی سفارشات ملک کے سامنے آئیں تھے۔ پیری کمیٹی کی سفارشات نے یونیورسٹی کتب خانہ اسٹاف کو اپنا مناسب وقار حاصل کرنے میں بڑی مدد کی۔ کمیٹی نے نہایت واضح الفاظ میں کہا کہ یونیورسٹی کتب خانہ کے کسی پہلو پر غور کرنے کے لیے متعین کمیٹی میں یونیورسٹی لائبریرین کا شامل کیا جانا نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح کمیٹی نے یونیورسٹی کتب خانے کی ملازمت کے لیے کتب خانہ داری کی مخصوص تربیت کی ضرورت پر زور دیا۔ کمیٹی کی رائے میں۔ "یونیورسٹی کتب خانہ کی روز افزوں مختلف النوع ذمہ داریوں کے پیش نظر ان میں ایسے تربیت یافتہ افراد کا تقرر کیا جانا ضروری ہے جو مخصوص نوعیت کی استعداد رکھتے ہوں اور جو کتب خانے کے انتظام کو تعلیمی سرگرمیوں اور کتب خانہ کے ارکان کے مطابق متعین پالیسی سے ہم آہنگ کرسکیں۔"

www.taemeernews.com

حالیہ برسوں میں یونیورسٹی کتب خانہ میں دو خوشگوار رجحان پروان چڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پہلا کتب خانہ کے عملہ اور یونیورسٹی کے تعلیمی عملہ کے درمیان خوش آئند اشتراک کا رجحان ہے۔ اب یونیورسٹی لائبریرین یا اس کا نمائندہ فیکلٹی کمیٹی کا ممبر ہوتا ہے ورنہ اب تک لائبریرین صرف یونیورسٹی کورٹ کا ممبر ہوتا تھا۔ ایک دوسرا رجحان یونیورسٹی کتب خانہ میں مضمون سے متعلق ماہرین کے تقرر کا ہے ملک کے موجودہ معاشی بحران نے کتب خانوں میں یہ احساس شدت سے پیدا کرنا شروع کر دیا ہے کہ انھیں اپنے انتظام اور خدمات کی ادائیگی کے کاموں میں تنظیم کے سائنسی اصولوں کو اپنانا ہوگا۔ کتب خانہ میں موجود علمی مواد کے استعمال کا اب جائزہ لیا جانے لگا ہے۔ کتب خانے قارئین کی کتب خانہ سے استفادہ کی صلاحیت کو بہتر اور موثر بنانے کیلئے تربیت قارئین User Education کے خاکے مرتب کر رہے ہیں۔ شیفیلڈ یونیورسٹی نے ایک مرکز برائے تحقیق تربیت قارئین مطالعہ جات قائم کیا ہے۔ اس موضوع میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے برٹش لائبریری کے مالی تعاون سے ایک گشتی مختصر المدتی تجربہ Travelling Workshop Experiment تیار کیا گیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایک گشتی ٹیم مختلف کتب خانوں میں جاکر تربیت قارئین کے طریقوں کا مظاہرہ کرتی ہے۔ صرف ۷۷-۱۹۷۶ کے دوران اس ٹیم نے ملک میں ۳۲ مختصر المدتی کورس چلائے ہیں

تعداد کتب خانے اعتبار سے امریکہ کے مقابلے میں برطانیہ کے یونیورسٹی کتب خانے چھوٹے ہیں۔ ۷۲-۱۹۷۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق آکسفورڈ کیمبرج، مانچسٹر ایڈنبرا، اور لندن کو چھوڑ کر ملک کے بیشتر کتب خانوں میں کتابوں کی تعداد املین سے کم ہے۔ کتب خانہ کا اوسط خرچ یونیورسٹی بجٹ کا ۴ء۴ فیصد ہے۔ آکسفورڈ اور کیمبرج کے کتب خانوں میں فی طالب علم ۵۰۰ کتابوں کا اوسط ہے لیکن اسکاٹ لینڈ میں یہ اوسط ۱۴۵ ہے۔ جب کہ دوسری یونیورسٹیوں میں یہ اوسط ۸۰ اور ۱۲۵ کے درمیان ہے

پالی ٹیکنک اور کالج برائے تکنیکی و مزید تعلیم:-

یونیورسٹی کتب خانے اور ان سے منسلک کالجوں کے کتب خانوں کے علاوہ برطانیہ میں پالی ٹیکنیک، تعلیمی تربیت کے کالج اور کالج برائے

www.taemeernews.com

ٹیکنیکی و مزید تعلیم کے کتب خانے ہیں۔ لیکن ان میں دستیاب سہولتوں میں بہت نمایاں فرق ہے۔ پالی ٹیکنیک کے کتب خانے مقابلتاً بہتر ہیں۔ پالی ٹیکنیک کے کتب خانوں میں کتاب پر خرچ ہونے والی رقم اوسطاً ۸۶۰۰۰ پونڈ ہے۔ جبکہ اس دائرے کے دوسرے کتب خانوں میں یہ اوسط ۳۸۵۰ پونڈ ہے سنہ۔ عملہ کتب خانہ کے سلسلہ میں بھی پالی ٹیکنک کے کتب خانے زیادہ بہتر وسائل رکھتے ہیں۔

حواشی و حوالے

۱۔ جان ایس بروباخر اینڈ ولیس روڈی۔ ہائر ایجوکیشن اِن ٹرانزیشن۔ این امریکن ہسٹری، ۱۶۳۵ - ۱۹۵۶، نیویارک ۱۹۵۸، ص ۱۳۹

۲۔ بین کتب خانہ مستعار سہولیات کا مقصد یونیورسٹی طالب علم اساتذہ اور دوسرے محققین کو مخصوص نوعیت کے یا غیر دستیاب مواد کو فراہم کرنا ہے۔ دیکھئے جنرل انٹر لائبریری لون کوڈ ۱۹۵۲۔ کالج اینڈ ریسرچ لائبریری ج ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۲ ص ۳۵۰ - ۳۵۸

۳۔ ایڈون ای ولیمس۔ فارمنگٹن پلان ہینڈ بک، کیمبرج، میساچوسٹ ۱۹۵۳، ص ۳۰۲۔

۴۔ مثلاً لائبریری آف کانگریس مائکروفلم پراجیکٹ

۵۔ مڈل اسٹیٹس ایسوسی ایشن آف کالجز اینڈ سکنڈری اسکولس کمیشن آن انسٹی ٹیوشنز آف ہائر ایجوکیشن، ایولوایٹنگ دی لائبریری ... ص ۱

www.taemeernews.com

۶۔ انٹرکس، رپورٹ آف اے پلاننگ کانفرنس آن انفارمیشن ٹرانسفر ایکسپیریمنٹس ستمبر ۳، ۱۹۶۵ مرتبہ کارل ایف جے اور ہیگ۔ اینڈ آر جوائس ہرمان۔ کیمبرج میساچوسٹ ۱۹۶۵، ص ۱

۷۔ ہیریسن بریان۔ یونیورسٹی لائبریریزان برٹین۔ لندن۔ ۱۹۷۶ ص ۱۱۳

۸۔ گریٹ برٹین۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیٹی۔ کمیٹی آن لائبریریز۔ رپورٹ، لندن۔ ۱۹۷۶،

۹۔ ہیریسن بریان۔ ص ۳۲، ۳۳

۱۰۔ ایچ۔ ڈبلیو۔ وہاٹ لے۔ ایڈیٹر۔ برٹش لائبریرین شپ اینڈ انفارمیشن سائنس ۱۹۷۱۔ ۱۹۷۵۔ لندن۔ ص ۱۵۷

www.taemeernews.com

ہندستان۔ یونیورسٹی کتب خانے

دورِ جدید میں برطانوی حکومت نے اپنے قیامِ حکومت کے ابتدائی سالوں میں ملک میں اعلیٰ تعلیم کی ترویج کے لیے جو قدم اٹھائے اس میں اپنی قلمرو میں بسنے والوں کی تعلیم کے لیے بندوبست کا خیال کم اور یورپی حکام اور اہل کاروں کو ہندستان کے رسم و رواج سے واقف کرانے کا خیال زیادہ تھا۔ وارن ہیسٹنگز (۱۷۷۲-۱۷۸۵) کو عدالت اور دوسرے انتظامی امور کو سر انجام دینے کے لیے ایسے اشخاص کی ضرورت تھی جو ملک میں بسنے والوں کے مذہبی عقائد اور سماجی تصورات سے بخوبی واقف ہوں۔ اس سمت میں پہلا قدم ۱۷۸۱ میں کلکتہ مدرسہ کا قیام تھا[1] اس مدرسہ میں عربی اور فارسی کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا تھا۔ وارن ہیسٹنگز کے جانشین لارڈ کارنوالس (۱۷۸۶) نے انھیں خطوط پر بنارس میں ۱۷۹۲ میں سنسکرت مدرسہ کی بنیاد رکھی۔

یہ دونوں مدرسے اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں بہت کامیاب نہیں رہے ان کے ریکارڈ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ادارے بدانتظامی اور انتشار کا شکار رہے اور یہاں پر کام کرنے والوں کی حیثیت ایک معزز پنشن یافتہ افراد کی ہو کر رہ گئی تھی۔ ۱۸۰۰ میں لارڈ ولزلی (۱۷۹۸) نے کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج قائم کیا تھا[2] اس کالج کی روایت کلکتہ مدرسہ سے مختلف تھی۔ یہاں پر انگریزوں کو علوم مشرقیہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ کالج کے قیام کے ساتھ ساتھ وہاں پر ایک کتب خانہ بھی قائم کیا گیا۔ عوام کو کتب خانہ سے روشناس کرانے کی غرض سے کلکتہ گزٹ ۲۰ر نومبر ۱۸۰۰

www.taemeernews.com

کی اشاعت میں ایک اشتہار شائع کیا گیا۔ اس کتب خانہ کا ایک مقصد ملک میں عربی فارسی سنسکرت اور دوسری مقامی زبانوں میں دستیاب مخطوطات کا تحفظ بھی تھا۔ مخطوطات کا جو ذخیرہ یہاں جمع کیا گیا ان میں ٹیپو سلطان کے کتب خانہ سے حاصل مخطوطات کو مرکزی حیثیت حاصل تھی لیکن کچھ عرصہ بعد فورٹ ولیم کالج انتظامیہ کی سرد مہری کا شکار ہو گیا۔ اور کتب خانہ کی کتابیں ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانے کو دے دی گئیں۔

انگریزی تعلیم کی ابتدا ملک میں ۱۸۳۵ء سے ہوتی ہے جب گورنر جنرل ولیم بنٹنگ (۱۸۲۸ - ۱۸۳۵ء) نے ملک میں انگریزی تعلیم کی ضرورت پر میکالے کی پیش کی ہوئی تجویز کو منظور کیا۔ اسی تجویز کو سامنے رکھ کر چارلس ووڈ نے اپنا مراسلہ Despatch تیار کیا۔ اس مراسلہ میں ملک میں ابتدائی درجہ کی تعلیم سے شروع ہو کر یونیورسٹی کی سطح پر تعلیم مکمل کرنے کے نظام تعلیم کا خاکہ پیش کیا گیا تھا۔ اسی زمانہ میں لارڈ ڈلہوزی (۱۸۴۸ - ۱۸۵۶ء) نے ملک میں انگریزی تعلیم کی ضرورت اور اس کے نظام پر اپنا مراسلہ انگلینڈ بھیجا۔ اس مراسلہ کی منظوری کے نتیجہ میں ملک میں پہلی تین یونیورسٹیاں کلکتہ، بمبئی اور مدراس کے مقامات پر قائم ہوئیں۔ یہ یونیورسٹیاں لندن یونیورسٹی کے ڈھانچہ پر بنائی گئی تھیں اور صرف امتحان لینے کا کام کرتی تھیں۔ ان یونیورسٹیوں میں ابتدائی دور میں کتب خانہ کی ضرورت نہیں تھی۔ یہاں تو نصابی کتابیں پڑھا کر سرکاری مشینری کے لیے عملہ تیار کرنا تھا نہ کہ عوام کو تعلیم یافتہ بنانا۔ اس دور میں چند ایسے کالجوں کا پتہ چلتا ہے جو مشنری انتظام کے تحت تھے۔ اور جن میں کتب خانے موجود تھے۔

ملکی نظام تعلیم کا جائزہ لینے کی غرض سے ۱۸۸۲ء میں ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی صدارت میں ایک کمیشن مقرر ہوا تھا۔ کمیشن نے اپنی رپورٹ میں ایک عنوان "کالج لائبریریاں" کے نام سے قائم کیا ہے۔ اس عنوان کے تحت مختصراً کالج میں موجود چند کتب خانوں کا ذکر ہے۔ ان سے استفادہ کی نوعیت کا ذکر کرتے ہوئے کمیشن نے کہا "طلباء کا تمام تر مطالعہ انھیں کتابوں تک محدود رہے جن کا تعلق امتحان کے مضامین سے ہے"۔ کمیشن کو کالج میں کتب خانہ کی ضرورت کا پورا پورا

www.taemeernews.com

احساس تھا چنانچہ اپنی سفارشات میں کالج کے لیے مالی امداد کی ضرورت کے تحت اس نئے کتب خانہ کے لیے مالی امداد کی ضرورت کا بھی ذکر کیا۔ کمیشن نے ہائی اسکول کی سطح پر کتب خانہ کے قیام اور اس کے لیے مالی امداد کی ضرورت کا بھی ذکر کیا ہے۔ صوبہ کے مرکزی مقام پر عام کتب خانہ قائم کرنے کی بھی سفارش کی گئی ہے۔ تعلیمی اداروں میں کتب خانہ کی ضرورت کی جانب ملک میں پہلی بار توجہ دلائی گئی تھی۔

اس نظامِ تعلیم میں بی اے کی سطح تک کی تعلیم کا بندوبست الحاقی کالجوں میں کیا گیا تھا۔ ایم۔ اے کی سطح پر تعلیم کا انتظام چند سالوں بعد ہوا۔ چنانچہ کلکتہ یونیورسٹی کے تحت ایم اے کا امتحان پہلی بار ۱۸۶۰ یا ۱۸۶۱ میں منعقد ہوا۔ یونیورسٹی سطح پر کتب خانہ کی بنیاد بھی انیسویں صدی کے آخری ربع میں پڑی۔ کلکتہ یونیورسٹی لائبریری کی بنیاد ۱۸۶۹ میں پڑی جب بابو جے کشن مکرجی نے یونیورسٹی کو ۵۰۰۰ روپے کتابیں خریدنے کے لیے دیے۔

یونیورسٹی سطح کی تعلیم کا جائزہ لینے کے لیے بیسویں صدی کے شروع میں کمیشن مقرر ہوا جس نے اپنی رپورٹ ۱۹۰۲ء میں شائع کی۔ یونیورسٹی سطح پر موجود کتب خانوں کا ذکر کرتے ہوئے کمیشن نے لکھا:

> "موجودہ یونیورسٹی کتب خانوں کے بارے میں زیادہ کہنا بے کار ہے۔ مدراس کے کتب خانے لاپرواہی کا شکار ہیں۔ بمبئی کے کتب خانے میں علوم مشرقیہ پر کتابوں کا ذخیرہ اچھا ہے لیکن اس سے یونیورسٹی کے قارئین بہت کم استفادہ کرتے ہیں۔ اور طلباء اس سے بالکل استفادہ نہیں کرتے۔ کلکتہ میں ایک کتب خانہ ہے۔ اسے دوسرے کتب خانوں کو معاون کی حیثیت سے سہولیات فراہم کرنے کے لیے روپیہ بھی دیا گیا ہے لیکن اس کتب خانہ سے صرف یونیورسٹی کے رفقاء ہی استفادہ کرسکتے ہیں یا پھر وہ لوگ جنھیں یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ اجازت دے۔ الہ آباد یونیورسٹی کے پاس کوئی کتب خانہ نہیں اور لاہور کا کتب خانہ بڑا نہیں ہے۔"

ان کتب خانوں کو ملنے والی مالی امداد نہایت معمولی ہوتی تھی اور اس لیے ان کا اس وقت کے یورپ اور امریکہ کے تعلیمی اداروں سے مقابلہ کرنا فضول تھا۔ یہ کتب خانے

www.taemeernews.com

صاحب خیر اصحاب کی امداد کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ یونیورسٹیز کمیشن نے اپنی رپورٹ میں کتب خانہ میں حوالجاتی کتب کے اچھے ذخیرہ کی ضرورت پر بھی زور دیا تھا:

"اگر کسی کالج میں کتب خانہ [کا ذخیرہ] غیر مرتب یا ناکافی ہے تو وہاں کے طلبہ کے لیے آزادی کے ساتھ علمی مطالعہ کا کوئی موقع نہیں۔"

کمیشن کو اس بات کا شدید احساس تھا کہ ان کتب خانوں کے ذخیرہ اور خدمات کا ایک موزوں معیار ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ کمیشن کی رائے میں یونیورسٹی کو کسی کالج کا الحاق کرنے سے پہلے اس بات کی تصدیق کر لینی چاہیے کہ کالج میں کتب خانہ تک طلبا کی دسترس ہے یا نہیں۔ کالج میں طلبا کی زندگی کے نظام پر رائے زنی کرتے ہوئے کمیشن نے ایسے کتب خانہ کی ضرورت پر زور دیا جہاں کتابوں کے ساتھ ساتھ دارالمطالعہ ہو اور کانفرنس روم ہو۔ کتب خانہ کا قیام یونیورسٹی کی انتظامیہ کرے یا کالج کے ارباب حل و عقد یا کسی صاحب خیر کی اعانت ہی کیوں نہ قائم ہو۔ ہر حال میں یہاں آکر طالب علم اور استاد دونوں اپنے مخصوص مضامین کی کتابیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ ان طلبہ اور اساتذہ سے بھی رابطہ قائم کر سکیں گے جو ان کے مضامین سے رابطہ رکھنے والے دوسرے مضامین کو پڑھنے والے ہیں۔ ملک میں اعلیٰ تعلیم کے نظام کے سلسلے میں ۱۹۰۴ کا قانون اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس کے تحت یونیورسٹیوں کو اپنے عام قواعد و ضوابط مرتب کرانے والے اختیارات حاصل ہوئے۔ انھیں اختیارات میں میٹریکولیشن کے امتحان کی تیاری کرانے والے اسکولوں کو تسلیم کرنے کا اختیار بھی شامل تھا۔ اس کے تحت کلکتہ یونیورسٹی نے ۱۹۰۷ میں ایک ضابطہ مرتب کیا جس کے تحت وہی مدارس میٹریکولیشن کے امتحان کی تیاری کرانے کے مجاز تھے۔ جن کے پاس اپنے کتب خانے تھے۔ جہاں سے طلبا کو کتابیں مستعار دی جاتی تھیں۔

۱۹۱۷ء میں کلکتہ یونیورسٹی کمیشن یا سیڈلرشپ Sadler کمیشن مقرر ہوا۔ ہر چند کہ اس کمیشن کے دائرہ میں صرف کلکتہ یونیورسٹی کے نظام تعلیم کا جائزہ تھا لیکن کمیشن نے اپنی رپورٹ کے پس منظر کے طور پر یونیورسٹی تعلیم کا جو جائزہ پیش کیا وہ بڑی حد تک پورے ملک کے لیے درست تھا۔ کمیشن نے ثانوی سطح کی تعلیم کے موضوع پر بھی رائے دی ہے۔ اگرچہ اس ضمن میں اس نے اسکولوں میں کتب خانوں کی

www.taemeernews.com

ضرورت کا ذکر نہیں کیا ہے۔ کمیشن نے یونیورسٹی اور کالج کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کی غرض سے اعداد و شمار اور خیالات جمع کرنے کے لیے جو سوال نامہ مرتب کیا اس میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا طلباء اور اساتذہ کی ایک اچھے کتب خانہ تک دسترس اچھی تعلیم کی لازمی شرط ہے۔ کمیشن نے کالج کی سطح پر موجود کتب خانوں کی جانب سے لاپرواہی برتے جانے کے مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ چند کالجوں کو چھوڑ کر بیشتر کالج کمیشن کی رائے میں اچھے کتب خانے قائم کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ کمیشن نے ایک جگہ کہا ہے:[9]

"یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ طلباء کے لیے کتب خانہ میں کتابیں مہیا کرنا یونیورسٹی کی اہم علمی ذمہ داری ہے اور اگر اس نے طلباء کے مطالعہ کے واسطے کتابیں مہیا نہیں کیں تو اس اہم ذمہ داری کو نہیں ادا کیا۔"

مروجہ نظام تعلیم کی خرابیوں کا ذکر کرنے کے ضمن میں کمیشن نے کتب خانہ کی سہولیات کے ناکافی ہونے کا ذکر بھی کیا ہے اور اس بات پر بطور خاص زور دیا کہ اس نظام میں کتب خانہ کی اہمیت کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ کمیشن کی رائے میں معدودے چند کالجوں کو چھوڑ کر بیشتر میں کتب خانہ کی سہولیات غیر تسلی بخش ہیں۔ دوسرے ملکوں کے طالب علموں اور استادوں کے مقابلہ میں ہندوستان کے طلباء اور اساتذہ دونوں کتابیں خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہاں کتب خانہ کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ مزید یہ کہ عام کتب خانہ کی خدمات بھی ناکافی ہیں۔ کالج منتظمین کا کتب خانہ کی جانب جو رویہ ہوتا ہے۔ اس پر اظہار رائے کرتے ہوئے کمیشن نے لکھا ہے:[10]

"ہمیں اب یہ یقین ہو گیا ہے کہ چند کالجوں میں کتب خانے تعلیمی لازمہ کا ضروری عنصر نہیں تسلیم کیے جاتے ہیں۔ انھیں محض ایک روایتی شعبہ سمجھ کر برداشت کیا جاتا ہے۔"

کمیشن نے مزید تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ طلباء تو اپنی تعلیم کے سلسلہ میں پہلے ہی نصابی کتابوں کے مطالعہ کو کافی سمجھتے ہیں ایسے ماحول میں اگر منتظمین بھی کتب خانہ کی اہمیت کو نہیں پہچانتے تو طالب علم کے نزدیک اُن کی اہمیت اور گھٹ جاتی ہے۔ کمیشن نے طلباء اور اساتذہ کے لیے کتب خانہ سے استفادہ کیلئے تربیت کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ کمیشن

www.taemeernews.com

کے روبرو بہت سے لوگوں نے اظہار رائے کیا۔ اس ضمن میں سید نواب علی چودھری نے جو خیال پیش کیا وہ قابل ذکر ہے۔ [۱۱]

"ایسا کوئی قاعدہ نہیں جس کے تحت طلبار کو کتب خانہ کا استعمال کرنے پر مجبور کیا جائے۔ لائبریری کا استعمال کس طرح کرنا چاہیے اس کی تربیت کے واسطے کلاسیں نہیں ہوتیں۔ طلباء کو آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ وہ کتابیں بے مقصد اٹھا لیتے ہیں اور یہ نہیں غور کرتے ہیں کہ ان کو کس مقصد کے لیے پڑھ رہے ہیں۔"

سر پنجانن داس مکرجی نے اپنے بیان میں کہا کہ: [۱۲]

"صرف کتابوں تک دسترس کافی نہیں ہے جس طرح سائنس کے طالب کے لیے اپنے اوقات کا ایک حصہ لیبورٹری میں گزارنے کے لیے ٹائم ٹیبل میں گنجائش رکھی جاتی ہے اسی طرح آرٹ کے طالب علم کے لیے اپنے اوقات کا ایک حصہ کتب خانہ میں گزارنا لازمی ہونا چاہیے۔"

ملک میں پائی جانے والی سیاسی بے چینی پر غور کرنے کے لیے ۱۹۲۹ء میں سائمن کمیشن انگلستان سے ہندوستان آیا۔[۱۳] کمیشن نے اپنی ایک ذیلی کمیٹی تعلیمی معاملات کی چھان بین کے واسطے تشکیل کی۔ کمیٹی اپنے صدر کے نام پر ہرٹوگ کمیٹی کے نام سے معروف ہوئی۔ کمیٹی میں تعلیمی معاملات کا جائزہ لینے کے بعد ملک میں کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر کتب خانہ سہولیات کے ناکافی ہونے کا اعتراف کیا۔ اعلی تعلیم یونیورسٹی میں نہ ہو کر کالجوں میں ہونے سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں کمیٹی نے یونیورسٹیوں میں تحقیقی کام کی ہمت افزائی نہ ہونے کو بھی انھیں خرابیوں میں شامل کیا ہے۔ کتب خانہ سہولیات کے ناکافی ہونے کا اعتراف کرنے کے باوجود کمیٹی نے اس کی توسیع کے لیے کوئی جامع منصوبہ نہ بنا کر صرف اتنا کہنے پر اکتفا کیا کہ یونیورسٹی کتب خانے اہل خیر حضرات کی توجہ کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

تعلیم کے موضوع پر ووڈ اینڈ ایبٹ کمیٹی رپورٹ ۱۹۳۶-۳۷ میں شائع ہوئی۔ اس رپورٹ میں ثانوی تعلیم کی سطح پر مطالعہ کے لیے تربیت کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے اور اس کام کے لیے کتب خانہ میں اچھی کتابوں کا ذخیرہ فراہم کرنے پر زور دیا گیا ہے برطانوی دور حکومت کی تعلیم کے موضوع پر آخری رپورٹ سرجنٹ کمیٹی کی رپورٹ ہے۔ اس رپورٹ میں کتب خانہ کے مسئلہ پر کوئی اظہار خیال نہیں کیا گیا ہے۔

www.taemeernews.com

آزاد ہندوستان میں اعلیٰ سطحی تعلیم کا جائزہ لینے کے لیے سر رادھا کرشنن[۱۲] کی سرکردگی میں ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔ کمیٹی نے کتب خانہ کی ضرورت پر توجہ کی اور اپنی رپورٹ میں کتب خانہ کو یونیورسٹی میں ہونے والی جملہ سائنسی اور تعلیمی تحقیقات کی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیا۔ کتب خانہ سہولیات کے ناکافی ہونے کے سلسلے میں کمیشن نے درج ذیل امور کی جانب بطور خاص توجہ مبذول کرائی۔

i۔ بیشتر یونیورسٹیوں اور کالجوں میں کتب خانہ سہولیات ناکافی ہیں۔

ii۔ کتب خانہ کو ملنے والے مالی وسائل ان کی ضرورت کے لیے کافی نہیں ہیں۔

iii۔ کتب خانہ کے ذخیرہ تک قارئین کو آزادانہ دسترس کی سہولیات نہیں ہیں۔

کمیشن نے سہولیات کو بہتر بنانے کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے انڈر گریجویٹ سطح کے طلبا کے لیے کتب خانہ سے استفادہ کے لیے تربیت کی ضرورت، کتب خانہ کے اوقات میں توسیع اور کتب خانہ کے ذخیرہ تک آزادانہ دسترس کی ضرورت پر خصوصی زور دیا۔ کمیشن کے مطابق ایک قابل تقلید نمونہ کے نظام کتب خانہ میں مرکزی کتب خانہ اور یونیورسٹی میں موجود شعبہ جاتی کتب خانہ ایک دوسرے سے مربوط عنصر کی طرح ہوتے ہیں۔

بہتر سہولیات کے لیے اچھے عملہ کی ضرورت کی جانب توجہ دلاتے ہوئے کمیشن نے کہا کتب خانہ کے سربراہ کا عہدہ یونیورسٹی پروفیسر کے مساوی ہونا چاہیئے۔ کمیشن کے نزدیک طلبا کے اندر کتابوں کی اہمیت کا احساس پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ کلاس روم میں جو تعلیم حاصل ہوتی ہے اس میں پختگی پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ طالب علم کتب خانہ میں موجود علمی مواد سے استفادہ کریں۔ یہ مقصد اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب کتب خانہ میں طلبا کی ضرورت کو پورا کرنے والی کتابیں ہوں گی۔ حصول کتب کے لیے کمیشن نے درکار مالیات کا ایک معیار وضع کیا جس کے مطابق یہ رقم یونیورسٹی کے کل اخراجات کا ۶½ فیصد ہونی چاہیئے۔ کمیشن نے ایک متبادل معیار بھی وضع کیا جس کے مطابق یونیورسٹی کو کتب خانہ پر فی طالب علم ۴۰ روپے حصول کتب کی مد میں جمع کرنا چاہیئے۔ کمیشن نے آزادانہ دسترس کے اصول کو اپنانے پر بہت زور دیا۔

موجودہ صدی کے وسطی دور میں ملک کی چند بڑی بڑی یونیورسٹیوں کو چھوڑ کر بیشتر

www.taemeernews.com

یونیورسٹیوں میں کتب خانہ کی حالت اچھی نہیں تھی۔ نئی کتابوں کا فقدان تھا اور کتب خانہ سے پرانی اور فرسودہ کتابوں کو خارج کرنے کی کوئی پالیسی نہیں تھی۔ ۱۹۵۶ء میں ملک میں یونیورسٹیوں کے عام انتظام اور توسیع کے کاموں کو ایک مربوط انداز سے انجام دینے کے لیے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن قائم کیا گیا۔ کمیشن کے پہلے چیرمین سر چنتامنی دیشمکھ ایک تجربہ کار منتظم ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ علمی ذوق کے مالک تھے۔ ان کی ذاتی دلچسپی کے نتیجہ میں یونیورسٹی کتب خانوں کی صورت حال میں نمایاں بہتری پیدا ہوئی۔ اس سلسلے میں جو اقدام اٹھائے گئے ان میں سب سے پہلا قدم لائبریری کمیٹی کا قیام ہے ۵۷ء۔ کمیٹی کے صدر مشہور ماہر علم کتب خانہ داری ڈاکٹر ایس آر رنگناتھن S. R. Ranganathan تھے۔ کمیٹی نے ملک کے کتب خانوں کا جائزہ لینے کے بعد اپنی سفارشات مرتب کیں۔ اسی زمانہ میں ڈاکٹر رنگاناتھن کے مشورہ پر یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے ایک کل ہند سیمینار "ناشر سے قاری تک: یونیورسٹی اور کالج کے کتب خانوں کے کام کا تسلسل" منعقد کیا۔ اس سیمینار میں ملک کے بیشتر یونیورسٹیوں کے لائبریرین شریک ہوئے اور کتب خانہ خدمات کے مختلف پہلوؤں پر اپنے خیالات پیش کیے۔ سیمینار کی روئیداد اور کمیٹی کی سفارشات یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی جانب سے یکجا شائع ہوئیں۔ کمیٹی نے اپنی سفارشات میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن سے ملنے والی مالی مدد کے تعین کے سلسلے میں ۱۵ روپیہ فی طالب علم اور ۲۰۰ روپیہ فی استاذ کا معیار پیش کیا اور کہا کہ گرانٹ کی شکل میں ملی رقم کو خرچ کرنے کے لیے کتب خانہ کو ۱۸ ماہ کی مدت ملنی چاہیے۔ رقم کا دو تہائی حصہ اس رقم سے کتابیں خریدنے اور ان کی مضمون وار درجہ بندی نیز کیٹلاگ سازی کا کرنے کے لیے درکار مزید عملہ کے تقرر کے لیے خرچ کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ یونیورسٹی میں کسی بھی پوسٹ گریجویٹ کورس کو شروع کرنے کی اجازت دینے کے ساتھ ساتھ کتابیں خریدنے کے لیے مزید رقمی امداد فراہم کی جانی چاہیے۔ کتابوں کی مد پر جو رقم خرچ کی جاتی ہے اسے مالی سال کے اختتام پر سوخت کر لینے کے بجائے دوسرے مالی سال میں خرچ کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔

علمی مواد کے بھرپور استعمال کو فروغ دینے کے لیے کمیٹی نے کتب خانوں کے درمیان اشتراک کی ضرورت پر زور دیا اور اس سلسلہ میں ایک ہی علاقہ میں موجود کتب خانوں کے درمیان فراہمی مواد کے لیے اشتراک، بین کتب خانہ مستعار کتب کی سہولت، ایک

www.taemeernews.com

کتب خانہ میں کسی مخصوص موضوع پر امکانی حد تک مکمل مواد کے حصول کی ضرورت، اور اشتراک کے عمل سے خاطر خواہ افادہ حاصل کرنے کے لیے ذخیرۂ رسائل اور بیرون ہند شائع ہونے والی کتابوں کا مشترکہ کیٹلاگ تیار کرنے کی ضرورت پر کمیٹی نے خصوصی توجہ کی اور اس کام کے لیے درکار مناسب مالی امداد کی ضرورت پر زور دیا۔

کمیٹی نے کتب خانہ میں کتابوں کی خریداری کے طریق کار، ملک میں اعلیٰ معیار کی کتابوں کی دستیابی کی مشکلات اور بیرونی ملک شائع کتابوں کے سستے ہندوستانی ایڈیشن کی طباعت کی بھی سفارش کی۔ طلبا میں شوق مطالعہ کو پروان چڑھانے کے لیے کمیٹی نے اسٹڈی سرکل کے قیام اور حوالہ جاتی خدمات انجام دینے کے لیے زیادہ عملہ کے تقرر کی سفارش کی۔

کتب خانہ کے رسائل کی تعلیمی ضرورت سے مطابقت بنائے رکھنے کی خاطر کمیٹی نے ہر پانچ سال بعد ایک سستی مقبولیت رکھنے والی عارضی نصابی ضرورت کی کتابوں کو رجسٹر سے خارج کرنے کی سفارش کی۔ اور یہ بھی کہا کہ آزادانہ دسترس کی سہولیات کے پیش نظر ہر سال دو کتاب فی ہزار اجرائے کتب کی شرح سے گمشدہ کتابوں کو رجسٹر داخلہ سے خارج کر دینا چاہیئے۔

تحقیقی مطالعہ کے واسطے حوالہ جاتی خدمات یا ڈاکومینٹیشن خدمات کی اہمیت پر کمیٹی نے خاص زور دیا۔ اور اس سلسلہ میں انسڈاک سے ملنے والی خدمات کے ساتھ ساتھ ہر کتب خانہ کو مقامی ضرورت کے لیے ڈاکومینٹیشن خدمات شروع کرنے اور اسے توسیع دینے کی سفارش کی۔ اس ضمن میں کمیٹی نے ملک کو پانچ زون میں تقسیم کر کے ہر زون میں ایک کتب خانہ کو پورے علاقہ کی عکسی نقل فراہم کرنے کی ذمہ داری دیے جانے کی سفارش کی۔

کمیٹی نے شعبہ جاتی ذخیرۂ کتب خانہ میں عملہ کی ضرورت کا تخمینہ لگانے کے واسطے معیار اور [illegible] کتب خانہ کا عملہ کتب خانہ داری کے لیے تربیت کی ضرورت اور انداز کتب خانہ عمارت، کتب خانہ فرنیچر وغیرہ موضوعات پر بھی اپنی سفارشات پیش کیں۔ کمیٹی کی جملہ سفارشات میں انقلابی نوعیت کی سفارش کتب خانہ کے پیشہ ور عملہ کو تدریسی عملہ کے مساوی تسلیم کیے جانے کی تجویز تھی۔ اس سے قبل یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن نے صرف یونیورسٹی لائبریرین کے عہدہ کو یونیورسٹی پروفیسر کے مساوی تسلیم کرنے کی سفارش کی تھی۔

www.taemeernews.com

ممالک متحدہ امریکہ سے ہندوستان کو پی۔ ایل ۴۸۰ کے تحت گیہوں خریدنے کے واسطے جو رقم بطور قرض دی گئی تھی اس پر واجب الادا سود کی رقم کا ۵۰۰۰۰۰ ڈالر ممالک متحدہ امریکہ کی حکومت نے ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم کے فروغ کے سلسلے میں کتابیں سائنسی سامان و آلات خریدنے نیز ہندوستانی ماہرین اور امریکی ماہرین تعلیم کے تبادلہ پر اخراجات کے لیے وقف کر دیا۔ اس امداد نے ہندوستان کے یونیورسٹی کتب خانوں کو اپنے وسائل علمی کو بہتر بنانے میں نیز اپنے عملہ کو بیرون ہند کتب خانوں کی کارکردگی کو وہاں جاکر دیکھنے کے لیے بھیجنے میں بڑی مدد کی۔ گیہوں خریدنے کے لیے دیئے گئے اس قرض کے طفیل میں ملک کے کتب خانوں نے جو فیض حاصل کیا اس کا جائزہ ایل جے کپ اور سیسلیا آر کپ (L. J. Kipp) Cecilia R. Kipp نے لیا اور اپنے جائزے کے نتائج کو ۱۹۶۱ میں شائع کیا۔[۱۱] اس اسکیم کے تحت ملک کے ۵۲ تحقیقاتی نوعیت کے اداروں کے کتب خانے اور ۴۶ یونیورسٹی کتب خانے فیض یاب ہوئے اور انھیں ۴۰۰۰۰۰ ڈالر کی رقم کتابیں خریدنے کے لیے مہیا کی گئی۔ اس امداد کے تحت کتب خانوں کے علمی وسائل کی توسیع درج ذیل ہے۔

یونیورسٹی کتب خانے	ذخیرہ کتب میں توسیع (٪)
۱۰	۲۵٪
۱۴	۱۵٪ تا ۲۴٪
۷	۵٪ تا ۱۴٪

اس کے علاوہ راجستھان یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی اور کیرالا یونیورسٹی کو اس امداد کی بدولت اودے پور، لدھیانہ اور مدورا میں اپنے توسیعی مراکز قائم کرنے کی سہولت ملی۔ اس کے علاوہ ملک کے مختلف کتب خانوں سے ۲۳ لائبریرین مغربی ممالک کے کتب خانوں کی سیاحت کے لیے بھیجے گئے۔ اسی امداد کے تحت ملک کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کے کتب خانہ کے مسائل پر گفتگو کے لیے ملک کے مختلف حصوں میں ۴ ورکشاپ منعقد ہوئیں۔ ورکشاپ میں جو تجاویز منظور ہوئیں انھیں دو شقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

(A) وہ تجاویز جن پر بغیر کسی تاخیر کے عمل کیا جاسکتا ہے

(B) " " " کچھ تاخیر سے عمل کیا جاسکتا ہے۔

www.taemeernews.com

اولذکر تجاویز درج ذیل ہیں

۱۔ ذخیرہ رسائل کے مشترک کیٹلاگ کو قومی سطح پر تیار کرنے کی ضرورت۔

۲۔ کتب خانہ سے استفادہ کے لیے قارئین کو تربیت دینے کی ضرورت۔ اور اس سلسلہ میں تربیتی کورس ترتیب دینے اور رہنمائی کرنے والے کتابچے تیار کرنے کی ضرورت۔

۳۔ کتب خانہ کے کاموں کو ایک انتظامی ڈھانچے کے تحت ترتیب دینا تاکہ خدمات کو بہتر بنایا جا سکے۔

۴۔ علمی مواد کے حصول کی پالیسی میں اشتراک باہمی کے اصول پر عمل کی ضرورت۔

۵۔ کتب خانہ کی عمارت کے لیے منصوبہ بندی میں ناظم کتب خانہ کی شمولیت کی ضرورت۔

۶۔ کتب خانہ میں سرکاری رپورٹ اور دوسرے دستاویزی مواد کے حصول کی ضرورت۔

۷۔ ملک میں انجمن کارکنان کتب خانہ کو فروغ دینے کی ضرورت۔

ملک کے یونیورسٹی کتب خانوں کے مسائل پر غور کرنے کے سلسلے میں کارل وہائٹ رپورٹ Carl White Report کا تذکرہ بے موزوں نہ ہوگا۔ کارل وہائٹ فورڈ فاؤنڈیشن کے مشیر برائے کتب خانہ تھے۔ فورڈ فاؤنڈیشن نے انھیں دہلی یونیورسٹی کے کتب خانہ کا جائزہ لے کر ایک رپورٹ تیار کرنے کے لیے ہندوستان مدعو کیا تھا۔ کارل وہائٹ کے سامنے اگرچہ صرف دہلی یونیورسٹی کے مسائل کا جائزہ لینا اور ان کا ممکن حل پیش کرنا تھا لیکن جو رپورٹ انھوں نے تیار کی وہ یونیورسٹی لائبریری کے فرائض، معیار خدمات کتب خانہ کے انتظامی ڈھانچہ، شعبہ جاتی کتب خانہ وغیرہ جملہ پہلوؤں پر اس انداز سے روشنی ڈالتی ہے کہ ملک کے بیشتر کتب خانے اس میں اپنے مسائل اور ان کے حل کی جھلک پاتے ہیں مثلاً کسی مضمون میں تحقیق کا کام شروع کرتے کے منصوبہ کا خاکہ تیار کرتے وقت کتب خانہ سے ملنے والی امداد کو نظر انداز کر دینے کا رجحان یا بجٹ میں حوالجاتی کتب کے خریدنے کے لیے مناسب گنجائش نہ فراہم کرنا۔ یونیورسٹی کتب خانے میں بنیادی نوعیت کے ماخذ اور کتابیات کے حصول کے لیے سرگرم پالیسی اپنانے کی ضرورت۔ اعلیٰ سطح کے حوالجاتی خدمات مہیا کرنے

www.taemeernews.com

کے لیے اعلیٰ تعلیمی صلاحیت کے عملہ کے تقرر کی ضرورت وغیرہ۔

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے ۱۹۷۸ء میں ملک کے یونیورسٹی کتب خانوں کو پہلے پانچ سالہ پلان اور چوتھے پانچ سالہ پلان کے تحت دی گئی امداد کا ایک تجزیہ شائع کیا۔ اس تجزیہ کے مطابق مذکورہ بالا مدت کے دوران یونیورسٹی کتب خانوں کو دی گئی امداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ کتب خانہ کی عمارت تعمیر کرنے یا پرانی عمارت کی تکمیل کے لیے دی گئی رقم ۲،۸۶،۳۹،۷۸۹ روپے

۲۔ کتب و رسائل کی خریداری کے لیے دی گئی رقم ۴،۱۱،۵۳،۵۸۳ ،،

عام نوعیت کے تعلیمی مواد کی فراہمی کے لیے دی گئی رقم ۱،۶۸،۰۰۰ ،،

اس کے علاوہ نصابی کتابوں کا ذخیرہ بہتر بنانے کی غرض سے کمیشن نے آرٹ سائنس اور کامرس کے مضامین کے لیے کالجوں کو دس ہزار سے لے کر پندرہ ہزار روپے تک کی رقمی امداد دی۔ ایجوکیشن کمیشن نے یونیورسٹی کتب خانوں کو کتابوں کے لیے رقم کے تعین کا جو معیار متعین کیا تھا۔ اس کے مطابق صرف چوتھے پلان کے دوران کتب خانوں کو ۳۶.۲۵ کروڑ کی رقم دی جانی چاہیئے تھی۔ جبکہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کل ۴.۴۹ کروڑ کی رقم فراہم کر سکی۔

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی جانب سے فراہم کیے گئے اعداد و شمار کے مطابق موجودہ صدی کے چھٹے دہے میں ایک اوسط درجہ کے یونیورسٹی کتب خانہ میں کتابوں کی تعداد ایک لاکھ تھی اور ۷۵۰ رسائل منگوائے جا رہے تھے۔ کتب خانہ میں اضافہ کتب کا سالانہ اوسط ۷۵۰۰ کتابیں تھا۔ ۱۹۷۱ میں کتابوں کا اوسط بڑھ کر ۱،۵۰،۰۰۰ تک پہنچ چکا تھا۔ رسائل اب ۷۵۰ کے مقابلہ میں ۱۰۰۰ ہو چکے تھے اور سالانہ اضافہ کا اوسط ۱۰،۰۰۰ جلدیں تھا۔ ملک کے یونیورسٹی کتب خانوں میں ذخیرہ کتب کی صورت حال درج ذیل جدول سے ظاہر ہوتی ہے۔

ذخیرہ کتب و رسائل ۷۳-۱۹۷۲ء

یونیورسٹی کتب خانے	ذخیرہ کتب و رسائل
۱۹	۲،۰۰،۰۰۰ سے زیادہ ۵،۰۰،۰۰۰ سے کم

۲۶	۱۰۰،۰۰۰	تا	۲۰۰،۰۰۰
۱۸	۵۰،۰۰۰	تا	۱۰۰،۰۰۰
۲۳	۵۰،۰۰۰	سے کم	
۳	کتب خانہ سہولیات دستیاب نہیں ہیں۔		
۲	تفصیل دستیاب نہیں۔		

ذخیرہ کتب و رسائل ۷۸-۱۹۷۷

۳	۵۰۰،۰۰۰	سے زاید	
۲۱	۲۰۰،۰۰۰	تا	۵۰۰،۰۰۰
۳۱	۱۰۰،۰۰۰	تا	۲۰۰،۰۰۰
۵۷	۱۰۰،۰۰۰	سے کم	

مندرجہ بالا جائزہ سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ اعلیٰ تعلیمی اداروں اور یونیورسٹی کتب خانوں کی صورت حال ذخیرہ کتب و رسائل کے لحاظ سے بہت تسلی بخش نہیں ہے اس کی ایک بڑی وجہ ان کتب خانوں کے پاس مالی وسائل کی کمی ہے۔ ایجوکیشن کمیشن[19] (۱۹۶۴) نے اپنی سفارشات میں کہا تھا کہ یونیورسٹی مالیات کا ۵،۶٪ سے ۱۰٪ حصہ کتب خانوں پر خرچ کیا جانا چاہیے۔ ایجوکیشن کمیشن نے جو اعداد و شمار حاصل کیے تھے وہ صرف ۴۳ یونیورسٹیوں کے تھے ان میں سے صرف چار یونیورسٹیاں ایسی تھیں جو اپنے مالیات کا ۵٪ سے زاید حصہ کتب خانوں پر خرچ کر رہی تھیں۔ ۳۴ یونیورسٹیاں صرف ۱ تا ۵ فیصد کے درمیان رقم خرچ کر رہی تھیں اور ۵ یونیورسٹیاں ایسی تھیں جو اپنے مالیات کا ۱ فیصد سے بھی کم حصہ کتب خانہ پر خرچ کر رہی تھیں۔ ایجوکیشن کمیشن نے اعداد و شمار ۶۶-۱۹۶۴ کے لیے پیش کیے تھے۔ جناب ایس این سری واستو اور ایس سی درما نے یونیورسٹی کتب خانوں کے اپنے حالیہ جائزہ میں بتایا ہے کہ[20]۔ ان کے سوالنامے کا جواب دینے والی ۳۲ یونیورسٹیوں میں سے صرف ۶ یونیورسٹیاں اپنے مالیات کا ۶½ فیصد یا اس سے زاید حصہ کتب خانہ پر خرچ کر رہی تھیں۔ ۳ یونیورسٹیوں میں یہ رقم ۵ فیصد یا اس سے کچھ زاید تھی۔ ۱۰ یونیورسٹیوں میں یہ رقم ۳ فیصد اور ۵ فیصد کے درمیان تھی جبکہ ۱۰ دوسری یونیورسٹیوں میں خرچ کا اوسط ۱ فیصد اور ۳ فیصد کے درمیان تھا۔ ۱۹۷۷ء میں یونیورسٹی کتب خانوں

www.taemeernews.com

کے مالیات کی صورت حال درج ذیل تھی۔

تعداد کتب خانہ	مالیات
۱۶	۱۰ تا ۲۰ لاکھ روپے سالانہ
۱۲	۸ تا ۱۰ " " "
۴	۶ تا ۸ " " "
۱۹	۶ لاکھ سے کم
۲۴	۴ " "
۱۵	۲ " "

کلکتہ یونیورسٹی کتب خانہ (۲)

ملک میں یونیورسٹی کتب خانہ کے ارتقار کی منزلوں سے پورے طور پر واقف ہونے کے لیے مناسب ہوگا کہ ہم ملک میں سب سے پہلے قائم ہونے والی تین یونیورسٹیوں میں سے کسی ایک کی تاریخ پر اجمالی نگاہ ڈال لیں۔ ملک کی تین یونیورسٹیوں میں سے کلکتہ یونیورسٹی کا کتب خانہ ۱۸۷۰ اور ۱۸۷۵ کے درمیان کسی سال قائم ہوا۔ یونیورسٹی کی ۱۸۷۳ء میں اپنی عمارت تعمیر ہونے سے پہلے بابو جے کشن مکرجی نے یونیورسٹی کو کتابیں خریدنے کیلیے ۱۸۶۹ء میں پانچ ہزار روپے کی رقم کا عطیہ دیا۔ ایک اور صاحب خیر بابو امیش چندر نے اسی سال اپنے ذاتی ذخیرے کتب کو یونیورسٹی کتب خانہ کو دیے دیئے جانے کی وصیت کی ۷۶۔ ۱۸۷۵ میں کتب خانہ میں موجود کتابوں کا ایک کیٹلاگ شائع ہوا۔ اسی سال پہلی بار کتب خانہ سے استفادہ کے قواعد مرتب کیے گئے۔ ان میں درج ذیل خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔

- کتب خانہ کا انتظام ایک کمیٹی کے ذریعہ ہوگا جس کے ممبران میں سے کم از کم ۵ ممبر مقیم رفقار ہوں گے۔ ان کا تقرر سنڈیکیٹ کے توسط سے ہوگا۔ رجسٹرار اس کمیٹی کا ناظم اور یونیورسٹی کا لائبریرین ہوگا۔ کتب خانہ سے استفادہ کا حق مقیم رفقار تک محدود ہوگا۔ کلکتہ کے دوسرے لوگوں کو ان کے تحقیقی کاموں میں سہولت کے لیے مطالعہ کی اجازت لائبریری کمیٹی کی سفارش پر دی جائے گی مقیم رفقار بیک وقت دس کتابیں مستعار لے سکتے ہیں۔

www.taemeernews.com

کتب خانہ میں بتدریج اضافہ کی بدولت ۹۸-۱۸۹۷ء میں کیٹیلاگ کو دوبارہ شائع کرنا پڑا۔ ۱۹۰۲ء میں بابو ستیہ چندر ڈے کا تقرر معاون کتب خانہ کی آسامی پر ہوا اور اس تقرر کے لیے انھیں ۱۰۰۰ روپیہ کی رقم بطور زرِ ضمانت جمع کرنی پڑی۔

۱۹۰۶ میں سر آشوتوش مکرجی یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے اور یونیورسٹی اپنی توسیع کے نئے دور میں داخل ہوئی کتب خانہ کی توسیع کے لیے دو کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ کتب خانہ جنرل کمیٹی اور کتب خانہ ایگزیکٹو کمیٹی — پہلی کمیٹی میں وائس چانسلر، رجسٹرار کے علاوہ سینیٹ کے ۱۲ ممبران شامل تھے۔ اور اس کمیٹی کے دائرہ کار میں کتب خانہ کے قواعد و ضوابط مرتب کرنے کا کام تھا۔ کتب خانہ کے تکنیکی کام اور فراہمی کتب کی نگرانی کی ذمہ داری دوسری کمیٹی پر تھی۔ اس کے ممبران میں وائس چانسلر، رجسٹرار اور اولڈ کر کمیٹی کے تین ممبر تھے۔ مقیم رفقاء کے علاوہ اساتذہ اور طلباء کو کتب خانہ سے استفادہ کی اجازت پہلی بار ۱۹۰۷ء میں دی گئی۔

کتب خانہ کی علیحدہ عمارت کی تعمیر کے لیے مہاراجہ دربھنگہ نے ۱۹۰۷ میں دو لاکھ کی رقم کا عطیہ دیا۔ اس کے برعکس بمبئی یونیورسٹی کے کتب خانہ کی عمارت کی تعمیر ۱۸۷۸ میں ہو چکی تھی۔ کلکتہ یونیورسٹی کے کتب خانہ کو مشہور جرمن ماہر علوم مشرقیہ آر پشل R Pischel کا کتب خانہ مل گیا جس میں سنسکرت، پالی اور مذہب کے تقابلی مطالعہ کے موضوع پر گزشتہ چالیس سال میں مغربی ممالک میں شائع ہونے والی کتابیں تھیں۔ کتب خانہ کی عمارت ۱۹۱۲ میں مکمل ہوئی اور لے ایک لاکھ روپے کی خطیر رقم فرنیچر کی خریداری کے واسطے دی گئی۔

یونیورسٹی میں پوسٹ گریجویٹ کلاسیں ۱۹۱۳ میں شروع ہوئیں اور اسی کے ساتھ اس سے استفادہ میں اضافہ ہوا۔

کتب خانہ میں لائبریرین کی آسامی پر پہلی بار تقرر ۱۹۱۷ میں لبنت بہاری چندر کا ہوا۔ اب کتب خانہ کی عمارت میں جگہ کی کمی کا احساس شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ سینیٹ ہاؤس کی عمارت میں توسیع کی گئی اور ۳۶-۱۹۳۵ میں کتب خانہ اپنی دوسری عمارت میں منتقل ہو گیا۔ یہاں ۱½ لاکھ کتابوں کے لیے گنجائش رکھی گئی تھی۔ اس وقت تک کتب خانہ میں ایک لاکھ کتابیں تھیں۔ جو بڑی آسانی سے نئی عمارت میں سما گئیں۔ یہاں

www.taemeernews.com

۳۰۰ طلبار کے بیٹھنے کے لیے گنجائش تھی.

کتب خانہ میں علم کتب خانہ داری کی تربیت حاصل کیا ہوا عملہ ۱۹۳۵ء میں آیا. اسی سال بی. این بنرجی اور پربل کمار بوس کا تقرر ہوا۔ ۱۹۳۷ء میں ڈاکٹر نہار رنجن رے بحیثیت یونیورسٹی لائبریرین شریک عملہ ہوئے. ڈاکٹر رے نے لندن میں لائبریری سائنس کی تربیت حاصل کی تھی.

کتب خانہ کے انتظام کے لیے قائم دو کمیٹیوں کو ۱۹۵۱ کے کلکتہ یونیورسٹی ایکٹ کے تحت ایک کمیٹی بنا دیا گیا. یہ کمیٹی تین سال کے لیے تشکیل کی جاتی ہے. یونیورسٹی کتب خانہ کو پہلے سے چوتھے پانچسالہ پلان کے تحت درج ذیل رقمی امداد یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی جانب سے دی گئی ہے

رقم برائے کتب ورسائل	۲۴,۶۰,۴۶۲
رقم برائے تعمیر عمارت کتب خانہ	۲۲,۹۰,۶۳۹

www.taemeernews.com

حواشی و حوالے

۱۔ اے کے عہدہ دار۔ دی گروتھ آف دی لائبریری ان ماڈرن انڈیا۔
۱۸۹۴ء-۱۸۳۶، کلکتہ، ۱۹۶۶

۲۔ حوالہ بالا ص ۷۰

۳۔ حوالہ بالا ص ۷۲-۷۱

۴۔ بی سی بوس۔ اسکول اینڈ کالج لائبریریز ان دی ایولیوشن آف ایجوکیشن ان ماڈرن انڈیا۔ انڈین لائبریری ایسوسی ایشن بلیٹن ج ۱ (۲) اپریل جون ۱۹۶۵ء۔ ص ۱۲-۳۲

۵۔ انڈیا۔ ایجوکیشن کمیشن ۱۸۸۲-۸۳۔ رپورٹ، کلکتہ، ۱۸۸۳

۶۔ انڈیا۔ یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن، ۱۹۰۲۔ رپورٹ

۷۔ حوالہ بالا

۸۔ کلکتہ یونیورسٹی کمیشن ۱۹۱۷-۱۹۔ رپورٹ۔ کلکتہ ۱۲ جلدیں ج ۱۰

۹۔ بوس، اسکول اینڈ کالج لائبریریز.... ۱۸

۱۰۔ حوالہ بالا ص ۱۹

۱۱۔ حوالہ بالا ص ۲۰

۱۲۔ حوالہ بالا ص ۲۰

۱۳۔ انڈیا۔ یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن، ۱۹۴۸-۱۹۴۹ء — رپورٹ، دہلی، ۱۹۴۹

۱۴۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن۔ کمیٹی آن یونیورسٹی اینڈ کالج لائبریریز۔ رپورٹ ۱۹۵۹ء

www.taemeernews.com

نئی دہلی ۱۹۶۵ء

۱۵۔ ارلس جے کپ اینڈ سی کپ ۔ انڈین لائبریریز اینڈ دی انڈین دریٹ لون ایجوکیشنل ایکسچنج پروگرام ۔

۱۶۔ کارل ایم دہائٹ ۔ سروے آف دی یونیورسٹی لائبریری آف دہلی ۔ ۱۹۶۵ دہلی ۱۹۶۵

۱۷۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن ۔ ڈیولپمنٹ آف لائبریری فیسی لیٹیز ان یونیورسیٹیز اینڈ کالجز نیو دہلی ۱۹۶۸

۱۸ انڈیا ۔ ایجوکیشن کمیشن (۱۹۶۴-۶۶) ایجوکیشنل پلاننگ اینڈ دی نیشنل پالیسی نیو دہلی ۱۹۷۱ ، مزید دیکھئے ، این این گدوانی ایجوکیشن کمیشن اینڈ دی اکیڈمک لائبریریز ۔ مشمول سیمینار آف یونیورسٹی لائبریریز ان انڈیا ۔ ۱۹۶۶ جے پور پروسیڈنگس مرتبہ این این گدوانی جے پور ۔ ۱۹۶۷

۱۹۔ سیمینار آف دی یونیورسٹی لائبریریز ان انڈیا ۔ ۱۹۶۶ جے پور پروسیڈنگس مرتبہ این این گدوانی ۔ جے پور ۱۹۶۷ ، مزید دیکھئے ایس این سری واستوا ینڈ ایس سی ورما ۔ یونیورسٹی لائبریریز ان انڈیا ۔ نیو دہلی ۔ ۱۹۸۰

۲۰۔ پرکل لوس ۔ دی اسٹوری آف اے سینچری اولڈ یونیورسٹی لائبریری ۔ لائبریری ہیرالڈ ج ۶ ، جولائی ۔ اکتوبر ۱۹۶۳ ، ص ۱۱۸ ، ۱۲۴

www.taemeernews.com

تحقیقی اداروں کے کتب خانے

اسمتھ سونین انسٹی ٹیوشن دنیا کا معروف تحقیقی ادارہ ہے۔ اس کے بانی جیمس اسمتھ سن (James Smithson .) نے ادارہ کی عمارت پر درج ذیل عبارت کندہ کرائی ہے:

"ہر فرد سماج کا قیمتی رکن ہے جو اپنے مشاہدہ، تحقیق اور تجربات کے سہارے نوع انسانی کے لیے علم حاصل کرتا ہے.... انسان نے اپنی مسرت اور اپنی ذات کی رفعت اسی علم میں پائی ہے، وہ بلندی جو اسے روئے زمین پر بسنے والے دوسرے حیوانوں سے ممتاز کرتی ہے۔ چنانچہ کوئی ناواقفیت اس کے لیے زیاں سے خالی اور کوئی بھول برے نتائج سے مبرا نہیں ہے۔"

آج کے دور میں تحقیق کی ضرورت کا دائرہ طبیعی علوم کی حدوں کو پار کر کے سماجی علوم، ادب و فنون لطیفہ تک پہنچ چکا ہے۔ تکنیکی اور صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ملکوں میں بھی ان موضوعات پر تحقیق کا رجحان پچھلے دنوں سے بڑھ رہا ہے۔ جنگ عظیم کے بعد سے دنیا کے ملکوں میں قومیت کے تصور کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ہی تمام ملکوں میں معاشی لحاظ سے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ باہمی مقابلہ کے اس دور میں سلامتی، معاشی ترقی و خوش حالی کا بنیادی عنصر اور قومی حکومت کے تحفظ کا خاص حربہ تحقیقات و تجربات سے حاصل ہونے والی معلومات ہیں، خاص طور پر تکنیکی اور سائنسی معلومات، اسی تصور کی بدولت تحقیق کی سرگرمیوں میں جولانی آئی ہے اور یونیورسٹیوں میں تحقیقی کاموں کے واسطے وسائل فراہم کیے گئے ہیں۔ آج کے دور میں چند اساتذہ اور ذہین طلبار کے بجائے پوری یونیورسٹی تحقیقی کوششوں میں سرگرم عمل ہے۔ سرکاری اداروں میں بھی تحقیق کے لیے درکار وسائل فراہم کیے گئے ہیں اور عام کتب خانے بھی اس عمل میں مدد کے لیے گنجائش پیدا کرتے ہیں۔ نجی صنعت کے دائرے میں بھی صنعتی ترقی کے لیے تحقیق و تجربہ کے عمل کو فروغ دینے کے لیے کتب خانے قائم کیے جا رہے ہیں اور معلوماتی مرکز بنائے جا رہے ہیں۔

تحقیقی کتب خانے کسے کہتے ہیں اس کی وضاحت کونسل برائے وسائل کتب خانہ (امریکہ) کے ڈائرکٹر نے ان الفاظ میں کی ہے:

"انسانی خیالات کی کتابیاتی نیز اصل مواد کی صورت میں موجود دستاویزات تک دسترس

www.taemeernews.com

کی سہولت فراہم کرنا تحقیقی کتب خانوں کا فرض منصبی ہے[۱۴]۔

انسانی خیالات تک دسترس فراہم کرنے کا کام تو تقریباً تمام کتب خانے کسی نہ کسی شکل میں انجام دیتے ہیں۔ اسی لیے تحقیقی کتب خانہ کا نہ تو کوئی مخصوص دائرۂ کار ہے اور نہ ہی ان کے کارکردگی کے معیار کو پہلے سے متعین کیا جا سکتا ہے۔ کسی بھی کتب خانہ کے علمی مواد کا ذخیرہ اور اس کی ترتیب و تہذیب کا کام ادارہ کے مقصد کے مطابق ہوگا۔ ذخیرہ کتنا بڑا ہے اس کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ اپنے علاقہ میں موجود دوسرے کتب خانوں کے وسائل پر یہ کس حد تک بھروسہ کر سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ اپنے تحقیقی کاموں میں منہمک عملہ کے لیے مدد دینے کے کام میں وہ کس حد تک خود کفیل رہنا چاہتا ہے۔

سائنسی علوم میں تحقیق کی سہولت فراہم کرنے والے بڑے ادارے مثلاً انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ایگریکلچرل ریسرچ اور بھابھا اٹامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جو اپنے کام میں درکار وسائل کے لحاظ سے خود کفیل ہیں ان کے کتب خانوں میں موجود ذخیرہ کتب یونیورسٹی کتب خانہ کے ذخیرہ سے مختلف ہوگا کیونکہ ان کا بڑی حد تک ذخیرہ سائنسی موضوعات پر مشتمل ہوگا جب کہ یونیورسٹی کتب خانہ میں سائنس کے علاوہ سماجی علوم، ادب و فنون لطیفہ اور سائنس کے جملہ مضامین پر تحقیقی مطالعہ کے لیے بھی کتابیں موجود ہوں گی۔ مزید برآں یونیورسٹی کتب خانہ میں تحقیقی کاموں کے لیے درکار مواد یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانہ کے وسائل پر مشتمل ہوگا۔ انڈین کونسل آف ہسٹوریکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کے کتب خانے میں ذخیرہ کتب کی نوعیت ایک عام یونیورسٹی کتب خانہ کے ذخیرہ سے مختلف ہوگی۔ تحقیقی کتب خانوں کے ذخیرہ کتب و رسائل کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہاں ان کی خدمات اور ان میں دستیاب سہولیات کی سطح کی معیار بندی ممکن ہے۔ امریکہ میں اس کام کو قومی سطح پر قائم پیشہ ور انجمنیں کر رہی ہیں۔ ان کے نام ہیں انجمن برائے تحقیقی کتب خانہ (Association of Research Libraries) اور انجمن برائے کالج اور تحقیقی کتب خانہ (Association of College and Research Libraries)

اول الذکر کے دائرہ میں تحقیقی کتب خانوں کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی کتب خانے اور اعلیٰ سطحی عام کتب خانے بھی آتے ہیں۔ یہ انجمن 1932 میں قائم ہوئی تھی اور اب اس کے ممبروں میں امریکہ کی بیشتر یونیورسٹی کتب خانے، دو بڑے عام کتب خانے، تین قومی حیثیت کے کتب خانے اور چار نجی وقف کے تحت قائم کتب خانے شامل ہیں۔ انجمن اپنا رکن صرف ان بڑے تحقیقی کتب خانوں کو بنائی

www.taemeernews.com

ہے جن کے ذخیرہ میں مضامین کے بڑے دائرہ کی کتابیں موجود ہیں اور جن کی قومی سطح پر اہمیت ہے اس انجمن میں لائبریری آف کانگریس کے شامل ہونے کے باعث انجمن میں موجود کتب خانوں کا مشترک ذخیرہ کتب و رسائل اعلیٰ سطح کی تحقیق و تجربہ کے لیے ایک بیش قیمت مطالعاتی ذخیرہ کتب کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے(2)۔

علمی مواد کی دستیابی ایک یونیورسٹی کے تحقیقی کتب خانہ کے علمی مواد تک دسترس یونیورسٹی کے طلبا و اساتذہ اور یونیورسٹی میں مہمان کی حیثیت میں آنے والے محققین تک محدود ہوتی ہے۔ اس کے برعکس عام کتب خانہ نظام کے تحقیقی مواد تک عام قاری بھی پہنچ سکتے ہیں چاہے اس دسترس کے لیے مخصوص قواعد و ضوابط ہی کیوں نہ ہوں۔ مخصوص نوعیت کے تحقیقی کتب خانوں تک اعلیٰ سطحی محققین کی دسترس ہی ممکن ہے۔ اس کے لیے بھی ضابطے اور قاعدے بنائے جاتے ہیں۔ امریکہ میں لائبریری آف کانگریس، قومی کتب خانہ برائے طبی علوم، قومی کتب خانہ برائے زرعی علوم کی سہولیات محققین، سرکاری اداروں میں موجود تحقیقی شعبہ جات کے ارکان اور صنعتی نیز تجارتی اداروں میں تحقیق کے کاموں میں مصروف عملہ کو ہی دستیاب ہیں۔ چند مخصوص حالات میں عوام بھی ان کی سہولیات سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی نیشنل آرکائیوز، قومی کتب خانہ برائے طبی علوم قومی سائنس کتب خانہ وغیرہ سے استفادہ کی عام سہولت صرف محققین اور ماہرین علوم تک ہی محدود ہے۔

فرائض کتب خانہ سے تحقیقی کاموں کے سلسلے میں استفادہ کرنے والوں کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے درکار علمی مواد کو فراہم کرنا تمام تحقیقی کتب خانوں کا بنیادی مقصد ہے۔ کتب خانہ کو یہ مواد ضرورت کے وقت اور ضرورت کے مطابق درکار شکل میں فراہم کرنا ہوگا۔ ان کتب خانوں کے لیے ضروری ہے کہ یہ ایسے مواد حاصل کریں جو ان کے قارئین کو جدید اور تازہ ترین معلومات سے باخبر رکھے۔ اگر کتب خانہ اپنے قارئین کی ضرورت اور دلچسپی کے مواد فراہم کرتا ہے تو ان میں تحقیقی کاموں کے لیے رغبت پیدا ہوتی ہے اور ان کے ذہن و دماغ علمی کاموں میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ کتب خانے اپنی خدمات کے ذریعہ اپنے ارکان کو نہ صرف ان کے تحقیق کے کام میں درکار موزوں مواد فراہم کرتے ہیں بلکہ انھیں اُن کے موضوع کے نئے گوشوں اور جدید رجحانات سے بھی باخبر رکھتے ہیں۔ امریکہ کی فیڈرل لائبریری کمیٹی نے فیڈرل کتب خانوں کے مقاصد کا جو اعلانیہ مرتب کیا ہے ان میں دو باتیں ایسی ہیں جو تقریباً جملہ اقسام کے تحقیقی

www.taemeernews.com

کتب خانوں میں مشترک ہیں۔

"کسی خاص نوعیت کے سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب فراہم کرنا اور حسب ضرورت مختلف مآخذ سے معلومات منتخب کرکے اور انھیں مربوط انداز دے کر پیش کرنا۔ مزید جویائے مواد کی توجہ ایسی متعلقہ معلومات کی جانب مبذول کرانا جس کی اگرچہ اسے فوری ضرورت نہیں ہے لیکن جو اس کے دائرۂ تحقیق مطالعہ میں آتی ہیں۔"

قاری کی کتب خانہ کے علمی ذخیرہ اور کتابیاتی وسائل سے استفادہ کرنے میں ماہرانہ انداز سے رہنمائی اور ان کو معلومات کے دیگر ذرائع مثلاً ماہر موضوع، مخصوص معلومات فراہم کرنے کے مراکز اور تحقیقی اداروں سے واقف کرانا۔"

ذخیرہ مواد علمی تحقیق کے کام میں مصروف اداروں کے کتب خانوں کے علمی ذخیرہ کی نوعیت مخصوص ہوتی ہے۔ ان کا انتخاب ادارہ کی ضرورت کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے۔ جن موضوعات کو زیر تحقیق لایا جا چکا ہے ان سے متعلق مواد کو ضروری تعداد میں حاصل کیا جاتا ہے۔ اسی دائرۂ تخصیص میں تحقیقی کاموں میں منہمک دوسرے اداروں نیز علاقہ میں موجود خاص اور عام کتب خانوں سے اشتراک کا رشتہ جوڑا جاتا ہے تاکہ ارکان ادارہ کو وہ مواد تو مل ہی جائے جو انھیں درکار ہے ساتھ ہی انھیں ضمنی مواد بھی دستیاب ہو۔[4]

تحقیقی کتب خانوں کے مواد علمی کی قسمیں تحقیق کے میدان میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ اگر ادارہ میں تحقیق کا موضوع سائنسی اور تکنیکی مضامین ہیں تو کتب خانہ میں اس موضوع پر بنیادی تحقیق کا جو کام ہوا ہے ان کے نتائج، مخصوص موضوع پر دستیاب کتابچے، تلخیصی مواد، حوالجاتی کتب، فارمولوں کی تفصیل، خوردبینی مواد (microform) کانفرنس روئداد، تجربہ گاہ کے نتائج، رسائل و کتابچے ہوں گی۔ سائنس و تکنالوجی کے میدان میں علمی مواد اتنی بڑی تعداد میں اور اس برق رفتاری کے ساتھ تخلیق ہو رہا ہے جو اگر کتب خانہ میں دستیاب ہو تو محققین کو ان کے موضوع پر تازہ ترین رجحانات اور سمتوں سے باخبر رکھتا ہے۔ سماجی علوم ادب اور فنون لطیفہ کے میدان میں کام کرنے والے ادارہ میں موجود علمی مواد کی نوعیت متذکرہ بالا مواد سے بہت مختلف نہیں ہوگی۔ ہاں یہاں موجود علمی مواد تازہ ترین رجحانات کی نسبتاً کم عکاسی کرے گا۔ اس کے علمی مواد میں فرسودگی اور دراز کار ہونے کی رفتار سست ہوگی۔ علمی مواد ملکی اور غیر ملکی دونوں زبانوں میں ہو سکتا ہے۔

خدمات تحقیقی کتب خانوں کو اپنے قیام کے مقصد کے پیش نظر چند مخصوص قسم کی خدمات

www.taemeernews.com

انجام دینی پڑتی ہیں مثلاً:

1۔ متعلقہ مواد کا بغیر کسی تاخیر کے حصول، ترتیب و تنظیم اور استفادہ کے لائق بنانا۔

2۔ تازہ ترین حاصل کیے گئے مواد کی فہرست سازی اور اس کی تشہیر۔

3۔ تخلیق ہونے والے نئے مواد کا جائزہ لیتے رہنا اور ان کے بارے میں تبصرہ، تلخیص، فہرست عنوان مضامین، عکس اقتباس فراہم کرکے متعلق افراد کو ان کے بارے میں باخبر رکھنا۔

4۔ انتہائی مخصوص نوعیت کے حوالجاتی مواد کو یکجا مرتب کرنا اور ان کی اشاریہ سازی۔

5۔ علمی مواد کی تلاش کا کام۔

6۔ علمی مواد کے متلاشی کو اس ضرورت سے مناسبت رکھنے اور اسے ٹھیک پورا کرنے والے مواد کی فراہمی۔

7۔ کتابیات سازی۔

8۔ کسی مضمون کا حسب ضرورت مکمل یا اس کے کسی حصہ کا ترجمہ فراہم کرنا۔

9۔ عکسی نقل فراہم کرنے کی تیز رفتار اور سستی سہولت فراہم کرنا۔

10۔ متلاشی مواد کو درکار حوالجاتی خدمات فوری طور پر بہم پہنچانا۔ یہ کام کسی نمائندہ کو کتب خانہ کو محقق تک بھیج کر یا ٹیلی فون کے ذریعہ انجام دیا جا سکتا ہے۔

11۔ اکثر و بیشتر درکار علمی مواد کو طالب مواد تک پہنچانا۔

12۔ علمی وسائل کے اپنے ذخیرہ کی حدود کو بین کتب خانہ مستعار کی خدمات کی بدولت وسیع تر بنانا، رسائل اور کتابوں کی مشترک کیٹلاگ سازی، کیٹلاگ کے تبادلہ اور کتابیات کی مدد سے اپنے وسائل میں بہتری لانا۔

اشتراک باہمی کی چند مثالیں امریکہ میں کتب خانوں میں باہمی اشتراک عمل کی مشہور مثال فارمنگٹن پلان (Farmington Plan) ہے۔ اسے انجمن برائے تحقیقی کتب خانہ نے 1947 میں شروع کیا تھا۔ اس پلان کا ابتدائی بنیادی مقصد دنیا میں شائع ہونے والی جملہ کتابوں میں سے تحقیقی سطح کی کتابوں کا امریکہ کے کسی نہ کسی ایک کتب خانہ کے لیے حاصل کرنا تھا۔ پلان کے تحت حاصل کی گئی ہر کتاب کا اندراج لائبریری آف کانگریس میں موجود مشترک قومی کیٹلاگ میں کیا جاتا تھا[5] تاکہ ضرورت پڑنے پر دوسرے کتب خانے اسے بین کتب خانہ مستعار کی سہولت کے تحت حاصل کرسکیں یا اس کی عکسی نقل حاصل کرسکیں، اس پلان سے

www.taemeernews.com

امریکہ کے 60 کتب خانے منسلک ہیں ہر کتب خانہ نے ایک مخصوص جغرافیائی علاقہ سے حصول مواد کی ذمہ داری اپنے سر لی ہے۔ پلان کے دائرہ کو وسیع کر کے اب صرف مغربی یورپ میں شائع ہونے والے علمی مواد کی بجائے افریقہ، اسٹریلیا، لاطینی امریکہ، مشرق قریب و مشرق بعید نیز جنوب و مشرقی ایشیا میں شائع ہونے والے علمی مواد کو حاصل کرنا شامل کرلیا گیا ہے۔

امریکہ ہی میں کتب خانوں میں اشتراک باہمی کی دوسری مثال مڈویسٹ انٹر لائبریری سنٹر کی ہے۔ یہ بندوبست 1949 میں معرض وجود میں آیا۔ شروع میں اس کا دائرہ دس کتب خانوں تک محدود رہا۔ 1965 میں اس کا نام مرکز برائے تحقیقی کتب خانہ یا سنٹر فار ریسرچ لائبریریز رکھا گیا۔(6) اب اس کے حلقے میں 21 کتب خانے شریک ہیں۔ یہ کتب خانے وہ ہیں جو تحقیق کے وسیع دائرہ سے متعلق اداروں کا حصہ ہیں اور ان کے پاس پہلے ہی سے تحقیقی انداز کے علمی مواد کا ایک بڑا حصہ موجود ہے۔ ان کتب خانوں میں اشتراک باہمی کے درج ذیل پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

1۔ کم مانگ کے علمی مواد کو ایک مرکزی تحویل پر محفوظ کرنا۔

2۔ غیر موجود کم مصرف مواد مشترکہ طور پر خریدنا ان کی کیٹلاگ سازی اور تحفظ۔ اس طرح کے مواد میں بیرونی ممالک کے تحقیقی مقالہ جات، علمی رسائل و جرائد، علمی اکادمیوں کی مطبوعات اور غیر ملکی سرکاری مطبوعات شامل ہیں۔

3۔ اس بندوبست میں شامل کتب خانوں کے لیے مواد کے حصول کا مشترکہ انتظام و کیٹلاگ سازی۔

4۔ غیر ضروری علمی مواد اور زائد نسخوں کی خریداری سے بچنے کے لیے حصول مواد کے منصوبوں میں باہمی تال میل۔

برطانیہ میں اشتراک باہمی کی کوشش 1925 سے کی جارہی ہے۔ چنانچہ اسٹینڈنگ کمیٹی آن لائبریری کوآپریشن کا قیام برمنگھم میں 1925 میں ہوا۔(7) یونیورسٹی گرانٹس کمیٹی نے اپنی ایک ذیلی کمیٹی کی تجاویز میں ملک میں علوم شرقیہ، مشرقی یورپ اور افریقی ممالک کے مطالعہ کے لیے درکار علمی مواد کی فراہمی کے سلسلے میں اشتراک پر زور دیا جس کے نتیجہ میں 1963 میں ملک کو پانچ علاقوں میں تقسیم کیا گیا۔ بعد میں چینی کتب خانہ گروپ اور جاپانی کتب خانہ گروپ بھی اس بندوبست کا حصہ بن گئے۔ لندن یونیورسٹی سے منسلک بین الاقوامی شہرت کے ادارہ اسکول آف اورینٹل اینڈ افریقن اسٹڈیز میں ایشیا کے ملکوں میں شائع ہوئی کتابوں کے ایک مشترک کیٹلاگ کو تیار

www.taemeernews.com

کرنے کا کام شروع ہوا ہے۔ اسکول آف سلیوانک اینڈ ایسٹ یوروپین اسٹڈیز میں سلیوانک اور مشرقی یورپ کی مطبوعات کا مشترک کیٹلاگ 1947 سے تیار ہو رہا ہے۔ 1962 میں اسٹینڈنگ کانفرنس آن لائبریری میٹریل آن افریقہ (Standing Conference on Library Material on Africa) کا قیام عمل میں آیا جس کا بنیادی مقصد ملک میں افریقہ سے شائع مواد کے حصول کے لیے اشتراک کی پالیسی پر عمل کرنا تھا۔ ۱۹۷۹ میں اس اسکیم میں ملک کے 27 کتب خانے جن میں یونیورسٹی کتب خانے قومی کتب خانے اور چند مخصوص نوعیت کے کتب خانے شامل تھے۔

جرمنی میں سونڈرساملِ گیبائٹے (Sondersammelgebiete) اور سویڈن، اور ڈنمارک کے باہمی اشتراک سے قائم اسکینڈیا پلان اشتراک باہمی کی چند یورپی مثالیں ہیں۔

ہندوستان میں اشتراک باہمی کے سلسلے میں مختلف اوقات میں تجاویز بنی ہیں لیکن ان پر اطمینان بخش پیش رفت نہیں ہو سکی ہے۔ ہاں مشترک کیٹلاگ سازی کا کام ضرور ہوا ہے اس سلسلے میں انسڈاک کی یونین کیٹلاگ کی تحریک[8] اور انڈین کونسل آف سوشل سائنس ریسرچ کی یونین کیٹلاگ کی تحریک[9] خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر کے تحت ملک کے سائنسی تحقیق کے معروف اداروں میں سے بیشتر کے مشترک کیٹلاگ برائے ذخیرہ رسائل تیار ہو چکے ہیں۔ اسی طرح انڈین کونسل آف سوشل سائنس ریسرچ نے ملک کے معروف کتب خانوں میں موجود رسائل کے ذخیرہ کے مشترک کیٹلاگ ریاستی سطح پر تیار کر لیے ہیں۔

عملہ تحقیقی کتب خانہ کے عملہ میں درکار صلاحیت کا تعین کتب خانہ کے قائم کرنے کے ذمہ دار ادارہ کے مقصد و منہاج کے تحت ہوتا ہے۔ خصوصاً علمی تخصص کا انحصار ادارہ کے دائرۂ اختصاص کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح تعداد عملہ کا تعین کرنے میں ذخیرہ کتب و رسائل، خدمات کی نوعیت اور دائرہ، نیز انتظامی ڈھانچہ جیسے عوامل زیر بحث آئیں گے۔ تقرر عملہ کے واسطے جو رقم مخصوص کی گئی ہے یا فی زمانہ جس صلاحیت کے افراد دستیاب ہیں ان سب سے بھی عملہ کی تعداد متاثر ہوتی ہے۔

مخصوص صلاحیت کے علاوہ چند صفات ایسی ہیں جن کا جملہ اقسام کے تحقیقی کتب خانہ میں کام کرنے والے جملہ عملہ میں موجود ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ادارہ مخصوص میں زیر تحقیق و تفتیش مضمون کے جملہ پہلوؤں سے واقفیت، نظری اور تجربی سائنس کے طریقہ تحقیق سے واقفیت ادارہ کے دائرۂ تخصص سے متعلق ضمنی مضامین سے جانکاری وغیرہ کے ساتھ ساتھ انھیں غیر ملکی زبانوں میں سے کسی ایک سے واقفیت، تحقیق کے اصول و ضوابط سے شناسائی، درکار حوالجاتی و کتابیاتی خدمات مہیا کرنے کی صلاحیت،

www.taemeernews.com

تلاش مواد کے کام میں مہارت تاکہ ضرورت پڑنے پر صحیح، ضرورت کے مطابق اور وافر مقدار میں مطلوبہ مواد فراہم کرسکیں، مواد کے انتخاب اور اس کی موزونیت کا اندازہ کرنے کی صلاحیت، ماہرین مضمون کے ساتھ حسب ضرورت تعاون کرنے کی صلاحیت، اور مضامین کا ایک دوسرے سے کیا رشتہ ہے اور وہ کیوں کر ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں ان تمام باتوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔

مسائل و مشکلات

موجودہ دور میں جن مسائل و مشکلات سے تحقیقی کتب خانے دوچار ہیں ان میں درج ذیل خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

1۔ علم و فکر کے دائرہ میں شامل جملہ علوم و فنون پر قلم بند علمی مواد کی تعداد میں روز افزوں اضافہ۔ اگر کسی محقق کو اپنے کام میں درکار مطلوبہ مواد کے حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کرنی ہے تو پہلے اسے اپنے دائرۂ تحقیق میں آنے والے مطلوبہ مواد کی موجودگی سے واقف ہونا ہوگا تاکہ وہ اس کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کرسکے۔ اپنے عمل میں کامیابی کے لیے اسے ایک خاص نوعیت و انداز کی کتابیاتی امداد کی ضرورت ہوگی۔

2۔ تحقیق کے نتائج کی طباعت، ان کی کتب خانوں میں فراہمی اور متلاشی مواد تک ان کی دسترس کے درمیانی وقفوں کو کم کرنے کی ضرورت۔

3۔ درکار علمی مواد اور کم انگ کے علمی مواد کی ترتیب و تنظیم کے طریقہ کو بہتر بنانے کی ضرورت۔

4۔ کتب خانہ کے وسائل و علمی مواد کے استعمال کو مؤثر بنانے کے پیش نظر اشتراک باہمی کو فروغ دینے کی ضرورت۔

5۔ انحطاط پذیر علمی مواد کو ضائع ہونے سے کیوں کر محفوظ رکھا جائے۔

www.taemeernews.com

حواشی و حوالے

1۔ ورنرڈبلیو۔ کلیپ، دی فیوچر آف ریسرچ لائبریری، اربانا، ایل نوائے۔ 1966، ص 9 تا 50

2۔ سکسٹی ایٹتھ میٹنگ آف دی ایسوسی ایشن آف ریسرچ لائبریریز، اے سی آر ایل نیوز (7) اکتوبر 1966، ص 129۔

3۔ دی فیڈرل لائبریری کمیٹی۔ دی فیڈرل لائبریری مشن، اے اسٹیٹ منٹ آف پرنسپلس اینڈ گائیڈلائنز فار دیئر اپیل ینٹشن۔ واشنگٹن، اکتوبر 1966، ص 8

4۔ دیکھیے نیل ہارلو۔ لیولس آف نیڈس فار لائبریری سروس ان اکیڈمک انسٹی ٹیوشن۔ کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز ج 24 ستمبر 1963، ص 362

5۔ لیڈون، ای ویمس۔ فار منگٹن پلان ہینڈ بک۔ کیمبرج، میساچوسٹ، 1953، ص 3

6۔ گورڈن ولیمس۔ دی سنٹر فار ریسرچ لائبریریز: اٹس نیو آرگنائزیشن اینڈ پروگرامس۔ لائبریری جرنل۔ ج 90، جولائی 1965، ص 2947 - 51

7۔ جیمس تھامپسن۔ انٹروڈکشن ٹو یونیورسٹی لائبریری ایڈمنسٹریشن۔ 1970۔ ص 118۔

8۔ گرجا کمار اینڈ کرشن کمار۔ ببلوگرافی۔ نئی دہلی، 1976، ص 84 - 86۔

9۔ حوالہ بالا ص 86 - 87۔

www.taemeernews.com

خاص کتب خانے

کتب خانہ کے ضمن میں لفظ خاص سے کئی مفہوم مراد ہو سکتے ہیں۔ یہ لفظ ان منفی خصوصیات کے اظہار کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے جو یونیورسٹی، کالج، اسکول، تحقیقی اور عام کتب خانہ میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ اس کا استعمال ایک مثبت اصطلاح کے طور پر بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ایسے کتب خانے جو کسی نجی وقف کے تحت قائم ہوں جیسے امریکہ میں جان کیرار کتب خانہ (John Cerar Library) اسی طرح یونیورسٹی یا عام کتب خانہ کے تحت کسی خاص طبقہ یا گروہ کے لیے قائم کتب خانہ سہولیات پہنچائیں اس اصطلاح کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ عام کتب خانہ میں علاقہ میں موجود صنعتوں میں مصروف لوگوں کے لیے مخصوص مواد کی فراہمی یا یونیورسٹی کتب خانہ میں وہ شعبہ جہاں سے علاقہ کے صنعتی سرگرمیوں میں مصروف افراد کو سہولیات فراہم کی جاتی ہیں اس کی مثالیں ہیں۔

خاص کتب خانہ کی ایک غیر مبہم تعریف پیش کرنے کی کوشش کرنے سے کہیں زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ ہم اس کی خصوصیات پر غور کریں۔ مشہور ماہر علم کتب خانہ داری جے، شیرا نے علاقائی تاریخ پر کتابیں فراہم کرنے والے کتب خانوں، ریاستی سطح پر منظم وکلا کی انجمن کے لیے قائم کتب خانوں اور علم کتب خانہ داری سے تعلق رکھنے والی انجمن کے کتب خانوں کو خاص کتب خانوں کی ابتدائی شکل بتایا ہے۔ موجودہ صدی کے شروع میں مغربی ممالک کے عام کتب خانوں نے اپنے علاقے کی صنعتوں کو درکار معلومات فراہم کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ آہستہ آہستہ خاص کتب خانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا یہاں تک کہ ۱۹۰۹ میں ان کتب خانوں کے مخصوص مسائل پر غور و خوض کے لیے امریکہ میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جہاں جان کاٹن ڈانا کی قیادت میں اسپیشل لائبریری ایسوسی ایشن کی بنیاد پڑی۔ ڈانا وہ شخص ہیں جنھوں نے ملک کے صنعتی اداروں کے لیے کتب خانہ کی ضرورت اور کتب خانوں سے صنعتی اداروں کو درکار معلومات فراہم کرنے کی ضرورت کا احساس کرکے اسے پورا کرنے کے لیے عملی قدم اٹھایا۔

خاص کتب خانے دوسری جنگ عظیم کے بعد تیزی سے مقبول ہوئے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی

www.taemeernews.com

وجہ دنیا میں سائنسی تحقیق و تفتیش کرنے والے اداروں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہے۔ صنعتی اداروں کو بھی اپنے میدان میں ہونے والی تکنیکی پیش رفت سے باخبر رہنے کی ضرورت کا احساس اور تکنیکی و صنعتی شعبہ جات میں معلومات کا سیل رواں خاص کتب خانوں کی مقبولیت کا سبب ہیں۔ معلومات اور تحقیقات کے نتائج کے تبادلہ کی افادیت اب واضح ہوتی جارہی ہے جس کی بدولت خاص کتب خانے وجود میں آرہے ہیں۔

خاص کتب خانوں کی تعداد میں اضافہ

علمی، سائنسی اور تکنیکی تحقیق و تفتیش ملک کی دفاعی کوششوں کا کلیدی عنصر تسلیم کی جا چکی ہیں۔ اس لیے تحقیق و تفتیش کے نتائج کی تشہیر بہت ضروری ہو چکی ہے۔ صنعتی ادارے بھی اب تکنیکی میدان میں جدت و اختراع کی منفعت سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔

ایجاد و اختراع کی تازہ ترین پیش رفت کی تفصیل کی ترسیل میں کتب خانوں کا رول بہت اہم ہے۔ تحقیق و تفتیش اور ایجاد و اختراع کی بدولت علوم میں تخصص اور شعبہ بندی کے عمل کو بڑھاوا ملا ہے۔ تخصص کی جانب بڑھتے ہوئے قدم کا رجحان کچھ سائنس اور ٹکنالوجی کے مضامین تک محدود نہیں بلکہ انسان کے جملہ علمی تجربات کی خاصیت بن چکا ہے۔ طبیعیات، علم کیمیا اور حیاتیات جیسے روایتی علوم اب شعبہ در شعبہ تقسیم ہو چکے ہیں۔ اب ان کے ذیلی شعبوں کے "خصوصی ماہرین" موجود ہیں۔ چنانچہ ہمارے سامنے خوردبینی الیکٹرونکس، الیکٹرونکس صغیرہ (Miniature Electronics) کے ذیلی مضمون کی حیثیت سے وجود میں آچکا ہے۔ علوم انسانی کے دوسرے میدان میں بھی یہ رجحان بڑھ رہا ہے۔ علم طب میں دماغی امراض کے ماہرین ماہر نفسیات و دماغی کیفیات، ماہرین جلدی امراض وغیرہ مقبول ہو رہے ہیں۔ سماج کے اندر فلاحی کام کرنے والے ماہرین افراد کو سماج کا موثر عنصر بننے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ امراض اطفال کے ماہرین اور نو۔ رن طبقہ کے امراض کے طبیب علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ غرض علوم میں اختصاص حاصل کرنے کا یہ سلسلہ لامتناہی ہے۔

اختصاص اور ماہرانہ چابکدستی کی جانب بڑھتی ہوئی پیش رفت کی بدولت کتب خانہ کے علمی ذخیرہ میں جائزہ رپورٹ، کتابچہ، مضامین، رسائل کے ذخیرہ کا تناسب بڑھ رہا ہے۔ رسائل میں شائع مضامین کتاب کی بہ نسبت اپنے موضوع کے مخصوص پہلو پر زیادہ گہرائی سے مطالعہ کی کوشش کا مظہر ہیں۔ 1950 اور 1965 کے درمیان رسائل میں شائع مضامین کی تعداد گذشتہ صدیوں میں شائع مضامین کی مجموعی تعداد کے برابر ہوتی ہے یہ اندازہ ڈیوڈ سیرلوف نے 1965 میں پیش کیا تھا۔ سیرلوف کے اندازہ کے

www.taemeernews.com

مطابق آج دنیا میں کیمیا کے موضوع پر ہر منٹ میں ایک مضمون کسی نہ کسی مقام پر زیر اشاعت ہے۔ فزکس کے دائرہ میں ایک مضمون ہر تین منٹ میں اور طب، حیاتیات نیز الیکٹرونکس کے موضوع پر ہر پانچ منٹ میں ایک مضمون چھپتا ہے۔ اشاعت مضمون کی اس برق رفتاری نے محققین کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ مطلوبہ مواد کو مختصر ترین وقفہ کے اندر حاصل کرنے کی عجلت کا اظہار کریں۔

مخصوص موضوعاتی مواد کی روز افزوں مانگ ایسے کتب خانوں کے وجود میں لانے کی ذمہ دار ہے جو اس ضرورت کو پورا کر سکیں جو ایسے مواد کے حصول ترتیب و تنظیم اور فراہم کرنے کی خدمت کو سرعت کے ساتھ انجام دے سکیں۔ ان کے تعاون کی بدولت ہی تحقیق و تفتیش کا کارواں مزید بیش رفت کی سمت میں رواں ہے۔ صرف امریکہ میں خاص نوعیت کے ایسے کتب خانوں کی تعداد ۱۰۰۰ تھی۔ 1965 کے اواخر تک یہ تعداد ۱۰،۰۰۰ تک پہنچ چکی تھی۔

خاص کتب خانہ کے مقاصد، عملہ، علمی مواد کے ذخیرہ، خدمات و سہولیات اور مالیات کے معیار کے تعین کے سلسلے میں امریکہ میں قائم اسپیشل لائبریریز ایسوسی ایشن کے وضع کردہ معیار خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ یہ معیار ۱۹۶۴ میں شائع ہوئے تھے[1]

خاص کتب خانوں کے اقسام اور ان کی امتیازی خصوصیات

خاص کتب خانوں سے بالعموم درج ذیل اقسام کے افراد یا ادارے استفادہ کرتے ہیں:

۱۔ تاریخی موضوعات یا اسی طرح کے مخصوص موضوعات کا مطالعہ کرنے والی انجمنوں کے اراکین، قانون کا مطالعہ کرنے کے لیے تعلیمی سہولیات فراہم کرنے والے ادارے، قانونی مشورہ دینے کے لیے قائم کمپنیاں، مقامی، ریاستی یا ملکی سطح پر قائم انجمن وکلاء، مقامی، ریاستی اور مرکزی سطح کے سرکاری حکام۔

2۔ طبی تعلیم کے مدارس، اسپتال اور طبی انجمنیں۔

3۔ مذہبی تعلیم فراہم کرنے والے ادارے، عبادت گاہیں اور مذہبی ادارے۔

۴۔ اعلیٰ سطح میوزیم۔

5 جیل خانے۔

6. علمی انجمنیں۔

۷۔ موسیقی کی ترویج کے لیے قائم انجمنیں۔

8۔ تجارتی ادارے مثلاً بینک، انشورنس کمپنیاں، پیشہ ور سوسائٹیاں، بڑے اشاعتی ادارے وغیرہ

www.taemeernews.com

اور صنعتی ادارے۔

خاص کتب خانے اپنی علیحدہ حیثیت نہیں رکھتے۔ عام طور پر یہ کسی ادارہ کا حصّہ ہوتے ہیں۔ یہ ادارہ نجی سطح پر قائم ہو سکتا ہے یا سرکاری سطح پر دونوں صورتوں میں اس کے کتب خانہ کی خاص ذمّہ داری ادارے کے عملہ کو معلوماتی سہولیات فراہم کرنا ہے تاکہ ادارہ اپنے بنیادی مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ بنیادی مقصد ادارہ کی نوعیت کے مطابق سماجی خدمت، تجارت ا: رکارخانہ مال کی تیاری یا پیشہ ورانہ مشورہ دینا کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ خاص کتب خانوں کے قارئین کی دلچسپیاں اپنے موضوع سے متعلق مخصوص نوعیت کے مواد تک محدود ہوتی ہیں۔ یہ مواد کسی مضمون کے چند پہلو تک ہی محدود ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ یہ مواد اکثر عام کتابی شکل کے بجائے نقشہ جات، تصاویر، پیٹنٹ اسٹینڈرڈ وغیرہ کی شکل میں ہوتا ہے۔

خاص کتب خانے بالاستثنا چھوٹے پیمانے کے ہوتے ہیں جن کے عملہ کی تعداد بہت مختصر ہوتی ہے۔ اسپشل لائبریریز ایسوسی ایشن نے خاص کتب خانہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے "ایک نمونہ کے خاص کتب خانہ ..... کا تصور ہم یوں کر سکتے ہیں کہ اس میں عملہ چھوٹا، جگہ کم اور ذخیرہ کتب و رسائل مختصر ہوگا"(2) اصل میں خاص کتب خانہ کے سلسلے میں زیادہ زور اس کے دائرہ کے بجائے اس کے مقاصد اور اس کی ذمّہ داریوں پر دیا جانا چاہیے۔ خاص کتب خانہ کی ذمہ داریوں کی وضاحت اس طرح کی جا سکتی ہے کہ جہاں دوسرے کتب خانے اپنے قارئین کی تعلیمی صلاحیت کو بہتر بنانے، علمی تحقیق و تفتیش اور فنی ذوق کو پروان چڑھانے، یا ان کی ذہنی تفریح کے واسطے سہولیات مہیا کرتے ہیں، خاص کتب خانے اپنے قارئین کی اپنے کام کے سلسلے میں درکار معلومات کو فوری طور پر بلا تاخیر پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح کے کتب خانے ضروری اور درکار مواد اور اس کے قارئین کو کم سے کم وقفے میں یکجا کرنے کا کام کرتے ہیں۔ ان کا کام یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ ضروری مواد جس کی مانگ ہے کیوں کر، کس شکل میں اور کس مقام پر مہیا کیا جائے کہ اس کا مؤثر ترین نتیجہ نکل سکے اور صحیح مصرف ہو۔ یہاں زور درکار مواد کی فراہمی سے ہٹ کر درکار معلومات کی فراہمی پر آ جاتا ہے۔ اپنی خدمت کے انداز میں اسی فرق کے پیش نظر خاص کتب خانوں کا نعرہ ہے " علم کو بامصرف بناؤ "

علمی مواد کا ذخیرہ

ہم اوپر دیکھ چکے ہیں کہ خاص کتب کا اصل کام اپنے بانی ادارہ کے اصل مقصد کو حاصل کرنے میں معاون معلومات فراہم کرنے والے علمی مواد کا حصول، ان کی ترتیب و تنظیم اور ان کا تحفظ ہے۔ اس ذخیرہ میں بار بار مانگ کے مواد بھی شامل ہیں اور وہ مواد بھی

www.taemeernews.com

جو ادارہ کی کسی ضرورت کو پورا کرنے کا امکان رکھتے ہیں۔ مواد کی مانگ وقتی طور پر زیر تکمیل کام کے سلسلے میں بھی ہو سکتی ہیں اور مستقبل میں ابھرنے والی امکانی ضرورت کے لیے بھی ہو سکتی ہے ــــ ادارہ کی نوعیت کی موزونیت کے اعتبار سے یہ مواد مختلف شکلوں میں ہو سکتے ہیں ــــ کتاب، کتابچے، تراجم، مقالے، جائزہ رپورٹ، تاریخی نوعیت کی دستاویزات، سالنامے، رسائل، کانفرنس کی روئداد، عام حوالجاتی کتب، تجربہ گاہ میں درکار امدادی کتب، پیٹنٹ، اسٹینڈرڈ، فارمولے، سمعی اور بصری مواد، موسیقی کے نشانات، ریکارڈنگ، مخطوطات، اخباروں کے تراشے، تلخیص، نقشہ جات، خاکے، کمپیوٹر کے استعمال کیلئے سوراخ دار کارڈ، ٹیپ، شماریاتی خاکے، عکسی نقول، خوردبینی مطالعاتی مواد، وغیرہ۔ کتب خانہ میں موجود کل ذخیرہ کی تعداد کا انحصار ادارہ کے مقصد پر ہوتا ہے۔ اس میں وہ مواد بھی شامل ہے جس کی اہمیت دیرپا ہے اور وہ مواد بھی جو فوری استعمال کے بعد بے کار ہو جاتا ہے۔

اس طرح کے کتب خانہ میں مواد کی ترتیب و تنظیم کس ڈھنگ سے ہو اور کن اصولوں کے تحت ہو اس کا تعین کرنے میں خدمات فراہم کرنے کے لیے اعلیٰ سطح کی کارکردگی کی ضرورت اور مانگے گئے مواد کو مختصر ترین وقفہ میں فراہم کرنے کی ضرورت دونوں کلیدی رول ادا کرتے ہیں۔ خاص کتب خانہ میں کیٹلاگ سازی اور درجہ بندی کا روایتی ضابطہ بھی اپنایا جا سکتا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ اس میں حسب ضرورت قطع و برید کرنی پڑے گی۔ حوالجاتی خدمات اور علمی مواد تک قارئین کی دسترس فراہم کرنے کے لیے جدید ترین انداز کو اپنانا ہوگا جس میں درجہ بندی کے لیے ایک نیا ضابطہ، مطبوعہ کیٹلاگ، اشاریے، کمپیوٹر چھپے ہوئے کیٹلاگ اور شماریاتی مواد کی تنظیم کے لیے درکار الیکٹرانک آلہ جات (Data processing equipment) بھی شامل ہیں۔(۱)

خدمات و سہولیات اور عملہ

خاص کتب خانہ اپنے قارئین کی ضرورت کو کلی طور پر پورا کرتا ہے اس خدمت کی فراہمی کے واسطے اسے کتب خانہ میں موجود جملہ مواد کا جائزہ لینا پڑتا ہے۔ مواد کی موزونیت اور اہمیت کو سمجھنا پڑتا ہے تاکہ ہر مواد صحیح قاری تک پہنچ جائے۔ اپنی اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے وہ کم سے کم وقت میں فراہم ہونے والی حوالجاتی خدمات کا بندوبست کرتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر عکسی نقل مہیا کرتا ہے۔ دوسری زبانوں سے مواد کے تراجم ادارہ کی زبان میں کراتا ہے۔ اور دوسرے کتب خانوں سے ضرورت کے مواد مستعار منگوا کر اپنے قارئین کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ اشاریہ سازی اور تلخیص سازی کا کام کرتا ہے ایسے کتب خانے اپنے قارئین کی امکانی ضرورت کا ایک خاکہ پہلے سے بنا کر اپنے پاس رکھتے ہیں تاکہ ان کی روشنی میں قارئین کے

www.taemeernews.com

مخصوص علمی میدان میں ہونے والی پیش رفت سے انھیں باخبر رکھ سکیں ۔ ایسے کتب خانے اپنی کمپنی یا ادارہ کے تاریخی اہمیت رکھنے والے کاغذات کو محفوظ رکھنے کا کام بھی کرتے ہیں۔ وہ معلوماتی نوعیت کے مواد کی تشہیر کرکے، نئے حاصل کیے گئے مواد کی فہرست کی گشتی کے ذریعہ اور ضرورت پر بین کتب خانہ مستعار کی سہولت کو کام میں لاکر کتب خانہ کی خدمات کے دائرہ کو وسعت دیتے ہیں۔ مغربی ملکوں میں موجود ایسے کتب خانے درکار مواد کی تلاش ونشاندھی کے واسطے کمپیوٹر کی مدد بھی لیتے ہیں۔

خاص کتب خانہ کے سربراہ کو اپنے اصل ادارہ کے مقاصد، اس کی پالیسیوں اور انتظامی ڈھانچوں سے بخوبی واقف ہونا چاہیے کیونکہ اس واقفیت کے بغیر وہ مؤثر خدمات نہیں مہیا کرسکتے ہیں۔ انھیں کتب خانہ میں موجود مواد کے موضوعات سے بھی واقف ہونا چاہیے۔ حوالجاتی خدمات نیز معلومات فراہم کرنے کی خدمات کے طریقوں سے واقف ہونا چاہیے۔ اور اس بات کے بارے میں واضح ہونا چاہیے کہ وہ کیا مواد اور کن لوگوں کے لیے مواد جمع کررہے ہیں۔ کتب خانہ کے پیشہ ور ارکان میں کتب خانہ میں موجود علمی یا معلوماتی مواد اور ان کے قارئین کے درمیان رابطہ قائم کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔ ان میں اشاریہ سازی، تلخیص نگاری، تدوین وترتیب کا ڈھنگ اور ترجمہ کے فن سے واقفیت ضروری ہے۔ ساتھ ہی انھیں ایسے دوسرے مراکز اور ماہرین کے بارے میں بھی معلوم ہونا چاہیے جو یہ کام کرتے ہیں۔ انھیں درجہ بندی کے اصول وضوابط کی واقفیت ہونی چاہیے ورنہ وہ کتب خانہ میں موجود مختلف النوع مواد کے لیے ایک مناسب اور فعال نظام نہیں ترتیب دے سکیں گے۔ انھیں نئے اور ابھرتے ہوئے موضوعات پر مواد حاصل کرنے کے لیے بیرونی ممالک کے وسائل سے باخبر ہونا پڑے گا۔ ان سب سے بڑھ کر ان میں کام کی لگن اور جذبہ ہونا چاہیے تاکہ کسی حوالجاتی سوال کے حل ہونے تک وہ خود کو اس میں مکمل طور پر غرق رکھیں۔ انھیں کتب خانہ کے مسائل کو حل کرنے کی جانب بھی قدم بڑھانا چاہیے اور اگر موجودہ انتظامی ڈھانچے سے بہتر ڈھانچہ موجود ہو تو اسے اپنانے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ نئے تجربات کرنے اور جدید طریقۂ کار کو اپنانے کی صلاحیت کا ہونا نہایت ضروری ہے ساتھ ہی حوصلہ شکن حالات میں بھی اپنے کام کو کرتے رہنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

خاص کتب خانہ میں عملہ کی تعداد جیسا کہ ہم نے شروع میں کہا ہے، بہت بڑی نہیں ہوگی۔ عام طور پر یہ عملہ ایک لائبریرین اور ایک کلرک پر مشتمل ہوگا۔ چند کتب خانے ایسے بھی ہوسکتے ہیں۔ جن کے عملہ میں ماہرین مضامین کی تعداد بہت بڑی ہو۔ ان ماہرین میں ترجمہ نگار، تلخیص نگار، اشاریہ ساز اور معلومات عامہ کے ماہرین شامل ہوسکتے ہیں۔

www.taemeernews.com

معلوماتی خدمات اور سہولیات

آج کی دنیا میں معلومات کی نشاندہی، فراہمی، تجزیہ و قدر و قیمت کا اندازہ لگانے کی سہولیات کی دستیابی کے میدان میں ہونے والی روز افزوں پیش رفت سے معلومات کی ایک شے کی حیثیت سے بڑھتی ہوئی طلب کا اندازہ اور قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے۔ معلومات کی ترسیل کے کام میں مزید تیز رفتاری لانے کے مقصد کے تحت نئے وسائل اور ذرائع کام میں لائے جا رہے ہیں۔ گذشتہ بیس پچیس برسوں کے اندر معلوماتی خدمات فراہم کرنے کے کام میں بڑھتی ہوئی مہارت نے علم کتب خانہ داری کے پیشہ میں اپنا منفرد مقام بنالیا ہے۔ اور اب یہ ایک نئے علم کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آرہا ہے۔ اس رجحان کی ابتدا سرکاری شعبہ جات اور صنعتی اداروں سے ہوئی کیونکہ یہاں سائنسی تحقیقات کی باریک بینی اور ٹکنالوجی کو بہتر بنانے کی ضرورت کا احساس شدید تھا۔ یہاں ایک مخصوص پہلو پر مواد کی طلب تھی جس کی فراہمی میں تاخیر باعث نقصان تھی۔ خاص کتب خانے اپنی فوری ضرورت کے پیش نظر اپنی خدمات انجام دینے کے لیے مشینی طریقۂ کار کو اپنا رہے ہیں ایسے کتب خانوں نے مطلوبہ مواد کی تلاش کے کام میں مشینی آلات کو بطور خاص استعمال کیا ہے۔ مختلف سطح پر خدمات فراہم کرنے کے لیے الیکٹرانک کمپیوٹر اور دوسرے آلات استعمال کیے گئے ہیں۔ فراہمی و حصول مواد کے کام، مستعیر کے ریکارڈ کی فائل، کتابوں کی واپسی کے لیے یاددہانی کا کام، معین وقفہ سے شائع ہونے والی مطبوعات کے اندراج کا کام وغیرہ میں برقی آلات اور مشینوں کا استعمال ہو رہا ہے۔ اسی طرح حوالجاتی مواد کی اشاریہ سازی، طباعت، کیٹلاگ کی طباعت، ماہر مضمون کے لیے مطلوبہ مواد کی نشاندہی وغیرہ جیسے کاموں میں اب الیکٹرانک کمپیوٹر استعمال ہو رہے ہیں۔

کتب خانوں میں مروجہ انداز کے کاموں کے برعکس فراہمی معلومات کے کام میں مشاقی کی ضرورت اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ علم کتب خانہ داری کی تعلیم فراہم کرنے والے ادارے اب اس موضوع کو اپنے نصاب تعلیم کا جزو بنا رہے ہیں اور آلات کے طریقۂ کار اور ان کو برتنے کے ڈھنگ کی تربیت دینا بھی ضروری سمجھنے لگے ہیں۔ نصاب میں تبدیلی کی بدولت ادب، سائنس، سماجی علوم اور ہیومنیٹیز میں تحقیق کے طریقۂ کار کا مطالعہ، اشاریہ سازی، تلخیص نگاری، حوالجاتی امداد کی کتابوں کی تیاری کا طریقہ، نظام معلومات، کتب خانوں میں اعداد و شمار کے تجزیہ کے ڈھنگ وغیرہ پر بھی زور دیا جانے لگا ہے۔ نہ صرف یہ کہ یہ تمام چیزیں نصاب کا جزو بن رہی ہیں بلکہ ان موضوعات پر مذاکرے، کانفرنس اور ورکشاپ منعقد کی جارہی ہیں جن کی بدولت کتب خانہ کا عملہ ان میں ہونے والی علمی پیش رفت سے

www.taemeernews.com

باخبر رہتا ہے۔ معلوماتی نوعیت کے مواد کے حصول تدوین، ترتیب، اور ان کی تشہیر کے کام کی تنظیم میں رہنمائی کی غرض کو سامنے رکھ کر امریکن لائبریری ایسوسی ایشن نے ایک ہدایت مرتب کیا ہے اس کا نام ہے "خاص کتب خانے: انتظامیہ کے لیے رہنما Special libraries: A guide for management۔

خاص کتب خانوں کے علاوہ معلوماتی مراکز بھی مختلف اہمیت اور منفرد حیثیت کے ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر گفتگو کے دوران بالعموم ایک مخصوص نوعیت کے معلوماتی مرکز کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ یہ مرکز صرف سائنسی اور تکنیکی نوعیت کی معلومات فراہم کرتے ہیں۔

معلوماتی مراکز کے موضوع پر اپنی تصنیف میں[5] کینٹ نے ایسے جملہ مراکز کو موضوع کے اعتبار سے ترتیب دینے کی بات کہی ہے ــــ علم کیمیا، حیاتیات، ٹکنالوجی، تیاری ادویات وغیرہ۔ اس طرح کے مراکز کی تقسیم کا ایک دوسرا طریقہ ان میں موجود حوالجاتی مواد کے اقسام کا ہے ــــ رپورٹ اور ریکارڈ، نقشہ تعمیرات، تکنیکی طریقہ کار کے کتابچے، رسائل، کتب و مجلّات، تجارتی معلومات مہیّا کرنے والا مواد، وغیرہ۔ معلوماتی مراکز کی ترتیب ان اشخاص کی تعداد اور خصوصیات کی مدد سے بھی کی جاسکتی ہے جنھیں یہ خدمات فراہم کرتے ہیں یا پھر خدمات کی نوعیت کے اعتبار سے کی جاسکتی ہے۔ اگر ہم ان کے ذریعہ فراہم ہونے والی خدمات پر نظر رکھیں تو ہم دیکھیں گے کہ یہ مراکز روایتی انداز پر خدمات فراہم کرنے کے کام سے لے کر نہایت جدید انداز پر خدمات فراہم کرنے کے طریقوں تک سب پر محیط ہیں۔ ان میں وہ مرکز بھی شامل ہیں جہاں سے ضرورت مند اشاریائی حوالوں کی مدد سے کوئی نیا حوالہ، کسی حوالہ کی نقل، کسی ماخذ کا خلاصہ یا اس میں سے اپنی ضرورت کا ٹکڑا حاصل کرلیتا ہے اور ایسے مراکز بھی ہیں جو ضرورت مند کو اس کی مطلوبہ ضرورت کو پورا کرنے والا مکمل مواد فراہم کرتے ہیں۔ معلوماتی مراکز کے وجود میں آنے سے پہلے یہ خدمات مخصوص کتب خانوں سے ہی مل سکتی تھیں۔

معلوماتی مراکز کی وضاحت جی ایس سمپسن نے اپنے مضمون میں کرتے ہوئے کہا ہے کہ "ایک سائنٹفک انفارمیشن سنٹر کا وجود ایک نوعیت کی مصدقہ رپورٹ بروقت تیار کرنے کے واسطے ہے۔ یہ رپورٹ مواد کے معیار کا اندازہ کرکے ان کے تجزیہ یا ان پر مختصر لیکن سیر حاصل تصنیف کی شکل میں ہوسکتی ہے۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جہاں چند سائنسداں اور انجینئر بھی عملہ کا حصہ ہوتے ہیں۔ یہ ادارہ اپنے بنیادی فرائض کی ادائیگی کے لیے منتخب مواد کی فراہمی اور ان کی تکنیکی انداز سے تیاری کرتا ہے۔" سمپسن نے اپنی تعریف میں خاص کتب خانہ کے مقصد کی نوعیت اور اس کی خدمات کی نوعیت پر زور دیا ہے۔

www.taemeernews.com

وائن برگ نے معلوماتی مراکز کی تعریف کرتے ہوئے ایک دوسرا نظریہ پیش کیا ہے۔ امریکن لائبریری ایسوسی ایشن کی میٹنگ منعقدہ 1964 میں پیش کردہ اپنے ایک مضمون میں اس نے کہا ہے "ہماری نظر میں خاص انداز کی خدمات فراہم کرنے والا [معلوماتی] مرکز .... ایک تکنیکی کتب خانہ کے برعکس ایک تکنیکی ادارہ کے زیادہ قریب ہے لیکن اپنے فرائض کی ادائگی اور اسے کامیابی کے ساتھ چلانے کے لیے اسے ایک لائبریرین کی ضرورت لازمی ہے۔ سب سے پہلے یہاں روایتی کام مثلاً مواد کی بازیابی، ذخیرہ کاری، کیٹلاگ سازی، وغیرہ کی انجام دہی ہے جس کے لیے ان کاموں میں مہارت رکھنے والے لائبریرین کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ان معلوماتی مراکز کے چند کام مختلف نوعیت کے بھی ہوتے ہیں یہ روایتی کاموں کے دائرہ سے باہر کے کام ہیں۔ ان مراکز سے متلاشی مواد کو مطلوبہ مواد کا 5. 99% مواد حاصل ہوتا ہے۔"

وائن برگ نے ان مراکز کو تکنیکی ادارہ کا درجہ دیا ہے اور کہا ہے کہ اس قسم کے ادارہ کی سربراہی ادارہ کے کام میں مخصوص مہارت رکھنے والے سائنسداں کو کرنی چاہیے۔ جیسے جیسے یہ مراکز اپنے دائرۂ کار میں وسعت پاتے رہیں گے اسی طرح ان کے ساتھ منسلک کتب خانے بھی فروغ پذیر ہوں گے۔

نظریات کے متذکرہ بالا اختلاف کی پشت پر معلومات اور کتابوں نیز رسائل میں قلم بند علوم کی روزافزوں وسعت پذیری ہے۔ یہ وسعت پذیری تکنیکی اور صنعتی طور پر ترقی یافتہ ملکوں میں زیادہ تیز رفتار ہے۔ اس تیز رفتار وسعت پذیری کی بدولت روایتی انداز پر منظم کتب خانوں اور معلوماتی مراکز کے کردار میں بنیادی اختلاف تلاش کرنے کا عمل تیز تر ہوگیا ہے۔ لوگوں میں اب یہ احساس شدت کے ساتھ پیدا ہونے لگا ہے کہ مواد کے متلاشی کی ضرورت کو ایک خاص وقفہ کے اندر پورا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ موزوں مواد کم سے کم مدت کے وقفہ میں، نہایت کفایت کے ساتھ حاصل کیا جائے۔ اس بنیادی ضرورت پر سب کا اتفاق ہے لیکن اس مقصد کے حاصل کرنے میں کس طریقہ کار کو اختیار کیا جائے اس پر ہنوز اتفاق رائے نہیں ہوسکا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اہم معلومات کی موقع کی مناسبت سے لائق استعمال شکل میں فراہمی، اندراج کی تفصیل، اشاریہ سازی، بازیابی کے طریقے، اور ترسیل کے عمل میں لائبریرین، خاص لائبریرین، ماہر معلومات، سائنسداں، اور تکنیکی ماہرین کے مناسب رول کے بارے میں اختلاف باقی ہے۔

جس طرح خاص معلومات کے دائرۂ کار اوران کے فرائض اور پیشہ کتاب خانہ داری کے دائرۂ کار اور فرائض کا مسئلہ متنازعہ فیہ ہے اسی طرح اس بات پر بھی ابھی اتفاق رائے نہیں ہوسکا ہے

www.taemeernews.com

کہ خاص کتب خانہ کے زمرہ میں شامل ہونے والے دوسرے کتب خانے مثلاً اسپتال مذہبی اداروں، انجمن وکلاء اور گرجا گھروں میں موجود کتب خانے زیادہ تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ موضوع کے اعتبار سے مرتب شعبہ جاتی کتب خانے جو بنیادی طور پر یونیورسٹی یا تحقیقی ادارہ کے کتب خانہ کا حصہ ہیں زیادہ مقبول ہو رہے ہیں ان کا وقار بڑھ رہا ہے اور کسی بھی ملک کی سماجی، تہذیبی اور معاشی ترقی میں ان کے رول کی اہمیت کا احساس بڑھ رہا ہے۔

ایسلب (ASLIB)

(8) Association of Special Libraries and Information Bureaux.

خاص کتب خانہ کے ذکر کے سلسلے میں برطانیہ میں قائم ایسوسی ایشن آف اسپشل لائبریریز اینڈ انفارمیشن بیورو کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ اپنی نوعیت کا یہ پہلا ادارہ 1924ء میں قائم ہوا اور آج صنعتی اور تکنیکی میدان میں معلومات کی ضرورت کے احساس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اس ادارہ کے قیام میں برطانیہ کی مٹیلرجی (Metalurgy) کی صنعت کے اداروں کو زیادہ دخل ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد برطانیہ میں اندر دنیا کے دوسرے ملکوں میں مٹیلرجی کے میدان میں ہونے والی پیش رفت سے واقفیت حاصل کرنے کی ضرورت کا احساس شدت کے ساتھ پیدا ہوا اسی ضرورت کے تحت ہرٹ فورڈ شائر کے مقام پر ایک کانفرنس 1924ء میں منعقد ہوئی جس میں اس ضرورت کو پورا کرنے کے طریقوں پر تبادلۂ خیال ہوا اور نتیجہ اس ادارہ کا قیام تھا جس کا اصل مقصد جملہ امور شہریت، صنعت و تجارت، اور علوم و فنون میں موجود علم اور معلومات کے ذرائع کے استعمال اور ان کے درمیان مناسب رابطہ قائم کرنا تھا۔ اگرچہ یہ ادارہ برطانیہ میں قائم ہوا لیکن اس کی نوعیت بین الاقوامی ہے۔ چنانچہ اس کے تین ہزار سے زائد ممبران میں سے 20% دنیا کے ستر ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس ادارہ کی تین خصوصیات ایسی ہیں جو اسے معلومات فراہم کرنے والے دوسرے اداروں سے ممتاز کرتی ہیں:

1۔ اپنے ممبر اداروں کو خاص طور پر صنعتی میدان میں کام کرنے والے ممبر اداروں کو مختلف انداز و نوعیت کی خدمات کی فراہمی۔

2۔ ماخذ سازی اور فراہمی ماخذ کے طریقہ میں تحقیق و تلاش۔

3۔ قومی سطح پر قائم لیکن بین الاقوامی سطح پر ممبری کی سہولت۔

www.taemeernews.com

1948 میں ایک دوسرا برطانوی ادارہ، برٹش سوسائٹی فار انٹرنیشنل بلوگرافی اسں ادارہ میں ضم ہوگیا اور اب کا نام ASLIB سے بدل کر Aslib کر دیا گیا۔ نئے نظام میں مضمون وار درجہ بندی، کتابیات سازی اور فن ماخذ سازی (Deumentation) میں ترتیب وتحقیق اس کے مقاصد کا حصہ بن گئے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران اس ادارہ نے حکومت کی بڑی مدد کی۔ حکومت نے 1944 میں اس کے شعبہ مائیکروفلم کی مدد سے دشمن ملکوں کے صنعتی اور تکنیکی میدان میں پیش رفت کے جملہ مواد کی نقول تیار کرا کر اپنے حلیف ممالک خاص طور پر امریکہ اور چین کو فراہم کیا تھا۔ اس خدمت کے بعد حکومت نے بھی ادارہ کو رقمی امداد دینی شروع کر دی تھی۔ ایسلب کی کوششوں سے برطانوی حکومت کے محکمہ سائنس وٹکنالوجی میں ایک شعبہ برائے سائنسی و تکنیکی المعلومات قائم ہوا۔ اس طرح علمی، صنعتی اور سرکاری دائرے ایک دوسرے کے قریب آگئے۔

خدمات وسہولیات: ایسلب اپنے ممبران کو طلب کرنے پر موزوں مواد فراہم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کتابیات کا جائزہ، مواد کی نشاندہی وتلاش، عکسی نقول، اور مائیکروفلم تیار کرنا، وغیرہ خدمات بھی یہاں سے دستیاب ہیں۔ ادارہ کے پاس اعلیٰ سطح کے تکنیکی مضامین کا ترجمہ تیار کرنے اور موضوعاتی اشاریہ سازوں کی ایک فہرست موجود ہے جس کی مدد سے ضرورت پڑنے پر ترجمہ یا اشاریہ تیار کرایا جاسکتا ہے۔ یہاں برٹش کامن ویلتھ یا دولت مشترکہ کے سائنسی موضوعات پر شائع مضامین کا ایک ریکارڈ محفوظ رکھا جاتا ہے۔ ادارہ کی خدمات کے دائرہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ادارہ ہر سال اوسطاً 4,000 سوالات کے جوابات فراہم کرتا ہے۔ ادارہ میں ایک شعبہ مختصر المدتی تعلیم کا ہے جہاں حوالہ سازی اور کتابیات سازی کی تربیت دی جاتی ہے۔ ادارہ کی تین شاخیں اسکاٹ لینڈ، نارتھ انگلینڈ اور مڈلینڈ کے مقامات پر ہیں۔ اس کے علاوہ 12 مضامین کے ماہرین کے الگ الگ بارہ گروپ ہیں ان مضامین میں فضائی پرواز اور الیکٹرانکس سے لے کر فرنیچر بنانے اور کپڑا بننے کی صنعت جیسے مضامین بھی شامل ہیں۔ ادارہ میں تین اسٹڈی گروپ ہیں:

1۔ علم خاص کتب خانہ داری۔ 2۔ ترجمہ تکنیکی ادب۔ 3۔ کوآرڈی نیٹ اشاریہ سازی۔

اشاعتی سرگرمیاں: برطانیہ اور آئرلینڈ کی یونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ کی سند کے لیے مکمل کیے گئے مقالوں کی سالانہ فہرست اس ادارہ سے 1948 سے شائع ہو رہی ہے۔ ادارہ اپنی سالانہ کانفرنس میں پڑھے گئے مقالہ جات بھی شائع کرتا ہے۔ ادارہ سے ایک سہ ماہی رسالہ جرنل آف ڈاکومنٹیشن

www.taemeernews.com

کے نام سے نکلتا ہے جو علم کتاب خانہ داری کے میدان میں شائع ہونے والے رسائل میں اہم حیثیت کا مالک ہے۔ ایسلب بک لسٹ انگریزی زبان میں سائنسی اور تکنیکی موضوعات پر شائع شدہ منتخب کتابوں کی فہرست ہے۔ ایسلب ڈائرکٹری جو پہلی بار 1928 میں شائع ہوئی تھی برطانیہ اور آئرلینڈ میں سائنسی اور تکنیکی مواد پر حوالجاتی سطح کے دستیاب مواد کی ڈائرکٹری ہے۔ اس کے علاوہ ایسلب — ایسلب ہینڈ بک آف اسپشل لائبریرین شپ اینڈ انفارمیشن ورک شائع کرتا رہتا ہے۔

گذشتہ چند برسوں میں اپنی خدمات کے دائرہ میں جو سب سے بڑا کام اس ادارہ نے انجام دیا ہے وہ یہاں ایک شعبۂ تحقیق کا قیام ہے۔ یہ شعبہ 1959 میں قائم ہوا تھا۔ اس کے دائرۂ کار میں تین طرح کے تحقیقی کام آتے ہیں: مشاورتی خدمات، کسی بیرونی ادارہ کے لیے اجرت پر تحقیق و جائزہ، اپنے طور پر معلومات فراہم کرنے کے کام میں مشینوں کے استعمال کے امکانات کا جائزہ لینے کا کام۔ ادارہ نے کرنٹ پیپرس ان فزکس (Current papers in physics) کے لیے قارئین کے تاثرات کا جائزہ لیا ہے۔ اسی طرح اس نے سائنسداں کس طرح اپنی معلومات اکٹھا کرتے ہیں، دنیا کے مشہور تلخیصی رسائل جملہ شائع ہونے والے مواد کا کس حد تک احاطہ کرتے ہیں وغیرہ موضوعات پر بھی کام کیا ہے۔ اسی طرح اس نے تھیسارس کمپیوٹرائزڈ معلومات کا اشاریہ ترتیب دینے کے طریقوں اور برطانیہ سے شائع ہونے والے سائنسی رسائل کس حد تک اپنے خیالات کے حامل مضامین شائع کرتے ہیں اس کا جائزہ بھی لیا ہے۔ ادارہ نے معلومات فراہم کرنے کی خدمات خصوصاً سائنسی تحقیق اور صنعتی و تکنیکی اداروں کے لیے درکار معلومات فراہم کرنے کے طریقے اور ڈھنگ پر بنیادی تحقیق کے ذریعہ دنیا میں اپنا منفرد مقام بنالیا ہے۔

انڈین ایسوسی ایشن آف اسپشل لائبریز اینڈ انفارمیشن سینٹرس

(IASLIC) (9)

ملک میں آزادی کے بعد سائنسی اور صنعتی میدان میں تفتیش و تحقیق کا کام منظم پیمانہ پر منصوبہ بند طریقہ سے شروع کیا گیا۔ حکومت نے تحقیق کے کام میں تال میل پیدا کرنے کے لیے کونسل برائے سائنسی اور صنعتی تحقیق (CSIR) قائم کیا اور ملک کے مختلف علاقوں میں انسٹی ٹیوٹ برائے ٹکنالوجی قائم ہوئے۔ جب تحقیق کا کام منظم طریقہ پر شروع ہوا تو ملک میں سائنسی اور صنعتی معلومات کو محققین کو فراہم کرنے کے

www.taemeernews.com

کام میں موجود خلا کا احساس شدت کے ساتھ ہوا۔ چنانچہ انڈین لائبریری ایسوسی ایشن نے ۱۹۴۹ میں ایسلب کے خطوط پر ایک ادارہ ملک میں قائم کرنے کی بات سوچی ـــ اس خیال کو عملی جامہ اختیار کرنے میں مزید ۶ سال لگے اور 25 رجون 1955 کی ایک میٹنگ میں کلکتہ میں انڈین ایسوسی ایشن آف اسپیشل لائبریز اینڈ انفارمیشن سینٹرس کا قیام عمل میں آیا۔ ایسوسی ایشن کے پہلے صدر جیالوجیکل سروے آف انڈیا کے ڈائرکٹر ڈاکٹر ایس ایل ہورا تھے اس کے ناظم انڈین اسٹیٹسٹکل انسٹی ٹیوٹ (Indian Statistical Institute) کے لائبریرین جناب جے۔ ساہا تھے۔ اس انجمن کے اغراض ومقاصد درج ذیل ہیں:

1۔ علمی مواد کے باقاعدہ حصول، تنظیم وتربیت اور ترسیل کے عمل کی ہمت افزائی اور ترغیب۔

2۔ کتب خانہ خدمات، فراہمی معلومات کی خدمات اور حوالہ جات سازی یا ڈاکومنٹیشن خدمات کی انجام دہی کی سطح کو بلند کرنا۔

3۔ خاص کتب خانہ، سائنسی اور تکنیکی تحقیق کے ادارہ جات، تجارتی اور صنعتی دائرہ کے تحقیقی ادارہ جات، معلومات مراکز اور حوالہ جات سازی کے اداروں کے کاموں میں باہمی تال میل پیدا کرنا اور ان میں آپس میں اشتراک اور امداد باہمی کے جذبہ کو فروغ دینا۔

4۔ مشترک دلچسپی رکھنے والے کتب خانہ، معلومات مراکز، حوالہ جات سازی کے ادارے یا ڈاکومنٹیشن سنٹرس، سائنسداں، محققین وماہرین کے لیے ایک دوسرے سے رابطہ قائم کرنے کے لیے میدان فراہم کرنا۔

5۔ خاص کتب خانہ، معلومات مراکز اور ڈاکومنٹیشن سنٹروں کے ارکان کی فنی صلاحیت کو بہتر بنانا اور ان کے فنی بہبود کی نگہداشت۔

6۔ خاص کتب خانہ کے طریقہ کار اور حوالہ جات سازی کے طریقہ پر تحقیقی کاموں کے لیے ایک مرکز کا کام انجام دینا۔

7۔ سائنسی تکنیکی اور دوسرے میدانوں میں بحیثیت ایک معلوماتی مرکز کے خدمات کی انجام دہی۔

8۔ انجمن کے مقاصد کے حصول میں معاون دوسرے اقدام اٹھانا

اپنے مقاصد کے حصول کے واسطے انجمن نے خود کو دو ڈویژن میں تقسیم کر لیا ہے:

حوالہ جات سازی یا ڈاکومنٹیشن ڈویژن

تعلیم وتربیت ڈویژن

www.taemeernews.com

نشرو اشاعت ڈویژن

کتب خانہ و فراہمی معلومات ڈویژن

عکسی نقل و ترجمہ ڈویژن

بین کتب خانہ اشتراک و تال میل ڈویژن

آج کل اس انجمن کے تحت جو کام انجام دیے جارہے ہیں ان میں: طلب کرنے کی صورت میں کتابیات سازی، بیرونی زبان کی تعلیم نیز خاص کتب خانہ داری اور ڈاکومنٹیشن کی ایک سالہ تربیت کا بندوبست، کتب خانہ اور معلومات کے مسائل پر ماہرین کے مشورہ فراہم کرنے کی سہولت، بین کتب خانہ اشتراک اور لین دین کا بندوبست، غیر ملکی زبانوں سے مضامین کے تراجم تیار کرنا اور اشاعتی سرگرمیاں شامل ہیں۔ انجمن ایک سہ ماہی رسالہ ایسلک بلیٹن (IASLIC Bulletin) کے نام سے اور نیوز لیٹر یا خبر نامہ کے نام سے ایک ماہوار رسالہ شائع کرتی ہے۔ اس کے علاوہ انجمن نے مختلف موضوعات پر کتابیں اور کتابچے شائع کیے ہیں جن میں ڈائرکٹری آف اسپیشل اینڈ ریسرچ لائبریز ان انڈیا اور انڈک نیمس (Indic names) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

انجمن نے مغربی بنگال لائبریری ایکٹ کے پاس کرانے میں بہت بڑا رول ادا کیا ہے۔ آج کل بنگلہ دیش، برما، پاکستان اور سری لنکا سے تاریخ کے موضوع پر شائع ہونے والے رسائل کی ڈائرکٹری مرتب کی جارہی ہے۔

انجمن نے ملک کے مختلف شہروں میں اپنے اسٹڈی سرکل قائم کر رکھے ہیں مقامی لائبریرین اسٹڈی سرکل کی میٹنگوں میں شریک ہو کر فنی اور پیشہ ورانہ موضوعات پر تبادلہ خیال کرتے ہیں۔ انجمن کے ساتھ ڈاکٹر ایس ار رنگا ناتھن اور شری بی۔ ایس کیسون جیسے مقتدر حضرات نے مختلف اوقات میں کام کیا ہے۔

www.taemeernews.com

حواشی وحوالے

1- اسپشل لائبریریز ایسوسی ایشن۔ آبجیکٹیوز اینڈ اسٹینڈرڈس فار اسپشل لائبریریز۔ اسپشل لائبریریز۔ ج 55، دسمبر 1964 ص 672 - 80۔

2۔ ایڈورڈ جی اسٹریبل۔ ایڈیٹر۔ اسپشل لائبریریز: اے گائڈ فار مینجمنٹ۔ نیویارک، 1966، ص 1۔

3۔ اسٹریبل۔ ایڈیٹر۔ اسپشل لائبریریز۔ ص 3۔

4۔ اس موضوع پر مزید تفصیل کتب خانہ میں عمل خودکاری کے باب میں دیکھیے۔

5۔ انتھونی ٹی۔ کروزاز۔ ایڈیٹر۔ ڈائرکٹری آف اسپشل لائبریریز اینڈ انفارمیشن سنٹرس۔ ڈیٹرائے، 1963، ص 3

6۔ جی۔ ایس۔ سمپسن "سائنٹفک انفارمیشن سنٹرس ان دی یونائیٹڈ اسٹیٹس"۔ امریکن ڈاکومنٹیشن ج 13۔ جنوری 1962 ص 43۔

7۔ الون وینبرگ۔ "سکنڈ تھاٹس آن سائنٹفک انفارمیشن"۔ کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز۔ ج 25، 1964، ص 476۔

8۔ لیزلی ولسن۔ ایسلب۔ مشمولہ کینٹ اینڈ لینکور۔ ایڈیٹر انسائیکلوپیڈیا آف لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس ج 2 ص 666۔ 668۔

9۔ مکرجی۔ ڈیولپمنٹ آف لائبریریز اینڈ لائبریری سائنس ان انڈیا ص 135 - 137 مزید دیکھیے۔ جی دی رگھوندر راؤ انڈین ایسوسی ایشن آف اسپشل لائبریریز اینڈ انفارمیشن سنٹرس مشمولہ کینٹ اینڈ لینکور۔ ایڈیٹر۔ انسائیکلوپیڈیا آف لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس۔ ج 11 ص 431 - 433۔

www.taemeernews.com

قومی کتب خانے

جدید علم کتاب خانہ داری میں لفظ قومی کتب خانہ وسیع المفہوم لفظ ہے جو مختلف ممالک میں مختلف انداز و نوعیت کے کتب خانوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ بہت عرصہ نہیں گذرا جب نیشنل لائبریری یا قومی کتب خانہ سے مُراد ایسا کتب خانہ ہوتا تھا جس کا بنیادی مقصد ملک میں شائع جملہ مطبوعات کا تحفظ تھا۔ قومی کتب خانوں کا عروج یورپ میں خود مختار حکومتوں کے عروج کے ساتھ ہوا ہے۔ اس کی ابتدا 1795 سے ہوتی ہے۔ جب فرانس میں شاہی کتب خانوں کو قومی ملکیت قرار دے دیا گیا اور یہاں ملک میں شائع ہونے والی جملہ مطبوعات کے ایک ایک نسخے جمع کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹ صدی تک دنیا کے تقریباً ۲۰ ملکوں میں قومی کتب خانے قائم کیے جا چکے تھے، بیسویں صدی میں مزید 30 ملکوں میں قومی کتب خانے قائم ہوئے دوسری جنگ عظیم کے بعد سے 1965 تک 13 قومی کتب خانے قائم ہو چکے تھے۔

قومی کتب خانے کا مقصد انتھونی پنیزی (Anthny Panizzi) کے نزدیک[1]

"قوم کے ادب کا بہترین ذخیرہ اور دوسری قوموں کے ادب کا اُن کے ملک کے حدود سے باہر دستیاب بہترین ذخیرہ" ہونا چاہیے۔ پنیزی نے یہ خیالات برٹش میوزیم میں ذخیرہ کاری کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے پیش کیے تھے۔

قومی کتب خانوں کی تاریخ میں فرانس کا قومی کتب خانہ قدیم ترین تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے قیام کی تاریخ 1480 ہے اگرچہ اسے قومی کتب خانے کی حیثیت اٹھارویں صدی میں حاصل ہوئی۔ اس کے ذخیرہ کی تعداد ۲۰ میلین اکائی بتائی جاتی ہے۔ کتب خانہ میں انواع و اقسام کی نوادرات کے علاوہ 8 میلین کتابیں ۱۸۰،۰۰۰ مخطوطات، اور ۵۰۰،۰۰۰ رسائل ہیں۔ ہر سال یہاں اوسطاً ۱۰۰،۰۰۰ اکائی کا اضافہ ہوتا ہے۔ روس کی لینن لائبریری اگرچہ 1862 میں قائم ہوئی تھی لیکن اسے قومی کتب خانہ کا رتبہ 1925 میں حاصل ہوا۔ اس وقت اس کتب خانہ میں ۱۱ میلین سے زیادہ علمی مواد کی اکائی موجود ہے۔ یہاں مخطوطات کی تعداد ۳،۳۰،۰۰۰ بتائی جاتی ہے۔ کتب خانہ میں ہر سال ۷۰۰،۰۰۰ اکائی کا اضافہ ہوتا ہے۔

لائبریری آف کانگریس ممالک متحدہ امریکہ میں واشنگٹن کے مقام پر قائم امریکی کانگریس

www.taemeernews.com

کا کتب خانہ دنیا کے عظیم ترین کتب خانوں میں شمار ہوتا ہے۔ 1876 میں اس کے لائبریرین اے آر اسپیفورڈ (A. R. Stafford) نے اس کی ذمہ داریوں کا احاطہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ "امریکی عوام کے ٹیکس سے قائم اور وسعت پذیر ہونے والے اس کتب خانہ کی ذمّہ داری ہے کہ اس کی خدمات عوام کو نہ صرف بلامعاوضہ حاصل رہیں بلکہ کتب خانہ ان کیلئے علم کے جملہ شعبہ جات میں موجود علمی مواد کو امکانی حد تک فراہم کرے۔" اسپیفورڈ[2] 1864 میں اس کے سربراہ مقرر ہوئے تھے اور 1897 میں اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔ ان کا دور کتب خانہ کی بے پناہ وسعت کا دور ہے۔ 1866 میں اسمتھ سونین انسٹی ٹیوٹ (Smithsonian Institute) کے شعبہ سائنس کی جملہ کتابیں اس کتب خانہ میں منتقل کردی گئیں۔ ایک سال بعد 1867 میں پیٹر فورس (Peter Force) کی تاریخی لائبریری اس کتب خانہ کا جزو بن گئی۔ 1899 میں ہربرٹ پٹنم (Herbert Putnam) کانگریس کے لائبریرین مقرر ہوئے ان کا دور نظامت بھی کتب خانہ کے ذخائر اور خدمات کے دائرہ میں وسعت کے لیے مشہور ہے۔ انھوں نے کیٹلاگ سازی اور درجہ بندی کی مدد سے کتب خانہ کے وسائل تک عوام کی دسترس آسان کردی۔ اس کے علاوہ انھوں نے چھپے ہوئے کیٹلاگ کارڈ بہم پہنچانے کی خدمت بھی شروع کی۔

آج کل کتب خانہ کے علمی مواد کے ذخیرہ کی تعداد درج ذیل ہے۔

کتابیں اور کتابچے	14,500,000
اخبار کی جلدیں	132,000
مخطوطات	2,900,000
موسیقی کے چھپے تختے	3,300,000
نقشہ جات	3,000,000
انکونابولا (عہدی مطبوعات)	55,000

کتب خانہ میں سالانہ اضافہ کا اوسط 1,000,000 اور 3,000,000 اکائی ہے۔ لیکن ڈیوڈ مینس (David Means) کے لفظوں میں یہاں کے علمی ذخیرہ کو کرۂ ارض کے ہر کونے سے ہر دور میں اور باربرداری کے جملہ ذرائع استعمال کر کے جمع کیا گیا ہے۔ اعداد و شمار کی مدد سے ہم ان کی وسعت تو جان لیں گے لیکن گنتی اس ذخیرہ کی فراہمی معلومات کی صلاحیت کا مکمل اظہار نہیں کر سکتی۔ اس کے لیے تو ہمیں اس کا استعمال کرنا ہوگا۔ اسے جانچنا اور پرکھنا ہوگا۔[3] کتب خانہ کا عملہ 3890 افراد پر مشتمل ہے۔

www.taemeernews.com

کتب خانہ سے استفادہ کرنے والوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ اس میں کانگریس کے ممبر عدلیہ اور انتظامیہ کے افسران اعلیٰ، ماہرین تعلیم، طلباء اور دنیا کے بیشتر بڑے کتب خانے شامل ہیں۔ عام کتب خانہ نہ ہونے کے باوجود یہاں کے دو دار المطالعے عوام کے لیے مخصوص ہیں۔ کتابیں مستعار لینے کا حق صرف ممبران کانگریس اور اعلیٰ سطحی حکام کو ہے لیکن تحقیقی کام کرنے والوں کو ان کی ضرورت کے مطابق مواد کی نقول فراہم کی جاتی ہیں۔

کتب خانہ میں قومی سطح پر دستیاب کتابوں کا مشترک کیٹلاگ ہے جس کی مدد سے امریکہ اور کناڈا کے سات سو کتب خانوں میں دستیاب علمی مواد کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ نابینا قارئین کے لیے مخصوص بریل کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ کتب خانہ میں شائع شدہ کتابوں کی حق اشاعت کی تفصیل بھی موجود ہے جو ضرورت پر فراہم کی جاتی ہے۔

کتب خانہ عام کتب خانہ خدمات مثلاً موضوعاتی کتابیات، موجود مواد کی نقل کی فراہمی وغیرہ کے علاوہ چند مخصوص خدمات بھی فراہم کرتا ہے مثلاً شائع شدہ کتابوں کے لیے چھپے ہوئے کیٹلاگ کارڈ۔ دنیا کے 800 سے زائد روزنامہ اخباروں کی مائکروفلم کیٹلاگ سازی کے ضابطوں پر تحقیق کا کام اور ڈیوی ضابطہ درجہ بندی پر تحقیق کا کام اور اس کے نئے ایڈیشن کی ترتیب وغیرہ۔

کتب خانہ اپنے جملہ کاموں کی انجام دہی اپنے چھ انتظامی شعبوں کی مدد سے انجام دیتا ہے۔ یہ شعبے شعبۂ انتظامیہ، شعبہ حق اشاعت، شعبہ قانونی حوالجاتی مواد، شعبہ حوالہ جاتی امداد برائے قانون سازی، شعبہ ضابطہ کیٹلاگ سازی و درجہ بندی، اور شعبہ امدادی کتب و کتب حوالہ جات ہیں۔

کتب خانہ اپنے عام کاموں کے ساتھ چند مخصوص منصوبوں پر بھی کام کرتا رہتا ہے۔ ان میں قومی سطح کے مشترک کیٹلاگ، مخطوطات کے قومی ذخیرہ کا مشترک کیٹلاگ، روسی زبان میں شائع کتابوں کی ماہانہ فہرست اندراج کی اشاعت، ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کی تدوین، بیرونی ممالک سے وہاں موجود مخطوطات کے ذخیرہ کے بارے میں تال میل پیدا کرنا اور سائنسی اور تکنیکی موضوعات پر حوالجاتی خدمات کے لیے قومی سطح کے مرکز کا کام کرنا شامل ہیں۔

کتب خانہ کے عام کاموں کو کس حد تک مشینوں خصوصاً کمپیوٹر کے ذریعہ انجام دیا جاسکتا ہے اس موضوع پر لائبریری آف کانگریس میں تحقیق و تلاش کا کام 1966 سے شروع ہے جب کونسل برائے وسائل کتب خانہ سے ملی گرانٹ کے تحت مارک 1 کی پراجیکٹ یہاں شروع کی گئی۔ اس پراجیکٹ کے تحت کتب خانہ کے جملہ علمی مواد

www.taemeernews.com

ممالک متحدہ امریکہ کی حکومت نے چند قوانین ایسے وضع کیے ہیں جن کی مدد سے کتب خانہ کو اپنے ذخیرہ کتب کو بہتر بنانے میں بہت مدد ملی ہے:۔

1- 1966 اعلیٰ تعلیم کا قانون۔ اس قانون کے II c کی بدولت لائبریری آف کانگریس کو مرکزی سطح پر کیٹلاگ سازی کی پانچ سالہ اسکیم دی گئی، اس اسکیم کو عملی جامہ پہنانے میں بیرونی ممالک کے قومی کتب خانوں کے ساتھ ساتھ ملک کے 90 کتب خانے شریک ہیں۔ شرکتی کیٹلاگ سازی اسکیم یا شیرڈ کیٹلاگنگ کے اس کام کو انجام دینے کے لیے کتب خانہ نے لندن، اوسلو، ویزن باڈن، ویانا، پیرس، نیروبی، ترائیوڈی جنیرو میں دفاتر قائم کیے۔ تاکہ ان ملکوں کے قومی کتب خانہ میں آ جانے والی مطبوعات کے کیٹلاگ کارڈ لائبریری آف کانگریس کے کیٹلاگ میں ضروری نشاندہی کے ساتھ شامل کیے جا سکیں۔

2- 1954 کا پبلک لاء 480- اس قانون کے تحت کتب خانہ کو امریکہ کے دوسرے ملکوں میں موجود روپے کو وہاں پر مقامی کتابوں کے خریدنے کے لیے استعمال کرنے کی اجازت ملی اس رقم کے استعمال کے لیے کتب خانہ نے مشرقی افریقہ، مصر، انڈونیشیا، ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش وغیرہ میں اپنے دفاتر کھولے۔ جہاں مقامی مطبوعات کو خرید کر اور بڑی حد تک ان کی تکنیکی تیاری کر کے انھیں امریکہ بھیجا جاتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ان ملکوں کی فہرست اندراج بھی مناسب وقفوں سے شائع ہوتی ہیں۔(5)

کتب خانہ نے اینگلو امریکن کیٹلاگنگ ضابطہ ایڈیشن 2 کے تیار کرنے میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

لائبریری آف کانگریس کے علاوہ امریکہ میں درج ذیل کتب خانے اپنے موضوع پر قومی ادارہ کی حیثیت رکھتے ہیں:

1- قومی کتب خانہ برائے طب — National Medical Library.

اس کتب خانہ کا ذخیرہ 481,889 کتب و رسائل کی جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی ابتدا 1836 میں سرجن جنرل کے دفتری کتب خانہ کی حیثیت سے ہوئی۔ 1855 سے 1895 تک جان شا ملنگس کتب خانہ کے لائبریرین رہے۔ ان کے دور نظامت میں کتب خانہ میں کتابوں کی تعداد 3000 سے بڑھ کر 300,000 تک پہنچ گئی۔(6) بلنگس نے طب پر مواد کی اشاریہ سازی کا کام شروع کیا۔ انڈکس میڈیکس (Index Medicus) 1879 سے شائع

www.taemeernews.com

ہونا شروع ہوا۔ آج بائیوکسٹری کے میدان میں حوالجاتی ماخذ کے طور پر اس رسالہ کا مقام سب سے بلند ہے۔ مخصوص موضوع پر قارئین کو مواد بہم پہنچانے کی خاطر یہاں میڈلار (MEDLAR) کی خدمت شروع کی گئی۔ اس کے تحت طب پر لکھے جانے والے مواد کو قارئین تک نہایت کم وقفہ میں پہنچانے کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ ایک ہمہ جہتی اسکیم برائے حوالجاتی خدمات ہے جس کے تحت طب پر موجود مواد کا تجزیہ اس کی نشاندہی، انڈکس میڈیکس کی تیاری، انڈکس میڈیکس کا مجموعہ وغیرہ مرتب ہوتے ہیں۔ ضرورت کے مطابق موضوعاتی کتابیات سازی بھی کی جاتی ہے۔ میڈلار کا کام تین صیغوں میں تقسیم کیا گیا ہے: ذخیرہ کاری کا ذیلی نظام، بازیابی کا ذیلی نظام اور طباعت کا ذیلی نظام (۲)۔

ذخیرہ کاری کے ذیلی نظام کے تحت مضامین کے ماہرین بائیوکیمسٹری کے مضامین کا تجزیہ کرتے ہیں اور مواد کے مطابق حوالجاتی اشاریوں کی کتابیات تیار کرتے ہیں۔ اس عمل میں وہ مضامین کے عنوان کی معیاری فہرست سے مدد لیتے ہیں۔ یہ فہرست مضامین کے بنیادی اجزا کی اکائی یا حوالہ جاتی اکائی سے مرتب ہوتی ہے۔ یہ اکائیاں مضمون کے عنوان، مصنف، رسالہ کے حوالجاتی تفصیل اور اشاریہ سازی کے متعین عنوان مضمون پر مشتمل ہوتی ہیں۔ عرف عام میں انھیں سائی ٹیشن (citation) کہتے ہیں۔ حوالجاتی اکائیوں کی مطابقت سے کاغذ کے فیتے پر سوراخ کر کے ان فیتوں کو کمپیوٹر میں داخل کر دیا جاتا ہے، جہاں سے یہ حوالے مقناطیسی فیتوں پر منتقل ہو جاتے ہیں اور مستقبل میں حوالہ کے کام کے لیے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

بازیابی کے ذیلی نظام کے تحت درکار مضمون یا موضوع کی حوالہ جاتی اکائیاں عملہ کتب خانہ کے ماہرین کو دی جاتی ہیں۔ ماہرین ان کا تجزیہ کر کے عنوانات مضامین کی فہرست کی مدد سے انھیں متلاشی عبارت (Search Statement) میں تبدیل کرتے ہیں اور ان کی مدد سے کاغذی فیتہ پر سوراخ کر کے انھیں کمپیوٹر میں داخل کر دیتے ہیں۔

طباعت کے ذیلی نظام میں حوالہ جاتی اکائی کو تکنیکی راہوں سے گذار کر فوٹو پازیٹیو فلم سے مسلسل شائع ہونے والی کتابیات کی طباعت کے واسطے سہولت فراہم کرتے ہیں۔ بازیاب حوالجاتی اکائی کے برقی فیتہ کی فائل کو کمپیوٹر کی مدد سے چلنے والے فوٹو ٹائپ سٹر کی مدد سے چھپائی کاپی بنانے میں کام میں لاتے ہیں۔ اس ٹائپ سٹر کو گریس (GRACE) کہتے ہیں۔

میڈلار اسکیم کے تحت تین طرح کی حوالجاتی خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔

1۔ انڈکس میڈیکس۔ ماہنامہ کی شکل میں شائع ہونے والا معروف جریدہ ہے جس میں 2500

www.taemeernews.com

حیاتیات اور طب کے موضوع پر شائع رسائل سے اخذ مضامین کا مصنف وار موضوعاتی اشاریہ ہوتا ہے۔

۲. مسلسل شائع ہونے والی کتابیات کی خدمات۔

۳. غیر روایتی انداز کے اشاریہ کی مدد سے تیار کتابیات جو طلب کرنے پر تیار کی جاتی ہے۔

میڈلار کی اسکیم ۱۹۶۴ میں شروع کی گئی تھی۔ کتب خانہ کے کمپیوٹر کے ذریعہ مہیا کی جانے والی طبی مواد کی یہ واحد حوالجاتی خدمت ہے۔ ۱۹۷۱ سے آن لائن ببلوگرافک انفارمیشن سسٹم یا میڈلائن کی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس کے تحت ۵۰ لاکھ شائع شدہ مضامین کے حوالوں کو ۲۵۰ کتب خانوں میں مہیا کیے گئے کمپیوٹر ٹرمنل کی مدد سے استعمال میں لا سکتے ہیں۔ اس اسکیم میں اپنی ضرورت کے حوالوں کو حاصل کرنے کے لیے قارئین ٹیلی فون کی مدد سے برقی ٹائپ رائٹر جیسے ٹرمنل کو کام میں لا سکتے ہیں میڈلار اور میڈلائن کی بازیابی کی صلاحیت سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے امریکہ کی مختلف یونیورسٹیوں اور طبی تحقیقات کے مراکز میں نیز یورپ اور امریکہ کے چند دوسرے ممالک میں اس کے مرکز قایم کیے جارہے ہیں

قومی زرعی کتب خانہ

زرعی موضوعات پر امریکہ میں دستیاب مواد کے لیے قومی زرعی کتب خانہ سے بہتر کوئی کتب خانہ نہیں ۱۸۶۲ میں کتب خانہ محکمہ زراعت کے شعبہ جاتی کتب خانہ کی حیثیت سے قایم ہوا اور ایک سو سال بعد یعنی ۱۹۶۲ میں اسے قومی کتب خانہ کی حیثیت دی گئی۔ یہاں ۱۵ لاکھ اکائیاں علمی ذخیرہ کی موجود ہیں۔ ان میں کتابوں اور رسائل کے علاوہ پچاس غیر ملکی زبانوں میں زراعتی موضوع پر رپورٹیں بھی ہیں جو زراعت کے نہایت مخصوص اور عمیق پہلو پر روشنی ڈالتی ہیں۔ کتب خانہ عام خدمات فراہم کرنے کے علاوہ ایک ماہانہ کتابیات ایگریکلچرل ببلوگرافی کے نام سے شائع کرتا ہے۔

www.taemeernews.com

انگلینڈ۔ برٹش میوزیم

برٹش میوزیم ۱۹۷۳ تک انگلینڈ کے قومی کتب خانہ کی حیثیت سے موجود رہا۔ کتب خانہ ۱۷۵۳ میں قایم ہوا تھا اور ۱۹۷۰ تک اس میں موجود کتابوں کی تعداد ۹ لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ اس کے علاوہ یوروپی نیز مشرقی ممالک کی زبانوں میں لکھے ہوئے مخطوطات کا ایک بیش بہا ذخیرہ تھا۔ کتب خانہ میں مصری پاپیرس پر لکھی ہوئی کتابیں موجود تھیں اور اولین دور طباعت کی کتابوں کی تعداد دس ہزار تھی۔ ۱۹۷۳ میں ملک میں موجود قومی سطح کے کتب خانوں کا ادغام کرکے اُسے برٹش لائبریری کا نام دیا گیا۔ اس کتب خانہ میں برٹش میوزیم کے ذخیرہ کے علاوہ نیشنل سنٹرل لائبریری، نیشنل سنٹرل لائبریری برائے سائنس و ٹکنالوجی برٹش نیشنل ببلوگرافی وغیرہ شامل ہیں۔ حال ہی میں انڈیا آفس کا کتب خانہ بھی اس میں شامل کر دیا گیا ہے۔

برٹش لائبریری ایکٹ

حالیہ چند برسوں میں کتابوں کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ، علمی مواد کی تعداد میں قابو سے باہر اضافہ اور رسل و رسائل کے وسائل میں بہتری کی بدولت کتب خانوں میں تعاون اور اشتراک باہمی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ انگلینڈ میں دنیا کے چند مشہور ترین علمی ذخیرے موجود ہیں۔ ملکی مصارف میں اضافہ نے حکومت برطانیہ کو مجبور کیا کہ وہ ملک کے قومی سطح کے کتب خانوں کی تنظیم کو اس انداز سے کرے کہ ملک کے علمی وسائل کا بہتر سے بہتر استعمال ہو۔ اس پر اخراجات میں کمی کی جا سکے۔ اس کام کے لیے حکومت نے سر فریڈرک ڈینٹن کی صدارت میں ایک کمیٹی تشکیل کی جس کا کام ملک میں قومی سطح پر دستیاب لائبریری خدمات کے ڈھانچہ کا جائزہ لے کر اس میں مناسب ترمیم و تبدیلی کرنا تھا۔ کمیٹی نے اپنی رپورٹ ۱۹۶۹ میں پیش کی تھی جس میں اس نے برٹش میوزیم نیشنل سنٹرل لائبریری اور نیشنل لائبریری برائے سائنس و ٹکنالوجی کو ایک

www.taemeernews.com

میں ضم کر کے برٹش لائبریری کے نام سے ایک ادارہ بنانے کی تجویز تھی۔۱۹۷۲ء میں برٹش لائبریری ایکٹ پاس ہوا۔ ۱۹۷۳ء میں برٹش کتب خانہ اپنی موجودہ شکل میں وجود میں آگیا۔

کتب خانہ خدمات کے میدان میں برٹش کتب خانہ کا قیام ایک روشن کارنامہ تھا۔ برٹش کتب خانہ کی عمارت عالم خیال سے عالم وجود میں لانے کے لیے عناصر ترکیبی پہلے ہی سے موجود تھے۔ یعنی دو سو برس کی تاریخ کا حامل برٹش میوزیم مع حوالہ جاتی شعبہ برائے سائنسی مواد، سائنسی علوم اور تکنالوجی کے میدان میں قابلِ قدر ذخیرہ کی مالک نیشنل لنڈنگ لائبریری برائے سائنس و تکنالوجی، بین کتب خانہ مستعار کی خدمات فراہم کرنے والا قومی مرکزی کتب خانہ یا نیشنل لنڈنگ لائبریری اور ہفتہ وار برٹش نیشنل ببلوگرافی ترتیب دینے والا برٹش نیشنل ببلوگرافی کا ادارہ۔

نو تشکیل شدہ برٹش کتب خانہ یارک شائر اور لندن دو شہروں میں ہے۔ مستعاری خدمات فراہم کرنے کا شعبہ یارک شائر میں ہے جبکہ دوسرے شعبہ جات لندن کے مختلف علاقوں میں ہیں۔

کتب خانہ کی خدمات تین شعبہ جات کے تحت ملتی ہیں: شعبہ حوالجاتی خدمات، شعبہ مستعاری خدمات اور شعبہ کتابیاتی خدمات۔

حوالجاتی خدمات کا شعبہ

جیسا کہ شعبہ کے نام سے ظاہر ہے، یہ شعبہ اپنے مختلف ذیلی شعبوں کی مدد سے حوالہ کے متلاشی حضرات کو مختصر ترین وقفہ میں درکار حوالہ فراہم کرتا ہے۔ اس کے ذیلی شعبے درج ذیل ہیں۔

شعبہ کتب مطبوعہ: اس شعبہ میں سائنس اور تکنالوجی کے موضوع پر مواد اور ایشیائی زبانوں میں دستیاب مواد کے استثنا کے ساتھ دنیا کی جملہ زبانوں میں کتب و رسائل کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ یہاں سرکاری مطبوعات، نقشہ جات، موسیقی کے نوٹ، اور اخبارات کے ذخائر بھی ہیں۔

www.taemeernews.com

ساتھ ہی لائبریری اسوسی ایشن کے کتب خانہ کی کتابیں بھی اب اسی شعبہ کا حصّہ ہیں۔ اس شعبہ میں ڈاک ٹکٹوں کا ایک نادر ذخیرہ موجود ہے۔ اس شعبہ کے وسائل کی وسعت کا اندازہ محض اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ اخبارات کے ذخیرہ میں ۱۸۰۰ کے بعد شائع ہونے والے دنیا کے تقریباً تمام ملکوں کے اخبارات کی جلدیں یہاں موجود ہیں۔

شعبہ مخطوطات

اس شعبہ میں یورپ کی جملہ زبانوں میں لکھے گئے مخطوطات موجود ہیں. ان میں نویں صدی میں رقم مخطوطہ سے لے کر زمانہ حال کے مخطوطات موجود ہیں۔ ان میں قابلِ ذکر سینٹ ایتھل ولڈ کی دعاؤں کا مخطوطہ اور شارلمین کے دربار میں لکھی گئی سنہری بائبل کا نسخہ ہیں۔ اس شعبہ میں چاسر کے ہاتھ کے لکھے ہوئے مخطوطے اور قدیم ترین انگریزی نظم بی وولف کا مخطوطہ دونوں ہیں۔

مشرقی مخطوطے اور مطبوعات

یہاں پوری مشرقی دنیا مع افریقہ پر علمی مواد کا ذخیرہ ہے۔ یہاں مشہور سیاح اور چینی علوم کے ماہر اسٹائن کا ذخیرہ کتب محفوظ ہے جس میں ۱۰،۰۰۰ کتابیں اور مخطوطے ہیں۔ اس شعبہ میں دنیا کا قدیم ترین مطبوعہ نسخہ ڈائمنڈ سوتر موجود ہے۔

سائنسی حوالہ جات کا کتب خانہ

کتب خانہ کا یہ شعبہ ۱۹۷۳ تک قومی حوالجاتی مواد کتب خانہ برائے سائنس وایجادات کے نام جانا جاتا تھا۔ اس کتب میں ۱۷ ملین پیٹنٹ موجود ہیں۔ کتب خانہ کے اس شعبہ سے ہر سال ۱۵۰،۰۰۰ قارئین استفادہ کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر سال شعبہ ۲۵۰،۰۰۰ نقلیں فراہم کرتا ہے۔ اس شعبہ سے

www.taemeernews.com

استفادہ کے لیے کسی پروانہ راہداری یا شناختی کارڈ کی ضرورت نہیں پڑتی اور قارئین کو مواد تک آزادانہ دسترس کی سہولت حاصل ہے۔

مستعاری خدمات کا شعبہ

بین کتب خانہ مستعاری خدمات کا غالباً یہ دنیا کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اس کی اساس قومی مرکزی کتب خانہ اور قومی کتب خانہ برائے سائنسی و تکنیکی موضوعات ہیں۔ اس شعبہ سے اندرون ملک کے علاوہ بین الاقوامی سطح پر علمی مواد کے مستعار لین دین کا کام بھی ہوتا ہے۔ ۱۹۷۶ میں اس شعبہ میں ۲ میلین درخواستیں موصول ہوئی تھیں اور کل مانگ کا ۱/۱۴ جزحصہ غیر ممالک سے آنے والی درخواستوں کا تھا۔ اس شعبہ کے ذخیرہ میں ۲/۵ میلین کتابیں اور رسائل موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ۱/۵ میلین مائکروفلم ہیں۔ یہاں ۴۸۰۰۰ رسائل آرہے ہیں اور انگریزی زبان میں اوسطاً ۴۸۰۰۰ کتابیں شامل ذخیرہ ہوتی ہیں۔ اس شعبہ سے انگریزی کے علاوہ دوسری زبانوں میں چھپنے والے مواد کے تراجم بھی مہیا کیے جاتے ہیں۔

کتابیات سازی کی خدمات کا شعبہ

اس شعبہ میں کتابیات سازی کے کام کو انجام دینے کی غرض سے منتخب حوالجاتی مواد حاصل کیا جاتا ہے، اُن کا اندراج کیا جاتا ہے اور کمپیوٹر کے ذریعہ کتابیاتی خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس شعبہ کے تحت کاپی رائٹ یا حق تصنیف اور انگریزی زبان پر ذخیرہ کا محکمہ ہے۔ برطانوی حق تصنیف قانون ۱۹۱۱ ترمیم شدہ ۱۹۷۲ کے تحت انگلستان اور آئرستان میں شائع جملہ تصانیف کا ایک نسخہ یہاں جمع کیا جاتا ہے۔ انھیں مطبوعات کی بنیاد پر اس شعبہ سے برٹش نیشنل ببلوگرافی یا برطانوی قومی کتابیات ہر ہفتہ شائع کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس شعبہ سے برطانوی کیٹلاگ برائے موسیقی، برطانوی تعلیمی اشاریہ اور کتب انگریزی وغیرہ موضوعاتی کتابیات بھی شائع ہوتی ہیں۔

www.taemeernews.com

شعبہ کے تحت رسائل کے ذخیرہ کی، قومی سطح پر دستیابی کی معلومات کا
مرکز یا نیشنل سیریلس ڈیٹا سنٹر ہے۔ اس کی وجہ سے ملک میں دستیاب رسائل
کے ذخیرہ پر دسترس حاصل ہے۔ اس مرکز کے ذمہ بین الاقوامی معیاری رسالہ
نمبریا (   ) کے دینے کا کام بھی ہے۔ یہاں سے روایتی انداز پر کتابیات کی
تیاری کے علاوہ کمپیوٹر کی مدد سے مختلف انداز کی حوالجاتی خدمات بھی
فراہم کی جاتی ہیں۔

www.taemeernews.com

ہندستان

آزادی سے قبل ہندوستان میں صرف ایک قومی کتب خانہ تھا لیکن آزادی کے بعد کے سالوں میں ملک کی سائنسی اور تکنیکی میدان میں معلومات کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر علم کی مخصوص شاخوں کے لیے قومی سطح پر کتب خانے یا حوالجاتی خدمات فراہم کرنے کے ادارے قایم کیے گئے۔ اس وقت ملک میں درج ذیل قومی کتب خانے یا حوالجاتی خدمات فراہم کرنے کے مراکز قایم ہیں۔

قومی کتب خانہ (کلکتہ)

قومی کتب خانہ برائے سائنس (دہلی)

قومی کتب خانہ برائے طب (دہلی)

انسڈاک ہندوستانی قومی مرکز برائے ترتیب حوالہ جات سائنس سماجی علوم میں تحقیق کی ہندوستانی کونسل کا مرکز ترتیب حوالہ جات۔ سینڈاک چھوٹی صنعتوں کے لیے ترتیب حوالہ کا قومی مرکز۔ نسات

قومی کتب خانہ للہ

نیشنل لائبریری یا قومی کتب خانہ کے قیام کی ابتدا ۱۸۵۲ میں ہوئی۔ جب بنگال میں کلکتہ پبلک لائبریری قایم ہوئی۔ موجودہ کتب خانہ کا اساسی ذخیرہ کلکتہ پبلک لائبریری کی کتابیں ہیں جو ۱۹۰۲ کے امپیریل لائبریری ایکٹ کے تحت اسے ملیں۔ اسی طرح قومی کتب خانہ کو فورٹ ولیم کالج کی نایاب کتابیں بھی مل گئیں۔ کتب خانہ کا افتتاح لارڈ کرزن وائسرے اور گورنر جنرل نے ۱۹۰۲ میں کیا اور اپنی افتتاحی تقریر میں کتب خانہ کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے کہا۔ "یہ نہ کتابیں مستعار دینے والا کتب خانہ ہے اور نہ عام کتب خانہ" لارڈ کرزن کا خیال تھا کہ کتابیں مستعار دینے والے کتب خانے کی کتابوں کی لوگ پروا نہیں کرتے ہیں اور ایسے کتب خانے عموماً سستے ناول اور افسانوں کی کتابوں

www.taemeernews.com

کے فراہم کرنے کا کام کرتے ہیں۔ کرزن کے سامنے برٹش میوزیم کی مثال تھی اور وہ اس کتب خانہ کو بھی انھیں خطوط پر پروان چڑھتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ ۱۹۰۲ء میں کتب خانہ کے قیام سے متعلق جو گزٹ شائع ہوا تھا اس میں کتب خانہ کے مقاصد کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا تھا۔

"ہمارا مقصد ایسے مراجعہ کا ایک کتب خانہ بنانا ہے۔ یہ علم کے متلاشی کی علمی سرگرمیوں کا مرکز اور مستقبل میں ہندوستان کی تاریخ مرتب کرنے والے مورخ کے لیے درکار علمی مواد کا منبع ہوگا جہاں ہندستان کی تاریخ سے متعلق ہر تحریر شدہ علمی مواد چاہے اس کا تعلق کسی دور سے ہو، دیکھا جا سکے۔"

آزادی سے قبل یہ کتب خانہ مٹکاف ہاؤس میں قایم تھا۔ آزاد ہندوستان کے پہلے ہندوستانی گورنر بنگال شری راج گوپال آچاری نے اسے بیلویڈیر کے مقام پر واقع وائسرائے کے سابق محل میں منتقل کر دیا۔ یہ عمارت ۵۶ ہزار مربع فیٹ سے زیادہ کے رقبہ میں پھیلی ہے اور اس سے ملحق عمارت کا رقبہ تقریباً ۸ہزار مربع فیٹ ہے۔ کتب خانہ کے سب سے پہلے لائبریرین برٹش میوزیم کے سابق لائبریرین جان میکفرلین تھے۔ ۱۹۰۲ سے آئندہ سترہ برس تک کتب خانہ کی عنان خان بہادر کے۔ ایم۔ اسد اللہ کے ہاتھ میں رہی۔ اسد اللہ انڈین لائبریری اسوسی ایشن کے بانیوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ پدم شری بی۔ ایس کیساون کا دور قومی کتب خانہ کی توسیع کا سنہری دور تھا۔

قومی کتب خانہ میں کتابوں اور رسائل کی مجموعی تعداد ۱۷ لاکھ کے قریب ہے سالانہ اضافہ کا اوسط ۴۰,۰۰۰ ہے۔ کتب خانہ میں ۱۲۲۰۰ رسائل منگوائے جاتے ہیں یہاں ہندوستانی زبانوں میں کتابوں کی تعداد ۲,۶۷,۲۱۰ ہے۔ کتب خانہ میں ۶۷,۰۰۰ نقشہ جات اور ۳۰۰۰ مخطوطات ہیں۔

۱۹۵۴ کے مطبوعہ کتاب کے ایک نسخہ یہاں جمع کرنے کے قانون کے تحت کتب خانہ کو ملک میں شائع ہونے والی ہر کتاب کا ایک نسخہ ملتا ہے۔ ایک ترمیم کے ذریعہ اس کے دائرہ میں اخبارات اور رسائل کے پہلے شمارے بھی آتے ہیں۔ کتب خانہ میں ملک کے چند مشہور ذاتی کتب خانے محفوظ کرا دیے گئے ہیں:-

www.taemeernews.com

کتب خانہ منشی صدر الدین یا بُہار لائبریری
کتب خانہ سر عبدالرحیم
کتب خانہ سر اشو توش مکرجی
کتب خانہ جادو ناتھ سرکار
کتب خانہ سریندر ناتھ سین
سر تیج بہادر سپرو کاغذات

۱۹۷۰ء میں کتب خانہ کے جملہ کاموں کا جائزہ لینے کی غرض سے مرکزی حکومت نے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ کمیٹی نے کتب خانہ کے مقاصد کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا۔

۱۔ ملک میں شائع ہونے والے جملہ علمی مواد کی فراہمی اور اُن کا تحفظ۔
۲۔ ملک کے بارے میں دنیا کے کسی بھی حصہ اور زبان میں شائع مواد کو یا اس کی نقل حاصل کرنا۔
۳۔ قومی نقطہ نظر سے اہم مخطوطات کو حاصل کرنا اور انھیں محفوظ کرنا۔
۴۔ ہندوستان کے باہر شائع ہونے والے ایسے علمی مواد کو جن کی ملک میں ضرورت ہونے کا امکان ہے ایک منصوبہ کے تحت حاصل کرنا۔
۵۔ زمانہ ماضی یا حال میں شائع علمی مواد کی کتابیات سازی اور فراہمی حوالہ کی خدمت انجام دینا۔
۶۔ کتابیاتی معلومات کے جملہ ماخذ کا صحیح علم رکھنا اور قارئین کو اس بارے میں معلومات فراہم کرنے کے لیے حوالجاتی مرکز کا رول ادا کرنا۔
۷۔ عکسی نقول فراہم کرنا۔
۸۔ تبادلہ کتب اور مستعار کتب خدمت دینے کے لیے بین الاقوامی سطح پر ایک مرکز کا رول ادا کرنا۔

کتب خانہ کے انتظام کے لیے مرکزی حکومت نے ایک اعلیٰ سطحی مجلس انتظامیہ تشکیل کی ہے جو ملک کے ماہرین تعلیم، سائنس داں اور ماہرین علم کتب خانہ داری پر مشتمل ہے۔ کتب خانہ کا افسر اعلیٰ ایک ڈائریکٹر ہے جس کا

www.taemeernews.com

عہدہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے مساوی ہے ۔

اشاعتی سرگرمیاں

کتب خانہ کا مصنف وار کیٹیلاگ شائع ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ درج ذیل حوالجاتی مواد بھی شائع ہوئے ہیں ۔

بُہار لائبریری کیٹیلاگ جلد اول، فارسی مخطوطات

" " عربی مخطوطات

ببلوگرافی آف انڈولوجی ۔

سنٹرل ریفرنس لائبریری

مرکزی حکومت کے زیر انتظام کتب خانہ قومی کتب خانہ کے احاطہ میں قایم ہے۔اس کتب خانہ کے ذمہ درج ذیل کام ہیں۔

۱۔ قومی کتابیات کی ترتیب وتدوین، طباعت اور تقسیم ۔

۲۔ تبادلہ کتب مرکز کا قیام تاکہ کتابوں کے تبادلہ کے کام کی تنظیم قومی سطح پر کی جاسکے ۔

۳۔ انڈکس انڈیانا (ہندوستان کی زبانوں میں ترجمہ ہوئے مواد کی کتابیات) کی ترتیب وتدوین۔

ہندستانی قومی کتابیات

ملک گیر پیمانہ پر قومی کتابیات کی ترتیب وتدوین کے مختلف پہلوؤں پر بحث کے بعد ہندوستانی قومی کتابیات کی اشاعت ۱۹۵۸ سے سنٹرل ریفرنس لائبریری کے زیر اہتمام شروع ہوئی۔ ۱۹۵۸ سے ۱۹۶۲ تک اسے سہ ماہی کے طور پر شائع کیا گیا اور سال کے آخر میں ایک سالنامہ شائع کیا گیا۔ ۱۹۵۸ اور ۱۹۶۲ کے درمیان شائع جلدوں کا ایک پانچ سالہ اشاریہ برٹش نیشنل ببلو گرافی کے انداز پر شائع ہوا لیکن پھر یہ سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ ۱۹۶۴ سے کتابیات

www.taemeernews.com

ماہانہ وقفہ پر شائع ہونی شروع ہوئی۔ ۱۹۶۸ سے ۱۹۷۰ تک اشاعت ملتوی رہی اس کے بعد پھر شروع کی گئی۔ ۱۹۷۲ تک کتابیات دو حصوں میں منقسم ہوتی تھی عام مطبوعات اور سرکاری مطبوعات لیکن ۱۹۷۳ سے یہ تقسیم ختم کردی گئی۔ کتابیات مضمون وار مرتب ہوتی ہے اور مضامین کی ترتیب ڈیوی کے ضابطہ درجہ بندی پر کی جاتی ہے، ساتھ میں ضابطہ کولن کے نشان درجہ بندی بھی درج کیے جاتے ہیں۔ قومی کتابیات کے ہندوستان کی زبانوں میں بھی ایڈیشن شائع کیے جانے لگے ہیں۔ ہندی، آسامی، گجراتی، مراٹھی اور تامل کے ایڈیشن زیر طبع ہیں۔ اس میں شامل اردو زبان کی کتابوں پر مشتمل قومی کتابیات کا ایڈیشن حکومت اتر پردیش کے بھاشہ وبھاگ کی جانب سے ۱۹۵۸ سے ۱۹۶۱ تک شائع ہوا ہے[2]

نیشنل سائنس لائبریری۔ قومی کتب خانہ برائے سائنسی مواد

سائنسی موضوعات پر ملک میں حوالجاتی خدمت فراہم کرنے کے لیے ایک مرکزی کتب خانہ کی تجویز انسڈاک کی مشاورتی کمیٹی نے ۱۹۵۵ میں پیش کی تھی۔ ۱۹۵۷ میں پلاننگ کمیشن نے ملک میں سائنس و تکنالوجی کے میدان میں معلومات فراہم کرنے کی سہولت پر غور کے لیے ایک کمیٹی مقرر کی۔ اس کمیٹی نے سفارش کی کہ انسڈاک کی خدمات میں توسیع کرکے اسے قومی کتب خانہ برائے سائنسی مواد کی حیثیت دی جائے۔ بعد کے سالوں میں ملک کے مختلف گوشوں سے خصوصاً ماہرین علم کتب خانہ داری کی جانب سے اس طرح کے قومی کتب خانہ کے قیام کی تجویز کی حمایت کی گئی۔ ۱۹۶۴ میں انسڈاک کے کتب خانہ کو نیشنل فزیکل لیبوریٹری سے الگ کرکے اسے قومی کتب خانہ برائے سائنسی مواد کی حیثیت سے ترقی دینے کا کام شروع ہوا۔ ذخیرۂ کتب کی حیثیت سے اگرچہ کتب خانہ اپنے ابتدائی دور میں ہے لیکن جن مقاصد کو سامنے رکھ کر کتب خانہ قایم کیا گیا ہے وہ خود اتنے اہم ہیں کہ جلدی ہی اسے ملک کے کتب خانہ نظام میں اہم حیثیت حاصل ہو جائے گی۔ اس کا بنیادی

www.taemeernews.com

مقصد ملک میں سائنسی مواد پر دستیاب وسائل میں موجود خلا کو پُر کرنا ہے۔ کتب خانہ کی کوشش ہو گی کہ یہاں ملک میں سائنسی اور تکنیکی میدان میں ہونے والی تحقیق کے لیے درکار جملہ مواد ضرور دستیاب ہوں۔ یہاں قومی سطح پر دستیاب علمی مواد کا ایک ایسا ذخیرہ ہو گا جس کی بدولت ملک کی اس موضوع پر درکار کتابیات سازی اور حوالجات کی فراہمی کی جملہ ضرورت کو پورا کیا جا سکے۔ کتب خانہ کے پیش نظر درج ذیل مقاصد ہیں۔

۱۔ ملک میں موجود سائنسی علمی مواد کا جائزہ اور موجود خلا کو پُر کرنے کی کوشش۔

۲۔ علمی ذخیرہ کی فراہمی اور حصول کے کام میں مختلف اہم سائنسی کتب خانوں میں اشتراک باہمی کی پالیسی مرتب کرنا تاکہ علاقہ میں موجود کتب خانوں میں مقامی ضرورت کو پورا کرنے والے علمی وسائل دستیاب ہوں اور مشترک یا یونین کیٹلاگ سازی کے ذریعہ اُن کے استعمال کے دائرہ کو بڑھایا جا سکے۔

۳۔ ملک کے سائنس دانوں اور تکنیکی شعبہ جات میں کام کرنے والے محققین کو اُن کی ضرورت کے مطابق حوالجاتی خدمات کے ایک مرکز کی حیثیت سے کام کرنا۔

۴۔ ملک کے سائنس داں اور تکنیکی ماہرین جو مضامین، کتابیں اور رسالے لکھتے اور شائع کرتے ہیں اُنھیں حاصل کر کے کتب خانہ میں محفوظ رکھنا۔

۵۔ پرانے اور کم ضرورت کے رسائل کی جلدوں کو ایسے کتب خانوں سے جو انھیں محفوظ رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے حاصل کر کے ایک مرکزی تحویل خانہ میں محفوظ کرنا۔ کتب خانہ وقتی طور پر جواہر لال نہرو یونیورسٹی کے احاطہ میں قائم ہے۔ اس کی اپنی عمارت زیر تعمیر ہے۔ اس کے انتظامی امور کے لیے دو کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک کمیٹی عمارت پر مشورہ دینے کے لیے ہے۔ کتب خانہ میں ۱۱۹ افراد کا عملہ ہے جن میں سے ۱۲ افراد تربیت یافتہ ہیں۔

www.taemeernews.com

کتب خانہ میں اس وقت ۵۰۰۰۰ کتب و رسائل ہیں۔ سالانہ اضافہ کا اوسط ۹۰۰۰ ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف ملکوں سے ۴۰۰۰ رسائل منگوائے جارہے ہیں۔ آیندہ پانچ برسوں میں یہ تعداد ۱۵۰۰۰ تک پہنچ جائے گی۔ آنے والے رسائل میں ۴۱۸ رسائل تلخیص یا اشاریہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ انگریزی زبان میں شائع رسائل کے علاوہ یورپ کی دوسری زبانوں میں شائع ہونے والے رسالوں کے انگریزی تراجم بھی بڑی تعداد میں منگوائے جاتے ہیں۔

کتب خانہ میں مطالعہ کی سہولت کے ساتھ ساتھ دنیا کے مشہور کتب خانوں سے ضرورت کے مطابق کتب و رسائل کو مستعار منگوانے کی سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ کتابیات اور حوالجات کی خدمات کے ساتھ ساتھ یہاں ترجمہ اور عکسی نقل کی سہولت بھی دستیاب ہے۔

قومی طبی کتب خانہ

۱۹۲۶ میں یہ کتب خانہ انڈین میڈیکل سروس کے ڈائرکٹر جنرل کے دفتر کے ایک حصہ کے طور پر قایم ہوا۔ ۱۹۶۶ میں کتب خانہ کو قومی سطح کے کتب خانہ کا درجہ ملا۔ قومی طبی کتب خانہ کی ضرورت کی جانب توجہ ہیلتھ سروے اینڈ ڈیولپمنٹ کمیٹی (بھور کمیٹی) نے دلائی تھی۔ ۱۹۴۶ میں اپنی رپورٹ میں کمیٹی نے کہا تھا "ہندوستان دنیا کے سائنسی غور و فکر کے مراکز سے بہت فاصلہ پر ہے۔ سائنسی میدان میں ہونے والی تحقیق اور غور و فکر سے وہ محض اُن کتابوں اور رسائل میں شائع مضامین کی مدد سے ہی واقف ہو سکتا ہے جو دوسرے ممالک میں شائع ہوتے ہیں۔ مواد کی دستیابی کے لحاظ سے کتب خانہ کو بڑی حد تک خود کفیل ہونا چاہیے۔ امریکہ اور انگلینڈ کے مقابلہ میں ایک اچھے، منتخب کتابوں پر مشتمل کتب خانہ کی ہندوستان کو زیادہ ضرورت ہے ۔۔۔۔ اس کتب خانہ کو تحقیقی کاموں میں سہولت اور حوالجاتی خدمات کی فراہمی دونوں کے لیے کلی طور پر تیار رہنا چاہیے۔ ساتھ ہی علاقائی سطح پر موجود طبی تحقیق کے مراکز میں موجود کتب

www.taemeernews.com

خانوں کی زنجیر سے مربوط ہونا چاہیے اور اُن کے ساتھ مستعار کتب کا فعّال رابطہ قایم رکھنا چاہیے۔"

۱۹۵۹ میں مرکزی حکومت نے ڈاکٹر ایس۔ آر۔ رنگا ناتھن کی سرکردگی میں ایک کمیٹی نیشنل میڈیکل لائبریری کے قیام کے امکانات پر غور کرنے کے لیے قایم کی اور اس کی سفارشات کی روشنی میں ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ سروسز کے کتب خانہ کو قومی طبی کتب خانہ کا درجہ دیا گیا۔

کتب خانہ کا ذخیرہ کتب و رسائل ...۱۸۵ کے قریب ہے۔ سالانہ اضافہ کا اوسط...، جلدیں ہیں۔ کتب خانہ کے ذخیرہ کا بڑا حصہ مجلد رسائل پر مشتمل ہے۔ چنانچہ ...۱۲،۱ جلدیں رسائل کی ہیں جن میں سے کچھ گذشتہ صدی کے وسط سے شروع ہوتی ہیں۔ کتب خانہ میں دو ہزار سے زائد رسالے منگوائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طب کے موضوع پر ملکی اور غیر ملکی رپورٹیں، ورلڈ ہیلتھ ارگنائزیشن کی مطبوعات، ایف۔اے۔او کی غذائیت کے موضوع پر مرتب رپورٹیں، مائکروفلم، مضامین کے مطبوعہ نسخے اور مائکرو کارڈ بھی منگوائے جاتے ہیں۔

۱۹۵۹ سے اس کتب خانہ سے ایک اہم طبی اشاریہ شائع ہوتا ہے اس کا نام انڈکس ٹو انڈین میڈیکل پیریاڈیکل ہے۔ سال میں دوبار شائع ہونے والے اس رسالہ میں ۱۳۰ رسائل کا اشاریہ ہوتا ہے۔ کتب خانہ نے یونین کیٹلاگ آف میڈیکل پیریاڈکلس بھی شائع کیا ہے جس کا نیا ایڈیشن ہر پانچ سال پر شائع ہوتا ہے۔

انسڈاک

سائنس حوالہ سازی کا ہندوستانی قومی مرکز آزادی کے بعد ملک کی صنعتی اور معاشی ترقی میں سائنسی اور تکنیکی معلومات کی اہمیت کا انداز کرتے ہوئے ہندوستان نے ملک کے اندر حوالہ سازی کے کام کو انجام دینے کی غرض سے ایک مرکز کے قیام کی تجویز یونیسکو کے سامنے پیش کی۔ ۱۹۵۱

www.taemeernews.com

میں یونیسکو اور ہندوستان کے مابین ایک معاہدہ کے تحت یونیسکو نے اس مرکز کے قیام کے سلسلے میں تین قسم کے ماہرین کی خدمات پیش کیں۔

مشیر برائے حوالہ سازی۔

مشیر برائے ترجمہ سائنسی علوم۔

مشیر برائے عکسی نقل۔

یونیسکو سے ماہرین کی خدمات کے علاوہ ۲۵ ہزار ڈالر کی مالیت کا ساز و سامان اور آلات اور اتنی ہی رقم کی امداد سائنسی مطبوعات کے حصول کے لیے ملی۔ مزید یونیسکو نے ۵ فیلوشپ کی منظوری بھی عنایت کی تاکہ عملہ کے افراد مغربی ممالک میں جاکر حوالہ سازی اور کتابیات سازی کی سرگرمیوں کو دیکھ سکیں۔ انسڈاک کے ذمہ درج ذیل کام سونپے گئے۔

۱۔ سائنسی موضوعات پر بیرون ملک شائع ہوئے رسائل کو حسب ضرورت حاصل کرنا اور انھیں محفوظ رکھنا۔

۲۔ سائنس دانوں اور تکنیکی ماہرین کو اُن کے مخصوص میدان میں ہونے والی علمی پیش رفت سے باخبر رکھنے کی غرض سے ایک تلخیصی رسالہ شائع کرنا۔

۳۔ قارئین کو مطلوبہ مواد اپنے ذخیرہ سے مہیا کرنا۔

۴۔ ضرورت کے مطابق عکسی نقل کی فراہمی کا بندوبست۔

۵۔ ملک میں ہونے والی تحقیقی سرگرمیوں کے نتائج حاصل کرکے انھیں محفوظ کرنا۔

۶۔ اندرون ملک سائنسی اور تکنیکی پیش رفت سے باہر کی دنیا کو باخبر رکھنے کے لیے ایک وسیلہ کے طور پر کام کرنا۔

انسڈاک نیشنل فزیکل لیبوریٹری کے ایک ذیلی ادارہ کے طور پر قایم ہوا۔ لیکن اپنی سرگرمیوں میں روز افزوں اضافہ کی بدولت ۱۹۶۲ میں کونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ کے تحت ایک علحدہ ادارہ بن گیا۔

www.taemeernews.com

خدمات وسہولیات

انسڈاک بنیادی طور پر فراہمی حوالہ جات کا ایک مرکز ہے اور اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے درکار جملہ ضروری کام انجام دیتا ہے۔ ان میں تحقیق مواد کی بازیابی و فراہمی، ترجمہ، عکسی نقل وغیرہ شامل ہیں۔ کچھ عرصہ قبل مرکز نے ملکی سائنس دانوں اور تکنیکی ماہرین کو بیرون ملک ہونے والی سائنسی تحقیقات سے بر وقت واقف رکھنے کی غرض سے بیرونی ممالک میں شائع ہونے والے رسائل کی فہرست عنوانات ملک میں تقسیم کرنے کا کام شروع کیا تھا۔ اس خدمت کی انجام دہی کے لیے رسائل ہوائی ڈاک سے منگوائے جاتے تھے۔ لیکن ۱۹۶۶ سے یہ خدمت تعطل میں ہے۔ یونیسکو کے تعاون سے ۵۵-۱۹۵۴ سے مرکز نے جنوب مشرقی ایشیا کے سائنسی ادب کی فہرست حوالہ جات مرتب کر کے شائع کرنا شروع کی۔ کچھ عرصہ بعد اس کی جگہ پر انڈین سائنس ایبسٹریکٹ شائع ہونا شروع ہوا۔ انڈین سائنس ایبسٹریکٹ ماہانہ وقفہ سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں ہندستان میں منعقد کانفرنس، مذاکرات، رسائل کے مضامین، تحقیقی مطالعے، مختصر کتاب، پیٹنٹ اور صنعتی موضوعات کے معیار کی تلخیص شائع ہوئی ہے۔

انسڈاک کی زیر نگرانی نیشنل سائنس لائبریری قایم ہوئی ہے ہندوستان کے سائنس داں اور دوسرے تکنیکی ماہرین اپنی تحقیق میں درکار سائنسی اور تکنیکی مواد کی بازیابی اور فراہمی کے لیے انسڈاک سے رجوع کر سکتے ہیں۔ انسڈاک درکار مواد اپنے پاس موجود ذخیرہ سے یا مرکز میں موجود مشترک کیٹلاگ رسائل کی مدد سے دوسرے مقام پر موجود ذخیرہ سے فراہم کرتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر مواد غیر ممالک سے بھی منگوا کر دیا جاتا ہے۔ اپنی اس خدمت کے لیے انسڈاک برائے نام اُجرت لیتا ہے۔

ملک میں دستیاب رسائل کے ذخیرہ کے بہتر اور بھرپور استعمال کی خاطر انسڈاک نے مشترک کیٹلاگ رسائل ترتیب دینے کا منصوبہ بنایا۔

www.taemeernews.com

اس کے تحت مشترک کیٹلاگ علاقائی سطح پر بنائے گئے۔ اس کے علاوہ ملک کے بڑے کتب خانوں میں موجود رسائل کے کیٹلاگ بھی مرتب کر کے شائع کیے گئے۔ اس منصوبہ کے تحت اب تک ملک کے اہم سائنس کے کتب خانوں کے کیٹلاگ شائع ہو چکے ہیں۔ مرکز میں یونین کیٹلاگ یا مشترک کیٹلاگ کارڈ کی شکل میں بھی رکھے گئے ہیں۔ جن کے اندراجات میں ترمیم و تنسیخ کر کے اس میں درج معلومات کو ہمہ وقت درست رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ انسڈاک نے ہندوستان سے شائع ہونے والے سائنسی رسائل کی ڈائرکٹری اور ہندوستان میں موجود سائنسی اور تکنیکی تحقیق کا کام کرنے والے اداروں کی ڈائرکٹری بھی شائع کی ہے۔

ملک میں سائنسی اور تکنیکی معلومات کی فراہمی کے لیے مخصوص مہارت، علمی بصیرت اور فنی جانکاری کے پیش نظر انسڈاک نے کتب خانہ کے لیے درکار پیشہ ورانہ تربیت کا بندوبست بھی کیا ہے۔ اس کے تربیتی کورس میں داخلہ کے لیے ہندوستان اور بیرون ہند سے طلبہ آتے ہیں۔ ۱۹۵۵ سے انلس آف لائبریری سائنس اینڈ ڈاکومینٹیشن کے نام سے علم کتب خانہ داری کے موضوع پر ایک جریدہ بھی شائع ہو رہا ہے۔

سینڈاک [1]

ملک میں چھوٹے پیمانے پر چلنے والی صنعتوں کو معلوماتی خدمت فراہم کرنے کے لیے چھوٹی صنعتوں کا قومی حوالہ سازی مرکز ۱۹۷۱ء میں حیدرآباد میں سی ایٹ [2] میں قایم ہوا۔ سی ایٹ ملک میں چھوٹی صنعتوں کو ضروری امداد، مشورہ اور ملازمین کی تربیت کی خاطر ۱۹۶۲ء میں قایم ہوا تھا۔

سینڈاک کے پیش نظر درج ذیل کام ہیں۔

۱۔ چھوٹے پیمانے پر صنعتوں کے تکنیکی اور انتظامی مسائل میں معاون معلومات، اعداد و شمار اور تکنیکی مواد کی فراہمی اور ان کی فنی تنظیم و ترتیب۔

۲۔ چھوٹے پیمانہ پر قایم صنعتوں کو پروان چڑھانے میں کوشاں ادارہ جات اور

[1] Small Enterprise National Documentation Centre
[2] Small Industries extension Training Institute

www.taemeernews.com

افراد کو ان کی ضرورت کے مطابق معلومات فراہم کرنا۔
۳۔ معلومات فراہم کرنے والے قومی سطح کے دوسرے اداروں کے ساتھ سرگرم عمل ہونا، ان کے ساتھ رابطہ اور اشتراک پالیسی پر گامزن ہونا اور ان کے لیے ایک مرکزی ادارہ کی خدمات انجام دینا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان سے باہر اسی نوعیت کے دوسرے اداروں سے رابطہ قایم کرنا۔

سینڈاک چھوٹی صنعتوں پر ہر طرح کی معلومات اکٹھا کرتا ہے۔ ان میں انتظامی ڈھانچہ، پیداوار کے مسائل، عملہ، مالیاتی پہلو، فروخت، تکنیکی طریقہ کار، مہارت، ضروری آلات و مشین، سرکاری و ادارہ جاتی پالیسیاں، اعداد و شمار، مخصوص صنعت سے متعلق صنعتوں کے بارے میں جانکاری، ان کی صلاحیت پیداوار، برآمدی پالیسی اور مسائل نیز سرمایہ کی ضرورت وغیرہ سب شامل ہیں۔ سینڈاک کے ذخیرہ میں ۲۰،۰۰۰ سے زائد کتابیں اور ۵۰۰۰ سے زائد رپورٹ پر مبنی مواد ہے۔ یہاں ۱۰۰۰ رسائل منگوائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ صنعتی اداروں سے جو خبرنامے شائع ہوتے ہیں وہ یہاں منگوائے جاتے ہیں۔ آج کل تقریباً ۱۵۰ خبرنامے یہاں پابندی سے آتے ہیں۔

یہاں موجود مواد کو ایک خاص انداز سے مرتب کیا گیا ہے جسے ٹریلس کا مخفف نام دیا گیا ہے۔

ٹی ۔ ٹریڈ لسٹ کا مواد۔
آر ۔ رپورٹ پر مشتمل مواد۔
اے ۔ ایریا یا علاقائی مواد۔
آئی ۔ انسٹی ٹیوشنل یا ادارہ جاتی مواد۔
ایل ۔ لائبریری کے کاموں سے متعلق مواد۔
ایس ۔ سروے مواد یا جائزہ کے نتائج۔

سینڈاک میں موصول ہونے والے جملہ مواد کے انڈکس کارڈ تیار ہوتے ہیں۔ اب تک تیس ہزار کارڈ بنائے جاچکے ہیں۔ انھیں ۳۵۰۰ عنوانات کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔ مرکز کے شعبہ جات، کتب خانہ، شعبہ حوالہ سازی، شعبہ

www.taemeernews.com

ڈیٹا پراسسنگ، انتظامیہ، اشاعتی شعبہ، عکسی نقل کا شعبہ پر مشتمل ہیں۔ مرکز میں ۷۰ افراد کا عملہ جملہ حوالجاتی خدمات کے لیے موجود ہے۔

نشرواشاعت

سینڈاک سے ممبران کی ضرورت معلومات کا پہلے سے اندازہ کر کے درج ذیل رسائل و بلٹن شائع ہوتے ہیں۔

سینڈاک بلٹن، سینڈاک کرانیکل، موزوں ٹکنالوجی ڈاکومینٹیشن بلٹن، ٹکنالوجی کی دستیاب سطح رپورٹ۔

سینڈاک طلب کرنے پر حوالہ سازی کی خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔ اس خدمت کے تحت کسی نئی صنعت میں روپیہ لگانے سے پہلے صنعت کار کو ضروری معلومات فراہم کرنے اور کسی دستاویز کی نقل فراہم کرنے کی خدمات بھی شامل ہیں۔

مشورہ جاتی خدمات

اس کے تحت سینڈاک صنعتی اداروں کو اپنی مقامی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مرکز معلومات یا کتب خانہ کے قیام کے سلسلے میں ضروری مشورہ دیتا ہے۔ ۱۹۷۴ سے یہاں عملہ کو تربیت دینے کا کام بھی شروع کیا گیا ہے۔

نسّاٹ

سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں ہونے والی پیش رفت کی برق رفتاری کے سامنے معلومات فراہم کرنے کے روایتی انداز کی سہولیات اب ناکافی ثابت ہو چکی ہیں۔ ۱۹۷۳ میں سائنس اور ٹکنالوجی کے موضوع پر منعقد ایک قومی سمینار میں اسی احساس کے پیش نظر ایک مضمون پیش کیا گیا جس کا عنوان تھا سائنس اور ٹکنالوجی کے لیے قومی سطح کے معلوماتی نظام کا ڈھانچہ۔ کچھ عرصہ بعد نیشنل کمیٹی برائے سائنس و ٹکنالوجی نے سائنسی معلومات کی فراہمی کے لیے ایک ادارہ کی تجویز پیش کی۔ ۱۹۷۷ میں اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے حکومت نے

www.taemeernews.com

نسّات قایم کیا۔ نسّات کے سامنے درج ذیل مقاصد تھے۔

۱۔ ملک کی مختلف سائنسی اور تکنیکی انجمنوں کے اضافہ کارانہ اشتراک کے ذریعہ موجود اور مستقبل کی سائنسی اور تکنیکی معلومات کے ذرائع انتظام اور خدمات میں ہم آہنگی پیدا کرنا۔

۲۔ اس خدمت کو فراہم کرنے کے نظام میں موجود خلاء کی نشاندہی اور کسی خدمت کو دُہرائے بغیر پُر کرنے کی کوشش۔

۳۔ معلومات فراہم کرنے کے ڈھنگ اور انداز کی معیار بندی تاکہ یہ بین الاقوامی سطح کی کارکردگی حاصل کرے۔

۴۔ بین الاقوامی معلوماتی نظام سے رابطہ۔

۵۔ ورکشاپ اور مختصر المدّتی تربیتی کورس کا بندوبست کرکے ماہرین معلومات کی تربیت وتعلیم کی سہولت فراہم کرنا۔

۶۔ ملک کے سائنسی تحقیق کے کام میں درکار علمی مواد کا کم ازکم ایک نسخہ ملک کے اندر ضرور دستیاب ہو اور ملکی پالیسی مرتب کرنے والوں کو دستیاب ہو۔

کارکردگی کے لحاظ سے ادارہ نسّات قومی مرکز اور نسّات خدماتی نظام کے درمیان منقسم ہے۔ نسّات کو مشورہ دینے کے واسطے ایک مشاورتی کمیٹی، مجلس انتظام اور عارضی حیثیت کے ورکنگ گروپ قایم ہیں۔ یہ گروپ ماہرین علم کتب خانہ داری اور ماہرین فراہمی معلومات پر مشتمل ہیں۔ نسّات خدماتی نظام کو درج ذیل شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

دائرہ جاتی نظام برائے دائرہ جاتی مراکز معلومات

یہ نظام موضوع مصنوعات بنائی جانے والی اور مقاصد کے اعتبار سے منقسم ہے اور اس کے اندر مقامی سطح پر قایم معلومات فراہم کرنے والے یونٹ شامل ہیں جنھیں لوکل انفارمیشن یونٹ یا لیو کہتے ہیں۔

۲۔ علاقائی نظام؛ جو علاقائی نوعیت کے مراکز یا ریجنل سنٹرس پر مشتمل ہے۔

۳۔ مخصوص امدادی خدمات۔

www.taemeernews.com

خدماتی نظام کی توسیع کے لیے اب تک جو اقدام اُٹھائے گئے ہیں اُن میں درج ذیل دائرہ جاتی مراکز کا قیام قابلِ ذکر ہے۔

چمڑے کے کاروبار سے متعلق تکنیکی معلومات فراہم کرنے کا مرکز۔ یہ مرکز مدراس میں سنٹرل لیدر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں قایم کیا گیا ہے۔

غذائی اشیاء بنانے والی صنعتوں کے لیے تکنیکی معلومات فراہم کرنے کا مرکز۔ یہ سنٹرل فوڈ ٹکنالوجی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میسور میں قایم کیا گیا ہے۔ مشین ٹول اور ادویات کی تحقیقات کے سلسلے میں درکار معلومات فراہم کرنے کے لیے معلوماتی مراکز بھی قایم کیے گئے ہیں۔ ان مراکز میں مقامی معلوماتی اکائی کے کاموں کی منصوبہ بندی اور اُن میں ہم آہنگی، درکار مواد کے نقل کی فراہمی، کتابیات اور حوالہ جات سازی، مشترک کٹیلاگ سازی، پیٹینٹ، معیار اور طریقہ کار کی تفصیل کی فراہمی اور ایس۔ ڈی۔ آئی خدمات شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی نئے ترجمہ کی سہولت، مصنوعات کے لیے امکانی منڈی کا جائزہ اور معلومات نیز اعداد و شمار بنک یا ڈیٹا بنک قایم کرنے کا کام بھی ہوتا ہے۔

مقامی سطح کے معلوماتی مراکز لیو کی ذمہ داریوں میں ادارہ کی ضرورت کا انداز کرکے یا طلب کے مطابق درکار معلومات فراہم کرنا، علاقائی اور دائرہ جاتی مراکز کو اپنے کام اور اپنے پاس جمع ذخیرہ معلومات سے باخبر رکھنا ہے۔

علاقائی نظام

مقامی مراکز کے علاوہ نسّات کے تحت انسڈاک کے علاقائی مرکز واقع بنگلور، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی ریجنل سنٹر بمبئی اور سنٹرل لیدر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ مدراس میں علاقائی مرکز قایم کیے گئے ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں انسڈاک کے تعاون سے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ایکس پیریمنٹل میڈیسن کلکتہ میں بھی علاقائی مرکز قایم ہوا ہے جہاں سے انسڈاک کے تعاون سے ویسٹ بنگال ریجنل یونین کٹیلاگ آف سائنٹفک سیریلس شائع ہوا ہے۔

نسّات کے تحت انسڈاک سے نقل مواد فراہم کرنے کے کام کی کارکردگی

www.taemeernews.com

کو بہتر بنایا گیا ہے۔ نسّات کے تحت مختلف مقامات پر تربیت کا کام اور ورکشاپ کا بندوبست بھی کیا گیا ہے۔ سیمینار منعقد کیے گئے ہیں جہاں معلومات فراہم کرنے کے طریقہ کار کی پیچیدگیوں پر بحث و مباحثہ کے مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں اسے یونی سسٹ سے بھی تعاون ملا ہے۔ نسّات معلومات فراہم کرنے کے دائرہ میں بین الاقوامی اشتراک کے سلسلے میں بھی سرگرم عمل ہے۔ یہ یونیسکو کے معلومات فراہم کرنے کے علاقائی پروگرام کو دیٹا اور فِد کا بھی ممبر ہے۔

www.taemeernews.com

سائنسی اور تکنالوجی معلومات ہندستان میں حالیہ پیش رفت ۱۸

ملک میں سائنسی، صنعتی اور تکنیکی معلومات کی فراہمی کے دائرہ میں ہوئی پیش رفت کا اندازہ کرنے کے لیے ہمیں ترقی پذیر ملکوں میں سائنس وتکنالوجی کی کمیٹی کے زیر اہتمام بنگلور میں ۱۹۷۸ میں منعقد کانفرنس کی تجاویز پر نگاہ ڈالنی ہوگی اس کانفرنس میں یہ تاثر پیدا ہوا کہ ملک کی آبادی کا ۵۰٪ حصہ تو سماجی اور معاشی پسماندگی کا شکار ہے لیکن سائنس اور تکنالوجی کے میدان میں ہونے والی ملکی تحقیقات کی معلومات کا اس سے کوئی تال میل نہیں ہے۔ اگر تحقیق کے نتائج سے آبادی کے اس بڑے حصے کو نفع پہنچانا ہے تو ابلاغ کے نئے انداز اپنانے ہوں گے تاکہ دیہی طبقہ کی پیدوار کی صلاحیت اور اُن کے رہن سہن کا انداز بہتر ہو سکے۔ اس سلسلے میں کانفرنس نے درج ذیل اقدام کی جانب اشارہ کیا۔

قومی معلوماتی پالیسی کی پسماندہ افراد اور پسماندہ علاقوں کو درکار معلومات اور اس ضمن کی توسیعی خدمات کے تئیں کیا ذمہ داری ہے اس کی وضاحت ضروری ہے۔

معلومات کی پالیسی مرتب کرنے والی قومی سطح کی کمیٹی میں توسیعی خدمات فراہم کرنے والی ایجنسیوں کے نمایندوں کو بھی شامل کرنا چاہیے۔

ترقیاتی منصوبوں کی راہ کے مسائل کو حل کرنے کے پیش نظر دستیاب سائنسی اور تکنالوجی کی معلومات کو نئے سرے سے اس انداز پر مرتب و منظم کی جانی چاہیے کہ ان کا مصرف سماجی اور معاشی بہتری کے منصوبوں میں ہو سکے۔

ایسے معلوماتی مواد کی بازیابی کی جائے جو ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل میں معاون ہوں تاکہ سائنس داں اپنی صلاحیتوں کو سماج کی ضرورتوں سے مربوط کر سکیں۔

سائنسی اور تکنالوجی کی معلومات کو پسماندہ طبقہ تک منتقل کرنے کی راہ میں درپیش رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔

نسات کی تشکیل مندرجہ بالا تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی جانب ایک

www.taemeernews.com

قدم ہے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ہم دیکھ چکے ہیں نسّات کے سیکٹورل اور علاقائی مراکز قایم ہو چکے ہیں۔

سائنسی تحقیق کے ماخذی مواد کی ایک مقام پر دستیابی

اب تک انسڈاک سائنس دانوں کو اُن کی ضرورت کا مواد علاقائی سطح پر موجود ذخیرہ مواد سے تلاش کر کے فراہم کرتا رہا ہے لیکن مختلف اوقات میں ماہرین نے اس طریقۂ کار کو دیر طلب اور نسبتاً کم بہتر ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے۔ ان کا مشورہ ہے کہ ماخذی نوعیت کے علمی مواد کو ایک مرکزی مقام پر موجود ہونا چاہیے۔ انسڈاک میں اب اس تجویز کی روشنی میں کلیدی حیثیت کے رسائل کی ذخیرہ کاری کی جا رہی ہے۔

کمپیوٹر کے ذریعہ معلوماتی خدمات کی فراہمی

سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں ہونے والی تحقیقات کی کثرت کی بدولت مخصوص نوعیت یا موضوع کی معلومات کے متلاشی مضامین وکتابوں کے بے تحاشہ بڑھتے ہوئے ڈھیر کے سامنے ہمت ہار بیٹھے ہیں۔ اس طرح کی مشکلات کے حل کے لیے منتخب ماخذی مواد کی بازیابی یا ایس۔ ڈی۔ آئی خدمات کو کمپیوٹر کی مدد سے فراہم کرنے کی سمت میں اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ تجربہ کے لیے تجارتی سطح پر دستیاب چارسو ذخیرہ حقائق یا پروفائلس کو بنیادی ذخیرہ بنایا گیا ہے۔ ان میں کیمیکل ایبسٹریکٹ کنڈینسیٹ، انسپیک اور کمپینڈیکس شامل ہیں۔ ابھی یہ خدمات کیمسٹری، طبیعیات اور انجینئرنگ کے برقیاتی اور دوسرے موضوعات کے سلسلے میں ہی دستیاب ہیں۔ آئی۔ آئی۔ ٹی مدراس میں موجود کمپیوٹر سنٹر جہاں IBM/370 کمپیوٹر ہے جو اس سلسلے میں درکار تعاون دے رہا ہے۔

انس کی منتخب مواد کی فراہمی کی خدمات

بھابھا ایٹمک ریسرچ سنٹر جسے عرف عام میں بارک کے نام سے موسوم کیا

www.taemeernews.com

جاتا ہے۔۱۹۷۰ سے بین الاقوامی نیوکلائی معلوماتی نظام کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ اس تعاون کے تحت بارک سے ہر سال ۱۳۰۰ تلخیص انس کو فراہم کی جاتی ہے۔ بارک کو اس کے بدلے میں نیوکلیر سائنس ایبسٹریکٹ کے مکمل ٹیپ دستیاب ہیں۔ جن کی مدد سے بارک منتخب مواد کی فراہمی کی خدمات یا ایس۔ڈی۔آئی خدمات ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف فنڈامینٹل ریسرچ میں نصب کمپیوٹر کی مدد سے فراہم کر رہا ہے۔

زرعی تحقیقات کے میدان میں ماخذی مواد کی فراہمی کا کام ہندوستانی کونسل برائے تحقیقات کے کتب خانہ میں ایگرس کے تعاون سے ۱۹۷۰ سے شروع ہے۔ کونسل کے تحت ملک کے زرعی میدان میں تحقیق کے ۳۰ ادارے ۲۱ زرعی یونیورسٹیاں اور ۵۲ کثیر المقاصد اور کثیر المقام تجرباتی مراکز قایم اس سہولت سے استفادہ کر رہے ہیں۔اس کام کے لیے انڈین ایگریکلچر ریسرچ ۵۰۰-۱۰/۴۷ سنٹر میں کمپیوٹر نصب کیا گیا ہے۔ نِسات کے پروگرام کے تحت ملک میں برقی لہروں کی مدد سے دور دراز علاقوں سے اعداد و شمار اور دوسرے حقائق کی بازیابی کا کام جسے آن لائن ڈیٹا ریٹریول کہتے ہیں شروع ہونے والا ہے۔

ڈیٹا مراکز

ملک میں موجود تحقیق ادارے اپنے تحقیقی کاموں کے دوران بہت سے اعداد و شمار اور حقائق جمع کر لیتے ہیں۔ نتائج کے مرتب ہو جانے کے بعد یہ تمام مواد بیکار ہو جاتا ہے لیکن دوسرے محققین کے لیے اس کی افادیت قایم رہتی ہے۔ ڈی۔آر۔ٹی سی (بنگلور) اور انسڈاک نے باہمی تعاون سے ایک ڈائرکٹری مرتب کی ہے جس میں اس طرح کے ۱۸۱ اداروں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ حکومت ہند کے محکمہ سائنس و ٹکنالوجی نے اسے ڈائرکٹری آف ڈیٹا سنٹر کے نام سے شائع کیا ہے۔

www.taemeernews.com

تحقیق کے کاموں کی رفتار کا جائزہ

ملک کے مختلف اداروں میں زیر تحقیق موضوعات کی ایک ڈائریکٹری انسڈاک اور یو۔ جی۔ سی کے تعاون سے ۱۹۷۴ میں شائع کی گئی تھی۔ کونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ اپنے شعبہ برائے سائنسی و تکنیکی ماہرین کے تعاون سے ملک میں معلومات کے ماہرین کی ایک فہرست مرتب کر رہی ہے۔

زرعی کاموں کے لیے مصنوعات تیار کرنے والی صنعتوں کو تکنیکی معلومات کی فراہمی

۱۹۷۸ میں ایشیا کے دس ملکوں کی ایک کانفرنس میں ایک تجویز منظور ہوئی جس کے تحت ایشیائی نٹ ورک برائے ترسیل تکنالوجی معلومات قایم کرنا طے پایا۔ یہ نٹ ورک سنٹرل فوڈ تکنالوجیکل سنٹر (میسور) میں قایم ہوگا۔ ساتھ ہی کاسٹیڈ کے تعاون سے موزوں تکنیکی معلوماتی خدمات یا ایکٹس شروع کی جا رہی ہیں۔ اس کے تحت ایک خبرنامہ، ڈیٹا بینک اور اخبار و رسائل کا ذخیرہ جمع ہوگا۔ یہ مرکز خوراک اور غذائیت، تدارکی ادویات و جازکاری کے موضوعات پر درکار موزوں تکنیکی ضرورت سے متعلق معلومات فراہم کرے گا۔ مرکز کو بنگلور میں قایم انڈین سوسائٹی برائے انفارمیشن سائنس کا تعاون حاصل رہے گا۔

ملک کی صنعتی ترقی کے لیے پٹینٹ کی بڑی اہمیت ہے۔ اس سلسلے میں انسڈاک اور ڈی۔ آر۔ ٹی۔ سی کے تعاون سے بمبئی میں منعقد ۱۹۷۷ کے سیمنار میں ایک قومی معلوماتی مراکز برائے پیٹنٹ قایم کرنے کی تجویز منظور ہوئی ہے۔

مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ ملک کے اندر سائنسی اور صنعتی دائروں میں درکار معلومات کی اہمیت کا احساس بیدار ہو چکا ہے۔

www.taemeernews.com

حواشی وحوالے

۱۔ نتالیا تیوولینا۔ نیشنل لائبریریز۔ مشمول۔ کینٹ اینڈ لانکور، انسائیکلوپیڈیا آف لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس۔ ج ۱۹، ص ۹۵

۲۔ اے۔ آر اسپوفورڈ۔ دی لائبریری آف کانگریس آز نیشنل لائبریری مشمول یو۔ ایس بیورو آف ایجوکیشن، پبلک لائبریریز ان دی یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ۔ ج ۱، ص ۲۵۸۔

۳۔ ڈیوڈ سی کرنس۔ دی آنسرز: اے فاگ لیڈن پنوراما آف ایل سیز کلکشنز۔۔ لائبریری جرنل، ج ۹۰، ۱ اپریل ۱۹۶۵ء، ص ۱۶۰۱۔

۴۔ لائبریرین آف کانگریس کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال اختتام جون ۱۹۶۶۔ واشنگٹن، ۱۹۶۷ء، ص ۱۳ اور متفرق۔

۵۔ حوالہ بالا ص ۳۴۔ ۳۷، اور ص ۳۰۵۔ ۳۰۶۔

۶۔ ولیم گرگ۔ میڈیکل لائبریری ٹو سیلوٹ انڈکس اور دی ایوننگ اسٹار واشنگٹن، جون ۱۶، ۱۹۶۵ء، سیکشن سی، ص ۱۔

۷۔ دی سنٹرل ایسوسی ایشن آف میڈلارس۔ واشنگٹن، ۱۹۶۶ء، ص ۲۔

۸۔ جین کے۔ گیٹس۔ انٹروڈکشن ٹو لائبریرین شپ، نیویارک ۱۹۶۸ء، ص ۱۶۳۔

۹۔ کیسلاپی موران۔ نیشنل ایگریکلچرل لائبریری مشمول کینٹ اینڈ لنکور، انسائیکلوپیڈیا آف لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس ج ۱۹ ص ۴۴۔ ۴۵

۱۰۔ گریٹ برٹین۔ انٹروڈیوسنگ دی برٹش لائبریری۔ لندن، ۱۹۷۹ء۔

۱۱۔ بی۔ ایس کیساون۔ انڈیاز نیشنل لائبریری۔ کلکتہ، ۱۹۶۱ء، مزید پی۔ این۔ کولا نیشنل لائبریری آف انڈیا: اے کریٹیکل اسٹڈی بمبئی، ۱۹۷۰ء۔

۱۲۔ قومی کتابیات، شعبہ اردو ۱۹۵۹، ۱۹۶۰ء، مرتبہ بی۔ ایس کیشون، لکھنؤ، ۱۹۶۱ء۔

۱۳۔ پی۔ ایس۔ کواترہ۔ فنڈامنٹلس آف ڈاکومینٹیشن، نئی دہلی، ۱۹۸۰ء۔

۱۴۔ پی۔ ڈی۔ گپتا "ڈی۔ جی۔ ایچ۔ ایس "سنٹرل میڈیکل لائبریری۔ لائبریری ہیرالڈ ج ۵، اکتوبر ۱۹۶۲ء۔ جنوری ۱۹۶۳ء، ص ۱۴۶۔ ۱۵۰۔ مزید دیکھیے ایس۔ اے

www.taemeernews.com

چینلے وایم کے بھٹ۔میڈیکل لائبریریز۔انسائیکلوپیڈیا آف لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس۔ ج ۱۱، ص ۴۰۶-۴۱۴۔

۱۵۔ اے بریف نوٹ آن انڈین نیشنل سائنٹفک ڈاکومینٹیشن سنٹر اینڈ اٹس ایکٹی ویٹیز (نیو دہلی، ۱۹۶۶) مزید دیکھیے جی.پی گھوش اینڈ بی.این بنرجی ٹرنڈس آف انفارمیشن سروس ان انڈیا، کلکتہ، ۱۹۷۴، ص ۱۵۲-۱۵۵ اور پی.ایس کواترہ فنڈامنٹلس آف ڈاکومینٹیشن نئی دہلی، ۱۹۸۰، ص ۶-۱۳۔

۱۶۔ پی.ایس کواترہ فنڈامنٹلس آف ڈاکومینٹیشن، نئی دہلی، ۱۹۸۰، ص ۲۶-۳۱۔ مزید دیکھیے ایس دتہ۔ ڈاکومینٹیشن فار انڈسٹری ان انڈیا مشمول انڈین لائبریری اسوسی ایشن، ٹوینٹیتھ آل انڈیا لائبریری کانفرنس سونیر، ۱۹۷۹، ص ۲۰-۲۳۔

۱۷۔ کواترہ فنڈامنٹلس آف ڈاکومینٹیشن، ص ۳۱-۳۸۔

۱۸۔ اے کرشنن، انفارمیشن اینڈ ڈاکومینٹیشن ایکٹی ویٹیز ان انڈیا مشمول پروسیڈنگس آف دی ففتھ جنرل اسمبلی، سیول، ۱۹۷۸، ص ۲۰-۲۹۔

www.taemeernews.com

کتب خانہ داری

پیشہ ورانہ تنظیم

علم کتب خانہ داری کے ایک طالب علم کی حیثیت سے ہمیں یہ معلوم ہے کہ کتب خانے کاروان تہذیب کی ایک اہم منزل پر وجود میں آئے۔ یہ وہ منزل تھی جب قوموں نے اپنے تہذیبی ورثہ اور تاریخی ماخذ کو محفوظ کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ یہ عین ممکن ہے کہ ابتدائی دور کے ناظم کتب خانہ تحفظ ورثہ کی ضرورت کو نہایت کامیابی کے ساتھ پورا کرنے کے لیے جملہ علوم کے علم کی جس حد تک ضرورت ہے اس سے کما حقہٗ ناواقف رہے ہوں۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ بحیثیت مجموعی ان لوگوں نے مہذب قوموں میں اس غیر معمولی اہمیت کی ذمہ داری کے کام کو بحسن و خوبی انجام دیا ہے۔

کتب خانہ کی نظامت پر مٹی کی تختیوں پر کندہ علمی مواد کے سمیری دور سے ہی ایسے افراد معمور رہے ہیں جو اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے پہلے علم و دانش اور سائنسی تحقیق کے میدان میں نمایاں مقام حاصل کر چکے تھے۔ اسکندریہ کے کتب خانہ کی عالم گیر شہرت کا راز اسی بات میں مضمر ہے کہ اس کے ارباب حل و عقد علم کی گہرائیوں کے غواص تھے۔

انتظام کتب خانہ نے ایک منفرد فن کی حیثیت کب اختیار کی اس کے بارے میں تاریخ کے صفحات خاموش ہیں۔ مغربی دنیا میں کتب خانہ کے مختلف پہلوؤں پر تصنیف و تالیف کا سراغ ہمیں سترہویں صدی میں ملتا ہے۔ طباعت کے فروغ اور مختلف موضوعات پر شائع کتابوں کی افراط نے اس وقت تک مخطوطات پر مشتمل کتب خانوں کو نئے مسائل سے دوچار کر دیا۔ روشن خیالی اور نشاۃ الثانیہ کے دور میں جاری و ساری تحقیق و جستجو کے ماحول نے بڑے بڑے ریاضی داں، سائنس داں، ماہرین فلکیات اور فلسفی ذہنوں کو جنم دیا۔ علمی دنیا میں بیکن، گلیلیو، ڈیکارٹ اور کیپلر کے نام سے کون نہیں واقف ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے علوم جدید کے دائرے کو بے پناہ وسعت عطا کی۔ سترہویں صدی کے کتب خانوں میں مخطوطات کے شانہ بہ شانہ مطبوعہ کتابیں، بڑے بڑے اشتہارات و

www.taemeernews.com

اخبارات، معلوماتی کتابچے، کتب حوالہ، نقشے، گلوب، چارٹ وغیرہ بھی جمع ہونے لگے۔ کتابوں کی جسامت میں فرق پیدا ہونے لگا۔ اس صورت حال نے تنظیم و ترتیب کے جن مسائل سے لوگوں کو دوچار کرایا اس سے اولین دور کے منتظمین کتب خانہ ناواقف تھے۔

یورپ میں گیبریل ناڈ پہلا شخص ہے جس نے اپنی کتاب رہنمائے منتظمین کتب خانہ ۱۶۲۹ میں کتب خانہ کی تنظیم و مقاصد کے موضوع سے پہلی بار بحث کی۔ اس نے جو اصول اس زمانہ میں مرتب کیے تھے وہ آج بھی کتب خانوں کے لیے مشعل راہ کا کام دے سکتے ہیں۔ مشہور ریاضی داں لیبنز کی تحریروں میں بھی ہمیں فراہمی کتب، اس کے لیے درکار مالی وسائل اور مربوط اور فن وار درجہ بندی کتب کی ضرورت کا ذکر ملتا ہے۔ ان منتشر کوششوں کے ساتھ اگر ہم جسٹس لائی پنسنس جونس کو میری کی کتب خانہ کی تاریخ پر مرتب تصانیف اور دُری بنتلے کی قومی کتب خانوں کی تاریخ کی کتابیں بھی شامل کرلیں تو ہمیں فن کتب خانہ پر تصنیفات کا ایک اچھا ذخیرہ مل جاتا ہے۔

ان منتشر تحریروں سے کتب خانہ کی ترتیب کے لیے ایک مخصوص ذہنی تربیت کی ضرورت واضح ہو چکی تھی لیکن کتب خانہ کی تنظیم کے فن کو ابھی تک ایک مخصوص پیشہ کی حیثیت نہیں دی گئی تھی۔ سترہویں صدی تک مغرب میں علم خواص کی ملکیت تھا۔ ابھی یہاں عوامی کتب خانے وجود میں نہیں آئے تھے کتب خانہ کے ارتقا میں یہ ابھی بعد کے دور کی چیزیں ہیں۔ چنانچہ الفریڈ ہیسل کے مطابق کتب خانہ کے قواعد و ضوابط بھی بتدریج وجود میں آئے۔ قومی، کلیسائی اور ذاتی کتب خانوں کے قیام کا سلسلہ سترھویں اور اٹھارہویں صدی میں بھی جاری رہا، علوم کی نئی شاخیں پھوٹتی رہیں۔ کتب خانوں کے جملہ ذخائر کی فہرستیں مرتب ہوئیں اور کتب خانوں کے مقاصد کے اعلان نامے شائع ہوئے۔

www.taemeernews.com

ممالک متحدہ امریکہ

کتب خانہ میں ملازم عملہ نے اپنے مخصوص مسائل پر تبادلہ خیال کے لیے ایک انجمن کی تشکیل سب سے پہلے ممالک متحدہ امریکہ میں کی۔ انیسویں صدی میں جب امریکہ میں مدارس اور ضلعی سطح پر کتب خانوں کا رواج ہونا شروع ہوا اور کچھ عرصہ بعد عام کتب خانے بڑے پیمانے پر منظرِ عام پر آئے تو اُن میں ملازم عملہ نے اپنی ذمہ داریوں کے مقصد و منہاج کے جائزے لینے شروع کیے۔ کتب خانوں کے قیام اور اُن کو بہتر ڈھنگ سے مرتب و منظم کرنے کا احساس صرف کتب خانہ کے عملہ تک نہیں محدود تھا۔ ناشرین کتب اور فلاحی کاموں میں دلچسپی رکھنے والے نیز ادیب اور علمی ذوق کے افراد بھی آپس میں تبادلہ خیال کی ضرورت محسوس کر رہے تھے۔ سب سے پہلی کوشش ۱۸۵۲ء میں چارلس جیوٹ کی صدارت میں منعقد ایک جلسہ کی شکل میں ہوئی۔ چارلس جیوٹ اسمتھ سونین انسٹی ٹیوٹ کے لائبریرین تھے۔ کانفرنس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنی صدارتی تقریر میں انھوں نے کہا کہ افراد کی تربیت عوام میں علم کی روشنی پھیلانے میں کتب خانہ کا مقام، حصول کتب، اُن کے مصرف کے دائرہ میں توسیع کے بہتر طریقے وغیرہ موضوعات ایسے ہیں کہ اُن پر تبادلہ خیال بہت ضروری ہے۔" ہم لوگ اچھی کتابوں میں موجود علوم کی ترویج اور اُن تک عوام کی پہنچ کے ذرائع کی توسیع پر غور کرنے کی غرض سے جمع ہوئے ہیں۔ ہماری خواہش عوام کی بہتری ہے نہ کہ اپنی ذاتی اغراض[۱]"۔ کانفرنس میں ۸۲ مندوبین شریک تھے۔

۱۸۷۶ء میں فلاڈلفیا کے مقام پر ایک بڑی نمائش منعقد ہوئی۔ اس موقع پر ۱۸۵۲ء کے مقاصد کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے چند ہم خیال افراد جمع ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب میلول ڈیوی کی ادارت میں امریکن لائبریری جرنل شائع ہونا شروع ہو گیا تھا۔ رسالہ کے ۳۰ دسمبر ۱۸۷۶ء کے شمارے میں ڈیوی کا مضمون "پیشہ" شائع ہوا۔ فلاڈلفیا کی کانفرنس اکتوبر میں ہوئی اور اس میں امریکہ کے علاوہ کناڈا اور برطانیہ کے مندوبین بھی شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں لائبریرین کی ایک

www.taemeernews.com

مستقل تنظیم وجود میں آئی۔ تنظیم کے پہلے صدر بوسٹن پبلک لائبریری کے لائبریرین جسٹن ونسر تھے۔ اس تنظیم کے ناظم میلول ڈیوی مقرر کیے گئے۔ تنظیم کا نام امریکن لائبریری اسوسی ایشن پڑا۔ اس کے درج ذیل اغراض و مقاصد متعین ہوئے۔[4]

ملک میں کتب خانہ کی بہتری کے لیے کوشاں رہنا اور اس مقصد کے لیے علم کتب خانہ داری کے جملہ پہلوؤں پر تبادلۂ خیال کرنا، راہ متعین کرنا، اور باہمی اشتراک کی فضا کو فروغ دینا، عوام کے ذہن کو کتب خانہ کے قیام اور اُن کے نظام میں بہتری پیدا کرنے کے حق میں ہموار کرنا، انجمن کے ممبران کے درمیان باہمی اخوت اور خیر سگالی کے جذبہ کو پروان چڑھانا۔ انجمن کے لیے ڈیوی نے درج ذیل نصب العین پیش کیا تھا۔

"آبادی کی اکثریت کے لیے ارزاں ترین اُجرت پر بہترین مطالعہ"

امریکن لائبریری جرنل انجمن کا مستند ترجمان قرار پایا۔ ابتدائی سالوں میں انجمن کا کام سالانہ اجتماعات اور جلسے کرنا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران انجمن نے جو لائبریری خدمات بہم پہنچائیں اُن کی بدولت انجمن کے کام کو استحکام نصیب ہوا۔ مشہور صنعت کار اینڈریو کارنیگی نے ۱۹۰۲ء انجمن کو رقمی امداد دی۔ اس کے بعد سے کارنیگی کارپوریشن انجمن کی مالی امداد کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہی ہے۔ ۱۹۲۶ء میں کارنیگی کارپوریشن نے انجمن کو دو سو لاکھ ڈالر کی مالی امداد دی۔[5] اس کے علاوہ انجمن کے علم کتب خانہ داری کی تدریس میں تیاری کتب کے کام، مطالعاتی نصاب کے لیے فہرست کتب کی تیاری، تعلیم بالغان کی تحریک کے امکانات کے مطالعہ، عام کتب خانوں کی ضرورت اور کتب خانہ میں اجرائی کتب، حوالہ جاتی خدمات، انتخاب کتب، بچوں کے لیے کتب خانہ کے قیام، لائبریری خدمات کی معیار بندی وغیرہ منصوبوں کے لیے کارنیگی کارپوریشن نے امداد دی۔

ملکی سطح پر انجمن کے قیام کے بعد ریاستی سطح پر بھی انجمن قایم ہوتی شروع ہوئیں — آگے چل کر ریاستی انجمنیں مرکزی انجمن کے "باب" کی حیثیت اختیار کر گئیں۔ امریکہ میں مخصوص نوعیت کی انجمنیں بھی قایم ہوئیں، ان میں جوئنٹ لائبریری اسوسی ایشن، ببلوگرافیکل سوسائٹی آف امریکہ، کونسل برائے نیشنل لائبریری اسوسی ایشنز، اور اسپیشل لائبریریز اسوسی ایشن ایسی انجمن ہیں جو امریکن لائبریری اسوسی ایشن کے ساتھ تعاون

www.taemeernews.com

کرتی ہیں۔

امریکن لائبریری اسوسی ایشن کا انتظامی ڈھانچہ درج ذیل ہے۔

لائبریری ڈویژن۔ ڈویژن دو اصولوں کو سامنے رکھ کر تشکیل کیے گئے ہیں۔ لائبریری کے فرائض اور لائبریری خدمات۔ پہلے اصول کے تحت ۶ ڈویژن قایم ہیں دوسرے اصول کے تحت ۹ ڈویژن ہیں۔ ڈویژن کے علاوہ اسوسی ایشن کے ۵۸ ریاستی، علاقائی اور چھوٹے بڑے علاقوں پر مشتمل باب ہیں۔ انجمن کے ساتھ ۱۲ الحاقی انجمنیں ہیں۔ انجمن کی پالیسی کے تعین کے لیے ۲۰۰ ممبران پر مشتمل کونسل ہے، کونسل کے ممبران میں ناظم کتب خانہ، کتب خانوں کے متولی اور کتب خانہ تحریک سے بہی خواہ شامل ہیں۔

۱۹۴۵ میں انجمن نے اپنا ایک دفتر واشنگٹن میں قایم کیا۔ ۱۹۴۹ سے اس دفتر کے ذمہ قومی سطح پر رابطہ اور بین الاقوامی سطح پر رابطہ قایم کرنے کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ انجمن نے امریکہ میں ۱۹۵۶ میں لائبریری کنسٹرکشن قانون کے وضع کرانے میں اہم رول ادا کیا۔ واشنگٹن میں واقع ہونے کی وجہ سے انجمن کا یہ دفتر بڑے موثر رول ادا کر رہا ہے۔ اس کی سرگرمیوں میں امریکن کانگریس میں کتب خانہ کے حق میں رائے ہموار کرنا، مقامی، ریاستی اور ملکی سطح کے کتب خانوں کی انتظامی ضرورت کی دیکھ بھال کرنے والے متعلقہ افسران کو کتب خانہ کی ضرورت سے باخبر رکھنا کتب خانہ کے مفاد کی موافقت کے قوانین کے حق میں اور مخالفت کے قوانین کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنا، کانگریس کے ذریعہ تشکیل پارلیمانی کمیٹیوں کو ضروری معلومات فراہم کرنا اور ذمہ دار اصحاب سے رابطہ قایم کرنا شامل ہیں۔ انجمن کے ۱۹۵۶ کے لائبریری قانون کے وضع کرانے میں کلیدی رول کے بارے میں ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ اس قانون کے تحت دیہی علاقوں کو کتب خانہ خدمات فراہم کرنے کے لیے ۷.۵ ملین ڈالر کی رقم مخصوص کی گئی۔ ۱۹۵۶ اور ۱۹۶۴ کے درمیان اس قانون کی بدولت دس ہزار سے کم آبادی والے علاقوں میں کتب خانہ کی سہولیات بہم پہنچا کر ۴۰ ملین افراد کو استفادہ کا موقع دیا گیا ہے۔

انجمن کی پالیسی متعین کرنے کی ذمہ داری کونسل پر ہوتی ہے۔ کونسل کے علاوہ

www.taemeernews.com

انجمن کی مجلس عاملہ ہے جس کی تشکیل ممبران کے ذریعہ منتخب افسران اور کونسل کے ذریعہ منتخب ۸ ارکان سے مل کر ہوتی ہے۔ مجلس عاملہ کا سربراہ ایکزیکیٹو آفیسر ہوتا ہے۔ انجمن نے اپنے کاموں کی انجام دہی کے لیے درج ذیل کمیٹیاں بنا رکھی ہیں مشاورتی کمیٹی، اسٹینڈنگ کمیٹی اور اسپیشل کمیٹی اور ڈویژنوں کے درمیان رابطہ کمیٹی۔

اگر انجمن کے پچاس ممبران ایسے ہوں جن کے کاموں کی نوعیت یکساں ہو اور وہ کسی ڈویژن میں نہ سما سکیں تو وہ ایک گول میز تشکیل دے سکتے ہیں مثال کے طور پر لائبریری ہسٹری راؤنڈ ٹیبل یا کتب خانہ ریسرچ راؤنڈ ٹیبل۔ انجمن کے "باب" کسی بھی ریاست، علاقہ یا صوبہ میں قایم ہو سکتے ہیں۔ اس وقت انجمن کے ۵۵ باب ہیں۔

۱۸۵۳ کے پہلے اجتماع میں جیوٹ نے جن جذبات کا اظہار کیا تھا انجمن نے اپنے اغراض و مقاصد کو انھیں بنیادوں پر طے کیا ہے۔ چنانچہ انجمن اپنے قیام کے شروع دن سے کتب خانہ خدمات اور پیشہ کتب خانہ داری کی توسیع اور بہبود کی کوششوں میں مصروف ہے اور امریکی عوام کو کتب خانہ کی تعلیمی، ثقافتی، سماجی زندگی میں کیا دین ہے اس کے بارے میں باخبر رکھنے کا کام کرتی ہے۔ یہ ملک میں لائبریری خدمات کی توسیع کے لیے زیر غور منصوبوں کی تیاری میں درکار رہنمائی فراہم کرتی ہے اور کتب خانوں کو قومی، ریاستی اور مقامی سطح پر درکار مالیات فراہم کرنے میں معاون ہوتی ہے۔ انجمن ملک میں آزادانہ مطالعہ کی سہولیات کی راہ میں آنے والی روکاوٹوں کو دور کرنے میں کوشاں رہتی ہے۔ انجمن کتب خانہ کی خدمات کو بہتر بنانے کے لیے معیار بندی کی ذمہ داریوں کی جانب سے بے خبر نہیں ہے۔

عوام کو کتب خانہ کی بہتر خدمات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ انجمن اپنے جملہ ممبران کی فلاح و بہبود کی نگرانی بھی کرتی رہتی ہے۔ ممبران کو تبادلۂ خیالات کے مواقع بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ کتب خانوں کو اپنے مقصد و منہاج کے تعین میں مفید مشورے دیتی ہے۔ ان کی پالیسیوں کے وضع کرنے میں معاون ہوتی ہے اور اُن پالیسیوں کے بارے میں ہم پیشہ افراد کو باخبر رکھتی ہے۔ ممبران کی فلاح و بہبود کے کاموں کے ساتھ ساتھ

www.taemeernews.com

کتب خانہ خدمات اور علم کتب خانہ داری کی تعلیم و تدریس کے معیار کو بھی وضع کرنے کا کام کرتی ہے۔ انجمن علم کتب خانہ داری کی تعلیم دینے والے اداروں کی سند کو تسلیم کرنے کا کام بھی کرتی ہے۔ اس پیشہ میں مصروف افراد کو اپنی صلاحیت کو بہتر بنانے کے مواقع عطا کرتی ہے۔ مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ انجمن ملک کے اندر کتاب خانہ داری کے پیشے کی سماجی حیثیت کو بلند کرنے میں ہر طرح کوشاں رہتی ہے۔

انجمن علم کتب خانہ داری سے متعلق موزوں ادب تیار کر کے اُسے شائع کرتی ہے اور دوسرے اداروں یا افراد کو ایسا ادب شائع کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ کتب خانہ سہولیات اور کتب خانہ خدمات کے طریقہ کار کو بہتر بنانے کے لیے بنئے رجحانات اور نئے علوم کے حصول کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی ہے اور اپنے ممبران کو نئے تکنیکی طریقہ کار کو اپنانے کی ترغیب دیتی ہے۔

انجمن نے عملہ کتب خانہ، کتب خانہ مالیات اور اوسط ذخیرہ کتب کی معیار بندی کی ہے۔ ریاستی سطح پر عام کتب خانوں اور اسکول، کالج اور چھوٹے کالج کے کتب خانوں کے واسطے معیار کارکردگی کا تعین کیا ہے۔ بچوں، نوجوانوں اور نابیناؤں کے لیے مناسب سطح کے کتب خانہ کے لیے بھی معیار وضع کیے گئے ہیں۔

پیشہ ورانہ کاموں کے لیے رہنما اصول

انجمن نے کتب خانہ کی مختلف خدمات اور ناظم کتب خانہ کے عہدہ کے واسطے درکار پیشہ ورانہ صلاحیت کے معیار بنانے کے ساتھ ساتھ چند ایسے رہنما اصول بھی مرتب کیے ہیں جو اُن کی عملی زندگی میں انھیں پیشہ ورانہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں نشانِ راہ کا کام دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں انجمن نے اپنی کتاب "لائبریرین کے واسطے اخلاقیات کا دستور العمل" میں ان اصولوں کی تفصیل دی ہے۔ انجمن نے اپنے حقوق کا مسودہ ۱۹۳۹ میں اپنایا تھا۔ ۱۹۴۸ میں اس مسودہ میں قدرے ترمیم ہوئی۔ ۱۹۶۷ کی ترمیم کے بعد اس مسودہ میں ناظم کتب خانہ کے انتخاب کتب کا حق سنسر شپ کی جانب اس کے رویہ اور بغیر کسی روک ٹوک کے اظہار رائے کی آزادی بھی شامل ہو گئے۔ ۱۹۵۵ میں انجمن نے اسکول لائبریری کے واسطے بنے بل

www.taemeernews.com

آف رائٹ کی تصدیق کر دی۔ انجمن نے ناشرین کے تعاون سے آزادی مطالعہ کا ایک منشور ۱۹۵۳ میں وضع کیا تھا۔

انجمن کی راہ میں رکاوٹیں

اگرچہ انجمن نے امریکہ میں کتب خانہ سہولیات و خدمات، علم کتب خانہ کی سماجی اور معاشی حالت و حیثیت اور کتب خانہ داری کی تعلیم و تدریس کے معیار کو بہتر بنانے میں نمایاں کام انجام دیے ہیں، لیکن امریکہ کے بیشتر کتب خانے ابھی ان معیار کو نہیں پا سکے ہیں۔ اس کی وجوہات گوناگوں ہیں، آبادی میں اضافہ، زیرِ تعلیم عمر کی آبادی میں اضافہ، فارغ البالی کا ماحول اور تفریح کے لیے زیادہ وقت کا ملنا، یہ وہ عوامل ہیں جن کی بدولت کتب خانہ خدمات کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ علم کے ذخیرہ میں روز افزوں اضافہ، ترسیل کے نئے وسیلوں کی دریافت، تربیت یافتہ افراد کی مانگ کے مقابلہ دستیابی میں کمی، ان سب باتوں نے کتب خانہ کی کارکردگی کے معیار کو گھٹا دیا ہے۔

ایک لائبریرین، اس کے حقوق اور ذمہ داریاں

انجمن کی رکنیت حاصل کرنے کے بعد ایک لائبریرین کو چند پابندیوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ لائبریرین کا پیشہ سماج میں اعلیٰ اور پسندیدہ مقاصد کے حصول کے لیے کوشاں ہے۔ ایک ترقی یافتہ، سائنسی مزاج کے حامل اور تکنیکی دور کے سماج کے لیے کتب خانہ سہولیات ناگزیر ہیں۔ اگر لائبریرین کے پیشہ میں پیش رفت ہوتی ہے اور اس کا وقار بلند ہوتا ہے تو اسی کے ساتھ ساتھ لائبریرین کا وقار بھی بلند ہوتا ہے۔ کتب خانہ سماج میں مقبول ہوتا ہے تو اسی کے ساتھ لائبریرین کو بھی شرفِ قبولیت ملتا ہے۔ انجمن اپنے ممبران کو وہ جملہ تحفظات اور سہارے عطا کرتی ہے۔ جو کوئی دوسری انجمن اپنے ممبران کو دیتی ہے۔ انجمن کے ممبران کو انجمن کی جملہ تقریبات میں شرکت کے حقوق حاصل ہیں۔ ان حقوق کے ساتھ ساتھ انجمن کے ارکان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ انجمن کے کاموں میں توسیع میں اعانت

www.taemeernews.com

کرنا ان کی بنیادی ذمہ داری ہے کیونکہ کسی بھی انجمن کی قوت کا انحصار اس کے ارکان کی انجمن کے کاموں میں دلچسپی پر ہوتا ہے۔

ایک ہی نوعیت کے کاموں کو بار بار کرنے سے ذہن میں یکسانیت کا جو احساس پیدا ہوتا ہے انجمن کی رکنیت کی بدولت انجمن کی سرگرمیوں میں شریک ہوکر اور پیشہ کی مختلف النوع کارکردگی سے آشنا ہوکر وہ اس یکسانیت کے دائرہ سے باہر آجاتے ہیں۔

انجمن کی کارکردگی کا جائزہ ۱۹۲۸ میں پاس شدہ ایک تجویز کے مطابق ایک متعین وقفہ سے ہوتا رہتا ہے۔ جائزہ کمیٹیوں نے ۱۹۳۰، ۱۹۳۴، ۱۹۲۹ اور ۱۹۴۹ میں اپنی رپورٹیں پیش کی ہیں۔ ۱۹۵۴ میں امور انتظام کی ماہر تجارتی کمپنی نے انجمن کے انتظامی ڈھانچے اور مالیاتی نظام کا جائزہ لیا۔ اس جائزہ کمیٹی کی سفارش پر ایک رہنما کمیٹی وجود میں آئی۔ انجمن کا موجودہ انتظامی ڈھانچہ اسی رہنما کمیٹی کا تجویز کردہ ہے۔

انجمن کے صدر دفاتر شکاگو کے مقام پر ہیں۔ یہاں دو سو افراد پر مشتمل عملہ کام کرتا ہے۔ انجمن مالی حیثیت سے مستحکم بنیادوں پر قایم ہے۔ اس کی آمدنی کے ذرائع فیس ممبری، کتابوں کی اشاعت سے آمدنی اور حکومت سے مالی امداد شامل ہیں۔

انجمن اور علم کتب خانہ داری کی تعلیم

ملک میں علم کتب خانہ داری کی تعلیم کے معیار پر نظر رکھنے کے لیے انجمن نے ایک تعلیمی بورڈ تشکیل کیا۔ تعلیمی بورڈ کی سفارشات کو بنیاد بنا کر امریکہ میں لائبریری سائنس کی تعلیم کو پانچ دور میں تقسیم کیا گیا۔ بعد کے سالوں میں اس پر نظر ثانی کے بعد انھیں تین درجوں میں محدود کر دیا گیا۔ ۱۹۵۱ میں انجمن نے نئے معیار تعلیم وضع کیے اور معیار تسلیم کرنے کا ایک ضابطہ متعین کیا۔ ۱۹۶۲ میں انجمن نے لائبریری سائنس کی تعلیم کے لیے قومی سطح پر منصوبہ بنانے کی غرض سے ایک کمیشن قایم کیا۔ کمیشن نے اپنی سفارشات ۱۹۶۹ میں پیش کیں۔ اس کی سفارشات کی بنیاد پر انجمن نے ایک

www.taemeernews.com

تعلیمی مشاورتی کمیٹی تشکیل کی ہے جو لائبریرین کے واسطے غیر رسمی اور مسلسل تعلیمی کاموں کتب خانہ کے ذیلی ملازمین کی تربیت اور لائبریری سائنس کی تعلیم کے اداروں کو سندِ قبولیت دینے کا کام کرتی ہے۔

انجمن کا ایک بورڈ کتب خانہ میں عملہ کے ڈھانچہ، مدت ملازمت اور تنخواہوں کے تعین کے معاملات کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ بورڈ نے درج ذیل دو کتابچے شائع کیے ہیں۔

۱۔ پوزیشن، کلاسیفیکیشن اینڈ سیلری ایڈمنسٹریشن ان لائبریریز۔

۲۔ پرسنل ارگنائزیشن اینڈ پروسیجر۔

آج کل یہ بورڈ انتظامی ڈویزن کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔

نشر و اشاعت

انجمن کی مطبوعات کی تعداد ۲۰۰۰ سے تجاوز کر چکی ہے۔ ۵ / ۱ کے علاوہ بیشتر اب دستیاب نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ انجمن درج ذیل رسائل شائع کرتی ہے۔

لائبریری ریسورسز اینڈ ٹکنیکل سروسز اے۔ ایل اے بلیٹن کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز اسکول لائبریریز۔ لائبریری ٹکنالوجی رپورٹ۔

برطانیہ۔ پیشہ ورانہ تنظیمیں ۱ے

فلاڈلفیا میں منعقد پہلی لائبریری کانفرنس کی روداد لندن انسٹی ٹیوشن کے رسالہ میں شائع ہوئی۔ یہ رپورٹ انسٹی ٹیوٹ کے ناظم کتب خانہ ایڈورڈ بائرن نکلسن نے مرتب کی تھی۔ نکلسن اس کانفرنس میں برطانوی مندوب کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے۔ اپنے مضمون میں نکلسن نے اسی نہج پر ایک انجمن انگلینڈ میں بھی قایم کرنے کی تجویز پیش کی۔ اپنی تجویز کو انھوں نے لندن کے مشہور اخبار "ٹائمس" کے ۱۴ فروری ۱۸۷۷ کے شمارے میں بھی شائع کرایا۔ آخر ۲ اکتوبر ۱۸۷۷ کو لندن انسٹی ٹیوٹ

www.taemeernews.com

میں انگلینڈ کے جملہ لائبریرین جمع ہوئے۔ مندوبین کی کل تعداد ۲۱۸ تھی، ان میں چند یورپ کے مختلف ملکوں سے بھی شریک ہوئے تھے۔ لائبریری اسوسی ایشن کے قیام کی تجویز اسی کانفرنس میں منظور کی گئی۔ برٹش میوزیم کے لائبریرین جے۔ ونٹر۔ جونس اسوسی ایشن کے صدر اور نکلسن اس کے پہلے ناظم منتخب ہوئے۔ انجمن نے امریکن لائبریری اسوسی ایشن کے رسالہ لائبریری جرنل کو اپنا بھی مستند جریدہ تسلیم کرلیا، لیکن کچھ عرصہ بعد برطانوی انجمن نے منتھلی نوٹس کے نام سے اپنا رسالہ خود شائع کرنا شروع کیا۔ ولیم بریس کی ادارت میں اس رسالہ کا پہلا شمارہ جنوری ۱۸۸۰ میں شائع ہوا۔ تقریباً دس سال بعد ۱۸۸۷ میں انجمن کی برمنگھم میں کانفرنس ہوئی تو ممبران کی تعداد ۵۰۰ سے بھی کم تھی۔ انجمن کی میٹنگوں میں ۷ سے ۴۰ کے درمیان ممبران حاضر ہوتے تھے۔ انجمن کے سامنے درج ذیل اغراض و مقاصد تھے:

۱۔ نئے کتب خانوں کے قیام اور ان کی ترویج کی ہر ممکن کوشش۔

۲۔ مفت کتابیں مستعار دینے والے کتب خانوں کے واسطے بہتر قوانین کا نفاذ۔

۳۔ کتب خانوں کے انتظام کو بہتر بنانے کے پیش نظر کتب خانہ خدمات فراہم کرنے والے جملہ افراد کا اتحاد۔

۴۔ کتابیات سازی اور ماخذ سازی کے کاموں کی ہمت افزائی۔

انجمن کو شاہی پروانہ ۱۸۹۸ میں حاصل ہوا اور اس طرح اس کی قانونی حیثیت مسلّم ہو گئی۔ اس چارٹر کے بعد انجمن کے اغراض و مقاصد درج ذیل قرار پائے۔

۱۔ کتابیات سازی اور کتب خانہ، اُن کے قواعد و ضوابط، اُن کے انتظام وغیرہ مسائل پر مباحثہ کے لیے کتب خانہ کے عملہ یا کتب خانہ کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو کانفرنس یا میٹنگوں میں جمع کرنا۔

۲۔ کتب خانہ کے انتظام میں بہتری پیدا کرنا۔

۳۔ ایسے اقدام اٹھانا جو لائبریرین کے مقام اور اس کی صلاحیتوں کو بہتر بنانے میں معاون ہوں۔

۴۔ عام کتب خانہ قانون کا اطلاق برطانیہ اور آئرلینڈ کے جملہ شہر کاونٹی اور اضلاع میں کرانا۔

www.taemeernews.com

۵۔ عام شہریوں کے استفادہ کے واسطے حوالجاتی خدمات اور اجرائی کتب کی خدمات فراہم کرنے والے کتب خانوں کا قیام۔

۶۔ عام کتب خانہ کی خدمات پر اثر انداز ہونے والے قوانین سے باخبر رہنا۔ کتب خانوں کے نظام کو بہتر بنانے، انھیں بہتر کارکردگی کی صلاحیت کے ساتھ چلانے اور انھیں فروغ دینے والے قوانین کی ترمیم و ترویج میں اعانت کرنا۔

۷۔ کتابیات سازی اور ماخذ سازی کے میدان میں ہونے والے تحقیقی کاموں کی ہمت افزائی۔

۸۔ ایسے مضامین اور معلومات کو جمع کر کے انھیں رسالہ یا روئداد کی شکل میں شائع کرنا جو انجمن کے اراکین اور معاونین کی دلچسپی کا باعث ہوں اور جو پیشہ کی ترویج میں معاون ہوں۔

۹۔ انجمن کے کتب خانہ کا قیام اور اس کی دیکھ بھال۔

۱۰۔ علم کتب خانہ داری کی تعلیم و تربیت، امتحان وغیرہ کا بندوبست اور سندِ فراغت عطا کرنا۔

۱۹۰۹ سے انجمن کے ممبران کا نام ایک رجسٹر میں درج کیا جانے لگا اور انجمن کے ممبران کو درج ذیل انداز سے تقسیم کیا گیا۔

رفیق۔ ان میں اُن اراکین کو شامل کیا گیا جو انجمن کے بنیادی رکن تھے یا کتب خانوں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔

اعزازی رفیق۔ ایسے افراد جو انجمن کے اغراض و مقاصد کی توسیع میں معاون ہوں۔

رُکن۔ ہر وہ لائبریرین جس کی عمر کم از کم ۲۴ سال کی ہو اور جو کتب خانہ کے کاموں کا چھ سالہ تجربہ رکھتا ہو۔

شریکِ رُکن۔ ایسے ارکان جو پیشہ کے اعتبار سے لائبریرین نہ ہوں لیکن جو انجمن کے کاموں سے دلچسپی لیتے ہوں۔

۱۹۲۷ میں انجمن کے کاموں میں تسلسل پیدا کرنے کی غرض سے ایک کل وقتی سکریٹری کا تقرر ہوا۔ اب انجمن کی رکنیت بیرون ملک کے افراد بھی حاصل

www.taemeernews.com

کرسکتے تھے۔ ریاستی سطح پر قایم انجمنوں کو مرکزی انجمن کی شاخ کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا اور چند شعبے قایم ہوئے جن میں درج ذیل قابلِ ذکر ہیں۔

کاونٹی کتب خانوں کا شعبہ، یونیورسٹی اور تحقیقاتی مراکز کا شعبہ، انجمن لائبریرین کا شعبہ۔

انجمن پیشہ ورانہ تربیت کے امتحان میں شرکت کی اجازت صرف ارکان کو ہی دیتی تھی، اس لیے اس کی رکنیت میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ ۱۹۲۶ سے مرکزی دفاتر میں ایک ناظم کتب خانہ اور ایک افسر معلومات کا تقرر ہوا۔ ۱۹۵۰ میں انجمن کے تحت سالانہ تقریر کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ انجمن کی کوششوں کی بدولت اب یونیورسٹیوں اور دوسرے تعلیمی اداروں میں کتب خانوں کے اندر تقرری کے لیے علم کتب خانہ داری کی تربیت کو لازمی قرار دیا گیا۔ موجودہ صدی کے چھٹے دہے میں انجمن کے انتظامی ڈھانچے میں زبردست تبدیلی کی گئی۔ یہ تبدیلی انجمن کے اعزازی سکریٹری ایچ۔ ڈی۔ بیری کی مرتب کی ہوئی رپورٹوں کی روشنی میں کی گئی ہے۔ انجمن کے شعبہ جات کو اب گروپ کا نام دیا گیا۔ ۱۹۶۲ اور ۱۹۶۹ کے درمیان ۹ نئے گروپ قایم کیے گئے ہیں، ان میں اسپتالوں اور معذور افراد کے لیے کتب خانہ خدمات کا گروپ، سمعی اور بصری سہولیات گروپ، کتابیات سازی اور ماخذ سازی گروپ اور نادر کتب کا گروپ قابلِ ذکر ہیں۔ ۱۹۷۵ میں انجمن کے ممبران کی کل تعداد ۲۲۱۳۸ تھی۔

لائبریری انجمن کی لائبریرین کی تربیت کی خدمات

انجمن نے ملک میں تربیت کی ضرورت اپنے قیام کے ابتدائی سالوں میں ہی محسوس کر لی تھی۔ انجمن کے مستند جریدہ کے مدیر ای۔ سی۔ تھومس نے علم کتب خانہ داری کی تدریس کے لیے ایک نصاب مرتب کر لیا تھا جس کی بنیاد پر انجمن نے پہلا امتحان ۱۸۸۵ میں منعقد کیا۔ تدریس کا باقاعدہ کام ۱۸۹۶ سے شروع ہوا جب انجمن نے پہلی بار کلاس کا بندوبست کیا۔ اب تدریس و تربیت کا کام خط و کتابت کے ذریعہ بھی شروع کر دیا گیا۔ شروع میں یہ کام جز وقتی انداز

www.taemeernews.com

پر ہوتا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد کارنیگی ٹرسٹ اور سر سڈنی ویب کی مالی اعانت اور کوششوں سے تربیت و تدریس کے لیے ایک کل اسکول قایم کیا گیا۔ ۱۹۶۰ کے بعد سے انگلینڈ میں پالی تکنیک کا نظام قایم ہونے لگا جہاں علم کتب خانہ داری کی تدریس و تربیت ہونے لگی۔ دوسری جانب علم کتب خانہ داری یونیورسٹیوں کے نصاب کا جزو بن گئی۔ اس لیے اب انجمن کے تدریسی کام میں کمی آنے لگی۔

اشاعتی سرگرمیاں

کچھ عرصہ امریکن لائبریری اسوسی ایشن کے رسالہ کو اپنا مستند رسالہ تسلیم کرنے کے بعد انجمن نے منتھلی نوٹس آف لائبریری اسوسی ایشن کے نام سے اپنا علٰحدہ رسالہ شائع کرنا شروع کیا۔ ۱۸۸۸ میں جان میکالسٹر کی ادارت میں ایک نیا رسالہ "دی لائبریری" شائع ہوا۔ آگے چل کر اس کی جگہ لائبریری اسوسی ایشن ریکارڈ نے لی جو آج بھی جاری ہے۔ انجمن حوالہ سازی اور ماخذی مواد کی ترتیب کے لیے کوشاں رہی ہے۔ اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہمیں اتھینیم کی شکل میں نظر آتی ہے جو 1915 میں شائع ہوا۔ مشہور زمانہ حوالہ جاتی اشاریہ پول انڈکس کو نئی شکل میں پیش کرنے کی یہ پہلی کوشش تھی۔ ۱۹۲۶ سے انجمن نے ایک سالانہ جائزہ علم کتب خانہ داری کے موضوع پر شائع کرنا شروع کیا۔ آگے چل کر اس کے وقفہ کی مدت پانچ سال ہو گئی۔ انجمن نے ۱۹۵۰ سے لائبریری سائنس ایبسٹریکٹ کے نام سے علم کتب خانہ داری پر جملہ مضامین کی تلخیص شائع کرنی شروع کر دی۔ آج کل اس کا نام لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس ایبسٹریکٹ ہے۔ انجمن کی مطبوعات جو خود انجمن چھاپ رہی ہے یا جس کے چھاپنے میں انجمن کا تعاون شامل ہے درج ذیل ہیں۔

برٹش ہیومینیٹیز انڈکس
برٹش ٹکنالوجی انڈکس
برٹش ایجوکیشن انڈکس

www.taemeernews.com

لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس انڈکس
لائبریری اسوسی ایشن ریکارڈ
ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ ان انفارمیشن اینڈ لائبریری سائنس

انجمن نے کتابیات سازی کے قواعد و ضوابط، کتابوں کی طباعت وغیرہ موضوعات پر رہنمائی کرنے والے کتابچے بھی شائع کیے ہیں۔

کتب خانہ تحریک اور لائبریرین کے حقوق

انجمن نے بین کتب خانہ ڈاک کے ذریعہ کتابیں بھیجنے کی شرح محصول میں کمی کرنے کی کامیاب جدوجہد کی۔ بچوں کے لیے کتب خانہ کے قیام پر زور دیا۔ ۱۹۰۵ میں اپنی ایک رپورٹ میں انجمن نے عام کتب خانوں میں شعبہ اطفال کے قیام اور اسکولوں کے اندر کتب خانہ کے قیام کی ضرورت پر زور دیا۔ پینی ریٹ کے ذریعہ حاصل مالیات کو کتب خانوں کی ضرورت کے لیے ناکافی دیکھ کر انجمن نے پینی ریٹ کے قانون میں ایک ترمیم ۱۹۱۹ میں منظور کرائی۔ انجمن نے یونیورسٹی اور کالج میں ملازم لائبریری اسٹاف کی تنخواہوں اور شرائط ملازمت کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ انجمن کی کوششوں کے نتیجہ میں ان اداروں میں اب کتب خانہ کے اندر علم کتب خانہ داری کی سند رکھنے والے اصحاب کا ہی تقرر ہو سکتا ہے۔ انجمن نے ۱۹۳۱ میں کتب خانہ ملازمین کے اوقات کار، شرح تنخواہ، معیار تربیت و تعلیم اور ملازمت کی شرائط کے معیار پر ایک کتابچہ مرتب کر کے شائع کیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد تعلیمی اداروں اور تحقیق کے مراکز میں کتب خانوں کی توسیع کے موضوع پر انجمن نے ایک تفصیلی رپورٹ پیش کی۔ انجمن متعین معیار تربیت و تعلیم سے کم تر حضرات کے کتب خانہ میں تقرر کے خلاف احتجاج کرتی ہے۔

انجمن نے اپنے وسائل اور اراکین کی رائے کے ذریعہ کتب خانہ تحریک کی ترویج میں بھی اعانت کی ہے اور اس سلسلے میں وضع ہونے والے قوانین کے مسودہ کی تیاری میں شریک رہتی ہے۔ انھیں پاس کرانے کے لیے رائے عامہ کو ہموار کیا ہے۔ پبلک لائبریری کے ڈھانچہ پر غور کرنے کے لیے انگلستان میں

www.taemeernews.com

۱۹۵۷ میں جو کمیٹی قایم ہوئی انجمن نے اس کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کمیٹی کی سفارشات مرتب کرنے میں معاون ہوئی۔ ۱۹۶۴ کے پبلک لائبریریز اینڈ میوزیم ایکٹ کے پاس کرانے میں بھی انجمن نے نمایاں رول ادا کیا۔ انجمن یونیسکو کمیٹی آف کاپی رائٹ، سنٹرل ایڈوائزری کمیٹی برائے ایجوکیشن اور برٹش لائبریری کو اپنی مستند رائے پیش کرتی رہتی ہے۔

کتب خانوں میں ملازم افراد کی اشاریہ سازی اور ماخذ کی تیاری کے کاموں میں ہمت افزائی کی خاطر انجمن نے وھٹلے میڈل اور رابنسن میڈل دینا شروع کیا ہے۔ انجمن کے دوسرے میڈل میکالون میڈل اور بیسٹرمان میڈل کے نام سے موسوم ہیں۔

ہندستان، پیشہ ورانہ تنظیم،[11] انڈین لائبریری اسوسی ایشن

کتب خانہ داری کے بطور ایک جدید پیشہ کے وجود میں آنے کی تاریخ ہمارے ملک میں زیادہ قدیم نہیں ہے۔ ہمارا قدیم تعلیمی نظام اٹھارہویں صدی کے شروع ایام میں ہی جمود کا شکار ہوا اور پھر فرسودہ قرار دے کر مٹا دیا گیا۔ شکست و ریخت کے اس سیلاب میں کتب خانے اور علم کتب خانہ داری کے ماہرین ناپید ہوگئے۔ نئے نظام تعلیم کے ساتھ کتب خانے انیسویں صدی کے وسط میں وجود میں آنے شروع ہوئے۔ ان حالات میں کتب خانہ میں ملازم عملہ پر مشتمل انجمن کا قیام اگر دوسرے ممالک کے مقابلہ میں یہاں تاخیر سے ہوا تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ سب سے پہلی کل ہند کانفرنس مدراس کے مقام پر ۱۹۱۹ میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی صدارت سابق ریاست بڑودہ کے منتظم کتب خانہ جے۔ سی۔ کڈلکر نے کی تھی۔ کچھ عرصہ بعد ایک کل ہند پبلک لائبریری انجمن قایم ہوئی جس کا صدر مقام وجے واڑہ تھا۔ اس انجمن نے انڈین نیشنل کانگریس کے سالانہ اجلاس کے ساتھ اپنے جلسے بھی کرنے شروع کیے۔ سب سے پہلا جلسہ ۱۹۲۸ میں کلکتہ میں منعقد ہوا۔ اس کی مجلس استقبالیہ کے صدر سر رابندر ناتھ ٹیگور تھے۔ انجمن کی سالانہ کانفرنس کی صدارت مختلف سالوں میں مشہور سیاسی رہنماؤں نے کی۔ ان میں سی۔ آر۔ داس، ایس رادھا کرشنن اور ڈاکٹر پی۔ سی رائے کے نام خصوصیت کے ساتھ

www.taemeernews.com

قابلِ ذکر ہیں۔

۱۹۳۳ء میں انا ملائی یونیورسٹی کے لائبریرین ایم۔ او۔ تھومس نے انڈین لائبریرین کے جنوری کے شمارے میں ملک میں لائبریرین انجمن کے قیام کی ضرورت پر ایک مضمون لکھا۔ کچھ ماہ بعد اپریل کے شمارے میں اسی رسالہ میں ایک کل ہند لائبریری کانفرنس کے منعقد کرنے کا اعلان شائع ہوا۔ یہ کانفرنس ۱۲ ستمبر ۱۹۳۳ء کو کلکتہ میں ایشیاٹک سوسائٹی کے دفتر میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں کل ہند لائبریری انجمن کا قیام عمل میں آیا اور درج ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے۔

صدر اے۔ سی۔ وولفر، نائب صدر ایم۔ او۔ تھیوس اور رکار مندر دیورلئے مہاشہ ناظم نے۔ ایم۔ اسداللہ۔

انجمن نے اس وقت اپنے سامنے جو مقاصد رکھے ان میں درج ذیل خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔

ملک میں کتب خانہ تحریک کی ترویج۔

علم کتب خانہ داری کے لیے تعلیم و تربیت کا بندوبست۔

علم کتب خانہ کی فلاح و بہبود کے کام۔

انجمن کے دستور کے وضع کرنے میں ڈاکٹر ایس۔ آر۔ رنگا ناتھن کے مشوروں کو بھی دخل تھا۔ انجمن کے موجودہ دستور میں اس کے اغراض مقاصد درج ذیل ہیں۔

۱۔ ملک میں لائبریری تحریک اور لائبریری خدمات کی توسیع۔

۲۔ علم کتب خانہ داری کی تعلیم و تربیت کا بندوبست اور اُن کے معیار میں بلندی۔

۳۔ علم کتب خانہ داری میں کتابیات سازی اور تحقیق و جستجو کو فروغ۔

۴۔ لائبریرین کے سماج میں مقام اور اُن کی ملازمت کی شرائط میں بہتری۔

۵۔ ملک میں ریاستی سطح پر لائبریری انجمنوں کو الحاقی سہولت فراہم کرنا۔

۶۔ انجمن کے مقاصد کے حصول میں معاون رسائل و خبرنامے شائع کرنا۔

۷۔ کتب خانے، معلوماتی مراکز اور حوالہ سازی کے مراکز کے قیام میں تعاون۔

www.taemeernews.com

۸۔ ملک میں موزوں کتب خانہ قوانین وضع کرانے کی کوشش۔

اپنے زمانہ قیام سے اب تک انجمن ۲۶ سالانہ کانفرنس منعقد کرچکی ہے۔ اس کا سہ ماہی رسالہ آئی۔ایل۔اے بلٹن کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے یہ ابجلا اور انلس کے نام سے شائع ہوتا رہا ہے۔ ۱۹۵۳ کے بعد کچھ عرصہ تعطل کا دور رہا، پھر ۱۹۶۱ سے دوبارہ اشاعت شروع ہوئی۔ کچھ عرصہ اس کا نام جرنل انڈین لائبریری اسوسی ایشن تھا۔ انجمن نے اپنی سالانہ کانفرنس کی روئداد کو بھی کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔

انجمن نے اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے شعبہ جاتی کمیٹیاں تشکیل کی ہیں۔ مثلاً شعبہ کتب خانہ علوم مشرقیات، شعبہ تحقیقی کتب خانہ جات، شعبہ یونیورسٹی کتب خانہ جات وغیرہ۔ اس کے علاوہ ریاستی کمیٹیاں ہیں جو ریاستی سطح پر پیشہ ورانہ سرگرمیوں کا بندوبست کرتی ہیں۔ اس وقت انجمن کارکردگی کے لحاظ سے منقسم ۱۳ شعبہ جات اور ریاستی سطح کی ۲۰ کمیٹیوں کے ذریعہ اپنے کام انجام دے رہی ہے۔

۱۹۶۸ سے انجمن نے ہر سال نومبر میں ہفتہ کتب خانہ منانے کا اہتمام کیا ہے۔ اس دوران کتب خانہ کے موضوع پر تقاریر، مباحثہ اور نمائش کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

انجمن کو ملک میں عام کتب خانوں کو مالی امداد دینے والے سرکاری ادارہ راجہ رام موہن رائے لائبریری فاؤنڈیشن میں نمائندگی حاصل ہے۔ اس کے علاوہ اس کے نمائندہ مختلف اوقات میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اور دوسرے سرکاری اداروں، کمیٹی اور کمیشن کے ساتھ کتب خانہ کی توسیع و ترویج کے کاموں میں تعاون کرتے ہیں۔ انجمن کے ممبران کی تعداد ۲۰۰۰ کے قریب ہے۔

حال ہی میں انجمن اپنی عمارت میں جو دہلی یونیورسٹی کے قریب واقع ہے منتقل ہو گئی ہے۔

www.taemeernews.com

انڈین اسوسی ایشن آف اکیڈمک لائبریرینس ۱۱۳ے

ہم گزشتہ صفحات میں دیکھ چکے ہیں کہ ہندوستان میں کتب خانہ کا جدید دور انیسویں صدی کے وسط سے شروع ہوتا ہے۔ یونیورسٹی اور کالج کے کتب خانوں کی تاریخ بھی کچھ زیادہ پرانی نہیں ہے۔ سب سے پہلے ۱۸۵۷ء میں تین یونیورسٹیاں قایم ہوئیں۔ کتب خانہ کی تاریخ قدیم نہ ہونے کے باوجود ملک نے علم کتب خانہ داری کے میدان میں نہایت قابلِ ذکر خدمات انجام دی ہیں۔ اِن میں سب سے نمایاں خدمات پروفیسر ایس۔ آر۔ رنگاناتھن کی ہیں۔ رنگاناتھن نے نہ صرف فن وار درجہ بندی کے کولن ضابطے کو وضع کیا بلکہ انھوں نے علم کتب خانہ داری کی اس شاخ کو نظری استحکام بخشا۔ اس کے لیے اصول وضوابط بنائے اور آیندہ کے محققین کے لیے سمت کا تعین کیا۔ علم کتب خانہ داری کے نظری پہلوؤں پر تحقیق کے جوہر دکھانے کے ساتھ ساتھ انھوں نے ملک میں لائبریرین کے پیشہ کو وہ آبرو بخشی جو ابھی تک اسے مغربی ممالک میں بھی نہیں مل سکی تھی۔ اس ضمن میں یونیورسٹی اور کالج کے پیشہ ور کتب خانہ عملہ کو اساتذہ کے مساوی درجہ دلانے کی اُن کی کوشش کتب خانہ کی تاریخ میں سنہری حرفوں میں لکھی جائے گی۔ ہندوستان دنیا کا پہلا ملک ہے جہاں یونیورسٹی اور کالج کے کتب خانہ کے پیشہ ور عملہ کو اصولی طور پر اساتذہ کے مساوی شرح تنخواہ دینے کا فیصلہ مرکزی حکومت کی سطح پر تسلیم ہوا۔

۱۹۷۲ء میں جب یونیورسٹی اساتذہ کی تنخواہوں کی شرح میں قیمتوں میں اضافہ کے پیشِ نظر نظرثانی کی گئی تو کتب خانہ کے عملہ کی تنخواہوں پر بھی نظرثانی ہوئی لیکن اِس بار مساوی تنخواہ کے اصول سے انحراف کیا گیا۔ اس وقت یونیورسٹی اور کالج میں ملازم عملہ نے یہ بات شدت سے محسوس کی کہ ملک کی لائبریری انجمن نے اُن کے مفاد کا تحفظ نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں مرکزی یونیورسٹیوں کے عملہ کتب خانہ کی ایک میٹنگ دہلی یونیورسٹی میں مئی ۱۹۷۲ء میں منعقد ہوئی جہاں ایک کل ہند کنونشن بلانے کا فیصلہ ہوا۔ یونیورسٹی اور کالج لائبریرین کا ایک کل ہند کنونشن نئی دہلی

www.taemeernews.com

میں اپریل ۱۹۷۵ میں منعقد ہوا۔ کنونشن میں پورے ملک سے ۱۳۹ مندوبین شریک ہوئے۔ اس کنونشن میں پہلی بار یونیورسٹی اور کالج کے لائبریری عملہ کی ایک علاحدہ انجمن تشکیل دینے کی تجویز منظور ہوئی اور اس کے لیے ایک ایکشن کمیٹی جواہرلال نہرو یونیورسٹی کے لائبریرین گرجا کار کی صدارت میں منائی گئی۔ ایکشن کمیٹی نے مجوزہ انجمن کا ایک دستور مرتب کیا جسے انجمن کے بنیادی ممبران کی موجودگی میں تسلیم کیا گیا۔ اس طرح ۲۸ اگست ۱۹۷۷ میں انڈین اسوسی ایشن آف اکیڈمک لائبریرینس وجود میں آئی۔ اس کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں:

۱۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں کے لائبریرینز کی پیشہ ورانہ مہارت میں بہتری۔

۲۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں کے لائبریرین کے سماجی اور پیشہ میں حاصل مقام میں بہتری۔

۳۔ اراکین انجمن کے حقوق اور مراعات کی وکالت اور تحفظ

۴۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں کے لائبریرین کو اپنے پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں درکار تعاون مہیا کرنا۔

۵۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں کے عملہ کتب خانہ میں پیشہ ورانہ اتحاد کی فضا کو فروغ دینا۔ اور لائبریرین نیز اساتذہ کے بھائی چارہ کو تقویت دینا۔

۶۔ علم کتب خانہ داری کی تعلیم اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کے عملہ کتب خانہ پر اثر انداز ہونے والے جملہ پیشہ سے متعلق علمی مسائل پر مطالعہ اور بحث و مباحثہ کو فروغ دینا۔

۷۔ انجمن کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے مناسب نشر و اشاعت کے کاموں کو انجام دینا۔

۸۔ اساتذہ اور لائبریرین کی ہم خیال انجمنوں سے تعاون۔

انجمن کا باقاعدہ افتتاح ۱۲ مئی ۱۹۷۸ کو دہلی یونیورسٹی میں آزادی مطالعہ کے موضوع پر ایک خطبے سے ہوا۔ اپنے قیام سے اب تک انجمن درج ذیل کام انجام دے چکی ہے۔

سالانہ کانفرنس: ۱۹۷۹، ۱۹۸۰ اور ۱۹۸۲ میں جواہرلال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی، شری وینکٹیشور یونیورسٹی، تروپتی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔

سیمینار: لائبریری پلاننگ اور ڈیزائن کے موضوع پر ۱۹۸۰۔ رسائل کے

www.taemeernews.com

یے ایجنسی کے ذریعہ منگوانے کا مسئلہ، ۱۹۸۱ء۔

ورک شاپ: اینگلو امریکن کٹیلاگنگ رول ۲۔، ۱۹۸۱ء۔

انجمن نے اپنے اراکین کی فلاح و بہبود کے کام کو سب سے مقدم رکھا ہے۔ لائبریری عملہ کی تنخواہوں کی شرح کو اساتذہ کی شرح کے مساوی کرنے کے سلسلے میں انجمن نے مختلف یادداشتیں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اور وزارت تعلیم کو پیش کیں۔ انجمن کے نمایندے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے چیرمین اور وزیر تعلیم سے ملاقات کے لیے گئے، اور ملک کی دوسری انجمنوں سے اس مسئلہ پر تعاون حاصل کیا

اپنے قیام کی مختصر مدت میں انجمن کے ممبران کی تعداد ... سے تجاوز کر چکی ہے

انجمن اپنے اراکین کو ملک میں ہونے والی پیشہ ورانہ سرگرمیوں سے باخبر رکھنے کے لیے ایک نیوز لیٹر شائع کر رہی ہے۔

www.taemeernews.com

حواشی وحوالے

۱. نارٹنس لٹریری اینڈ ایجوکیشنل رجسٹر فار ۱۸۵۴، نیویارک، ۱۸۵۴، ص ۴۹۔

۲. حوالہ بالا ص ۵۷۔

۳. امریکن لائبریری جرنل ج ۱، ستمبر ۳۰، ۱۸۷۶، ص ۵۔ دیکھیے انڈکس I صفحات ۵۹-۳۵۹-۶۱۔

۴. امریکن لائبریری جرنل، ۱ مارچ ۱۸۷۷، ص ۲۵۲۔

۵. فلورنس اینڈرسن۔ کارنیگی کارپوریشن لائبریری پروگرامس، ۱۹۱۱ - ۱۹۶۱، نیویارک، ۱۹۶۳، ص ۴، ۲۵۔

۶. ڈویژن، باب اور ملحق انجمنوں کی ذمہ داریوں کی تفصیل ہر نومبر میں شائع ہونے والے اے۔ ایل۔ اے بلٹن کے شمارہ اے۔ ایل اے آرگنائزیشن اینڈ انفارمیشن کو دیکھیے۔

۷. دیکھیے ایل۔ اے۔ ایل گولس فار ایکشن، ۱۹۶۷، اے۔ ایل۔ اے بلٹن ج ۶۱، ستمبر ۱۹۶۷، ص ۹۵۱، ۹۵۴۔

۸. جین کے گیٹس۔ انٹروڈکشن ٹو لائبریرین شپ، نیویارک ۱۹۶۸، ص ۲۷۳۔

۹. ڈیوڈ کے برننگ ہاوسن۔ دی ہسٹری آف دی اے۔ ایل۔ اے انٹیلیکچول فریڈم کمیٹی۔ ولسن لائبریری بلٹن، ج ۲۷، جون ۱۹۵۳، ص ۸۱۳۔

۱۰. ڈی۔ ڈی ہیزلام۔ لائبریری اسوسی ایشن مشمول کینٹ اینڈ لینکور انسائیکلوپیڈیا آف لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس، ج ۱۴، ص ۳۱۲-۳۲۷۔

۱۱. انڈین لائبریری اسوسی ایشن۔ ٹوینٹی سکستھ آل انڈیا لائبریری کانفرنس سووینیر نیودہلی ۱۹۸۰، ص ۳۸-۴۳۔

بی۔ ایل بھاردواج۔ انڈین لائبریری اسوسی ایشن ان ریٹراسپکٹ اینڈ پراسپکٹس انڈین لائبریری اسوسی ایشن ٹوینٹی آل انڈیا لائبریری کانفرنس، ۱۹۷۹، ص ۳۸-۴۲۔

www.taemeernews.com

۱۲۔ انڈین لائبریری اسوسی ایشن۔ آئی۔ ایل۔ اے کانسٹی ٹیوشن۔ ب ہم، پ، ت

۱۳۔ انڈین اسوسی ایشن آف اکیڈمک لائبریرینس مشمول انڈین اسوسی ایشن آف اکیڈمک لائبریرینس تھرڈ ایںول کانفرنس سوئیر نئی دہلی ۱۹۸۲، ص ۹۔ ۱۱۔

۱۴۔ انڈین اسوسی ایشن آف اکیڈمک لائبریرینس، کانسٹی ٹیوشن نئی دہلی، ۱۹۷۹۔

www.taemeernews.com

علم کتب خانہ داری کی تعلیم و ترتیب

قدیم زمانے میں کتب خانے کی سربراہی معبدگاہوں کے پروہت، شاہی معلّم یا شاہزادوں کا حصّہ تھی۔ کتب خانے کے محافظ یا نگراں کا کام بادشاہ یا اس کے خاندان کے افراد کو اُن کی ضرورت پر شاہی کتب خانہ سے کتابیں مہیّا کرنا ہوتا تھا۔ مغل تاریخ میں ایسے واقعات کا ذکر ملتا ہے جہاں کسی شاہزادی کو اس کی پسندیدہ کتاب نہ فراہم کرنے پر شاہی کتب خانہ کے مہتمم کو شاہی عتاب کا شکار ہونا پڑا۔ تاریخ کی کتابوں میں لائبریرین کی حیثیت سے سب سے پہلا نام لاؤتزے کا ملتا ہے۔ لاؤتزے چین میں چوسلسلہ کے بادشاہوں کے شاہی دستاویز کے کمرے کا مہتمم تھا۔

طباعت کی ایجاد سے پہلے چند مشہور کتب خانوں کو چھوڑکر عام کتب خانوں میں کتابوں کی تعداد بہت مختصر ہوتی تھی۔ اُن کتب خانوں تک دسترس صرف محدود افراد کو حاصل تھی۔ ان حالات میں ناظمِ کتب خانہ کے لیے لازم تھا کہ وہ کتابوں کو پڑھ کر اُن میں درج باتوں سے بخوبی واقف ہو۔ طباعت کا فن وجود میں آجانے کے بعد صورتِ حال میں زبردست انقلاب آیا۔ سیاسی انقلاب نے شہنشاہیت کی جگہ جمہوری نظام لاکھڑا کیا۔ تعلیم عام ہوئی۔ سائنسی اور صنعتی انقلابات نے مطبوعہ کتابوں کی تعداد میں بے انتہا اضافہ کیا۔ اب کسی ناظمِ کتب خانہ کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ کتب خانہ کے جملہ ذخیرہ کتب کے مضامین سے واقفیت رکھ سکے۔ فن وار درجہ بندی اور کیٹلاگ سازی کی ضرورت کا احساس پیدا ہوا ان کے قواعد وضوابط وضع ہوئے اور لائبریرین کی ذمہ داریوں کا انداز بدلا۔ اب اس پیشہ میں داخل ہونے سے پہلے پیشہ میں درکار فنی تربیت کی ضرورت پر زور دیا جانے لگا۔ ۱۸۲۹ء میں میو شہر کے ایک مفکر مارٹن شرے ٹنگر نے لکھا:

"کوئی بھی فرد چاہے وہ تعلیم یافتہ ہی کیوں نہ ہو اور چاہے اس کی تعلیمی سطح کتنی ہی اعلا کیوں نہ ہو اور وہ بہت بڑا ماہر علوم ہی کیوں نہ ہو مخصوص موضوع کے مطالعہ کے بغیر (اپنے کام کے لیے) اور مناسب تیاری اور عملی تجربہ کے بغیر لائبریرین ہونے کے لیے موزوں نہیں۔۔۔ لائبریرین کی تربیت کے لیے ایک ادارہ ہونا چاہیے جس کا تعلق ملک کے قومی کتب خانے سے

www.taemeernews.com

ہو، تاکہ وہاں سے فارغ التحصیل لائق اشخاص دوسرے کتب خانوں کو مہیا کیے جاسکیں"۔

اگرچہ شریے ٹنگر نے تربیت کے خدوخال کو واضح نہیں کیا لیکن تربیت کی ضرورت کا واضح احساس بلاشبہ ہمیں سب سے پہلے اسی کے یہاں ملتا ہے۔ علم کتب خانہ داری کے لیے تعلیم و تربیت کی اولین سہولت فرائی برگ، جرمنی میں فراہم کی گئی۔ جہاں کے ناظم کتب خانہ نے ایک تین سالہ نصاب وضع کیا۔ اسی طرح علم کتب خانہ داری کی پہلی پروفیسر شپ جرمنی کی گوٹنگن یونیورسٹی میں قائم ہوئی۔

علم کتب خانہ داری کی تعلیم امریکہ میں

امریکہ میں علم کتب خانہ داری کی باقاعدہ تعلیم شروع کرنے کا سہرا میلول ڈیوی کے سر ہے۔ پہلا اسکول کولمبیا میں ۱۸۸۷ میں قائم کیا گیا۔ اس میں ۲۰ طالب علم داخل ہوئے۔ نصاب میں عملی تربیت پر زیادہ زور تھا۔ تین ماہ کی عملی تربیت کے بعد زیر تربیت افراد کو دو سال تک مختلف کتب خانوں میں کام کرنا پڑتا تھا۔ اس کے بعد ان کی صلاحیت کا اندازہ کرنے کے لیے انھیں دوبارہ تین مہینہ عملی تربیت سے گزرنا پڑتا۔ دو سال کے بعد کورس مکمل کرنے پر بی۔ لب۔ کی سند عطا کی جاتی اور تین سال کی مدّت کے بعد ایم۔ لب۔ کی سند دی جاتی۔ کچھ عرصہ بعد ڈیوی نے اس اسکول کو نیویارک اسٹیٹ لائبریری (البنی) میں منتقل کردیا۔ تین سال کے بعد ۱۸۹۰ میں ڈیوی کی شاگرد میری پلمر نے ایک دوسرا اسکول لائبریرین کی تربیت کے لیے قائم کیا۔ تعلیم و تربیت کے ابتدائی سالوں میں امریکن لائبریری اسوسی ایشن نے بڑی سرد مہری سے کام لیا۔ ۱۹۰۰ میں انجمن نے تربیت کی موجودہ سہولیات کا جائزہ لینے کی غرض سے ایک سہ رکنی کمیٹی مقرر کی۔ کمیٹی کے صدر جان کاٹن ڈانا تھے۔ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں تعلیم کے معیار کی نگرانی کو انجمن کی ذمّہ داری قرار دیا، اور اس کے لیے نصاب کی معیار بندی کی ضرورت پر زور دیا۔ لائبریری سائنس کی تعلیم دینے والے اساتذہ بھی اعلیٰ معیار قائم رکھنے کے حق میں تھے۔ ۱۹۰۷ میں میلول ڈیوی نے اسی ضرورت کے پیش نظر علم کتب خانہ داری کی تعلیم فراہم کرنے والے جملہ تعلیمی

www.taemeernews.com

اداروں کی ایک انجمن قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔ اس تجویز کو کامیابی کا جامہ ۱۹۱۶ میں ملا جب امریکہ میں مدارس علم کتب خانہ داری کی انجمن وجود میں آئی۔

اسی طرح انیسویں صدی کے اواخر میں جب ڈیوی نے مشہور صنعت کار اور کتب خانہ تحریک کے سرپرست اینڈریو کارنیگی سے اپنے تربیت کے منصوبہ میں مالی امداد کی خواہش ظاہر کی تو کارنیگی نے اس پر کوئی توجہ نہیں کی۔ لیکن بیسویں صدی کے پہلے بیس برسوں میں کارنیگی ٹرسٹ نے چارلس سی ولیم سن کو ملک میں دستیاب تعلیمی سہولیات کا جائزہ لینے پر مامور کیا اور ولیم سن رپورٹ ۱۹۲۳ میں "لائبریری خدمات کے لیے تربیت،، کے نام سے شائع ہوئی۔ امریکہ میں علم کتب خانہ داری کی تعلیم و تربیت کے آئندہ کے ڈھانچہ میں اس رپورٹ کی بڑی اہمیت ہے۔ اس میں گیارہ سفارشات تھیں جن میں ایک سفارش یہ بھی تھی کہ لائبریری اسکول یونیورسٹی کے ایک شعبہ کی حیثیت سے کام کریں، تربیتی کورس کی مدت ۲ سال ہو۔ اب امریکن لائبریری ایسوسی ایشن کی سرد مہری کا دور بھی ختم ہو چکا تھا۔ ۱۹۲۵ میں انجمن کی کونسل نے درج ذیل تربیتی پروگرام تسلیم کیے۔

جونیر انڈر گریجویٹ اسکول، سینیر انڈر گریجویٹ اسکول، گریجویٹ اسکول، اعلیٰ سطحی گریجویٹ اسکول۔ مختصر المدتی اسکول یا سمر اسکول۔

کارنیگی کارپوریشن کی مالی امداد سے شکاگو یونیورسٹی میں ۱۹۲۶ میں ایک لائبریری اسکول قائم ہوا۔ اس اسکول کے قیام کا مطلب علم کتب خانہ داری کو قانون اور طب کے مضامین کی اعلیٰ سطحی تعلیم کے مساوی درجہ دینا تھا۔ ہارورڈ لا اسکول اور جانس ہاپکنس طبی اسکول کی طرح یونیورسٹی لائبریری سے آزاد امریکہ کا پہلا علم کتب خانہ داری کا اسکول تھا۔ ۱۹۲۸ سے یہاں پی۔ ایچ۔ ڈی کی سند حاصل کرنے کی سہولت بھی فراہم کی جانے لگی۔ امریکن لائبریری اسوسی ایشن نے ۱۹۳۲ میں دوبارہ لائبریری سائنس کی تعلیم کے معیار کی درجہ بندی کی۔ اب تعلیم و تربیت کی سہولیات کو درج ذیل خانوں میں تقسیم کیا گیا۔

۱۔ ایسے ادارے جہاں داخلہ کی شرط بی۔ اے کی سند ہو اور کورس کی مدت ایک سال یا کورس کا معیار اعلیٰ سطحی ہو۔

www.taemeernews.com

۲۔ ایسے ادارے جہاں داخلہ کے لیے کسی کالج لائبریری میں چار سال کے عملی تجربہ کی شرط کو کافی سمجھا جائے اور کورس کی تکمیل ایک سال میں ہو۔

۳۔ ایسے ادارے جہاں داخلہ کے لیے مندرجہ شرائط میں سے کوئی نہ ہو اور کورس کی مدت ایک سال ہو۔

دوسری جنگ عظیم کے خاتمے تک امریکہ میں علم کتب خانہ داری کی تعلیم و تربیت کے بندوبست کے چھ جائزے لیے گئے۔

امریکن لائبریری اسوسی ایشن نے ۱۹۴۸ میں ایک تجویز منظور کی جس کے تحت امریکہ میں لائبریرین کے عہدہ کے لیے ایم۔ اے کی سند کو پیشہ کی اولین سند تسلیم کیا گیا اور اس تعلیم کے لیے معیار گریجویٹ رکھا گیا۔ سکنڈری اسکول کی تعلیم کے بعد پانچ سال کا کورس گریجویٹ ماسٹر کورس کہلایا اور اب بی۔ ایل۔ ایس کے بجائے ایم۔ ایل۔ ایس کی سند دی گئی۔ پہلے یہ سند سکنڈری اسکول کی تعلیم کے چھ سال بعد دی جاتی تھی۔

نئے کورس شروع ہونے کے نتیجے میں ۱۹۵۱ میں نئے معیار وضع ہوئے۔ ۱۹۵۷ تک ملک کے ۳۱ اسکولوں نے خود کو اس معیار پر ڈھال لیا تھا۔ ۱۹۷۰ کے دہے میں امریکہ میں ۵۰ سے زائد ایسے لائبریری اسکول تھے جو امریکن لائبریری اسوسی ایشن کے مقررہ معیار پر پورے اُترتے تھے جب کہ ۸۰ اسکول ایسے تھے جنھیں انجمن نے سند قبولیت نہیں دی۔

امریکہ میں ایم۔ ایل۔ ایس کا نصاب لازمی اور اختیاری مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ لازمی مضامین میں نظام کتب خانہ اور انتظامی امور، کتابیات اور حوالہ جات، انتخاب کتب، کیٹلاگ سازی، درجہ بندی شامل ہیں۔ اختیاری مضامین میں حالیہ برسوں میں بہت تنوع پیدا کیا گیا ہے۔ آج کل اس میں مضمون معلومات، سمعی و بصری امدادی آلات، ابلاغ کے ذرائع وغیرہ شامل ہیں۔ اختیاری مضامین کا دوسرا گروپ تخصص کے میدان کا ہے۔ مثلاً سائنسی، تکنیکی، طبی یا قانون کے پیشے کے کتب خانوں کا مخصوص مطالعہ۔

اختیاری مضمون کا تیسرا گروپ اہتمام کتب خانہ کا موازناتی مطالعہ، تعلیم

www.taemeernews.com

کتب خانہ، کتب خانہ داری میں طریقہ تحقیق وغیرہ پر مشتمل ہے۔

کورس کی مدت پانچ سال ہو جانے سے ایک جانب لوگوں میں وہ علمی گہرائی نہیں ہو پا رہی تھی جو چھ سالہ کورس میں دستیاب تھی۔ ۱۹۶۵ کے اعلیٰ تعلیم کے قانون کی وجہ سے بھی لوگ اپنی تربیت کے معیار کو بلند کرنے کے خواہش مند ہوئے۔ چنانچہ سب سے پہلے کولمبیا نے چھ سالہ اعلیٰ اختصاص کی تربیت کا کورس شروع کیا۔ اب تک ۲۰ سے زائد تسلیم شدہ لائبریری اسکول اس طرح کا کورس اپنا چکے ہیں۔

اس وقت امریکہ میں امریکن لائبریری ایسوسی ایشن سے تسلیم شدہ ۵۸ اسکول ہیں لیکن ۱۹ ریاستوں میں کوئی لائبریری اسکول نہیں ہے جس کی وجہ سے ان ریاستوں میں لائبریری سائنس کی تعلیم کی راہ میں مشکلات ہیں چنانچہ ان ریاستوں میں یہ تحریک چل رہی ہے کہ ریاستوں میں ۱۸۲ اسکولوں کو ایم۔ایل۔ایس کے مساوی سند دینے کی اجازت دی جائے

علم کتب خانہ داری کی تعلیم برطانیہ میں

برطانیہ میں انیسویں صدی میں یہ عام خیال تھا کہ ایسے تمام پیشوں کے لیے جو خدماتی نوعیت کے ہیں باقاعدہ تعلیم کے بجائے عملی تجربہ زیادہ اہم ہے۔ چنانچہ لائبریری سائنس سے پہلے طب اور قانون کی تعلیم اسی نہج پر ہوتی تھی۔ انیسویں صدی کے آخری سالوں میں جب لائبریری سائنس کی تعلیم کی ضرورت محسوس ہوئی تو اسی طریقہ کو اپنایا گیا۔ لائبریری سائنس کی سند کسی کتب خانہ میں عملی تجربہ کے بعد جز وقتی کورس میں حاضر ہو کر حاصل کر لی جاتی تھی۔ لیکن اس طریقہ تعلیم کے ناکافی ہونے کا احساس بتدریج بڑھتا گیا۔ اب لوگوں کو اندازہ ہونے لگا تھا کہ اس طریقہ سے یکسانیت رکھنے والے کاموں کا عملی تجربہ تو ضرور ہو جاتا ہے لیکن کتب خانے کے کاموں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جس نظری بصیرت کی ضرورت ہے وہ نہیں حاصل ہو پاتی۔ اب لوگوں کی نظریں یونیورسٹی کی جانب اٹھنے لگی تھیں۔ لیکن انیسویں صدی کے انگلستان میں کتب خانوں کو وہ وقار نہیں حاصل ہوا تھا کہ یونیورسٹیاں اسے بطور ایک مضمون کے اپنے نصاب میں شامل کرتیں۔ لندن اور ڈرہم کی یونیورسٹیاں اب روایتی مضامین کے ساتھ ساتھ تکنیکی اور سائنسی

www.taemeernews.com

پیشہ سے متعلق مضامین کو بھی اپنے تعلیم کے دائرہ میں شامل کرنے لگی تھیں لیکن لائبریری سائنس ابھی اس زمرہ میں نہیں شمار ہوتی تھی۔ اس کی تعلیم کا بار بھی دوسرے پیشوں کی تعلیم کی طرح پیشہ ور اصحاب کی انجمن یعنی لائبریری اسوسی ایشن کا رہین منت بنا۔ کچھ لوگوں نے اپنی تعلیمی سرگرمیوں کی اس آزادی کو ایک نعمت شمار کیا۔

تربیت کے ابتدائی سالوں میں مختصر المدتی کیمپ یعنی سمر اسکول کے طریقہ کو موزوں جان کر اُسی پر اکتفا کیا گیا۔ لندن اور چند دوسرے بڑے شہروں میں لائبریری اسوسی ایشن کی نگرانی میں جز وقتی تعلیم کا بندوبست بھی کیا گیا۔ ابھی اس موضوع پر کتابیں بھی زیادہ نہیں تھیں۔ دوسری طرف لائبریرین کی مانگ بڑھ رہی تھی۔ بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر چند سالوں کے اندر انجمن نے خط و کتابت کورس کے ذریعہ بھی تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آخر لائبریری اسوسی ایشن اور کارنیگی یونائیٹڈ کنگڈم ٹرسٹ کی مشترکہ کوششوں سے لائبریری سائنس کا ایک کورس ۱۹۲۰ سے لندن یونیورسٹی میں شروع کیا گیا۔ لیکن اس کورس کو اُن لوگوں نے جن کے پاس انجمن کی تربیت کی سند تھی پسندیدگی کی نظروں سے نہیں دیکھا، اس لیے انجمن نے اس سمت میں مزید پیش رفت کرنا مناسب نہیں جانا۔ ۱۹۶۴ تک پورے ملک میں لائبریری اسوسی ایشن کے نصاب کی تعلیم کے لیے اسکول موجود تھے ہاں تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسوسی ایشن کی جانب سے امتحان کا بندوبست ہوتا تھا اور اسوسی ایشن یا انجمن ہی سند دیتی تھی۔ سند کا نام اے۔ ایل۔ اے تھا۔ جملہ سند یافتہ افراد کا نام ایک رجسٹر میں درج ہوتا تھا۔

۱۹۶۴ میں انجمن نے ایسلب اور علم کتب خانہ داری کے دوسرے اسکولوں کے اساتذہ سے مشورہ کے بعد ایک نیا نصاب مرتب کیا۔ اس نصاب کے تحت عملی تجربہ کے بجائے اب دو سال کی باقاعدہ تعلیم کا بندوبست کیا گیا۔ لیکن اب انجمن کے تعلیم دینے کا دائرہ محدود ہوتا جا رہا تھا۔ اس کی جگہ اب کالج برائے مزید تعلیم کھلنے لگے تھے جہاں لائبریری کی تعلیم کو بھی داخلِ نصاب کیا جانے لگا تھا۔ انگلینڈ میں اعلیٰ تعلیم کی دو سطحیں ہیں۔ یونیورسٹی کی سطح اور کالج برائے مزید تعلیم کی سطح۔ کونسل برائے قومی تعلیمی اوارڈ کے قیام کے بعد ان کالجوں کو بھی سند دینے کا اختیار حاصل ہوگیا ہے

www.taemeernews.com

لائبریری سائنس کی تعلیم مزید تعلیم فراہم کرنے والے کالج جنھیں عرف عام میں پالی ٹکنیک کہا جاتا ہے میں عام کرنے میں انجمن کا بھی ہاتھ ہے۔ جب یونیورسٹیوں نے علم کتب خانہ داری اپنے نصاب میں شامل کرنا چاہا تو انجمن نے امتحان اپنی نگرانی میں کرانے کی تجویز رکھی، اس لیے یہ معاملہ آگے نہیں بڑھ سکا۔ لیکن مزید تعلیم کے کالج اس شرط کو ماننے پر تیار ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد انجمن نے اپنے پرانے نصاب جس میں عملی تجربہ اور جز وقتی تعلیم پر زور تھا بدل کر ۲ سالہ نصاب وضع کیا۔ اس کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ مزید تعلیم کے کالجوں میں داخلہ کے لیے دباؤ بڑھا۔ ۱۹۶۶ میں حکومت نے ایک قرطاس ابیض (وہائٹ پیپر) جاری کیا جس کے تحت پالی ٹکنیک قائم کیے گئے۔ بہت سے مزید تعلیم کے کالج بھی پالی ٹکنیک میں بدل گئے۔ برطانیہ کے سات لائبریری اسکول جو پہلے کالج برائے مزید تعلیم کے تحت تھے اب پالی ٹکنیک کے تحت ہو گئے۔

۱۹۶۴ کے پبلک لائبریری قانون کے تحت ملک میں کتب خانہ مشاورتی کونسل کا قیام ہوا۔ یہ کونسل اب علم کتب خانہ داری کی تعلیم حاصل کرنے والے طلبا کی تعداد پر نظر رکھتی ہے تاکہ تربیت یافتہ افراد کی تعداد مانگ سے نہ بڑھ جائے۔ کونسل کی اس نگرانی کا اثر نصاب کے معیار پر بہت خوشگوار ہوا ہے۔

انگلینڈ میں یونیورسٹی سطح پر لائبریری سائنس کی تعلیم کا بندوبست ۱۹۲۰ سے ۱۹۶۰ تک لندن یونیورسٹی تک ہی محدود تھا۔ اب شے فیلڈ، بیلفاسٹ، اِسٹے تھی کلائڈ کی یونیورسٹیوں میں بھی تعلیم کا بندوبست ہے۔ اس کے علاوہ ویلس یونیورسٹی میں ویلس کالج برائے لائبریری سائنس اور لف بورو یونیورسٹی میں ٹکنیکل کالج لائبریری اسکول قائم ہوئے ہیں۔

انجمن اب اپنے تعلیمی سرگرمیوں کے دائرے کو سمیٹ رہا ہے اور امتحان لینے والے ادارہ کے بجائے امریکن لائبریری انجمن کی طرح محض نصاب کے معیار پر نگرانی کرنے والے ادارے کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے، دوسرے ملک کی ہی طرح اب برطانیہ میں بھی اس کورس میں داخلہ کے لیے گریجویٹ کی سند کی شرط تسلیم کر لی گئی ہے۔ انجمن کے بہت سے ممبران ابھی تک اس پالیسی سے

www.taemeernews.com

متفق نہیں ہو سکے ہیں۔ برطانیہ میں ایف۔ایل۔اے کی سند حاصل کرنے کے لیے انجمن کے امتحان پاس کرنے کے علاوہ ایک مقالہ بھی لکھنا پڑتا ہے۔ اب چند یونیورسٹیوں میں پی۔ایچ۔ڈی کی سند دینے کی سہولت بھی موجود ہے۔ حال ہی میں لف بورو یونیورسٹی میں ایم۔ایل۔ایس کا ایک نیا کورس شروع کیا گیا ہے۔ اس کورس میں داخلہ کے لیے کسی کتب خانہ میں پانچ سالہ عملی تجربہ کی شرط ہے۔ لیڈس یونیورسٹی میں بھی اب بی۔لب کی سند کے لیے کورس شروع کیا گیا ہے۔

ہندستان

امریکہ اور برطانیہ میں پیشہ ور انجمنوں نے علم کتب خانہ داری کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا۔ ہندوستان میں صورتِ حال کچھ مختلف تھی۔ ہندوستان میں کتب خانوں کی تحریک بڑی حد تک دیسی ریاستوں میں شروع ہوئی جو نام نہاد طور پر برطانوی قلمرو کے باہر تھے۔ دیسی ریاستوں میں بڑودہ کی ریاست عوام کے لیے فلاحی کاموں کے کرنے میں سب سے پیش پیش تھی۔ ریاست نے ۱۹۱۰ میں میلول ڈیوی کے ایک شاگرد ڈبلو۔اے بورڈن کو ریاست میں کتب خانہ کے نظام کے قیام کے لیے مدعو کیا۔ ہندوستان میں لائبریری سائنس کی تعلیم شروع کرنے کا سہرا مسٹر بورڈن کے سر ہے۔ ۱۹۱۱ میں جب ریاست میں ایک سالہ کورس کی ابتدا ہوئی تو اس میں گیارہ طالب علم شریک ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ کتب خانہ میں پہلے سے ملازم افراد کے لیے ۱۹۱۲ میں ایک مختصر المدتی کورس کا بھی بندوبست کیا گیا تھا۔ بورڈن کے قائم کردہ کورس پر بڑودہ میں ۱۹۲۱ تک تعلیم کا بندوبست رہا۔ اسی زمانہ میں پنجاب یونیورسٹی لاہور نے ایک دوسرے امریکی ماہر علم کتب خانہ داری آسا ڈکنسن کو بحیثیت یونیورسٹی لائبریرین مدعو کیا تھا۔ ڈکنسن نے لائبریری سائنس کی تربیت کا ایک کورس ۱۹۱۵ء میں پنجاب میں شروع کیا۔ یہ کورس سرٹیفکٹ کی سند دیتا تھا۔ ۱۹۲۸ تک اس کورس میں داخلہ کے لیے میٹرک کی تعلیم کی شرط تھی۔ ۱۹۲۸ میں داخلہ کے لیے

www.taemeernews.com

یونیورسٹی کی گریجویٹ ڈگری لازمی قرار دی گئی۔ کورس ایک سال کے وقفہ سے ہوتا تھا۔ ملک کے چند مشہور لائبریرین اسی کورس کے فارغ التحصیل ہیں

۱۹۲۹ میں مدراس لائبریری اسوسی ایشن نے پروفیسر ایس۔ آر رنگا ناتھن کی تحریک پر مدراس میں ایک مختصر المدتی کورس کی بنا ڈالی۔ لیکن ۱۹۳۱ سے کورس چلانے کی ذمہ داری مدراس یونیورسٹی نے لے لی۔ ۱۹۳۷ سے جزوقتی کے بجائے یہ کل وقتی کورس ہوگیا اور تربیت یافتہ افراد کو ڈپلوما کی سند دی جانے لگی۔ اس کورس میں داخلہ کی شرط بی۔ اے کا سند یافتہ ہونا تھا۔ ملک میں گریجویٹ ڈگری کے بعد داخلہ دینے والا یہ پہلا کورس تھا۔

۱۹۳۵ میں امپریل لائبریری کے لائبریرین خان بہادر اسد اللہ کی کوششوں سے امپریل لائبریری میں ایک کل وقتی ڈپلوما کورس شروع کیا گیا اسد اللہ پنجاب یونیورسٹی کے تربیت یافتہ تھے۔ یہ کورس انھوں نے پنجاب یونیورسٹی کے خطوط پر شروع کیا اور اس سلسلہ میں پنجاب یونیورسٹی سے رابطہ قائم رکھا۔ چنانچہ تربیت کا یہ کورس ایک سال کے وقفہ سے ہوتا تھا۔ ۱۹۴۷ میں یہ کورس بند کر دیا گیا۔

بنگال لائبریری اسوسی ایشن نے سرٹیفکٹ کی سطح کا ایک کورس ۱۹۳۰ میں شروع کیا تھا۔ لیکن باقاعدگی کے ساتھ یہ کورس ۱۹۳۷ سے چل سکا اور اب تک جاری ہے۔ آزادی سے پہلے ملک کی درج ذیل یونیورسٹیوں نے لائبریری سائنس کی تعلیم کا بندوبست کر لیا تھا۔

یونیورسٹی	کورس شروع ہونے کا سال
مدراس یونیورسٹی	۱۹۳۱
آندھرا یونیورسٹی	۱۹۳۵
بنارس ہندو یونیورسٹی	۱۹۴۲
بمبئی یونیورسٹی	۱۹۴۴
کلکتہ یونیورسٹی	۱۹۴۵
دہلی یونیورسٹی	۱۹۴۷

آزادی کے بعد کے سالوں میں ہندوستان میں علم کتب خانہ داری کی

www.taemeernews.com

تعلیم و تربیت کے سلسلے میں دو تجربے خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۵۸ میں مرکزی حکومت کے تعاون سے دہلی یونیورسٹی میں ایک انسٹی ٹیوٹ آف لائبریری سائنس قائم ہوا۔ انسٹی ٹیوٹ کا کام عام لائبریرین تیار کرنے کے علاوہ مخصوص نوعیت کے کتب خانوں کے واسطے بھی لائبریرین تیار کرنا تھا۔ اس کے علاوہ مختصر المدتی کورس، ریفریشر کورس اور مخصوص نوعیت کے نصابی مواد کی تیاری بھی تھا۔ یہ بھی خیال تھا کہ اس ادارہ میں عام کتب خانہ کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کا کام ہوگا۔ انسٹی ٹیوٹ کے قیام سے دہلی یونیورسٹی میں لائبریری سائنس کی تربیت کے پروگرام کو بہت تقویت ملی لیکن انسٹی ٹیوٹ تحقیق کے کام کو آگے نہیں بڑھا سکا۔ ۱۹۶۴ میں انسٹی ٹیوٹ کا اسٹاف شعبہ لائبریری سائنس کے اسٹاف میں مدغم کر دیا گیا۔

ایک دوسرا تجربہ ڈاکٹر ایس۔ آر رنگاناتھن نے کیا۔ اس سلسلہ میں انھوں نے انڈین اسٹیٹسٹکل انسٹی ٹیوٹ کے تعاون سے بنگلور میں ڈاکومینٹیشن ریسرچ اینڈ ٹریننگ سنٹر قائم کیا۔ یہاں کتابیات سازی اور ماخذ سازی کے کاموں پر اعلیٰ سطح تعلیم کے بندوبست کے ساتھ ساتھ فن وار درجہ بندی کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کی روایت قائم کی گئی۔ کولن ضابطہ درجہ بندی میں مختلف مضامین کے لیے تفصیلی جدول تیار کی گئیں تحقیقات کے نتائج شائع کرنے کے واسطے شاردا رنگاناتھن ٹرسٹ کے اہتمام سے ڈی۔ آر۔ ٹی۔ سی نے ایک سہ ماہی رسالہ شائع کرنا شروع کیا۔

ملک میں معلومات کی ضرورت اور اہمیت کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ کتب خانہ سے دستیاب سہولیات کا دائرہ وسیع ہونا شروع ہوا۔ اب کتب خانہ سے ضرورت کے مواد کی عکسی نقول فراہم کرنے کا بندوبست ہوا۔ مختلف کاموں کے انجام دینے میں مشینوں کا استعمال بڑھا۔ کمپیوٹر اور دوسرے جدید سائنسی آلات استعمال میں آئے اور اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ کتب خانہ میں روایتی خدمات دینے کے ساتھ ساتھ ترسیل و ابلاغ معلومات کے نئے طریقوں سے واقفیت ضروری ہے۔ لائبریری سائنس کی تعلیم و تربیت کے میدان میں

www.taemeernews.com

بھی کتب خانہ خدمات کے بدلتے ہوئے انداز کا التزام رکھتے ہوئے انسڈاک میں لائبریری سائنس کی تربیت و تعلیم میں ان نئے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے نصاب وضع کیا گیا ہے۔

آج کل ملک کی ۴۲ یونیورسٹیوں میں علم کتب خانہ داری کی تدریس و تربیت کا بندوبست ہے۔ان میں سے ۴۲ میں پوسٹ گریجویٹ سطح کی بی۔لب کی سند دی جاتی ہیں۔ دس یونیورسٹیوں میں ایم۔ ایل ،آئی ۔ایس یا ایم۔لب ایس۔سی کی تعلیم کا دو سالہ کورس دستیاب ہے۔۴ یونیورسٹیوں میں پی۔ ایچ۔ ڈی کے لیے سہولیات ہیں۔ ۵ یونیورسٹیاں صرف انڈر گریجویٹ سطح پر ڈپلوما یا سرٹیفکٹ کورس کی تدریس و تربیت دیتی ہیں۔ جموں یونیورسٹی میں سرٹیفکٹ کورس کی سہولت دستیاب ہے۔

ملک میں تقریباً پچاس مقامات پر انڈر گریجویٹ کورس کی تعلیم کا بندوبست ہے۔ان میں زنانہ پالی ٹکنیک ،ریاستی سطح پر قائم لائبریری انجمن اسٹیٹ سنٹرل کتب خانے اور چند پرائیویٹ کالج شامل ہیں۔

نصابِ تعلیم

علم کتب خانہ داری کے لیے بنائے گئے نصاب پر اور تعلیم کے معیار پر ملک میں وقتاً فوقتاً کانفرنسوں اور سمیناروں میں غور و خوض ہوتا رہا ہے۔۱۹۶۵ میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے نصاب کا جائزہ لینے کے لیے ایک جائزہ کمیٹی مقرر کی تھی ۔اس کمیٹی کی صدارت ڈاکٹر ایس۔ آر رنگا ناتھن کے سپرد تھی اس سے قبل کتب خانہ مشاورتی کمیٹی نے جو سنہا کمیٹی کے نام سے معروف ہے۔ نصاب تعلیم پر چند مفید مشورے پیش کئے تھے۔آج کل بی۔لب۔ایسی سی یا بی ایل آئی ایس کی سطح پر درج ذیل پڑھائے جارہے ہیں۔

درجہ بندی علوم (نظری و عملی) کٹیلاگ سازی (نظری وعملی) نظام و انتظام کتب خانہ ، حوالجاتی خدمات ،کتابیات سازی اور انتخاب کتب۔ چند یونیورسٹیوں نے ڈاکومینٹیشن یا ماخذ سازی ،اقسام کتب، دائرہ علوم انسانی

www.taemeernews.com

علوم مشرقیات کے کتب خانے جیسے مخصوص مضامین بھی اپنے نصاب میں شامل کر رکھے ہیں کہیں کہیں تکمیل تعلیم کے لیے کسی موضوع پر کتابیات یا جائزہ رپورٹ تیار کرنے کی شرط بھی ہے۔ اس کے علاوہ چند یونیورسٹیاں تاریخ تمدن، معلومات عامہ وغیرہ موضوعات بھی نصاب میں شامل کرتی ہیں۔

ایم۔ایل۔آئی ایس ایم۔لب۔ایس۔سی کی سطح پر لازمی مضامین میں دائرہ علوم انسانی، درجہ بندی علوم اور کیٹلاگ سازی کے اعلیٰ سطحی مضامین، اور کتابیات سازی شامل ہیں۔ اختیاری مضامین کے دائرہ میں ہیومینیٹز، سماجی علوم، طبی علوم میں سے کسی ایک کے علمی مواد کا مطالعہ، اقسام کتب خانہ، عام کتب خانے، خاص نوعیت کے کتب خانے، اعلیٰ تعلیمی اداروں کے کتب خانے وغیرہ میں سے کسی ایک کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ، اور ایک پراجیکٹ رپورٹ یا موضوعاتی کتابیات مرتب کرنا شامل ہیں۔

دہلی یونیورسٹی میں ایم۔ایل۔آئی۔ایس کے نصاب میں بنگلور میں ڈی۔آر ٹی۔سی کے سمینار کے فیصلوں کی روشنی میں ۱۹۷۲ میں نصاب میں تبدیلی کر کے اس میں کتب خانہ کے تنظیمی ڈھانچہ کا مطالعہ، شماریاتی طریقہ تحقیق، کمپیوٹر کے ذریعہ اطلاعات کی اکائیوں کی ذخیرہ کاری اور اُن کی بازیابی کا طریقہ اور برقیاتی عکسی نقل جیسے نئے رجحانات کے مضامین بھی شامل کیے گئے ہیں۔

www.taemeernews.com

حواشی و حوالے

۱۔ انتھونی ویونس۔ ایجوکیشن ان لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس مشمول انسائیکلوپیڈیا آف لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس ج ۷ ص ۴۱۶

۲۔ سارہ۔ کے۔ وان۔ ٹریننگ فار لائبریرین شپ بیفور ۱۹۲۳، ایجوکیشن فار لائبریرین شپ پرائر ٹو دی پبلی کیشن آف ولیمس رپورٹ ان ٹریننگ ــــ فار لائبریری سروس۔ شکاگو، ۱۹۶۱۔

۳۔ چارلس کلیرنس ولیمس۔ ٹریننگ فار لائبریری سروس، نیویارک ۱۹۲۳ ص ۲۱

۴۔ اے۔ ایل۔ اے بلیٹن ۷، ۲ دسمبر ۱۵، ۱۹۲۳، صفحات ۶۱۰ - ۶۱۳

۵۔ ۱۹۵۶ میں بورڈ برائے تعلیم علم کتب خانہ داری کی جگہ اے۔ ایل۔ اے کی کمیٹی برائے ایکریڈیشن قائم ہوئی۔

۶۔ جی برالیے۔ ورلڈ ٹرینڈ ان لائبریری ایجوکیشن۔ لندن ۱۹۷۴

۷۔ اے نیلا میگھن۔ انڈیا: ایجوکیشن فار لائبریرینس۔ مشمول انسائیکلوپیڈیا آف لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس ج ۱۱ ص ۲۱۲ - ۲۴۹

www.taemeernews.com

علم کتب خانہ داری کے ماخذ مواد

علم کتب خانہ داری سادہ لفظوں میں علم کے اُن عناصر کی ایک مربوط شکل ہے جو کتب خانہ کے مقصد و منہاج، کارکردگی، اُس کے جملہ کاموں سے متعلق اصول و ضوابط، سلیقہ و تنظیم اور طریقہ کار سے غرض رکھتے ہیں۔ کتب خانہ داری یا لائبریرین شپ اسی علم کے سہارے کتب خانہ میں کتابیں اور دوسرے علمی مواد کے حصول، اُن کی ترتیب و تنظیم، ان کے تحفظ اور مطلوب اوقات میں ان کی بازیابی و فراہمی کے کام کا نام ہے۔ دوسرے لفظوں میں کتب خانہ کی خدمات کو مسلسل بہتر بناتے رہنے کا دوسرا نام کتب خانہ داری ہے۔

دوسرے علوم ہی کی طرح علم کتب خانہ داری کے علمی مواد کا ایک مخصوص دائرہ ہے جو درج ذیل باتوں کا احاطہ کرتا ہے۔

۱۔ علم کتب خانہ داری کی اساس، کتب خانہ داری کی واقعاتی اور توضیحی تاریخ۔ ان کی معاشی، سماجی، تعلیمی اور تہذیبی اساس اور کام اور اُن کے اندر جاری و ساری اصول و کلیات اور فلسفہ۔

۲۔ کتاب، اس کی طباعت، اشاعت، حق تصنیف اور شائع شدہ علمی مواد کی علوم میں تقسیم کی تاریخ۔

۳۔ علوم انسانی کی تخلیق، اُن میں موجود غالب رجحانات و میلانات کی عکاسی اور علمی تحریکوں کی سربراہی کرنے والے افراد کی کہانی۔

۴۔ کتب خانہ کا نظام، اس میں مضمر اصول و کلّیات اور فلسفہ

(۱) کتب خانہ کا انتظام اور تنظیم کا ڈھانچہ۔

(۲) علمی مواد کا انتخاب اور اس کی فراہمی

(۳) موجود علمی مواد تک کتابیاتی یا مواد کی اصل شکل میں افراد کی دسترس۔

(۴) قارئین کتب خانہ کو مستعار کتب، حوالہ جاتی اور دوسری درکار معلومات کے فراہمی کی سہولت مہیا کرنا، مطالعہ میں اُن کی رہبری اور کتب خانہ میں موجود آلات و سہولیات سے پوری طور پر مستفید ہونے میں ان کی رہنمائی۔

www.taemeernews.com

۲۔ کتاب خانہ داری یا لائبریرین شپ کا پیشہ: پیشہ ورانہ انجمنوں کے مقاصد، سرگرمیوں اور خدمات سے جانکاری، کتاب خانہ داری کے لیے درکار پیشہ ورانہ تربیت اور کتب خانہ خدمات کی جملہ علاقائی، سماجی معاشی اور قانونی پہلوؤں کے ساتھ توسیع۔

دوسرے روایتی مضامین کی طرح علم کتب خانہ داری کے علمی مواد کی ہیئت بھی ضرورت کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔ عام طور پر یہ مواد درج ذیل شکلوں میں دستیاب ہیں۔

۱۔ تاریخ

(۱) کتب خانوں اور کتابوں کی طباعت کی تاریخ۔

(۲) مخصوص انداز کے کسی کتب خانہ یا کسی مخصوص کتب خانہ کی تاریخ۔

(۳) کتب خانہ داری یا طباعت کتب کے مخصوص پہلو علاقہ، دور یا قسم کی تاریخ۔

۲۔ مضمون۔

(۱) علم کتب خانہ داری پر مضمون۔

(۲) کتب خانہ کے کاموں، اس کی سرگرمیوں میں پوشیدہ اصول وضوابط پر مضمون۔

۳۔ کتاب۔ کتب خانہ، طباعت کتب یا اس کے کسی مخصوص پہلو پر کتاب۔

۴۔ سوانح۔

(۱) کسی ممتاز ناظم کتب خانہ کی سوانح۔

(۲) ایک سے زائد افراد کی سوانح۔

۵۔ رپورٹ۔

(۱) کسی تحقیق جائزہ کے نتائج۔

(۲) عام مطالعہ یا جائزہ کے نتائج۔

(۳) کسی مخصوص موضوع پر منعقد میٹنگ میں پاس تجاویز۔

(۴) پیشہ ورانہ انجمن کی رپورٹ۔

www.taemeernews.com

۶۔ کیس اسٹڈی۔

(۱) عملہ کے انتظام سے متعلق کسی پہلو کی۔

(۲) حوالہ جاتی خدمات کی۔

(۳) کسی دوسرے مخصوص دائرہ کی۔

۷۔ تحقیقی مقالہ جات۔

۸۔ قوانین۔

(۱) کسی کتب خانہ سے متعلق۔

(۲) کتب خانوں سے متعلق قوانین کی کتاب۔

۹۔ معیار کارکردگی اور رہنمایانہ اصول

۱۰۔ تدریسی مواد۔

(۱) نصاب میں شامل کتابیں۔

(۲) نصاب۔

(۳) مسائل و مشکلات تدریس۔

(۴) سمعی و بصری اور دوسرے غیر کتابی مواد۔

(۵) کمپیوٹر کے لیے پروگرام کیا ہوا مواد۔

(۶) یکجا مطالعہ جاتی مواد۔

۱۱۔ روئداد۔

(۱) پیشہ سے متعلق انجمن کے جلسوں کی روئداد۔

(۲) کانفرنس، ورکشاپ یا کسی ادارہ کی روئداد۔

۱۲۔ اعداد و شمار فراہم کرنے والی کتب حوالہ۔

۱۳۔ دیگر کتب حوالہ۔

(۱) کتابیات۔

(۲) قاموس ولغات۔

(۳) دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا)

(۴) ڈائریکٹری۔

www.taemeernews.com

(۵) ہدایتی کتابچے (مینول)

(۶) اشاریے

۱۴۔ پیشہ سے متعلق موضوع پر دستیاب رسائل

کتب خانہ داری کے پیشہ کو اپنانے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم علم کتب خانہ داری پر دستیاب مواد سے ایک سرسری واقفیت پیدا کرلیں تاکہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ان سے خاطر خواہ مدد لے سکیں۔ اس سلسلے میں ہدایتی کتابچے اور رسائل بطور خاص معاون ہوتے ہیں۔

کتب ضوابط (مینول)

یہ لائبریرین کو اس کے کام میں رہنمائی کرتے ہیں اور اپنے ذخیرہ کو مربوط مواد کی شکل میں مرتب کرنے میں یہ بطور خاص معاون ہوتے ہیں۔ قواعد و ضوابط پیش کرنے والے مواد میں درج ذیل خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

میکائل گورمین اینڈ پی۔ ونقلر۔ ایڈیٹر اینگلو امریکن کیٹلاگ رولس شکاگو' ۱۹۷۸۔ وتھ ایڈیشنل رولز فار ڈکشنری کیٹلاگ کوڈ بار ۵، بمبئی '۱۹۶۴

۲۔ ایس۔ آر۔ رنگا ناتھن' کلاسیفائڈ کیٹلاگ کوڈ۔

۳۔ اے۔ ایل۔ اے رولس فار فائلنگ کیٹلاگ کارڈس۔

۴۔ ڈیوی (میلول) ڈیوی ڈیسیمل کلاسیفیکیشن اینڈ ریلیٹیو انڈکس۔ بار۔۱۹ البنی نیویارک ۱۹۷۹'

۵۔ سیرس لسٹ آف سبجیکٹ ہیڈنگس مرتبہ برتھا ایم فرک بار ۸ نیویارک، ایچ ڈبلیو ولسن کمپنی، ۱۹۵۹

۶۔ یو۔ ایس۔ لائبریری آف کانگریس۔ آؤٹ لائن آف دی لائبریری آف کانگریس کلاسیفیکیشن۔ واشنگٹن ۱۹۶۵

۷۔ یو۔ ایس لائبریری آف کانگریس، سبجیکٹ ہیڈنگس یوزڈ ان دی ڈکشنری کیٹلاگ آف دی لائبریری آف کانگریس۔ بار ۷، واشنگٹن۔ ڈی۔ سی۔ یو ایس گورنمنٹ پرنٹنگ آفس، ۱۹۶۶۔

۸۔ رنگا ناتھن (ایس۔ آر) کولن کلاسی فیکیشن بار ۷، ۱۹۶۶، بنگلور، شاردا رنگا ناتھن اینڈومنٹ، ۱۹۶۹۔

www.taemeernews.com

پیشہ سے متعلق رسائل

دوسرے علمی مضامین کی طرح علم کتب خانہ داری میں بھی بدلتے ہوئے رجحانات، نئی تحقیقات سے واقفیت، نئے اصولی زاویے اور اُن کے دائرہ میں وسعت سے باخبر رہنے کے لیے رسائل کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ نئے موضوعات یا گمنامی میں پڑے ہوئے موضوعات پر دستیاب مواد کے لیے کتابوں سے زیادہ رسائل معاون ہوتے ہیں۔ علم کے مخصوص میدان میں خیالات کی رو کس سمت میں ہے۔ اس کا اندازہ بھی رسائل میں شائع مضامین کے مطالعہ سے ہی ہوتا ہے۔ مخصوص موضوع پر تازہ ترین رجحانات کے ساتھ ساتھ تاریخ کے ایک مخصوص دور میں پائے جانے والے رجحانات کی عکاسی کے لیے بھی ہم رسائل کے رہین منت ہیں۔ پیشہ سے متعلق رسائل اپنے اندر پیشہ کے بارے میں مختلف مضامین تازہ ترین کتابوں پر تبصرہ، خبروں، اعلانات وغیرہ کی بدولت پیشہ میں آئے ہوئے لوگوں کی دلچسپی کا باعث ہوتے ہیں۔ ذیل میں چند ایسے رسائل کی تفصیل درج ہے جنھیں لائبریری سائنس کی کوئی انجمن شائع کرتی ہے یا جو اس موضوع پر وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔

۱۔ اے۔ ایل۔ اے بلٹن، شکاگو، امریکن لائبریری اسوسی ایشن، ۱۹۰۷، ماہنامہ
۲۔ کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز، شکاگو، امریکن لائبریری اسوسی ایشن، ۱۹۳۹، دو ماہی۔
۳۔ جرنل آف ایجوکیشن فار لائبریرین شپ، اربانہ، ایلی نوائے، یونیورسٹی آف ایلی نوائے، ۱۹۶۰، سہ ماہی، (اسوسی ایشن آف امریکن لائبریری اسکولس)
۴۔ اسکول لائبریریز، شکاگو، امریکن لائبریری اسوسی ایشن، ۱۹۵۲، سہ ماہی، امریکن انجمن (برائے اسکول لائبریرینس کا ترجمان)
۵۔ لائبریری اسوسی ایشن ریکارڈ، لندن، لائبریری اسوسی ایشن، ۱۸۹۹، ماہنامہ لائبریری اسوسی ایشن، انگلینڈ۔
۶۔ جرنل آف ڈاکومینٹیشن، لندن، ایسلب، ۱۹۴۵، سہ ماہی۔

www.taemeernews.com

۷ - جرنل آف لائبریرین شپ، لندن، لائبریری اسوسی ایشن، ۱۹۵۸، سہ ماہی۔

۸ - انڈین لائبریری اسوسی ایشن بلیٹن (نیا سلسلہ) دہلی، انڈین لائبریری اسوسی ایشن، ۱۹۶۵، سہ ماہی۔

۹ - ایسلک بلیٹن، کلکتہ، انڈین اسوسی ایشن آف اسپیشل لائبریریز اینڈ انفارمیشن سنٹرس، ۱۹۵۶، سہ ماہی۔

۱۰ - انلس آف لائبریری سائنس وِتھ اے سلانٹ ٹو ڈاکومینٹیشن، بنگلور، ڈاکومینٹیشن ریسرچ اینڈ ٹریننگ سنٹر، سہ ماہی۔

جرنل آف لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس، دہلی، شعبہ لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس دہلی یونیورسٹی، ۱۹۷۶، سہ ماہی۔

لائبریری کوارٹرلی، شکاگو، یونیورسٹی آف شکاگو پریس، ۱۹۳۱، سہ ماہی لبری، کوپن، ہیگن، مُنکس گارڈ، 1951، سہ ماہی۔

انٹرنیشنل لائبریری ریویو، نیویارک، اکیڈمک پریس، ۱۹۶۹، سہ ماہی۔

ہیرالڈ آف لائبریری سائنس، وراناسی، یو۔پی۔ کے۔ انڈومنٹ فار لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس، ۱۹۶۲، سہ ماہی۔

تلخیصی رسائل

ان رسائل میں علم کتب خانہ داری کے موضوع پر شائع ہونے والے رسائل کے مضامین کی تلخیص شائع کی جاتی ہے۔ اکثر تلخیص اسی زبان میں ہوتی ہے جس زبان میں اصل مضمون شائع ہو، لیکن کبھی کبھی انگریزی زبان میں تلخیص دی جاتی ہے۔ اب سے چند سال پہلے تک اس میدان میں لائبریری سائنس ایبسٹریکٹ سب سے معروف رسالہ تھا۔ اس کا دائرہ بین الاقوامی تھا اور دنیا کے مختلف ممالک سے ۱۲۵ رسائل میں شائع مضامین کی تلخیص اس میں شائع ہوتی تھی۔ اسے لائبریری اسوسی ایشن، لندن شائع کرتی تھی۔ اب یہ رسالہ لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس ایبسٹریکٹ کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ علم

www.taemeernews.com

کتب خانہ داری پر رسائل اور کتابوں میں شائع مواد کا دوسرا اہم ماخذ امریکن سے شائع ہونے والا جریدہ لائبریری لٹریچر ہے۔ علم کتب خانہ داری پر شائع مضامین، کتاب اور کتابچوں کی فہرست اور اعلیٰ اسناد کے لیے مکمل کیے گئے مقالہ جات کی تفصیل پر مشتمل یہ ایک مکمل کتابیات ہے جو تین مہینے کے وقفہ سے شائع ہوتی ہے۔

علم کتب خانہ داری پر دستیاب ادب کا یہ سرسری مطالعہ طلبا کو اس موضوع پر موجود مواد کی نوعیت سے واقف کرانے کے لیے کیا گیا ہے کیوں کہ ان سے واقفیت انھیں اپنے پیشہ سے بڑھتی ہوئی سرگرمیوں سے باخبر رکھے گی۔ اُن کے فنی شعور کو پختگی بخشے گی اور ان کی پیشہ ورانہ مہارت کو بہتر بنانے میں معاون ہوگی نمونے کے طور پر مندرج یہ چند نام انھیں اپنے موضوع سے متعلق دوسرے مواد تک پہنچنے میں معاون ہوں گے۔ علم کے دائرہ میں روز افزوں وسعت اور دستیاب مواد کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ نے لائبریرین کے سامنے خود کو نئے احساسات اور رجحانات سے باخبر رکھنے کے مسائل کھڑے کر دیتے ہیں۔ ان حالات میں اپنے موضوع پر دستیاب امدادی ادب، کام کے نئے طریقے اور تکنیک سے واقفیت ناگزیر بن چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کتب خانہ خدمات کے میدان میں امداد باہمی اور اشتراک باہمی کی سرگرمیوں سے باخبر رہنا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ یہ سرگرمیاں حصول مواد، مشترک کیٹلاگ سازی برائے ذخیرہ رسائل، یا عکسی نقل کی فراہمی وغیرہ کسی بھی میدان عمل میں ممکن ہیں۔ نئے رجحانات، سہولیات اور انداز کار کی بدولت ہی اس پیشہ میں آئے ہوئے افراد اپنے کتب خانہ کے وسائل وسہولیات سے اپنے قارئین کی خاطر خواہ مدد کر سکیں گے۔

www.taemeernews.com

حواشی وحوالے

۱۔ دیکھیے کانسٹینس ایم ونچل. گائڈ ٹو ریفرنس بکس۔ بار ۸ ،شکاگو، ۱۹۶۷ء، صفحات ۶۵۔ ۷۷

۲۔ ایک تفصیلی فہرست کے لیے دیکھیے الرچ انٹرنیشنل پیریاڈیکلس ڈائریکٹری ۶۶۔ ۱۹۶۵ء، بار ۱۱ ، ۱۹۶۶ء، ص ۵۲ ۔ ۶۰

www.taemeernews.com

کتب خانہ کے کام

ہر کتب خانہ اپنے ذخیرۂ کتب و رسائل سے استفادہ کرنے والوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بہت سے کام کرتا ہے۔ ان میں سے چند کام تو ایسے ہیں جو ایک خاص نوعیت کے کتب خانہ تک ہی محدود ہیں، لیکن کتب خانوں کے چند ایسے کام بھی ہیں جو اس کی نوعیت سے قطع نظر ہر کتب خانے میں کیے جاتے ہیں اور کتب خانہ کی کامیابی کا انحصار اُن کے خوش اسلوبی کے ساتھ انجام پانے پر منحصر ہوتا ہے۔ یہ وہ کام ہیں جو کتب خانہ کی جملہ سرگرمیوں کی اساس کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جملہ اقسام کے کتب خانوں میں ہونے والے مشترک کام درج ذیل ہیں۔

۱۔ انتظام کتب خانہ۔
۲۔ علمی مواد کی ذخیرہ کاری۔
۳۔ علمی مواد کی بازیابی کے لیے تکنیکی تیاری۔
۴۔ قارئین کے لیے فراہمی کتب خانہ خدمات۔

مندرجہ بالا کاموں کی انجام دہی کے طریقہ، انداز اور مقدار پر کتب خانہ کے قیام کا بنیادی مقصد، مالی وسائل کی حیثیت اور عملہ کی تعداد جیسے عوامل اثرانداز ہوتے ہیں۔

انتظام کتب خانہ

کتب خانہ کے منتظم اعلیٰ پر کتب خانہ کے مقصد کا تعین، حصول مقصد کے لیے مناسب پالیسی اور منصوبوں کی تشکیل، پالیسی اور منصوبوں پر عمل درآمد کے واسطے ضروری انتظامی ڈھانچہ کی تیاری، عملہ اور سہولیات کی فراہمی، ان کی نگرانی اور انھیں موزوں سمت میں لے جانے کے لیے ضروری رہنمائی وغیرہ ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ انتظامیہ کے ذمہ قاعدوں اور ضابطوں کی تشکیل، بجٹ کی تیاری، اس پر عمل، عمارت اور آلات و سامان کے لیے منصوبہ بندی

www.taemeernews.com

ان کا حصول اور دیکھ ریکھ، تنخواہوں کے جدول کی تیاری، عملہ کے افراد کا تقرر ان کی ترقی و تبادلہ نیز ضرورت کے مطابق انھیں معطل کرنے کی سفارش، افراد کو اُن کے فرائض سونپنا، کتب خانہ کے انتظام کی ذمہ داریوں میں ان کی شمولیت، عملہ کے کاموں کا جائزہ، اس کا مطالعہ اور رپورٹ کی تیاری، اعداد و شمار اور دوسرے ریکارڈوں کی تیاری، ان کا تجزیہ اور قارئین سے رابطہ قائم رکھنے کا مناسب بندوبست بھی ہوتے ہیں۔

علمی مواد کی ذخیرہ کاری

کتب خانہ کے قیام کا بنیادی مقصد اور اُس کے قارئین کی ضرورت یہ دونوں عوامل کتب خانہ کے علمی مواد کے ذخیرہ کی مقدار، اُس کے انداز اور اس کے مندرجات کا تعین کرتے ہیں۔ ناظم کتب خانہ انھیں عوامل کو اپنے سامنے رکھ کر مواد کے انتخاب اور اُن کے حصول کی کوشش شروع کرتا ہے تاکہ کتب خانہ متعین پالیسی اور منصوبوں پر عمل پیرا ہو سکے۔ مواد کا انتخاب کیوں کر ہو اور کس طرح کا ہو اس کا انحصار دستیاب مواد کے بارے میں وسیع معلومات اور اُن کی سطح کا اندازہ کرنے کی صلاحیت پر ہوتا ہے تاکہ وہی مواد حاصل کیا جائے جو کتب خانہ کے اصل مقاصد کے حصول میں موثر ترین انداز میں معاون ہو۔ اس ذمہ داری کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دینے میں شائع ہوئی کتابیات اور نئی مطبوعات کی فہرستیں بہت مدد کرتی ہیں۔ ذیل میں چند ایسی مطبوعات کی تفصیل دی جا رہی ہے۔

امریکی کتابوں کے انتخاب کے ماخذ

کیومولیٹیو بک انڈکس ۱۸۹۸ء ماہنامہ، نیویارک، ایچ ڈبلیو ولسن اینڈ کمپنی۔

امریکن بک پبلشنگ ریکارڈ ۱۹۶۱ء ماہنامہ نیویارک، آر۔ آر بوکر

بک ریویو ڈائجسٹ ماہنامہ، ۱۹۰۵ء نیویارک، ایچ ڈبلیو ولسن اینڈ کمپنی۔

www.taemeernews.com

برطانوی کتابوں کے ماخذ

برٹش بک نیوز، ۱۹۴۰، ماہنامہ، لندن، دی برٹش کونسل
برٹش نیشنل ببلوگرافی، ہفتہ وار ۱۹۵۲ - لندن، برٹش لائبریری۔

ہندستانی کتابوں کے ماخذ

انڈین نیشنل ببلوگرافی - ریسنٹ انڈین بلس، سہ ماہی، ۱۹۷۵، نیو دہلی، فیڈریشن آف پبلشرز اینڈ بکسیلرس اسوسی ایشن ان انڈیا۔[1]

اکیشن لسٹ ساؤتھ ایشیا، ۱۹۶۲ - نیو دہلی لائبریری آف کانگریس آفس

مندرجہ بالا رسائل جملہ موضوعات پر مطبوعات کی تفصیل کا اندراج کرتی ہیں۔ لیکن چند رسائل ایسے بھی شائع ہوتے ہیں جو علم کے ایک مخصوص دائرہ میں شائع ہونے والی کتابوں سے واقف کراتے ہیں۔ ان میں سے چند ایسے بھی ہیں جو کتابوں کے معیار کا تعین بھی کرتے ہیں تاکہ چھوٹے بڑے اور اوسط درجے کے کتب خانے اپنے وسائل اور اپنی ضرورت کے پیش نظر کتابوں کا انتخاب کرسکیں درج ذیل مطبوعات بطور مثال پیش کی جارہی ہیں۔

چوائس: بک فار کالج لائبریریز، ماہنامہ، ۱۹۶۵، شکاگو، امریکن لائبریری اسوسی ایشن۔

این انڈکس ٹو بک ریویوز ان ہیومنیٹیز، سالنامہ، ۱۹۶۰، ڈیٹرائے غلیپ تھامسن

ٹکنیکل بک ریویو انڈکس، ماہنامہ ۱۹۲۵، نیویارک، اسپیشل لائبریریز اسوسی ایشن۔

اب تک ہم نے اپنی نظر اُن رسائل تک محدود رکھی ہے جو تازہ ترین شائع مواد کی نشان دہی کرتے ہیں۔ کتب خانوں کو حصول ذخیرہ کے سلسلہ میں اکثر ایسے حوالجاتی ماخذ کی ضرورت بھی پڑتی ہے جن سے یہ معلوم ہوسکے کہ ایک خاص کتاب

---

[1] پہلے اکیشن لسٹ انڈیا کے نام سے شائع ہوتی تھی۔

www.taemeernews.com

اب بازار میں دستیاب ہے یا نہیں۔ کتب خانہ کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے مخصوص نوعیت کی حوالجاتی کتابیں مرتب کی جاتی ہیں۔ ان میں درج ذیل عام طور پر استعمال ہوتی ہیں

بکس ان پرنٹ، سالنامہ ۱۹۴۸، نیویارک، آر۔ آر۔ بوکر۔

سبجیکٹ گائڈ ٹو بکس ان پرنٹ۔ سالنامہ، ۱۹۵۷، نیویارک، آر۔ آر۔ بوکر۔

برٹش بکس ان پرنٹ، ۱۹۶۵، سالنامہ، لندن، وھیٹیکر۔

انڈین بکس ان پرنٹ ۷-۱۹۵۵-۶، اے سیلکٹ ببلوگرافی آف انگلش بکس پبلشڈ ان انڈیا، مرتبہ شیر سنگھ اینڈ ایس۔ این سادھو۔ دہلی، ۱۹۶۹، انڈین بیوریو آف ببلوگرافیز۔

حصول کتب کے لفظ کو ہم نے ابھی تک محدود مفہوم میں سمجھا ہے۔ یعنی کتب خانہ میں کتابیں فراہم کرنا لیکن علم کتب خانہ داری میں اس کا استعمال وسیع مفہوم میں ہوتا ہے۔ اس میں نہ صرف مواد کی فراہمی شامل ہے بلکہ اس میں توازن پیدا کرنا، اُسے عصر حاضر کی ضرورتوں کے مطابق بنانا اور ایسی کتابوں اور رسائل کا اخراج جو اپنا مصرف کھو چکی ہیں بھی شامل ہیں حصول کتب کے کام کو تندہی کے ساتھ انجام دینے کے لیے ضروری ہے کہ شعبہ حصول کتب سے متعلق عملہ کے افراد کی اشاعتی اداروں کے دائرہ کار، اشاعت میں موضوعاتی تخصّص وغیرہ سے واقفیت ہو۔ بمشکل دستیاب کتب یا کمیاب کتب فروخت کرنے والی کمپنیوں کے نمائندوں کا علم ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ کتابیں اشاعتی اداروں سے سیدھے طور پر خریدنا مناسب ہوگا یا اُن کے متعینہ نمائندے سے لینا بہتر ہوگا۔ یہ فیصلہ کرتے وقت دونوں صورتوں میں افادیت، کامیابی کا امکان اور سہولت جیسے عوامل کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ کتابیں منگوانے کی پالیسی، قاعدے اور ضابطے سے واقفیت، تحفہ کی شکل یا تبادلہ میں کتابیں حاصل کرنے کی پالیسی اور طریقہ کار سے جانکاری نیز حسابات رکھنا اور خط و کتابت کے ڈھنگ سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہے۔

ذخیرہ کو دسترس کے لائق بنانا

درجہ بندی و کیٹلاگ سازی: کتب خانہ میں موجود علمی مواد کے ذخیرہ میں

www.taemeernews.com

سے قارئین کو بلاتاخیر اپنی ضرورت کا مواد حاصل کرنے یا اس تک دسترس کے لیے سب موثر ڈھنگ کتابوں کی فن وار درجہ بندی کے ساتھ ترتیب ہے۔ اسس طریقہ کو اپنانے سے نہ صرف قارئین کتب خانہ کو اپنی ضرورت کی کتابیں بغیر کسی قباحت اور طوالت کے فراہم ہو جاتی ہیں بلکہ کتب خانہ میں ایک مضمون پر دستیاب جملہ کتابیں ایک تسلسل سے مہیا ہو جاتی ہیں جس کی بدولت قارئین سرسری مطالعہ اور اپنے موضوع پر موجود مواد پر سرسری نگاہ ڈال سکتے ہیں. دانش وروں کی علوم کو مختلف خانوں میں تقسیم کرنے کی کوشش بہت پرانی ہے۔ اس سلسلے میں ارسطو فرانسس بیکن اور الکندی کے نام بھی ملتے ہیں۔ لیکن زمانہ حال میں علوم کی درجہ بندی کا مقبول ترین نظام ڈیوی اعشاریائی نظام ہے۔ اسے ۱۸۷۶ میں میلول ڈیوی نے ترتیب دیا تھا۔ اب تک اس نظام درجہ بندی کے ۱۹ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں. یہ نظام دنیا کے بیشتر ملکوں میں مروّج ہے۔ اس نظام میں جملہ علوم کو دس درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور ہر درجہ کے اظہار کے لیے عربی اعداد کا صفر سے ۹ تک استعمال ہوا ہے۔ دس مضامین میں سے ہر ایک کو مزید دس ذیلی شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ذیلی تقسیم علوم کا یہ سلسلہ خاص یا جزئی اقسام کی سطح تک جاتا ہے۔ عربی اعداد کو اعشاریائی قیمت دی جاتی ہے۔ اس نظام میں پہلی سطح کے دس درجے مندرجہ ذیل ہیں۔

نشان درجہ	مضمون
۰۰۰	صیغۂ عام
۱۰۰	فلسفہ اور متعلقہ مضامین
۲۰۰	مذہب
۳۰۰	سماجی علوم
۴۰۰	زبان
۵۰۰	سائنس (نظری)
۶۰۰	سائنس و ٹکنالوجی (عملی)
۷۰۰	فنون لطیفہ

www.taemeernews.com

نشان درجہ	مضمون
۸۰۰	ادب و بلاغت
۹۰۰	عام جغرافیہ و تاریخ

اس نظام درجہ بندی میں کتاب کو پہلے اس کے نفس مضمون کے مطابق نظام درجہ بندی کی جدول سے متعین نشان جو عربی اعداد پر مشتمل ہوتے ہیں دیتے ہیں۔ اس کے بعد کتاب کی انفرادی حیثیت متعین کرنے کے لیے ایک کتاب نمبر دیتے ہیں۔ عام طور پر نمبر مصنف نمبر اور کتاب کے عنوان کے پہلے حرف کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔ مصنف نمبر کا ایک ضابطہ چارلس اے کٹر نے انھیں ایام میں مرتب کیا تھا جب ڈیوی اعشاریائی ضابطہ مرتب ہوا تھا۔ اس نظام میں مغربی دنیا کے عام ناموں کی ایک مفصل فہرست ہے۔ فہرست میں ہر نام کے سامنے اس کا منفرد نشان جو مصنف کے نام کے ابتدائی حرف اور عربی اعداد سے مرتب ہے درج ہے۔ حرف کے ساتھ جو اعداد ہوتے ہیں ان کی مقامی قیمت اعشاریائی ہوتی ہے۔ کتاب کے عنوان کا پہلا حرف شامل کرتے وقت حرف تنکیر یا حرف تعریف مثلاً ال، یا، دی وغیرہ کو نہیں شمار کرتے ہیں۔ کتاب نمبر میں اکثر کتاب جس شعبہ سے متعلق ہے اس کا نشان بھی شامل کیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ نشان کتاب نمبر کے اوپر لگایا جاتا ہے۔ مثلاً حوالجاتی شعبہ میں جانے والی کتاب کے کتاب نمبر پر حرف " ح "، ایک دائرہ کے اندر یا قوسین کے اندر لکھ دیں گے درجہ بندی نشان کتاب نمبر اور شعبہ جاتی نشان مشترکہ طور پر کتاب کا طلبی نمبر یا طلبی نشان کہے جاتے ہیں۔ جو کتاب کے صحیح مقام کو متعین کرتے ہیں یہ کتاب کے نفس مضمون اور کتب خانہ میں اس کے مقام دونوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

لائبریری آف کانگریس نظام درجہ بندی

یہ نظام عربی ہندسے اور انگریزی زبان کے جلی حروف کے مرکب سے تشکیل ہوا ہے۔ ڈیوی اعشاریائی نظام کے برعکس اس نظام میں علوم مروجہ

www.taemeernews.com

کی بنیادی تقسیم ۲۶ مضامین پر مشتمل ہے۔ انھیں انگریزی زبان کے جلی حروف کی مدد سے ظاہر کیا گیا ہے۔ ذیلی موضوعات کو انگریزی زبان کے دو حرفوں کو ملا کر ظاہر کیا گیا ہے اور تیسری سطح کے موضوعات کے لیے حروف کے ساتھ اعداد کو شامل کر لیا گیا ہے۔ اس نظام درجہ بندی میں موضوعات کی تیسری سطح کے لیے استعمال صحیح اعداد کو اُن کی مقامی قیمت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ مزید توسیع کے واسطے اعشاریائی ہندسے اور حروف کو استعمال کیا جاتا ہے۔ وقتی طور پر I، O، W، X، اور Y حروف کو خالی رکھا گیا ہے۔ تاکہ مستقبل میں توسیع نظام کے سلسلے میں انھیں استعمال میں لایا جا سکے۔ انگریزی زبان کے حروف، صحیح اعداد اور اعشاریائی اعداد کے مرکب سے تیار اس نظام درجہ بندی کے دائرہ نشانات میں بڑی لچک پیدا ہوگئی ہے۔ اس نظام میں مضامین کی درجہ بندی مفصل انداز میں ممکن ہے۔ اس نظام میں ہر مضمون کے تحت کتابوں کی ترتیب، مصنف کے نام اور کتاب کے عنوان کے حروف کی بنیاد پر حروف تہجی کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ مصنف نمبر کے لیے کٹر کی مرتب کی ہوئی جدول کا ایک اختصاری ایڈیشن تیار کیا گیا ہے۔ جو کام میں آتا ہے۔ اس نظام کے بنیادی درجے درج ذیل ہیں۔

نشان	مضمون	نشان	مضمون
A	عام غیر متعین مضمون	N	فنون لطیفہ
B	فلسفہ / مذہب	P	زبان و ادب
C	تاریخ	Q	سائنس
D	تاریخ و جغرافیہ (امریکہ کے علاوہ ممالک)	R	طب
E+F	تاریخ و جغرافیہ (امریکہ)	S	زراعت و مویشی پالنا
G	جغرافیہ و انسانیات	T	ٹکنالوجی
H	سماجی علوم	U	عسکری علم
J	سیاسیات	V	علم جہاز رانی
L	قانون	Z	کتابیات
M	تعلیم		

www.taemeernews.com

یہ نظام درجہ بندی بتدریج مرتب ہوا۔ ۱۹۰۲ میں کتابیات کے مضمون پر جدول تیار ہوئی جو اس سلسلے کی سب سے پہلی جدول تھی۔ ۱۹۲۰ تک بیشتر مضامین کی جدول تیار ہو چکی تھیں۔

کولن نظام درجہ بندی

ڈیوی اعشاریائی نظام درجہ بندی ہی کی طرح یہ نظام بھی ایک فرد واحد کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ اس نظام کے خالق موجودہ دور کے علم کتب خانہ داری کے بین الاقوامی شہرت کے مالک پروفیسر ایس۔ آر۔ رنگا ناتھن ہیں۔ رنگا ناتھن نے اس نظام کو پہلی بار ۱۹۳۳ میں کتابی شکل میں شائع کیا تھا۔ اُن کے انتقال کے وقت تک یعنی میں اس کے ۶ ایڈیشن شائع ہو چکے تھے۔ یہ ضابطہ درجہ بندی مضامین کے منفرد پہلوؤں کے ڈھانچہ کو بنیاد بنا کر درجہ بندی کے نظام کو مرتب کرنے کی کامیاب کوشش ہے۔ تجزیاتی امتزاج کے اصول پر مرتب ضابطہ کی بھی یہ پہلی کوشش کہی جا سکتی ہے۔ اس نظام کے چھٹے ایڈیشن میں علوم کو ۴۲ درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں انگریزی حروف تہجی (جلی و خفی) عربی اعداد اور دو حروف تہجی اکٹھا استعمال کر کے بنیادی دائرہ نشانات قائم کیے گئے ہیں۔

نشان	مضمون	نشان	مضمون
Z	غیر متعین مضمون	D	انجنیرنگ
1	دائرہ علوم	E	کیمسٹری
2	کتب خانہ داری	F	ٹکنالوجی
3	علم کتاب	G	حیاتیات
4	اخبار نویسی	H	ارضیات
A	علوم طبیعی	HX	معدنیات
AZ	علوم ریاضیات	I	نباتات
B	ریاضی	J	زراعت

www.taemeernews.com

نشان	مضمون
BZ	طبیعیاتی علوم
C	طبعیات
L	طب
LX	علم ادویات
M	حرفہ جات وعلوم مفیدہ
Δ	روحانیت وتصوف
MZ	ہیومینٹیز وسماجی علوم
MZA	ہیومینٹیز
N	فنون لطیفہ
NZ	ادب وزبان
O	ادب
P	لسانیات
Q	مذہب
R	فلسفہ
S	نفسانیات

نشان	مضمون
K	علم حیوانیات
KX	علم مویشی جات
SZ	سماجی علوم
T	تعلیم
U	جغرافیہ
V	تاریخ
W	سیاسیات
X	معاشیات
Y	انسانیات
YZ	فلاحی کام
Z	قانون

درجہ بندی کے اس ضابطہ کی بنیاد یہ خیال ہے کہ جملہ مضامین میں سے ہر مضمون مجرد خیال کے اپنے پانچ بنیادی زمرہ میں سے پانچوں یا اُن سے کم زمرہ کے پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ مضمون کے بنیادی زمرے ذات، مادہ، قوت مقام اور وقت ہیں۔ کسی بھی تصنیف کے نفس مضمون کا شناختی نشان ان زمروں کے اظہار کے لیے متعیّن علامت کے اعراب کی مدد سے باہم مربوط کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ ان زمروں کی شناخت اور انھیں آپس میں مربوط کرنے کے لیے مختلف نشان ترکیبی یا اعراب استعمال ہوتے ہیں۔ اِن زمروں کو مزید سطح اور دور میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ زمروں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کے لیے درج ذیل اعراب کو نشان ترکیبی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

www.taemeernews.com

ذات	=	,	(کاما)
مادہ	؛	؍	(اسیمی کولن)
قوت	=	:	(کولن)
مقام	=	.	(ڈاٹ)
زمان	=	،	(اُلٹا کاما)

اس نظام میں مضامین کی اصل تقسیم کے ساتھ امدادی تقسیموں کا ایک وسیع نظام ہے جو مشترک جزو کہلاتا ہے۔ مقامی تقسیم، لسانی تقسیم، زمانی تقسیم، مشترک اجزائے سابقہ، مشترک اجزائے لاحقہ پر مشتمل ہے۔ ان مشترک اجزاء کے اظہار کے لیے انگریزی زبان کے حروف خفی اور عربی اعداد کو بطور نشان استعمال کیا گیا ہے۔ تاریخی تقسیم بسکو کے مشہور جدول پر مبنی ہے۔

اس نظام میں کتاب نمبر تشکیل کرنے کا ڈھنگ بھی ڈیوی اعشاریائی نظام سے مختلف ہے۔ اس میں کتاب نمبر، زبان تصنیف، اس کی سن اشاعت اور جہاں ضرورت ہو جلد نمبر، یا ضمیمہ نمبر وغیرہ کے متوازی نشانات کے ارتباط باہمی کے ذریعہ تشکیل ہوتا ہے۔

عمل درجہ بندی میں مضمون کے مختلف پہلوؤں اور اُن کے ایک دوسرے کے ساتھ تعلق کو واضح کرنے کے لیے مندرجہ ذیل تراکیب کا استعمال ہوتا ہے۔

ترکیب وقفہ	Colon Device
جغرافیائی ترکیب	Geographical
تاریخی ترکیب	Chronological
زمرہ خاص ترکیب	Favoured Category
کلاسیکی ترکیب	Classical Device
موضوعی ترکیب	Subject Device
ترکیب حروف تہجی	Alphetic Device
ترکیب میلان	Bias

علوم کی درجہ بندی کے لیے انھیں زمروں میں تقسیم کرنے کی سہولت کی

www.taemeernews.com

بدولت اس نظام میں مضامین کے پہلو دار یا مرکب موضوع کو امکانی حد تک صحیح انفرادی طلبی نمبر تشکیل کرنے کی سہولت ہے۔

درجہ بندی کے چند دوسرے نظام بھی مرتب ہوئے ہیں، لیکن اس میں سے بیشتر مختصر جغرافیائی حدود تک محدود ہیں۔ ان میں قابلِ ذکر ہنری اے بلس کا مرتب کردہ ببلوگرافک کلاسیفیکشن، جے۔ ڈی براؤن کا سبجیکٹ کلاسی فیکیشن ہیں۔ ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کی ایک زیادہ مرتب شکل یونیورسل اعشاریائی درجہ بندی ہے جو یورپ میں بہت مقبول ہے۔

کیٹلاگ سازی

درجہ بندی کے علاوہ کتب خانہ کا دوسرا ئل جو کتابوں تک دسترس میں معاون ہوتا ہے کیٹلاگ سازی ہے۔ اس کی مدد سے قاری نمبر طلب حاصل کرکے ذخیرہ کتب سے اپنی مطلوبہ کتاب حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ کیٹلاگ سازی سے مراد ہر تصنیف کے لیے ایک اندراج تیار کرتا ہے جو موضوعی اعتبار سے یا حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا جاتا ہے۔ یہ اندراج ایک رجسٹر میں ہوسکتا ہے یا علٰحدہ کارڈوں پر کیا جاسکتا ہے جو ایک ٹرے میں رکھے جاتے ہیں کیٹلاگ کتب خانہ میں موجود ایک مصنف کی جملہ تصانیف یا ایک موضوع پر موجود جملہ تصانیف کی اطلاع یکجا کر دیتا ہے۔ اس کی مدد سے قاری اپنی مطلوبہ کتاب تک مختلف راستوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرکے پہنچ سکتا ہے مثلاً چاہے اُسے کتاب کے مصنف کا نام معلوم ہو یا صرف کتاب کا عنوان یاد ہو یا محض اپنے موضوع پر کتابیں تلاش کرنا ہو۔ اس کے علاوہ اگر اُسے شریک مصنف، مترجم، مرتب، مصوّر یا سلسلہ اشاعت بھی یاد ہو تو اس کی رسائی مطلوبہ کتاب تک ممکن ہو جاتی ہے۔ کیونکہ کیٹلاگ ضابطہ کے مطابق اندراجات کے لیے مصنف، عنوان، موضوع یا مضمون اندراجات بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ زائد اندراج (شریک مصنف، مصوّر، مترجم، مرتب، عرفیت، کنیت، متبادل عنوان اور سلسلہ اشاعت) بھی ہوتے ہیں۔ تجزیاتی اندراج کی مدد سے (ایک ہی مصنف کی ایک سے زائد

www.taemeernews.com

تصانیف اگر یکجا جلد ہوں۔ سالنامہ یا منتخب مضامین پر مشتمل کتابوں میں متفرق مضامین کے لیے) سے بھی قاری بڑی حد تک اپنے مطلوبہ مواد تک دسترس حاصل کرلیتا ہے۔

عام طور پر کارڈ کیٹلاگ دو حصّوں میں منقسم ہوتا ہے۔ حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب حصہ اور درجہ نشان کی مدد سے مرتب حصہ۔ پہلے کو ڈکشنری کیٹلاگ ــــ یا حروف تہجی کیٹلاگ اور دوسرے کو درجہ بند کیٹلاگ یا کلاسی فائیڈ کیٹلاگ کہتے ہیں۔

کیٹلاگ کے ضابطے مختلف اوقات میں مرتب ہوتے ہیں مختلف کتب خانوں میں کیٹلاگ سازی کا کام درجہ بند کیٹلاگ ضابطہ یا حروف تہجی کیٹلاگ ضابطہ کے تحت ہوتا ہے۔ اول الذکر خطوط پر مرتب کیٹلاگ میں دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ میں کارڈ حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیے جاتے ہیں۔ دوسرے میں درجہ نشان کی مدد سے۔ لیکن حروف تہجی کیٹلاگ میں جملہ کارڈ حروف تہجی کے اعتبار سے ہی مرتب ہوتے ہیں۔ کلاسی فائڈ یا درجہ بند کیٹلاگ کی تیاری کا ایک ضابطہ پروفیسر ایس۔ آر۔ رنگا ناتھن نے مرتب کیا تھا۔ اب تک اس کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ کیٹلاگ سازی کے ضابطوں پر اتفاق رائے پیدا کرنے کی غرض سے ۱۹۶۱ میں پیرس میں ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں چند بنیادی اصول متعین ہوئے تھے۔ جن کی روشنی میں انگلو امریکن کیٹلاگنگ رولس نامی تصنیف ۱۹۶۷ میں شائع ہوئی۔ حال ہی میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔

آج کل عام طور پر کارڈ کیٹلاگ مقبول ہے۔ اس میں بنیادی اندراج ۵ × ۳" (۱۲ × ۷ ½) کے کارڈ پر کتاب میں موجود درج ذیل معلومات منتقل کرلیتے ہیں۔

درجہ نشان، مصنف کا نام، عنوان، ایڈیشن، شریک مصنف یا معاون، مقام اشاعت، ناشر، سن اشاعت اور صفحات کی تعداد۔ اگر کتاب میں کوئی قابلِ ذکر پہلو ہے تو اُسے بھی کارڈ پر منتقل کرلیتے ہیں۔ بنیادی اندراج کی مدد سے حسب

www.taemeernews.com

ضرورت زائد اندراجات تیار کیے جاتے ہیں۔ حروف تہجی سے مرتب حصے میں موضوع کارڈ تیار کرنے کے لیے درجات کی ایک مستند فہرست کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس طرح کی چند فہرستیں پہلے سے مرتب ہو چکی ہیں مثلاً سبجیکٹ ہیڈنگس یوزڈ اِن دی ڈکشنری کیٹلاگ آف دی لائبریری آف کانگریس ایڈیشن ۷ سیرس لسٹ آف سبجیکٹ ہیڈنگس۔ ڈاکٹر رنگا ناتھن نے موضوعاتی فہرست مرتب کرنے کے بجائے زنجیری اشاریہ سازی کا اصول مرتب کیا ہے۔

کتب خانہ کا تکنیکی شعبہ درجہ بندی اور کیٹلاگ سازی کے علاوہ چند متفرق کاموں کو انجام دیتا ہے تاکہ کتب خانہ کا ریکارڈ صحیح صورت حال کا عکاس رہے۔ ان کاموں میں موضوعات اور مصنفین کی بنیادی فہرست کی تیاری اور شلف فہرست کی تیاری بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ گمشدہ یا خارج شدہ کتابوں کے کارڈوں کو کتب خانہ سے نکالنا، کسی کتاب کی دوبارہ کیٹلاگ سازی ضابطہ درجہ بندی میں ترمیم یا کتب خانہ میں نئے ضابطہ کو اپنانے کی صورت میں کارڈ پر طلبی نمبر کو بدلنا، حوالہ رجوع کارڈ تیار کرنا، کتب خانہ کی کتابوں پر متعین مقامات پر کتب خانہ مہر ثبت کرنا، اُن پر مختلف لیبل اور چپی لگانا کتابوں کی معمولی مرمت کا کام اسی ضمن میں آتے ہیں۔

خدمت قارئین

کتب خانہ کی جملہ سرگرمیوں کا منتہیٰ قاری ہوتا ہے لیکن کتب خانے کے چند شعبے ایسے ہیں جن کا رابطہ قارئین سے سیدھا ہوتا ہے۔ ان میں شعبہ اجرائے کتب و شعبہ حوالجاتی خدمات خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

شعبہ اجرائے کتب کی ذمہ داریوں میں قارئین کی کیٹلاگ کے استعمال میں امداد، استعارکتب و واپسی کتب، مستعیر کارڈ کا تحفظ، اجرا کی گئی کتابوں کا ریکارڈ، حوالجاتی خدمات کا اعداد و شمار کی شکل میں ریکارڈ رکھنا شامل ہے۔ اس کے علاوہ کتب خانہ کے علمی ذخیرہ کا قارئین کی بدلتی ہوئی دلچسپیوں کے پیش نظر جائزہ لیتے رہنا اور شعبہ کے جملہ کاموں سے متعلق قاعدے اور ضابطے

www.taemeernews.com

مرتب کرنا بھی شعبہ کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

شعبہ حوالجاتی خدمات کے مقاصد کتب خانہ کی نوعیت سے متعین ہوتے ہیں۔ عام کتب خانہ میں حوالجاتی خدمات کے دائرہ میں قارئین کو ایسی معلومات فراہم کرنا شامل ہے جن کی نوعیت واقعاتی تفصیل، معلومات عامہ، سیاسی و سائنسی اصطلاحوں کی وضاحت اور مطالعہ کے سلسلہ میں عام رہبری ہوتی ہے۔ یہ معلومات مکمل صورت میں ملتی ہیں اور انھیں ضرورت کے مطابق فوری طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسے حاصل کرنے والے فون سے یا خود کتب خانہ میں حاضر ہو کر اپنی ضرورت پیش کرتے ہیں۔ ابتدائی سطح کے تعلیمی ادارہ میں حوالجاتی خدمات کا دائرہ مطالعہ اور نصاب سے متعلق معلومات تک محدود ہے۔ تاکہ طالب علم کتب خانہ کے استعمال کی صلاحیت پیدا کر سکیں۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں حوالجاتی خدمات کا مقصد طالب علموں کو اُن بنیادی حوالہ کی کتابوں کی افادیت سے روشناس کرانا اور اُن میں ایسی صلاحیتیں اُجاگر کرنا ہے جس کی مدد سے وہ کتب خانہ کے جملہ علمی مواد سے بغیر کسی فرد کی امداد کے اپنی ضرورت کی معلومات فراہم کر سکیں۔ مخصوص نوعیت کے کتب خانوں کی بقا کا انحصار حوالجاتی خدمات فراہم کرنے پر ہے۔ یہاں مطلوبہ اطلاع فوری طور پر مہیا کی جاتی ہے اور اگر اصل مواد کی فراہمی ممکن نہ ہو تو اُس کی عکسی نقل حسب ضرورت فراہم کی جاتی ہے۔ حوالہ جاتی خدمات کتب خانہ کی نوعیت کے مطابق درج ذیل خدمات پر محیط ہے۔

معلومات مہیا کرنا اور مختصر استفسارات کا جواب دینا، پیچیدہ یا وقت طلب استفسارات کا متعلقہ مراجعہ سے تلاش کے بعد جواب فراہم کرنا، کتابیات سازی حسب ضرورت وضاحتی کتابیات یا تلخیص سازی، معلومات فراہم کرنے والے مواد کی فائل رکھنا، دوسرے کتب خانوں میں کتب خانہ مستعار خدمات کے تحت حسب ضرورت مواد حاصل کرنا اور قارئین کتب خانہ میں بھرپور استفادہ کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے انھیں کتب خانہ کے قواعد و ضوابط سے مکمل طور پر واقف کرانا۔

www.taemeernews.com

مندرجہ بالامخصوص خدمات کے علاوہ جملہ اقسام کے کتب خانے قارئین اور علاقے کے دوسرے باشندوں میں مطالعہ کی عادت پیدا کرنے کے لیے مختلف اقدامات اٹھاتے ہیں۔ یہ وہ سہولت ہے جسے علاقے کے لوگوں کو مہیا کرنے کے لیے کتب خانے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ مطالعہ کی خواہشوں کو ابھارنے اور قارئین کو ان کی ضرورت کا مواد مہیا کرنے کی کئی ممکن صورتیں ہیں اور یہ کتب خانہ کی نوعیت اور قارئین کی ضرورت کے پیش نظر تغیر پذیر ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے دائرہ میں ایسے منصوبے بھی شامل ہیں جو مطالعہ کی ضرورت کا اندازہ کر کے مرتب کیے گئے ہیں اور کسی کتاب کو بنیاد بنا کر اس پر گفتگو موضوعاتی کتابیات سازی موضوعاتی نمائش کتب، مختصر المدتی مطالعہ کے لیے گوشہ کی فراہمی اور ذخیرہ کتب رسائل تک آسان دسترس کے عمل میں معین و مددگار دوسری سہولتیں اور اُن کے حصول کے طریقے بھی شامل ہیں۔

عملہ کتب خانہ

کتب خانہ کے کاموں کو انجام دینے کے لیے مخصوص فنی مہارت، ذہنی رجحان اور علم کے عام دائرہ سے واقفیت ضروری ہے۔ اس پیشہ میں بھی ادائیگی فرض کے دوران فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ اور اپنی رائے کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔ فکری تصورات اور نظریات کی ترسیل کی ضرورت ہوتی ہے اور عوام سے رسمی انداز سے رابطہ قائم کیا جاتا ہے یہ جملہ کام پیشہ کتب خانہ داری میں پیشہ ورانہ ذمہ داریوں میں شمار ہوتے ہیں۔

کتب خانہ کی سرگرمیوں کو پیشہ ورانہ اور غیر پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ غیر پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں اُن کاموں کا شمار ہوتا ہے جن کی انجام دہی کے انداز میں یکسانیت ہے اور قوت فیصلہ کا استعمال نہیں کرنا پڑتا. مثلاً دفتری خط و کتابت، حسابات، کتابوں کو ان کی متعین جگہوں پر لگانا، نئی کتابوں پر نمبر طلب لکھنا، کتب خانہ میں موجود سمعی و بصری آلات کی دیکھ بھال اور اُن کا استعمال وغیرہ۔

www.taemeernews.com

کتب خانہ کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کی انجام دہی کے لیے جو روایتی آسامیاں وجود میں آئی ہیں اُن میں ناظم اعلیٰ کتب خانہ، ناظم شعبہ اجرائے کتب، ناظم شعبہ حوالجاتی خدمات، ناظم شعبہ حصول کتب، مشیر قارئین اور بچوں کے شعبہ کا ناظم شامل ہیں. حال ہی میں ان روایتی انداز کی کتب خانہ آسامیوں کے ساتھ ساتھ چند غیر روایتی انداز کی آسامیاں بھی قائم ہونے لگی ہیں. مثلاً

منتظم نظام کار

لائبریرین برائے خدمت بالغان

ماہر اسناد و دستاویزات تاریخی

ماہر انتخاب کتب

ناظم برائے ارتباط باہم کتب خانہ خدمات

ناظم شعبہ مخطوطات و کتب نایاب

ناظم خدمات کتب خانہ برائے دیہی علاقہ

مشیر ضلعی کتب خانہ

ناظم امور عملہ انتظامی

مہتمم شعبہ نقشہ جات

مندرجہ بالا آسامیوں کے قیام سے مغرب میں کتب خانہ خدمات میں نئے ابھرتے ہوئے پہلوؤں کا انداز ہوتا ہے. معلومات کے دائرہ میں روزافزوں وسعت، سائنسی تحقیق کے کاموں میں اولیت کا مقام حاصل کرنے کی دوڑ اور اس کے لیے کتب خانہ خدمات کی اہمیت میں اضافہ کتب خانہ داری کے پیشہ پر مزید دباؤ کا سبب بنتے جا رہے ہیں. اب لائبریرین کیلیے ضروری ہے کہ جملہ علوم سے واقفیت کے ساتھ ساتھ مختلف آلات کے استعمال سے بھی واقف ہو اور ایک یا ایک سے زائد غیر ملکی زبان کی جانکاری رکھتا ہو. کتب خانہ خدمات کے معیار کو بلند کرنے اور اُسے بہتر بنانے کے جو نئے مواقع ابھر رہے ہیں اور اس میدان میں جو نئے رجحانات، نظریات اور خیالات جنم لے رہے ہیں ان کی بدولت کتب خانہ خدمات کے نئے امکانات پیدا ہو رہے ہیں. لائبریرین کے لیے ان سے واقف ہونا نہ صرف لائق تحسین ہے بلکہ بڑی حد تک ناگزیر ہے.

www.taemeernews.com

حواشی وحوالے

۱۔ اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے لیے دیکھیے امریکن لائبریری اسوسی ایشن سب کمیٹی آف دی اے ۔ ایل بورڈ آن پرسنل اینڈ منسٹریشن ڈسکرپٹیوسٹ آف پرفیشنل اینڈ نان پرفیشنل ڈیوٹیزان لائبریری۔ شکاگو، ۱۹۴۸

۲۔ میلول ڈیوی۔ ڈیوی ڈیسیل کلاسی فیکیشن اینڈ ریلیٹیو انڈکس بار ۱۹، البنی، نیویارک، ۱۹۷۹

۳۔ لائبریری آف کانگریس۔ سبجیکٹ کیٹلاگنگ ڈویزن۔ آؤٹ لائن آف دی لائبریری آف کانگریس کلاسی فکیشن۔ واشنگٹن، ۱۹۶۵

۴۔ ایس۔ آر۔ رنگا ناتھن۔ کولن کلاسی فیکیشن۔ بار ۷، بنگلور، ۱۹۶۹

۵۔ ہنری ای، بلس سسٹم آف ببلوگرافک کلاسی فیکیشن، ۱۹۴۰۔ ۱۹۵۳۔ ۱۹۵۰،

ڈی براون۔ سبجیکٹ کلاسی فیکیشن۔ مرتبہ۔ ڈی۔ اسٹیورٹ، ۱۹۳۹

۶۔ برٹش اسٹینڈرڈ۔ یونیورسل ڈیسیل کلاسی فیکیشن۔ لندن، ۱۹۳۶

۷۔ ایس۔ آر۔ رنگا ناتھن۔ کلاسیفائڈ کیٹلاگ کوڈ، وتھ ایڈیشنل رولس فار ڈکشنری کیٹلاگ کوڈ۔ بمبئی، ۱۹۶۴

۸۔ میکائیل گورمن اینڈ پال ڈبلیو ونکلر۔ ایڈیٹر۔ اینگلو امریکن کیٹلاگنگ رولس شکاگو، ۱۹۷۸

۹۔ یو۔ ایس لائبریری آف کانگریس سبجیکٹ ہیڈنگس یوزڈ آن دی لائبریری آف کانگریس۔ بار ۷۔ واشنگٹن، ۱۹۶۶

۱۰۔ سیرس لسٹ آف سبجیکٹ ہیڈنگس، مرتبہ برتھا ایم فرک۔ بار ۸، نیویارک ۱۹۵۹

۱۱۔ لائبریری اسوسی ایشن (گریٹ بریٹین) ورکنگ پارٹی آف ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ کمیٹی۔ پرفیشنل ڈیوٹیز۔ لندن، ۱۹۷۴

www.taemeernews.com

کتب خانہ اور عمل خود کاری

انسان نے اپنی ضرورت میں سے بیشتر کو پورا کرنے کے لیے انواع واقسام کے آلات واوزار، مشین اور مشین کے ذریعہ کام کے طریقے ایجاد کیے ہیں۔ لیکن اس بات سے شاید ہی کسی کو اختلاف ہو کہ ان تمام ایجادات میں کمپیوٹر سب سے منفرد ہے۔ جو لچک اور ضرورت کی تکمیل کے لیے خود کو ڈھال لینے کی صلاحیت کمپیوٹر میں ہے وہ کسی دوسری مشین میں نہیں۔ کمپیوٹر کی صلاحیت پر اسی اتفاق رائے کی بدولت اور مستقبل میں اس کے متفرق استعمال کے امکانات کی بدولت خود کاری کے دور یا اعلیٰ صلاحیتی مشین کے دور کی ابتدا ۱۹۴۶ سے کی جاتی ہے۔ یہ وہ سال ہے جب امریکہ میں پہلی بار وفاقی خدمات کے منصوبوں کی تیاری میں جمع وتفریق کی پیچیدہ اور اعلیٰ سطحی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے الیکٹرونکس آلات کا استعمال ہوا۔

کمپیوٹر اور اس کی ذیلی مشینوں کے واسطے نئے امکانات کی تلاش اُسی وقت سے جاری ہے اور آج زندگی کا شاید ہی کوئی شعبہ ہو گا جہاں بالواسطہ یا بلاواسطہ کمپیوٹر کی دسترس نہ ہو۔ نت نئے استعمال کی بدولت اس کی کارکردگی بہتر ہوتی جارہی ہے۔ خصوصاً ان کی حساب، جمع وتفریق کی صلاحیت معلومات کے ذخیرہ کو اپنے اندر جمع کرنے کی صلاحیت یا ان کی قوتِ حافظہ ایک مشین کے لحاظ سے ان کی شکل وصورت کی تکمیل اور ان میں صلاحیت کارکردگی کے لحاظ سے لچک میں اضافہ ہو رہا ہے اور اُن کے استعمال پر آنے والی لاگت میں مقابلتاً بتدریج کمی ہوتی جارہی ہے۔ دور خود کاری کے ایک ممتاز مبصر کا خیال ہے کہ کمپیوٹر کی مدد سے سائنس اور تکنالوجی کے میدان میں آیندہ چند سالوں کے اندر ہونے والی پیش رفت گذشتہ صدیوں کی انسان کی تخلیقی پیش رفت سے کئی گنا زیادہ ہو گی اور یہ امکان اس وقت صحیح معلوم ہوتا ہے جب کہ کمپیوٹر تکنالوجی اپنے ابتدائی مراحل سے گذر رہی ہے۔ آج کے صنعتی طور پر ترقی یافتہ ملکوں میں پائی جانے والی سائنسی اور تکنیکی خود اعتمادی کے دور میں تکنیکی ترقی کی مجموعی

www.taemeernews.com

رفتار چاہے کیسی ہی ہو الیکٹرانکس کے میدان میں اور خاص طور پر برقیاتی ذرائع ترسیل کے میدان میں تیز رفتار پیش رفت کی پیشن گوئی ضرور درست ثابت ہوگی۔

لائبریری کے عمل میں خودکار مشینوں کا مقام

مشینوں کے افادی پہلو پر روز افزوں بھروسہ کے ماحول میں اور اچھی کتب خانہ خدمات کی وسیع پیمانہ پر مانگ کے پیش نظر یہ سمجھنا کچھ زیادہ دشوار نہیں کہ منتظمین کتب خانہ گزشتہ چند برسوں سے اپنے مسلسل درپیش مسائل کے حل کے لیے کیوں میکانکی اور مشینی آلات سے مدد لینے کی جانب بتدریج راغب ہوتے جارہے ہیں۔ گزشتہ صفحات میں ہم نے کتب خانہ خدمات کے لیے مخصوص حالات اور ضرورت کے پیش نظر بڑھتے ہوئے دباؤ کے بارے میں پڑھا ہے۔

آج کتب خانہ میں بشمول کمپیوٹر بہت سی مشینیں معلومات فراہم کرنے کے عمل کی تکمیل کے لیے کام میں لائی جارہی ہیں۔ کتب خانہ کی پیچیدہ خدمات کو انجام دینے کے سلسلے میں ان مشینوں کے استعمال پر کافی تجربے ہو چکے ہیں اور آج بھی ہورہے ہیں۔ اس کے باوجود کتب خانہ کے جملہ کاموں اور خدمات کو خودکار مشینوں کی مدد سے کس حد تک موثر لیکن ارزاں طریقوں سے انجام دیا جاسکتا ہے، اس کا اب تک کوئی فیصلہ کن جواب نہیں مل سکا ہے۔ مسئلہ کے ہمہ جہتی پہلو پر ہنوز بحث جاری ہے اور اس بحث کے دوران مختلف نظریات اور خیالات پیش کیے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نئے منصوبے بھی بنائے جارہے ہیں یا ان کے بنائے جانے کے امکانات موجود ہیں۔ اس مسلسل بحث کے نتیجے میں اس نزاعی مسئلے پر دستیاب علمی مواد کی مقدار اور جہت دونوں میں اضافہ ہوا ہے۔ مواد کے اس ذخیرہ میں کتابیں جو عملی تجربات اور نظری پہلو، دونوں کا احاطہ کرتی ہیں، رسائل میں مضامین تجرباتی منصوبوں کے نتائج پر مبنی رپورٹیں، کانفرنس کی روئداد، اداروں کی کارکردگی کی رپورٹیں مقالہ جات اور مضمون کے لیے تیار کیا گیا نصاب۔

www.taemeernews.com

سب شامل ہیں۔

خود کار آلات کی موجودہ صورت حال

ایک منظم و مرتب نیز سائنسی اعتبار سے ترقی یافتہ سماج جس تیز رفتاری سے نئی معلومات کو جنم دیتا ہے اسی تناسب سے نئے تخلیق مواد پر بہتر دسترس کے لیے دوسروں پر انحصار بڑھ جاتا ہے۔ آج کے لائبریرین کے سامنے پروفیسر شیرا کے بقول "بڑا مسئلہ بڑھتے ہوئے علمی مواد کو اکٹھا کرنے کا نہیں ہے بلکہ جمع شدہ مواد تک بہتر دسترس کا ہے" دسترس فراہم کرنے کی ذمہ داری لائبریرین کی ہے اسی لیے لائبریرین کے لیے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ اس خدمت کو انجام دینے کے واسطے بہتر سے بہتر ڈھنگ اور طریقہ کی تلاش جاری رکھے اور اُن طریقوں کو کام میں لائے۔ اسی لیے یہ بات بھی واضح ہے کہ کوئی بھی لائبریرین یا علم کتب خانہ داری کا طالب علم اگر ان خود کار آلات کی کارکردگی اور اُن کی تازہ ترین صلاحیتوں سے آشنا نہیں ہے تو وہ خود کو اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے تیار کرنے کے سلسلے میں یا اُن کی ادائیگی میں بہت بڑی غلطی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

خود کار آلات اور مشینوں میں جو تبدیلیاں ہو رہی ہیں اُن سے واقف رہنا آسان نہیں۔ کتب خانہ اور مخصوص نوعیت کی معلوماتی خدمات کے سلسلے میں استعمال ہونے والے الیکٹرانک آلات و مشین سے متعلق دستیاب مطالعاتی مواد کا ایک بڑا حصہ اتنی اعلیٰ سطحی تکنیکی پیچیدگیوں کا حامل ہے کہ بہت سے لائبریرین اور علم کتب خانہ داری کے طالب علم اُسے ناقابلِ فہم پاتے ہیں۔ اسی طرح اس میدان میں ہونے والے تجربات کی تعداد اور اُن کی اقسام بھی بہت پیچیدہ ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ مشکل ہے کہ کمپیوٹر اور اس زمرہ کی مشینوں کو اتنا کثیر المقاصد بنا دیا گیا ہے اور اُن کے اندر اس قدر مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت پیدا کی جارہی ہے کہ بسا اوقات اُن کی صلاحیت کارکردگی کے بارے میں دیے گئے بیان میں سے سچ اور جھوٹ کا فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے[3]۔

سڈنی یونیورسٹی کے لائبریرین ہیرسن برِیان نے امریکہ اور کناڈا کے

www.taemeernews.com

کتب خانوں کا ایک دورہ کیا جو کئی ہفتوں تک جاری رہا۔ اپنے سفر کے دوران انھوں نے ۲۸ منتخب کتب خانوں کے کاموں کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد انھوں نے امریکن کتب خانوں میں خودکاری کے عمل پر اپنے تاثرات قلم بند کیے ہیں۔ ان کے مطابق "چند پراجیکٹ جن کے بارے میں کہا گیا تھا کہ ان پر بڑے زور وشور سے کام ہو رہا ہے۔ جب انھیں بغور دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ ابھی تک وہ منصوبہ بندی کے ابتدائی مراحل میں ہیں۔ اسی طرح چند دوسرے نظام عمل جن کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ ابتدائی مراحل میں پورے طور پر داخل ہو چکے ہیں۔ انھیں دراصل نا قابل عمل قرار دے کر رد کیا جا چکا تھا یا ان میں اتنی تبدیلی کی جا چکی تھی کہ اب اُن کی شناخت ممکن نہ تھی"۔ ۴

لیکن حالات کا تقاضہ ہے کہ علم کتب خانہ داری کا ہر سنجیدہ طالب علم ان تمام مشکلات کے باوجود اعلیٰ تکنیکی سطح کی مشینوں کے اندر کتب خانہ کے کاموں کو انجام دینے کی صلاحیت کو جاننے کے لیے پورے طور پر کوشاں رہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کمپیوٹر کے بارے میں عام طور پر مروج مفروضات یا کسی کٹر رائے کو بے چون وچرا تسلیم کر لینا بھی درست نہیں ہو گا۔ چاہے یہ مفروضات کمپیوٹر کی ہمہ جہت صلاحیتوں کے بارے میں ہوں یا لائبریرین کے اس کے پسندیدہ اور صدیوں پرانے کتب خانہ کے کاموں پر سے اجارہ داری ختم ہو جانے کے خطرہ کے بارے میں ہوں۔ سوسن آرتندی کے الفاظ میں "ضرورت کھلے ذہنوں کی ہے جو نئی معلومات کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں انھیں تول سکیں اور ان پر ناقدانہ نظر ڈال سکیں۔ اور محض معروضی دلائل پر انھیں قبول کر سکیں یا انھیں رد کر دیں (۵)"۔

عام نقطہ نظر

آج کی دنیا میں موجود علم ودانش کے اس بڑے ذخیرے کے حصول ترتیب ذخیرہ کاری اور بازیابی کے کام میں معاون وسائل کی مزید بہتر اور موثر شکل کی دریافت، اور انھیں پختہ بنانے کے کام میں بہت لوگوں کو دلچسپی ہے۔ کمپیوٹر

www.taemeernews.com

کی ایجاد کے فوراً بعد ہی جب ان کا استعمال سرکاری اداروں، صنعت وحرفت کے میدانوں اور تجارت کے جملہ شعبہ جات میں تیزی سے ہونے لگا اور بہت سے پیچیدہ اور اہم ذمہ داریوں کے کام اس کی مدد سے انجام پذیر ہونے لگے تو لائبریری کے پیشہ کے افراد میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ الیکٹرانک مشین چھپے ہوئے مواد اور ترسیل معلومات کے عمل میں ایک نئی اور انقلابی جہت کا اضافہ کرسکتی ہے۔ اس صدی کی گزشتہ دہائیوں میں کمپیوٹر کے زمرہ کی مشینوں کی کتب خانہ میں دستیاب مطبوعات اور علمی مواد کے ترتیب وتنظیم کے کام میں افادیت مسلّم ہوچکی ہے۔ اس کا ثبوت وہ خیالات ہیں جن کا اظہار ماہرین علم کتب خانہ داری کی جانب سے ہوتا رہا ہے۔ ایک رائے کے مطابق عام استعمال کے ڈیجیٹل کمپیوٹر نے معلومات فراہم کرنے کے لیے اب تک کے استعمال میں آنے والے میکانکی طریقوں کے مقابلے میں اپنی بہتر صلاحیت کی بدولت امکانات کی وسیع دنیا کا دروازہ کھول دیا ہے۔" اسی طرح یہ پیش گوئی "کمپیوٹر نے اگرچہ کتب خانوں کے مسائل کو اب تک حل نہیں کیا ہے جب کہ کتب خانے دستیاب شائع ہوئے علمی مواد کے سیلاب میں بہہ جانے کے درجہ کو پہنچ چکے۔ لیکن ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب کمپیوٹر ان مسائل کو حل کرلیں گے" بھی انھیں خیالات کا اظہار کر رہی ہے۔ ایک دوسرے مفکر کا خیال ہے کہ "خودکار مشینوں کے علم وجانکاری کی ذخیرہ کاری اور بازیابی کے عمل میں جو امکانی مصرف ہیں ان کی کوئی انتہا نہیں ہے اور اگر لائبریرین اس تکنیکی انقلاب سے صرف نظر کریں گے تو وہ خود کو بہت قابل رحم حالت میں ڈال لیں گے۔"

اس کے برعکس چند دوسرے ماہرین علم کتب خانہ داری اس موضوع کے دوسرے پہلو کو پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ کتب خانہ کے اعادی نوعیت کے اہم کاموں کو انجام دینے کے سلسلے میں کمپیوٹر اور برقی آلات ومشینوں کی کارکردگی کی صلاحیت سے انکار نہیں کرتے لیکن کتب خانہ کے غیر اعادی اور پیچیدہ نوعیت کے کاموں کو انجام دینے کے لیے ان مشینوں کے استعمال کے بارے میں محتاط رویّہ اپنانے کی بات کرتے ہیں۔ مثلاً لائبریری آف کانگریس میں ان آلات پر تبصرہ کرتے

www.taemeernews.com

ہوئے سیموئل اسانئی ڈر کہتے ہیں کہ خودکار مشین ایسے کاموں کو جن میں کسی تصنیف کی کتابیاتی تفصیلات کو خاطر خواہ انداز سے درج کرنا اور اس تصنیف کی بازیابی کرنا ہو بحسن وخوبی انجام نہیں دے پاتی ہیں[8]۔ اسی طرح پروفیسر ڈونالڈ۔ پی۔ ہیمر کا خیال ہے کہ ایک ایسے کتب خانہ میں جہاں کا علمی ذخیرہ علوم انسانی کے جملہ شعبہ جات پر حادی ہو۔ حوالجاتی خدمات اور علمی مواد کی فراہمی کے کاموں کو خودکار ڈیٹا پراسسنگ نظام کی افادیت بہت محدود سطح کی ہے۔ انھوں نے ان خودکار مشینوں کی صلاحیت کے بارے میں اپنی حتمی رائے ان الفاظ میں ظاہر کی ہے۔

"یونیورسٹی کتب خانہ کے کاموں کو انجام دینے کے سلسلے میں مشینوں کا مصرف کلرکانہ کاموں تک محدود رہے گا[9]" بقول ترسیل معلومات کے ایک ماہر الاّن۔ ایم۔ ریس کے "اس موضوع پر ہونے والی بحث کے نتیجہ میں علمی مواد اور مواد کی بازیابی کے کام میں انسانی دماغ کے ذریعہ یا کمپیوٹر کے واسطے سے بازیابی کی صلاحیت دونوں میں سے کسے فوقیت ہے یہ فیصلہ نہیں ہو سکا ہے"[10]

مندرجہ بالا خیالات کی روشنی میں ہمیں خودکار مشینوں کے سلسلے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ یہ خیالات ایک بہت پیچیدہ مسئلہ کے صرف چند پہلوؤں پر ہی روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ کتب خانہ کے تمام کاموں میں اعلیٰ سطح کے تکنیکی وسائل کے استعمال پر ہوئی بحث کے ایک معمولی پہلو کا نمونہ ہیں۔

کتب خانہ میں مشینوں کے استعمال کی رفتار

فکر وعمل کے کسی ایسے موضوع کے بارے میں جس کے علمی اور عملی دونوں پہلو تغیر پذیر ہوں کوئی بھی کلیہ بنانا خطرہ سے خالی نہیں۔ ہاں اگر کلّیہ کی تشکیل مسئلہ پر تفصیل اور گہرائی کے ساتھ نظر ڈالنے کے لیے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ خودکار مشین کتب خانہ کی اعادی نوعیت کے کاموں کو بخوبی انجام دے سکتی ہیں۔ خصوصاً اسکول، عام اور تعلیمی کتب خانوں میں کمپیوٹر اور اس کے زمرہ کی دوسری مشینوں کا استعمال بڑی حد تک ایسے روایتی انداز کے کاموں کے انجام دینے تک محدود ہے۔ علمی مواد کی فراہمی مختلف

www.taemeernews.com

ڈھنگ کے ریکارڈ کا تحفظ، اُجرت کی فرد، حسابات، سامان و آلات کی فرد، ممبران کتب خانہ کی فہرست کی درستگی، کیٹلاگ سازی، اجرائے کتب اور پابندی وقت سے موصول ہونے والے رسائل وسالناموں کا ریکارڈ وغیرہ!!

یونٹ ریکارڈ یا اکائی ریکارڈ کے زمرہ کی بہت سی مشینیں کتب خانہ میں کیے جانے والے بنیادی نوعیت کے کاموں کی انجام دہی میں استعمال ہو رہی ہیں۔ یہ مشین کمپیوٹر کے ساتھ یا علٰحدہ سے دونوں طرح استعمال میں آرہی ہیں ان میں کارڈ پنچ یا کلیدی پنچ مشین جس میں ٹائپ رائٹر کی طرح کے کلیدی بورڈ ہوتے ہیں۔ جن کی مدد سے کارڈ پر معلومات کے لیے متعین علامتی سوراخ کردیے جاتے ہیں، چھٹنی مشین جو کارڈوں پر بنے سوراخ کی مدد سے کارڈوں کو مختلف ڈھیریوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ تطبیقی مشین جو کارڈوں کو اُن کے موزوں مقام پر لگا دیتی ہے۔ حساباتی مشین جسے چھاپا مشین بھی کہتے ہیں، جس کے ذمہ کارڈ پر بنے سوراخوں کی علامت کی مدد سے موجود معلومات کو پڑھ کر عام پڑھے جانے والی زبان میں منتقل کر کے چھاپنے کا کام ہوتا ہے اور ایسی مشین جو کارڈوں کی نقل تیار کر سکے۔ کمپیوٹر اکائی ریکارڈ مشین کے ذریعہ ہونے والے کاموں کو انجام دیتا ہے۔ اس کے علاوہ چند ایسے کام بھی انجام دیتا ہے جو ان مشینوں سے نہیں ہو پاتا۔ مثال کے طور پر کمپیوٹر کے اندر مقناطیسی حافظہ کی صلاحیت بھی ہوتی ہے جس کی بدولت اسمیں چند اقسام کی معلومات کی ذخیرہ کاری کرنے اور انھیں ترتیب دینے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کمپیوٹر مکمل ہدایتی فہرست یا پروگرام کی مدد سے کام کرتا ہے۔

یہاں ہم یہ بات دہراتے چلیں کہ اسکول، عام اور تعلیمی کتب خانوں میں جہاں کہیں بھی یونٹ ریکارڈ مشین، کمپیوٹر اور دوسرے الیکٹرانک آلات کا استعمال ہوا ہے سب جگہ ان مشینوں کو معلومات محفوظ کرنے، حسابات کا گوشوارہ بنانے اور جمع کی ہوئی معلومات کو علامت کے طور پر سوراخ کیے ہوئے کارڈوں کی مدد سے چھاپنے کا کام لیا گیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ان سے بنیادی نوعیت کے اندراجات، مثلاً کیٹلاگ سازی، اندراج کتب، تاخیر سے کتابیں واپس کرنے والوں کے ناموں کی فہرست، اخبار و رسائل کی خریداری، ان کی ذخیرہ کاری کا ریکارڈ،

www.taemeernews.com

جلد سازی کے لیے تیار کتابوں کی فہرست سازی، اساتذہ کے تحقیق کاموں اور مطالعہ کی دلچسپیوں کی تفصیل، تنخواہوں کی ادائیگی کا گوشورہ اور مستعار کتابوں کے ریکارڈ کی تیاری کا کام ہوتا ہے اور تیار شدہ فہرستوں کو متعلقہ اصحاب کے درمیان تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اسکول، عام اور تعلیمی کتب خانوں میں خودکار مشینوں سے ان کاموں کو انجام دینے کا رجحان عام ہے جو یکسانیت کے پہلو رکھتے ہیں اور جن کی انجام دہی میں تدبر اور غور وفکر کی ضرورت نہیں۔

بیشتر کتب خانوں میں خودکار مشین بتدریج آئی ہیں۔ ان کے استعمال کرنے سے پہلے کتب خانہ کے کاموں کے بارے میں اچھی طرح سمجھ لیا گیا ہے۔ ممبران کتب خانہ کی تعداد، اُن کے ذہنی رجحان اور ان کی ضروریات کا صحیح طور پر اندازہ لگا کر اور کتب خانہ کے مقاصد کی صحیح جانکاری اور چھان بین کے بعد ہی ان مشینوں کو اپنایا گیا ہے اس کے علاوہ ذخیرہ کتب، کارکنان کتب خانہ کی صلاحیت خودکار مشینوں کے استعمال میں لانے کے وقت دوسرے آلات کی پہلے سے دستیابی یہ چند وہ عناصر ہیں جو خودکار مشینوں کے استعمال میں لانے کے حق میں فیصلہ کرنے میں معاون ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ مالیات کی دستیابی بھی ایک اہم عنصر ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں خودکار مشینوں کو کتب خانہ کے کاموں کے سلسلے میں استعمال کرنے والوں میں دو مکتب خیال کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک کا خیال ہے کہ یہ مشینیں روایتی اور اعادی نوعیت کے کاموں کو انجام دیں گی۔ دوسرے کا خیال ہے کہ ان مشینوں کو ایسے کاموں کے لیے استعمال کرنے کا مفہوم ان کی امکانی صلاحیت کو ضائع کرنا ہے[12]۔ ان کی صلاحیت کا بہتر مصرف تو معلومات کی ذخیرہ کاری اور اُن کی بازیابی ہے۔ اس مکتب فکر کے افراد کو اس بات سے اتفاق ہے کہ خودکار مشین لائبریرین کو دیر طلب اور ذہنی طور پر تھکا دینے والے روایتی کاموں سے نجات دلادیتی ہیں اور انھیں اس بات کا موقع فراہم کرتی ہیں کہ وہ اپنے بیشتر اوقات ایسے کاموں کے انجام دینے اور مسائل کے حل کرنے میں، صرف کریں جو انتظامی پیچیدگیوں کے حامل ہیں اور غور و فکر چاہتے ہیں۔ اس مکتب فکر کے لوگ یہ بات بھی کہتے ہیں کہ اگر مشینوں کا یہ استعمال نہ ہو کہ آخر میں چل کر وہ ایک مکمل خودکار نظام کا جزو بن سکے ــــ

www.taemeernews.com

ایک ایسا نظام کار جس میں علمی مواد کی تفصیلات کا اندراج اور ترتیب، ان کی ذخیرہ کاری اور بازیابی اور ترسیل معلومات کے عمل کو بخوبی انجام دیا جاسکے تو محض چند مشینوں کا استعمال صورت حال میں بنیادی اضافہ نہیں کرتا ہے۔ اس نقطہ نظر کو پیش کرنے والوں کا یہ بھی خیال ہے کہ غیر حسابی عمل کو کامیابی کے ساتھ انجام دینے کے سلسلے میں خودکار مشینوں کے سامنے آج جو مشکلات ہیں، وقت کے ساتھ وہ حل کرلی جائیں گی۔ ان لوگوں کے مفروضات کہاں تک صحیح ہیں یہ بات ہنوز متنازعہ فیہ ہے۔ اس نظریہ کے مخالف اسے غلط ثابت کرنے میں مصروف ہیں اور موافقین اسے درست ثابت کرنے میں۔ اس دوران لائبریرین اور علم کتب خانہ داری کے ماہرین محض خاموش تماشائی ہیں۔ خودکار مشینوں کے استعمال کے حق میں جو دلیل پیش کی جاتی ہے اس کی تہہ میں بھی ایک مفروضہ ہے۔ اس دلیل کی بنیاد یہ ہے کہ کتب خانہ کا اصل کام ترسیل معلومات ہے۔ دوسرے لفظوں میں کتب خانہ معلومات فراہم کرنے کی ایجنسی محض ہے اور بس۔ غالباً ان حضرات نے جو کتب خانہ کو ایک سماجی کلچرل اور تعلیمی ادارہ کی حیثیت دیتے ہیں۔ ابھی تک اس مفروضے پر بخوبی غور نہیں کیا ہے۔[۱۳]

معلومات کی بازیابی میں مشینی طریقہ کار کا استعمال

گزشتہ صفحات میں ہم نے معلومات کی بازیابی کی اصطلاح کا کئی بار استعمال کیا ہے۔ کتب خانوں میں یہ کام نیا نہیں ہے۔ علمی مواد کو چاہے وہ کسی قسم یا شکل میں ہو منظم کرنا، اس مواد سے درکار معلومات کی دوبارہ فراہمی ـــــ ان کی تلاش و بازیابی ـــــ اور اُن معلومات کے جویا اور متلاشی افراد تک اُن کی ایسی شکل میں ترسیل کہ وہ مصرف میں لائی جاسکیں، کتب خانوں کے ہمیشہ سے اہم کام رہے ہیں۔ کتب خانہ داری کا بنیادی کام بلاشبہ ہمیشہ سے حوالجاتی خدمات یا کتابیات کا فراہم کرنا رہا ہے۔ یہ ایک ایسی خدمت ہے جس کے دوران حوالہ جات کے متلاشی اور اُن کی ضرورت کو فوقیت دی جاتی ہے۔ بہت سے لائبریرین مختلف وجوہات کی بنا پر دوسری خدمات کے سلسلے میں بھی متفکر رہے ہیں اور آج

www.taemeernews.com

بھی ہیں۔ لیکن آج بھی کتب خانہ کا کلیدی عمل اور بنیادی ذمہ داری کتب خانہ کے ذخیرہ تک نتیجہ خیز دسترس کی سہولت ہے۔ تاریخی نقطۂ نظر سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل میں معلومات، علم اور مواد کی نشاندہی کے جملہ ڈھنگ شامل ہیں؟!

معلومات کی بازیابی اگرچہ ایک عمل کی حیثیت سے کوئی نئی بات نہیں لیکن ایک اصطلاح کی حیثیت سے ضرور نئی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب مختلف نوعیت کی تکنیکل رپورٹوں پر مشتمل مواد کی تعداد اور اہمیت میں بتدریج اضافہ ہونے لگا اور جب "تحقیق و ترقی" کے کاموں میں سرکاری امداد کی بدولت نئے سرے سے سرگرمی پیدا ہوئی اور جب معاشی افادیت کی معلومات کی مانگ میں اضافہ ہوا تو یہ اصطلاح بھی وسیع پیمانہ پر استعمال ہوئی اور لوگوں کی توجہ کی مستحق ہوئی باوجود اس کے کہ پہلے سے مقابلہ میں آج اس اصطلاح کے استعمال اور اس پر غور و فکر میں اضافہ ہو چکا ہے۔ اس اصطلاح کا مفہوم آج بھی غیر مبہم اور واضح نہیں ہے آج بھی ہم اُسے اتنے وسیع المفہوم معنوں میں استعمال کرتے ہیں کہ اس کے دائرہ میں معلومات کی بازیابی کے سلسلے کے انواع و اقسام کے عمل آجاتے ہیں[15] چنانچہ:

۱۔ حوالہ جات کی بازیابی یعنی کتب خانہ کیٹلاگ کارڈ یا مختلف نوعیت کے اشاریہ جات جس میں علمی مواد کی کسی اکائی کے بارے میں مفصل حوالے درج ہوتے ہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ یہ حوالے کمپیوٹر کی مدد سے تیار کیے گئے، یا بغیر کمپیوٹر کے۔

۲۔ علمی مواد کے اکائی کی بازیابی یعنی ایسی خدمت جس میں ضرورت مند کو حوالجاتی یا کتابیاتی تفصیل محض کے بجائے اس کی ضرورت کے علمی مواد کی اکائی کے مکمل متن کو مہیا کیا جاتا ہے۔ علمی مواد کی یہ اکائی چاہے کتاب ہو، کسی رسالہ میں شائع مضمون ہو، رپورٹ ہو یا کوئی مخطوطہ۔

۳۔ موضوع سے متعلق حقائق یا اعداد و شمار کی بازیابی جس میں مخصوص نوعیت کی معلومات طلب کی صورت میں فراہم کی جاتی ہیں۔

معلومات کی بازیابی کے سلسلے میں ان مختلف النوع کاموں میں مرکزی حیثیت اس عمل کو حاصل ہے جس کے تحت مختصر الفاظ میں معلومات کی نشاندہی

www.taemeernews.com

کرنا ہے اور ضرورت کے مطابق انھیں نہایت موزوں شکل میں ان کے متلاشی کو مہیا کر دینا ہے ـــ اس عمل میں درکار مواد کی پہلے ہی سے یا وقت کے وقت نشاندہی دونوں شامل ہیں ـــ معلومات بہم پہنچانے کی یہ کوشش علم کتاب خانہ داری اور معلومات کی بازیابی کے عمل دونوں ہی میں مشترک ہے۔ اسے معلومات کی ذخیرہ کاری اور بازیابی، علم معلومات اور حوالجاتی خدمات کے الگ الگ ناموں سے بھی جانتے ہیں۔ عمل کتب خانہ داری یا لائبریرین شپ اور معلومات کی بازیابی ایک سطح پر پہنچ کر ایک ہی عمل کے دو نام ہو جاتے ہیں لیکن اگر تفصیل میں جائیے تو نمایاں اختلافی پہلو سامنے آجائیں گے۔ مثال کے طور پر علم معلومات کے ماہرین اپنے جملہ کاموں میں نمایاں ترین اہمیت ایک ماہر موضوع کی ضرورت کے پورا کرنے والے مواد کی فراہمی کو دیتے ہیں اور خاص طور پر تکنیکی اور سائنسی میدان علم کے ماہر کی ضرورت کو۔ اسی طرح ماہرین علم معلومات کے ماخذ میں غیر کتابی شکل میں دستیاب مواد غالب عنصر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح اُن کا فراہمی خدمت کا طریقۂ کار غیر روایتی ہوتا ہے۔ فراہمی معلومات کے ضمن میں کمپیوٹر کی امکانی صلاحیت کو استعمال میں لانے کی نمایاں کوشش خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ علمی مواد کی ذخیرہ کاری اور بازیابی کے کام میں مشینوں کے استعمال کے امکانات پر بیشتر تجربات خاص نوعیت کے کتب خانوں اور سرکاری نیز نجی دائرے کے صنعتی اداروں سے منسلک معلومات فراہم کرنے کے مراکز میں پائی جاتی ہے دراصل ان کتب خانوں کو اپنے مخصوص فرائض کی ادائیگی کا کام جس میں ایک خاص قسم کا صحیح معلوماتی مواد ایک مختصر عرصہ کے اندر مہیا کرنا شامل ہے، کرنا پڑتا ہے یہ کام بہر صورت کتب خانہ کے عام ذخیرہ سے ضرورت کے مطابق علمی مواد کی بازیابی کے عمل سے زیادہ مشکل کام ہے۔

معلومات کی بازیابی کے لیے مواد کی ترتیب و تنظیم

کتب خانہ میں موجود علمی مواد کا اندراج اور ان کی ترتیب و تنظیم کا کام

www.taemeernews.com

معلومات کی بازیابی کے عمل میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ اسی لیے کتب خانہ کی حوالہ جاتی خدمات کے ضمن میں جس طرح اشاریہ سازی اور درجہ بندی وکیٹلاگ سازی کے ضابطوں کی اہمیت ہے اسی طرح سائنس اور ٹکنالوجی کے موضوعات پر مخصوص علمی مواد کے بہتر استعمال کے نسبتاً زیادہ پیچیدہ کاموں میں اشاریہ سازی اور درجہ بندی کے اُن طریقوں کی اہمیت ہے جو آج کل استعمال ہو رہے ہیں۔"

درکار علمی مواد و معلومات کی بازیابی کے عمل کی انجام دہی کے پیش نظر لائبریرین ہمیشہ کیٹلاگ سازی اور کتابیات سازی کا کام کرتے رہے ہیں اور اشاریوں کو استعمال کیا ہے۔ ماہرین معلومات کی اشاریہ سازی اور لائبریرین کے عمل میں اگر کوئی نمایاں فرق رہا ہے تو وہ یہ کہ لائبریرین پوری کتاب کی کیٹلاگ سازی کرتے ہیں۔ کتاب کے نفس مضمون کے اجزائے ترکیبی اور اُن کے ذیلی اجزاء کے تجزیاتی اشاریوں کی ترتیب کے کام کو وہ نظرانداز کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس ماہرین علم معلومات جن کا دائرہ کار غیر کتابی شکل میں دستیاب علمی مواد، تکنیکی رپورٹ، اور سائنس کے میدان میں ہونے والی تازہ ترین تحقیقات کے نتائج پر محیط ہوتا ہے۔ کتب خانوں میں ہونے والی کیٹلاگ سازی کے ضمن میں دی گئی تفصیل کو ناکافی سمجھتے ہیں متذکرہ بالا انداز کے مواد کو کام میں لانے والے افراد میں سے اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو کتاب کے مضمون سے مجموعی طور پر مستفید ہونے کے بجائے اس کے کسی جزوی پہلو یا جزئی معلومات سے غرض رکھتے ہیں۔ ان کے لیے حوالجاتی سہولیات فراہم کرنے کے کام میں اجمالی کیٹلاگ سازی کے بجائے تجزیاتی کیٹلاگ سازی کو اہمیت ہوتی ہے۔ کتاب کے اندر موجود مختصر ترین عنصر معلومات تک ماہرین کی دسترس کے لیے ضروری ہے کہ اس کے اندراجات کا مکمل تجزیہ کیا جائے۔ ایسا تجزیہ جو مضمون کے جملہ پہلو کو واضح کر سکے اور اسکے ساتھ اُن کا دوسرے مضامین سے جو رشتہ ہے اس کی نوعیت کو واضح کر سکے۔ دوسرے لفظوں میں کسی بھی علمی مواد کی اکائی کی کیٹلاگ سازی کی سطح ایسی ہونی چاہیے کہ اس مواد کے عناصر ترکیبی کو پورے طور پر

www.taemeernews.com

واضح کیا جاسکے۔

تجزیاتی کیٹلاگ سازی (جسے اشاریہ سازی بھی کہتے ہیں) کا کام بہت دقت طلب ہے۔ اگر کتب خانہ میں کیٹلاگ سازی کا کام کارڈ کی شکل میں ہوتا ہے تو تجزیاتی کیٹلاگ سازی کی بدولت کارڈوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا اور کیٹلاگ خانہ بوجھل ہو جائے گا۔ اگر کیٹلاگ کتابی شکل میں چھاپا جاتا ہے تو چھپنے کے بعد اُسے فرسودگی سے محفوظ رکھنے کے لیے بڑی رقم صرف کرنی پڑے گی۔ مزید یہ کہ تجزیاتی کیٹلاگ سازی کا کام دیر طلب ہے کیونکہ کیٹلاگ سازی کو ماہر مضمون کی طرح کتاب کے جملہ اندراجات کو سمجھنا ہوگا، اُس کے برعکس عام انداز کی کیٹلاگ سازی کا کام اتنا پیچیدہ نہیں ہوتا اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ چند کتابوں کی وضاحتی کیٹلاگ سازی کرے یا زیادہ تعداد میں کتابوں کی عام کیٹلاگ سازی کرے۔ کسی بھی فیصلہ پر پہنچنے سے پہلے اُسے دیکھنا ہوگا کہ جس ادارہ کا وہ رکن ہے اس کے ارکان کی ضرورت چند کتابوں کی وضاحتی اور تجزیاتی کیٹلاگ سازی سے پوری ہوگی یا بہت سی کتابوں کی اجمالی کیٹلاگ سازی سے پوری ہوگی۔

مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کیٹلاگ ساز کو نہایت چابک دستی کے ساتھ کتب خانہ کے ممبران کے مزاج اور تعداد پر نظر رکھنی ہوگی، اُن کی ضرورت کی نوعیت اور تعداد پر نظر رکھنی ہوگی اور اس حقیقت کو مدنظر رکھنا ہوگا کہ اپنے قارئین کی ضرورت کی تکمیل کے لیے اس کے پاس کتنا وقت ہے۔

وہ افراد جو سائنسی اور تکنیکی مواد پر مشتمل کتب خانوں میں کام کرتے ہیں اور جنھیں معلومات کی بازیابی کے کام کو بہت مختصر وقفے میں انجام دینا ہوتا ہے اور ساتھ ہی جن کے اوپر کام کا دباؤ بھی ہوتا ہے۔ الیکٹرانک مشین کو جس میں کیٹلاگ مقناطیسی فیتہ پر ہوتا ہے اپنی مشکلات کا واحد حل سمجھتے ہیں۔ اُن کے سامنے بڑی مشکل صرف یہ ہے کہ کتب خانہ میں دستیاب مواد معلومات کو کیونکر ایسی علامتی زبان میں تبدیل کیا جائے جنھیں کمپیوٹر کی مدد سے پڑھ لینا آسان ہو۔ ان کے موضوع پر شائع ہوئے جملہ مواد کو ہندسے کی شکل میں تبدیل کر دینے کا کام اُن کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ معلومات کی اکائیوں کو مشینی

www.taemeernews.com

مطالعہ کے لائق بنا لینے کے بعد ان کی بڑی مقدار کی ذخیرہ کاری کمپیوٹر میں کی جا سکتی ہے لیکن مسئلہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا معلومات کی بازیابی کے سلسلے میں مشینوں کا استعمال کرنے کے سلسلے میں ابھی کئی سوالات ایسے ہیں جو تشنہ ہیں۔

۱۔ علمی مواد کی اکائی، مختص رپورٹ، معلومات کے عناصر و اجزاء وغیرہ کو کمپیوٹری حافظہ بینک میں ذخیرہ کرنے کے لیے اُن پر کس طرح کا مشینی مطالعہ کے لائق لیبل لگانا پڑے گا۔

۲۔ وہ کون سی علامتیں، نشانات، مخفی زبان، اشاریائی اصطلاح یا شناختی لیبل ہیں جن میں اصل معلومات کو واضح اور صاف صاف بیان کرنے کی صلاحیت ہے۔

۳۔ معلومات کی بازیابی کے عمل میں اہم اور مصرف میں آنے لائق مواد کو کس طرح مخفی نشانات کا جامہ پہنایا جائے کہ مشینی بازیابی کے عمل میں انھیں غیر اہم سے اور فروعیات سے ممیز کیا جا سکے۔

۴۔ مشینی مطالعہ لائق شناختی لیبل کو جو مواد معلومات کے جملہ عناصر ترکیبی پر محیط اشاریہ سازی کے لیے استعمال ہوا ہے کیونکر ایسی صلاحیت عطا کی جائے کہ وہ بیک وقت مخصوص سوالات کا جواب بھی دے سکیں اور سوالات کے اُس وسیع دائرہ کا بھی جس کے بارے میں خیال ہے کہ بازیاب معلومات کے مواد میں جواب موجود ہے۔

مشینی ذخیرہ کاری اور بازیابی کے نظام کی جو کیفیت ۱۹۶۶ میں تھی اس پر رائے زنی کرتے ہوئے فلپ لیزلی نے کہا تھا "درکار معلومات کے مواد اور بازیافت

مواد کے درمیان تطابق لوگوں کے اندازے سے کہیں زیادہ بڑھ کر اتفاقی امر ہے[9]۔ چند واضح حقائق اور اعداد و شمار کو بہترین کارکردگی کے ساتھ بازیاب کر لینے کی کمپیوٹر کی صلاحیت اب ایک عرصہ سے عام ہو چکی ہے۔ اب تو معلومات کی مشینی ذخیرہ کاری اور بازیابی کے نظام کو فروغ دینے والوں کے سامنے غیر عددی معلومات کو قابو میں کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کی مہم ہے۔ اس مہم کو سر کرنے سے پہلے انھیں زبان کی منطق، الفاظ کے صحیح مفہوم،

www.taemeernews.com

مترادفات کا فلسفہ اور مضامین میں استعمال اصطلاحوں کو واضح کرنے کا اہم مسئلہ درپیش ہے۔

اس مسئلہ کے نازک پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے ارتھر۔ ایل کینی کہتے ہیں "مشین اور دماغ انسانی کے درمیان ایک لمبا فاصلہ ہے، لیکن قبل اس کے کہ ہم درکار معلومات کو تضیع اوقات بغیر قابل استعمال شکل میں حاصل کرنے کی جانب پیش رفت کریں، ارکان حکومت اور سائنس دانوں کے سامنے معلومات کو ایسی مخفی علامت کا روپ دینے کا مسئلہ درپیش ہے جن میں کمپیوٹر بازیابی کے عمل کو قابل بھروسہ بنانے کے پیش نظر ضرورت کے مطابق ردوبدل کرسکیں۔ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ مخفی علامت کے نظام پر لوگوں کو ہم کس طرح متفق اور اتفاق ہو جانے پر انھیں استعمال کرنے کے لیے کس طرح راضی کرسکیں گے۔ وہ لوگ جو مشینوں کی صلاحیت کا جھنڈا بلند کرتے ہیں اور مخفی علامت کی تشکیل جیسے اصطلاحی مسائل کی جانب توجہ نہیں کرتے وہ درحقیقت معلومات کی بازیابی کے سلسلے میں درپیش مسائل کے صرف ایک پہلو پر غور کرنے پر اپنا وقت صرف کررہے ہیں۔

جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں موزوں اصطلاح کا مسئلہ ایک عرصہ سے موضوع تحقیق ہے۔ تلاش و جستجو کا عمل آج بھی جاری ہے۔ کسی علمی مواد کی گہرائی اور گیرائی کو چند الفاظ یا علامات کے ذریعہ ظاہر کرنے کی حالیہ کوششیں بیشتر صورتوں میں چاہے کیسی ہی بھونڈی اور ناکافی کیوں نہ ہوں یہ سوچنا غلط ہوگا کہ اس سمت میں جو تجربات کیے جارہے ہیں انھیں بند کردیا جائے گا یا ان میں کمی آجائے گی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ماضی کی بہ نسبت آج ان تجربات میں تال میل پیدا کرنے کی کوششوں میں اضافہ ہوجائے گا اور نتائج کے اخذ کرنے میں جو جلد بازی دکھائی جارہی ہے ان میں کمی آجائے گی۔ جو مسئلہ آج ہمارے سامنے درپیش ہے وہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کٹیلاگ سازی کی ایک ایسی زبان وضع کرنا جسے کامیاب مطالعہ کے لائق بنایا جاسکے کتب خانہ اور معلومات فراہم کرنے والے مراکز دونوں ہی کے لیے بڑے دوررس نتائج کا حامل ہے۔ اگر ہم یہ فرض بھی کرلیں کہ مختلف تجربات میں

www.taemeernews.com

باہمی تال میل کے نتیجے میں ہم کمپیوٹر تکنالوجی پر مبنی سائنس اور تکنالوجی کے مواد کی ذخیرہ کاری اور بازیابی کا ایک کامیاب نظام تشکیل دے لیں گے تو کیا اس نظام میں دوسرے قسم کے علمی مواد کی ذخیرہ کاری اور بازیابی کی بھی صلاحیت ہوگی؟ اگر خودکار بازیابی معلومات کا کامیاب نظام علم کے چند شعبوں میں کامیابی کے ساتھ وضع کرلیا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کامیابی کی یہ سطح علوم کے جملہ شعبہ جات میں ممکن ہے۔ امریکہ میں کونسل برائے سائنس و تکنالوجی کے تحت قائم کمیٹی برائے سائنسی و تکنیکی معلومات نے بھی اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ سائنسی اور تکنیکی علوم میں موجود علمی مواد کی خاطر خواہ بازیابی کے لیے ایک نظام کی ضرورت ہوگی اور ادب، فنون لطیفہ نیز علوم انسانی کے سلسلے میں ایک دوسرے نظام کی ضرورت ہوگی۔ کسی بھی عام نوعیت کے کتب خانہ میں موخرالذکر علوم پر مواد کے ذخیرہ کی مقدار ہمیشہ نسبتاً بڑی ہوتی ہے۔

مزید مطالعہ کی ترغیب

انسانی فکر و کوشش کا شاید ہی کوئی شعبہ ہوگا جو کمپیوٹر اور اس زمرہ کی دوسری الیکٹرانک مشینوں کے وجود سے متاثر نہ ہوا ہو۔ اعلیٰ قسم کی مشینوں نے علم کتب خانہ داری کو بھی مختلف انداز سے متاثر کیا ہے۔ یہ اثر بنیادی نوعیت کے اعادی عمل کو یا کتب خانہ کے عام نظام کو محض زیادہ تیزی کے ساتھ انجام دینے تک نہیں محدود ہے بلکہ اس نے لائبریرین کو ان عوامل سے بھی روشناس کرایا ہے جو اُس کے پیشہ پر اپنا پرتو ڈال رہے ہیں۔ ہمیں ان عوامل سے خود کو باخبر رکھنا ہے۔

بہت سال ہوئے جب پروفیسر شیرا نے کہا تھا "کتب خانہ کی دنیا میں لائبریرین کے لیے خودکار مشینوں کی واحد سب سے بڑی دین کتاب خانہ داری کی ذمہ داریوں کا از سرِ نو ادراک ہے اور مستقبل میں کتب خانے بٹن دبانے پر کام انجام دیں گے یا نہیں، اب یہ بات اپنی موزونیت کھو چکی ہے"۔ حال ہی میں انھوں نے یہ رائے بھی ظاہر کی ہے کہ کتب خانہ کے عمل میں مشینوں کا استعمال اور اس اساس پر قائم علم معلومات محض عبوری جوش نہیں ہیں۔ لائبریرین

www.taemeernews.com

کے سامنے اب ایک تحریک ہے جو گزشتہ تیس برسوں سے نہایت ثابت قدمی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے"۔ اور جو اگرچہ خامیوں سے پورے طور پر پاک نہیں ہے لیکن اپنی کامیابی کا سکہ جما چکی ہے۔ اب کتب خانہ داری مشینوں سے دامن بچا کر نہیں رہ سکتی۔

ان حالات میں کتب خانہ داری کے طالب علم اور پیشہ میں مصروف دونوں کا یہ فرض ہے کہ اس بات میں زیر بحث موضوع کے بارے میں اپنی پوری کوشش کر کے خود کو باخبر رکھیں۔ یہاں یہ ضروری نہیں کہ اس سلسلے میں ہونے والے تمام تجربات سے خود کو باخبر رکھا جا سکے۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ اس موضوع پر لکھے گئے کتابی یا رسائل میں شائع مضامین کی شکل میں موجود تمام مواد کو پڑھ لیا جائے۔ لیکن وقت اور سہولت کی مناسبت سے انھیں درج ذیل خطوط پر سیکھنے کے عمل کو جاری رکھنا چاہیے۔

۱۔ اس موضوع پر شائع مضامین پابندی سے پڑھنا چاہیے۔ درج ذیل رسائل کا مطالعہ اس سلسلہ میں مفید ہوگا۔

لائبریری بلٹن
لائبری جرنل
ولسن لائبریری بلٹن
امریکن ڈاکومینٹیشن
جرنل آف ڈاکومینٹیشن۔ لندن
لائبریری سائنس وتھ اے سلانٹ ٹو ڈاکومینٹیشن۔ بنگلور
ایازلک بلٹن۔ کلکتہ
آنلس آف لائبریری سائنس اینڈ ڈاکومینٹیشن۔ نئی دہلی

۲۔ نیشنل سائنس فاونڈیشن (امریکہ) کے ادارہ سائنسی معلومات کے دفتر کی مطبوعات، انفارمیشن سائنس اور تکنالوجی کے سالنامے، یونیسسٹ نیوز لیٹر، نساّت نیوز لیٹر وغیرہ کا مطالعہ پابندی سے کرنا چاہیے۔

۳۔ امریکن لائبریری اسوسی ایشن کے ذیلی ادارہ کونسل آن لائبریری ریسورسز

www.taemeernews.com

کی سالانہ رپورٹ اور رسائل کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

۴۔ ڈاکومینٹیشن ریسرچ اینڈ ٹریننگ سنٹر کی سالانہ کانفرنسوں کی روداد اور نسّات نیز انسڈاک کے زیر اہتمام منعقد کانفرنس کی روداد سے باخبر رہنا چاہیے۔

۵۔ میڈلار، مارک اور انٹرکس (میساچوسٹ انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی) میں ہونے والی پیش رفت سے بھی باخبر رہنا چاہیے۔

کمپیوٹر کی مدد سے معلومات فراہم کرنے کی سمت میں اب تک ہونے والی پیش رفت پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور برطانوی ہفتہ وار "اکنامسٹ" اپنی دس اکتوبر ۱۹۸۱ کی اشاعت میں رقم طراز ہے کہ کمپیوٹر کی ایجاد کی بدولت الیکٹرانک کتب خانے وجود میں آگئے ہیں جو کتب خانوں میں موجود ذخیرہ حقائق کو بنیاد بنا کر معلومات کو تجارتی خطوط پر فراہم کرنے لگے ہیں۔ اُن کے وجود میں آنے کی بڑی وجہ فنی مواد کی مقدار میں بے پناہ اضافہ ہے۔ آج سے دس برس پہلے کا تخمینہ تھا کہ اس طرح کا فنی مواد کتابوں اور رسائل میں مضامین کی شکل میں ۵۰۰۰۰ یونٹ فی منٹ کی رفتار سے تخلیق ہو رہا تھا۔ اب یہ تعداد اس سے آگے بڑھ چکی ہے۔ لیکن الیکٹرانک کتب خانے پلک جھپکتے ۴ ملین مضامین کا جائزہ لے کر مطلوبہ مواد کی نشان دہی کر لیتے ہیں۔ یہ کتب خانے فی الحال ۵۰ ڈالر فی گھنٹہ اُجرت طلب کر رہے ہیں اور درج ذیل مضامین کے میدان میں ان کی سرگرمیاں جاری ہیں۔

پیٹنٹ: پیٹنٹ مہیا کرنے کی خدمات امریکہ میں سسٹم ڈیولپمنٹ کارپوریشن اور انگلینڈ میں پرگیمن کی فرم فراہم کر رہی ہیں۔ طب اور کیمیا کے موضوع پر مواد۔ اس موضوع پر مطلوبہ معلومات امریکہ میں واقع نیشنل میڈیکل لائبریری کے ذخیرہ سے فراہم کی جاتی ہیں۔ اس خدمت کا نام میڈلائن ہے۔ اس کتب خانہ میں ہر ماہ ۲۰۰۰۰ مضامین کی کیٹلاگ سازی کر کے کمپیوٹری خزانہ میں داخل کی جاتی ہے۔ جس کی مدد سے ذخیرہ حقائق تیار ہوتا ہے۔ طبی فارمولوں کے لیے کیم لائن خدمات ہیں۔ دواؤں کی مضرت رسانی سے محفوظ رہنے کے لیے درکار معلومات کی خدمات ٹاکسلائن کے نام سے دستیاب ہیں جس کے ذخیرہ حقائق کی بنیاد ۶۰۰۰۰۰

www.taemeernews.com

مضامین پر مبنی ہے۔

قوانین کی معلومات

امریکہ میں یہ خدمات میڈ ڈیٹا نامی فرم لیک سیس سسٹم کے نام سے فراہم کرتی ہے۔ اس مدد سے امریکہ اور برطانیہ کی قانونی مشورہ دینے والی کمپنیاں روزانہ اوسطاً ... ۲۵ بار مطلوبہ مواد کی تلاش کا کام لیتی ہیں۔ یہ کمپنی دنیا میں شائع ہونے والے اخبارات سے مکمل مضامین فراہم کرنے کی خدمت بھی فراہم کرتی ہے۔

کمپیوٹر میں استعمال کے لیے جو لسانی ضابطے وضع ہوئے ہیں، کمپیوٹر کی زبان میں انھیں ظروف نازک یا سافٹ ویر کہا گیا ہے۔ مختلف کمپیوٹر کمپنیوں کی اصطلات کے نام مختلف ہیں۔ لاکہیڈ کمپنی کی اصطلاح کا نام ڈائی لاگ ہے۔ ایس۔ ڈی۔ سی کمپنی کی اصطلاح کو آربٹ اور آر۔ بی۔ ایم کی اصطلاح کو اسٹیرس کا نام دیا گیا ہے۔

کمپیوٹر کی مدد سے مطلوبہ معلومات کی تلاش میں غلط اصطلاح کا استعمال بہت مہنگا ثابت ہوتا ہے۔ غلطی کے امکانات بڑھانے میں اصطلاحات کے مترادفات بڑی مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ اگر صحیح اور موزوں اصطلاح نہ استعمال کی گئی تو جواب حسب مرضی نہیں مل سکے گا۔ اس مشکل کا ایک حل ایسے لوگوں کو تیار کرنا ہے جو لسانی گورکھ دھندوں سے نبرد آزما ہو سکیں۔ لیکن ایسے تربیت یافتہ افراد بہت مہنگے ثابت ہوں گے۔ دوسرا حل یہ ہے کہ کمپیوٹر کو اس طرح پروگرام کیا جائے کہ وہ مترادفات کی جانب بھی اشارہ کرے۔ پروفیسر رچرڈ مارکس کی رہنمائی میں چند افراد میسا چوسٹ انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی میں اس موضوع پر مصروف تحقیق ہیں۔

کمپیوٹر کی مدد سے انگلیوں کی نوک پر یا آن لائن نظام معلومات سے کامیابی کے ساتھ خاطر خواہ نتائج حاصل کرنے کے لیے درج ذیل پہلوؤں پر نظر رکھنی ہوگی۔

۱۔ جس ذخیرہ حقائق یا ڈیٹا بیس سے ہمیں مواد حاصل کرنا ہے، اس کی صلاحیت سے مکمل واقفیت۔ اس کے لیے ہمیں اس ذخیرہ کی جانب رہنمائی کرنے والے اشاریہ یا اس کی تلخیص سے مدد لینی ہوگی۔ اس کے علاوہ مواد کے کاغذ پر شائع ایڈیشن اور مقناطیسی فیتہ ایڈیشن کے بنیادی فرق کو سمجھنا ہوگا۔ مزید برآں اس نظام

www.taemeernews.com

معلومات کو وضع کرنے والوں نے نظام میں کن خصوصیات کا التزام کیا ہے۔ اس سے واقفیت بھی نہایت ضروری ہے۔

۲۔ تلاش مواد کا رُخ متعین کرنے میں جن اصطلاحات کو استعمال کیا گیا ہے۔ اُن کا انتخاب نہایت ہوشیاری سے کرنا چاہیے اور اس کام کے لیے مترادفات کی لغت یا تھیسارس کا استعمال موزوں ہے۔

۳۔ غلطیوں سے بچنے کے لیے پہلے تجرباتی تلاش کرنا چاہیے تاکہ تلاش کا صحیح رُخ متعین ہو سکے۔

انگلیوں کی نوک پر یا آن لائن نظام فراہمی معلومات میں متلاشی مواد، کمپیوٹر اور ذخیرہ حقائق یا ڈیٹا بیس تین چیزیں ہوتی ہیں۔ متلاشی اپنے کمرے میں موجود کمپیوٹر ٹرمینل پر تلاش کے رُخ کے مطابق موضوع کا عنوان ٹائپ کرتا ہے۔ ٹائپ شدہ پیغام فضائی مصنوعی سیاروں کی مدد سے ہزاروں میل دور موجود کمپیوٹری ذخیرہ تک پہنچ جاتا ہے۔ کمپیوٹر تلاش مواد پروگرام کے تحت حقائق کی چھان بین کے بعد مطلوبہ مواد کی پیغام رسانی متلاشی تک کر دیتا ہے۔ متلاشی مواد کے پاس موجود ٹرمینل کی نوعیت کے اعتبار سے جواب ٹرمینل کے پردے پر نمایاں ہو جاتا ہے یا کاغذ پر چھپ کر ٹرمینل سے باہر آجاتا ہے[۲۵]

معلومات فراہم کرنے کا یہ نظام جیسا کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں دیکھا ہے، بہت مہنگا ہے۔ اس لیے عام کتب خانے جو بلا معاوضہ خدمت فراہم کرنے کے اصول پر کاربند ہیں۔ اس نظام کو اپنانے کے اہل نہیں ہیں اسی لیے یہ نظام فی الحال تجارتی پیمانہ پر دستیاب ہے۔

www.taemeernews.com

حواشی و حوالے

۱۔ ڈیوڈ۔ سیرناف "بائی دی اینڈ آف دی ٹوینٹیتھ سنچری۔ فارچون ج ۶۹،
مئی ۱۹۶۴ء۔ ص ۱۱۳۔
مزید دیکھیے ڈیوڈ سیرناف، نولائف اَنٹچڈ۔ سٹرڈے ریویو ج ۴۹،
جولائی ۲۳، ۱۹۶۶، ص ۲۲۔
۲۔ جیسی ایچ شیرا۔ "وہائٹ از پاسٹ از پرولاگ۔ بیانڈ ۱۹۸۴ء" اے۔ ایل۔
اے بلٹن، ج ۶۱، جنوری، ۱۹۶۷، ص ۲۷۔
۳۔ جوزف بیکر اینڈ رابرٹ ایم ہیز۔ انفارمیشن اسٹوریج اینڈ ریٹریول ــ
ٹولس، ایلمنٹس، تھیوریز۔ نیویارک، ۱۹۶۲، ص ۱۴۱۔
۴۔ ہیریسن بریان۔ امریکن آٹومیشن ان ایکشن۔ لائبریری جرنل، ج ۹۲،
جنوری ۱۵، ۱۹۶۷، ص ۱۸۹
سوسن اے آرتندی کیپنگ اپ وِدھ ماڈرنائزیشن لائبریری جرنل، ج ۹۰،
نومبر ۱، ۱۹۶۵، ص ۱۷-۱۴۔
۵۔ بیکر اینڈ ہیز۔ انفارمیشن اسٹوریج اینڈ ریٹریول، ص ۱۱۲۔
۶۔ وائیوربش۔ سائنس پازز۔ فارچون، ج ۷۱ مئی ۱۹۶۵، ص ۱۱۹۔
۷۔ جیسی ایچ شیرا۔ دی پروپیڈیوٹک آف دی نیو لائبریرین شپ۔ مشمول
ویز لے سمانٹن ایڈیٹر۔ انفارمیشن ریٹریول ٹوڈے مینیاپولس ۱۹۶۳، ص ۱۶
۸۔ سیموئیل ایس سنائیڈر۔ آٹومیشن ایٹ۔ ایل۔ سی: فلاسفی پلانس، پروگریس،
لائبریری جرنل، ج ۹۰، نومبر ۱، ۱۹۶۵، ص ۷۴-۷۱۔
۹۔ ڈونالڈ پی ہیمر۔ آٹومیٹیڈ آپریشن ان اے یونیورسٹی لائبریری۔ اے سمری۔
کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز، ج ۲۶، جنوری، ۱۹۶۵، ص ۱۹، ۲۷۔
۱۰۔ الان ایم۔ ریز۔ لائبریریز اینڈ انفارمیشن سنٹرس کالج اینڈ ریسرچ لائبریریز
ج ۲۵، مئی، ۱۹۶۴، ص ۲۰۰-۲۰۱۔
۱۱۔ دیکھیے بریان۔ امریکن آٹومیشن ان ایکشن۔

www.taemeernews.com

مزید دیکھیے۔ڈونالڈ وی بلیک اینڈارل اے فارے،لائبریری اٹومیشن مشمول اینول ریویو آف انفارمیشن سائنس اینڈ ٹکنالوجی نیویارک، ۱۹۶۶ء، ا، ص ۲۴۷-۲۰۳۔

۱۲۔ لیونارڈ ایچ فریزر "ٹکنالوجی اِن دی لائبریری" ولسن لائبریری بلٹن، ج ۴۱، ستمبر ۱۹۶۶ء، ص ۶۹-۷۱۔

۱۳۔اس سلسلے میں 'کتب خانہ اور سماج' کا باب دیکھیے۔

۱۴۔ جوزف ایل وھیلر "برننگ ریفرنس سروس" آر۔کیو، ج ۶۔ اسپرنگ ۱۹۶۷ء، ص ۹۹-۱۱۳۔

۱۵۔ دیکھیے چارلس پی بورن۔میتھڈس آف انفارمیشن ہینڈلنگ نیویارک ۱۹۶۳ء ص ۲۔مزید دیکھیے بی۔سی وکیری اِن ریٹریول سسٹم تھیوری۔ بار۲، لندن ۱۹۶۶ء، ص ۱۷۷ وغیرہ۔

۱۶۔ جیسی ایچ شیرا۔لائبریرینس اگینسٹ مشین۔سائنس، ج ۱۱۶، مئی ۱۲، ۱۹۶۷ء، ص ۲۴۶-۲۵۰۔مزید دیکھیے الان ایم۔ریز نیو باٹلس فار اولڈ وائین۔ ریٹریول اینڈ لائبریرین شپ۔ولسن لائبریری بلٹن، ج ۲۹، مئی ۱۹۶۴ء، ص ۷۷۳-۷۷۹۔

۱۷۔ دیکھیے گریگ ایسپنسس "دی کرنٹ سچویشن اِن ڈاکومینٹیشن" دی بوکر اینول آف لائبریری اینڈ بک ٹریڈ انفارمیشن نیویارک ۱۹۶۵ء، ص ۲۲۰۔

۱۸۔ حوالہ بالا ص، ۱۲۱۔

۱۹۔ فلپ لیزلے "دی کرنٹ سچویشن اِن ڈاکومینٹیشن" دی بوکر اینول آف لائبریری اینڈ بک ٹریڈ انفارمیشن، نیویارک، ۱۹۶۶ء، ص ۲۴۱۔

۲۰۔ گورڈن این رے۔دی فیوچر آف دی بک۔اے۔ایل۔اے بلٹن، ج ۶۰، ستمبر ۱۹۶۶ء، ص ۷۸۸۔

۲۱۔ جیسی ایچ شیرا "آٹومیشن اینڈ ریفرنس لائبریرین۔آر۔کیو ج ۳، جولائی، ۱۹۶۴ء، ص ۷۔

۲۲۔ رالف ایچ پارکر۔میکنیکل ایڈس اِن کالج اینڈ یونیورسٹی لائبریریز۔اے

www.taemeernews.com

ایل۔اے بلٹن، ج ۳۲، اکتوبر ۱۵، ۱۹۳۸، ص ۸۱۸۔
۲۳۔ شیرا۔ وہاٹ از پاسٹ از پرولاگ۔ بیانڈ ۱۹۸۴ء ص ۴۱۔
۲۴۔ اکنامسٹ، ۱۰؍ اکتوبر ۱۹۸۱، ۱۰۱۔۱۰۲۔
۲۵۔ ڈیوڈسی و یبرلہ سنچری آف کواپریٹیو پروگرامس امنگ اکیڈمک لائبریریز مشمول لائبریریز فار ٹیچنگ، لائبریریز فار ریسرچ، ایسیز فار اے سنچری ایڈیٹر رچرڈ ڈی جانسن، شکاگو، امریکن لائبریری اسوسی ایشن، ۱۹۷۷۔

www.taemeernews.com

مستقبل کی سمت

ایک ادارہ حقیقت میں ایک نصب العین کی شکل مجسم ہے۔ ادارہ کو اپنی بقا کے لیے دو شرائط پوری کرنی ہوگی۔ اول ادارہ میں اس حد تک استحکام ہونا چاہیے کہ وہ اپنے بنیادی نصب العین کو سلامت رکھ سکے۔ ساتھ اس میں اپنے اس سماج سے جو اسے قایم رہنے میں معاون ہے مناسبت بنائے رہنے کے لیے درکار لچک بھی ہونی ضروری ہے!

وہ ادارے جو وقت کے ساتھ اپنے اندر تبدیلی لاتے ہیں، جو عصری مسائل سے اپنی مناسبت بنائے رکھتے ہیں اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے.... کتب خانے ایک ایسی فلاحی خدمت ہیں جن کی سماج کے اندر مرکزی حیثیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جن کا ذخیرہ علم و دانش وری تہذیب و تمدن کی مستقبل میں ہونے والی ترقی و بقا کا ضامن ہے۔ کتب خانے اپنے انداز و ہئیت میں آیندہ کے چند دہوں میں ابھرنے والے رجحانات سے کس حد تک مطابقت پیدا کر سکیں گے اس بات کا انحصار کتب خانہ تحریک کے اُن رہنماؤں پر ہے جو ان رجحانات کی نشاندہی کر سکتے ہیں اور جو اُن مفہوم سے واقف ہیں؟

کتب خانے کس طرح کے سماج سے اپنی مناسبت بنائے رکھیں؟ کتب خانوں کو مستقبل کے کن حالات کا ساتھ دینا اور کن تقاضوں کو پورا کرنا ہے؟ لائبریرین یا علم کتب خانہ داری کا طالب علم جب دور حاضر کی بتدریج بہتر ہوتی ہوئی خدمات اور مستقبل کے لیے بہتر صلاحیت کی تسلی بخش کتب خانہ خدمات کا کوئی متوازن خاکہ ترتیب دے گا تو اُسے اس طرح کے سوالات سے دلچسپی ہوگی۔

ظاہر ہے مستقبل میں ابھرنے والے خیالات اور سرگرمیوں کی صحیح پیش گوئی ممکن نہیں۔ ہمارے سامنے چند نشان اور اشارے ہیں۔ مثال کے طور پر بہت سے ایسے سوالات اور مسائل ہیں جو مسلسل ہمارے سامنے ہیں۔ ہم چند واضح علمی رجحانات کو بھی اپنے سامنے رکھ سکتے ہیں۔ ذیل میں مستقبل میں ہونے والی امکانی تبدیلیوں کے چند

www.taemeernews.com

بنیادی خاکے، مختلف مسائل، سوالات اور رجحانات کو ہم مختصراً پیش کر رہے ہیں۔ یہ اُن اہم مسائل کے جو ایک فعّال لائبریرین کو درپیش ہوتے ہیں چند اجزاء ہیں۔ بلکہ یہاں ہم یہ تسلیم کر کے آگے چل رہے ہیں کہ اس موضوع کے سنجیدہ طالب علم ایک عرصہ سے محض ان چند سوالوں کے قطعی جواب تلاش کرنے کے بجائے اُن سے کہیں زیادہ بڑی تعداد میں سوالات خود اُٹھا چکے ہیں۔ سوالات پوچھنے یا تجسس کا عمل نہ صرف خود لائبریرین کے لیے بلکہ اس کے سماج اور اس کے پیشہ کے لیے بڑی نازک اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر اس نے یہ محسوس کر لیا کہ روز بروز پیچیدگی کی سمت سفر کرنے والی اس دنیا میں ایک کامیاب لائبریرین کی راہ کے جملہ مسائل کا حل اس نے تلاش کر لیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے جستجو اور غور و فکر کے عمل سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ یا پھر کتب خانہ داری ایک ایسی بے جان یکسانیت کا شکار ہو جائے گا اور عملی طور پر اُس کے گرد ایک ایسا حصار کھنچ چکا ہوگا کہ پھر اُن کتب خانوں کی زندگی کے اہم مسائل کے بیچ حیثیت بہت بے اثر ہو چکی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ ایک لائبریرین کے لیے یہ دونوں صورت حال قابل قبول نہیں ہیں۔

مستقبل کے بنیادی خدوخال، بدلتا ہوا معاشرہ

سائنس داں، فلسفی اور دانش ور علوم انسانی کے جملہ شعبہ جات میں ہونے والی بے پناہ تبدیلیوں کا ذکر کر رہے ہیں۔ تبدیلیوں کی تیز رفتاری کا یہ عالم ہے کہ آج ہونے والی تبدیلیاں ماضی سے اب تک ہونے والی جملہ تبدیلیوں کے متناسب ہیں۔ جیسے جیسے مزید تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، ان کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ اگر تبدیلیوں کی موجودہ رفتار کو ہم بنیاد مان لیں تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ مستقبل کی تبدیلیوں کی رفتار زمانہ حال میں ہونے والی تبدیلیوں سے کہیں تیز تر ہوگی۔ اب چاہے افراد ہوں یا ادارے دونوں کے مستقبل کی منصوبہ بندی کی ابتدا اس بات کو سمجھ کر ہوگی کہ تیز رفتار تبدیلی آئندہ دنوں کی بنیادی خصوصیت ہے جس سے زندگی کے جملہ پہلو متاثر ہوں گے اور ہمیں اس تیز رفتار

www.taemeernews.com

تبدیلی کے ساتھ بادلِ نخواستہ یا گرمجوشی کے ساتھ تسلی بخش یا غیر تسلی بخش کسی نہ کسی انداز میں، نبرد آزما ہونا پڑے گا۔

ایک سماج جس میں فرد کی آزادی اور جمہوریت کے فرائض کو بہتر طریقے سے سرانجام دینے کا فیصلہ کیا جاچکا ہو اُسے انقلابی نوعیت کی تبدیلیوں کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ایسے معاشرہ کو اپنے افراد اور اپنے اداروں کے ذریعہ اس بات کی مسلسل کوشش کرتے رہنا چاہیے کہ اپنے مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے انتظامی عمل میں وہ زیادہ سے زیادہ چابکدستی اور ذہانت کے ساتھ عمل پیرا ہوں ایک جمہوری نظام کے لیے لازم ہے کہ وہ:

۱۔ اس بات میں یقین رکھے کہ اس کے شہری، اپنے ذاتی اور سماجی مسائل پر ضروری اور صحیح فیصلہ اُسی صورت میں کرسکیں گے جب کہ وہ اپنی بساط بھر اپنے مسائل سے دانش مندانہ انداز میں واقفیت حاصل کریں اور واقفیت حاصل کرنے کے اس عمل کو جاری رکھیں۔

۲۔ اس یقین کو کامیاب بنانے کے لیے درکار راہوں اور طریقوں تک رسائی حاصل کرے اور اُن کو مصرف میں لانے کے لیے آزاد سماجی اداروں پر بھروسہ کرے۔

موجودہ حالات میں تبدیلی، آئندہ ہونے والی امکانی تبدیلیوں کی رفتار، اُس کا انداز اور اُس کے دور رس نتائج، سماجی ڈھانچے اور مسائل کی بڑھتی ہوئی پیچیدگی، سماجی ذمہ داری کی ادائیگی اور دانش مندانہ فکر وعمل کے لیے درکار علوم کے حجم اور رد و بست میں اضافہ، یہ چند وہ عوامل ہیں جنھوں نے موجودہ دور میں درپیش ذمہ داریوں اور چیلنج کو پچھلے دور کی مشکلات کے مقابلہ میں کہیں زیادہ بڑا اور پیچیدہ بنا دیا ہے۔

ایک جمہوری نظام میں مستقبل کی مشکلات کے حل کے لیے آزاد فرد اور ادارہ پر بھروسہ اور انحصار نے جمہوری نظام کے شہریوں اور سماجی اداروں پر فوری طور پر اور مستقبل کے لیے بھی بڑی ذمہ داری ڈال دی ہے لائبریرین کے لیے محض ذمہ داریوں کا ادراک کافی نہیں ہے۔ اُسے ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کے عمل میں نہایت جوش وخروش اور موثر انداز میں اپنا رول

www.taemeernews.com

ادا کرنا ہوگا۔ مثال کے طور پر ایک جمہوری نظام میں ہونے والی دور رس نتائج کی حامل تبدیلیوں کے پیش نظر اُس کے افراد میں سیکھنے کی خواہش کا اُبھارنا اور خواہش کو قائم رکھنا بڑی اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک لائبریرین، چاہے وہ کسی عہدہ یا مقام پر ہو اس فرض کو اُسی وقت موثر انداز میں انجام دے سکتا ہے جب کہ وہ خود بھی حصول علم وعمل کی زندہ مثال ہو۔ ورنہ وہ اپنے چاروں طرف ہونے والی جدوجہد اور سماجی سرگرمیوں کا ایک بے اثر تماشائی بن کر رہ جائے گا۔ ایک اسکول ایک اعلیٰ تعلیمی ادارہ یا ایک عام کتب خانے کا لائبریرین جب تک خود زندگی ایک طالب علم کی حیثیت سے علم کا جویا نہیں ہوگا اور اپنے اس جذبہ کا اظہار اپنے کاموں اور خیالات کے ذریعہ نہیں کرے گا وہ اپنے قارئین یہ جذبہ بھلا کیونکر پیدا کر سکے گا۔ ایک حوالجاتی خدمت کا فراہم کرنے والا لائبریرین جب تک اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران قاری کے ذہن میں اپنے انداز اور اپنی اعلیٰ سطحی خدمت کے ذریعہ یہ احساس نہ پیدا کر سکے کہ اس نے مسلسل تحصیل علم کے فن کو حاصل کر لیا ہے۔ اس وقت تک وہ ایک طالب علم کی ایسی مدد نہیں کر سکتا جیسی مدد کی سماج کو اس سے توقع ہے۔

ایک جمہوری سماج میں بسنے والی آبادی کی اکثریت سماجی مسائل سے واقف ہے اور اس کا تجزیہ کرتی ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ ان مسائل کو دانائی کے ساتھ حل کرنے کے لیے جو علم درکار ہے وہ کہاں سے حاصل ہوگا اور کیونکر عمل میں لایا جائے گا۔ سماج میں موجود مختلف گروہوں میں سے کسی کو ان جملہ علمی مواد اور معلومات کو جو ایک شہری کو اپنے عمل میں تدبّر اور فیصلہ میں دانائی پیدا کرنے میں معاون ہوں۔ جمع کرنے، اس کے وضاحت کے ساتھ درج کرنے، اس کی ذخیرہ کاری اور حسب ضرورت بازیابی کا اتنا وسیع تجربہ نہیں جو لائبریرین کو ہے۔ اسی طرح سماجی اور طبیعی علوم میں ہونے والی تحقیقات کے نتیجے میں وجود میں آنے والے مواد کو نتیجہ خیز انداز سے ترتیب دینے اور مصرف میں لانے کے لائق بنانے میں لائبریرین کی طرح کوئی دوسرا طبقہ نہیں فکرمند رہتا ہے۔

www.taemeernews.com

لیکن ایک جمہوری سماج کے نمایندہ کی حیثیت سے مسائل زندگی سے دوچار ہونے اور اُن کو حل کرنے کے ذمہ دار شہریوں کی تربیت کی ذمہ داری لائبریرین اُسی وقت سنبھال سکتا ہے جب کہ ایک مربوط و مرتب مطالعہ اور تحقیق کے ذریعہ وہ خود اپنے مقاصد کا احاطہ کرے۔ جب تک وہ اپنی ضروریات اور اپنے سامنے کی رکاوٹوں کا صحیح ادراک نہیں کرتا اور اپنے اختراعی تجربات کے سہارے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو انجام دینے کے بہتر اور موثر طریقوں کو دریافت نہیں کرتا اس تک وہ سماجی افراد کی تربیت کے فرض سے کیونکر عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔

جو سوال یہاں آخر میں اٹھایا گیا ہے اس کا جواب ایک بڑی اور مسلسل کوشش ہے۔ لیکن کیا سماج لائبریرین سے اس سے کم تر درجہ کے کسی عمل کی توقع کرتا ہے؟ ایک جمہوری سماج ہمیشہ اپنے شہریوں سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ زندگی کے اہم مسائل کی نشاندہی کریں گے اور بامعنی اور قابل قدر معاملات کو غیر ضروری اور معاملات سے علٰحدہ کرلینے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کرلینگے وہ ایک ایسا معیار وضع کرلینگے جسکی مدد سے غیر معمولی اور فوری طور پر ضروری مسائل کو ناپ سکیں اور اولین توجہ کی مستحق شے کو ہی اولین توجہ کا مستحق جان سکیں۔ بے معنی مصروفیت اور بے مقصد تگ و دو ادارہ اور فرد دونوں ہی کے لیے بہت مہنگی ہے۔ سماج لائبریرین سے ایک متعین مقصد کے تحت اپنے فرائض کو انجام دینے کی توقع رکھتا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ لائبریرین اپنے بہت سے کاموں اور مسائل کا جائزہ لیں، ان کا محاسبہ کریں اور اہم کو غیر اہم سے اور اصل کو فروعیات سے علٰحدہ کریں اور پھر یکسوئی اور لگن کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مسلسل تردد اور غور و فکر کے سہارے اپنی اُن ذمہ داریوں کے دائرہ اور اس کے وسعت پذیر دروبست کو جان لیں جن کی ادائگی کی اُن کا سماج اُن سے توقع کرتا ہے اور جن کے لیے وہ اُن پر انحصار کرتا ہے اور درکار مالی اور دوسرے وسائل فراہم کرتا ہے۔ انھیں یہ جاننے کی کوشش کرنی چاہیے کہ ان خدمات کو جو حالات کے ساتھ تغیر پذیر ہیں کیونکر بخوبی انجام دیا جا سکتا ہے؟

سماج کی مستقبل کی علمی کلچرل، سماجی اور معاشی زندگی میں لائبریرین کی

www.taemeernews.com

حیثیت اور مقام کس حد تک ناگزیر اور اہم ہے اس کا انحصار اس کے اپنے "طلب تلاش۔ بازیابی" کے عمل کو فروغ دینے اور اُسے بنائے رکھنے پر ہے اور یہ عمل ایسا ہونا چاہیے جس میں ترجیحات کی ترتیب درست ہو اور جو مسائل کے حل کے لیے جملہ مضامین سے اکتساب کی صلاحیت رکھتا ہو تاکہ درکار مواد کو فراہم کرنے میں امکانی حد تک مکمل مدد دی جاسکے۔ کیونکہ لائبریرین کے لیے اپنے فرائض سے واقفیت اور اُسے بہتر یا بدتر ڈھنگ سے انجام دینے کے نتائج جتنے فیصلہ کُن آج ہیں اس سے پہلے کبھی نہیں تھے۔ مختصر لفظوں میں ہم اس بات کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ لائبریرین کے لیے آج یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے لیے سماج میں ایک ممتاز اور اہم شخصیت کا مقام حاصل کرے۔ لیکن اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے اور پھر اس کامیابی کو قائم رکھنے کے لیے سب سے پہلا قدم اس حقیقت کا ادراک ہے کہ کتب خانہ اور کتب خانہ دار خود کیا ہیں اور وہ کس سمت میں جا رہے ہیں۔ ماضی میں ان کی حیثیت کیا تھی یا انھوں نے کون سے کار ہائے نمایاں انجام دیے اس کا ذکر فضول اور عبث ہے۔

علم و معلومات کے وسعت پذیر ذخیرے

سائنسی مزاج رکھنے والے افراد پر مشتمل سماج کو جب تک اس تصوّر کو درست مان کر تحقیق و جستجو کی آزادی حاصل ہے کہ کائنات کی کوئی پُر اسرار داخلیت نہیں ہے اور کائنات کے تمام صیغے مع انسانی دماغ، تحقیق و تفتیش کے لیے کُھلے ہیں اُس وقت تک سائنسی علمی مواد کی مقدار میں اضافہ جاری رہے گا۔ تکنیکی مواد کے بارے میں بھی ہم اسی مفروضہ کو درست مان سکتے ہیں۔ دنیا کی ایک مشہور اشاعتی کمپنی کے سربراہ نے تکنیکی مواد کے تخلیق، ترتیب، اشاعت، تقسیم اور مناسب مصرف کے ایک لامتناہی دائرہ کی جانب لائبریرین کی توجہ نہایت باموقع انداز میں مبذول کرائی ہے۔ مستقبل میں اس دائرہ کے عناصر اپنی ہیئت اور عمل دونوں کے اعتبار سے بدلتے رہینگے۔ لیکن جہاں تک تکنیکی مواد کے مقدار میں اضافہ کی بات ہے وہ اپنی جگہ درست رہے گی۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بات بھی

www.taemeernews.com

فراموش نہیں کرنی ہے کہ انسانی تجربات کی دوسری سمتوں میں بھی علمی مواد کی بہت بڑی مقدار جمع ہو رہی ہے۔ مثال کے طور پر عدالتی فیصلوں کی تعداد کو ہی لیجیے ہر سال یہ کئی لاکھ کی تعداد میں جمع ہو رہے ہیں۔ قانون کے پیشہ میں منہمک افراد کے لیے ان فیصلوں کے بڑے دور رس نتائج ہیں۔ اسی طرح ان کی اہمیت منصوبہ بندی کرنے والے عملہ اور منصوبوں پر عمل درآمد کرنے والے افراد کے نزدیک بھی کچھ کم نہیں۔ اسی طرح وہ تمام افراد جو سماجی، معاشی، کاروباری، سرکاری یا اسی قسم کے دوسرے اداروں میں اپنے سامنے درپیش مسائل کے حل کے متلاشی ہیں۔ ان سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔

مختصراً علمی مواد کی مقدار کا حجم انسانی تجربات اور خیالات کے ہر بڑے دائرہ میں سال بہ سال وسعت پذیر ہو گا۔ معلومات کا یہ سیل رواں مختلف ہیئت و شکل میں ــــ کتابی یا غیر کتابی ــــ دستیاب ہو گا۔ ممکن ہے دنیا میں اکٹھا ہونے والی معلومات کو کتابی شکل میں پیش کرنے کا رواج فرسودہ ہو کر ہو جائے اور قلم بند کرنے اور محفوظ رکھنے کے دوسرے ذرائع دریافت کر لیے جائیں۔ لیکن تاریخ کے اس موڑ پر اس امکان کی کوئی عملی اہمیت نہیں ہے۔ ہم جس حد تک مستقبل میں جھانک سکتے ہیں ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ کتابیں اپنی موجودہ شکل وصورت میں معدوم ہونے کے بجائے اور بڑی مقدار میں دستیاب ہوں گی۔ طباعت و اشاعت کا کاروبار بڑھے گا۔ چنانچہ صرف امریکہ میں اشاعت پذیر کتابوں کی تعداد ۱۹۶۳ میں دس سال کے مقابلہ میں دس گنا زیادہ تھی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ علمی مواد غیر کتابی شکل میں بھی بڑھتا رہے گا۔

دراصل علمی مواد کے غیر کتابی صورت اختیار کرنے کے امکانات سے بھی بڑا اور اہم سوال یہ ہے کہ کون سے علوم اور کس طرح کی نئی معلومات وجود میں آ رہی ہیں۔ اُن کو وجود میں لانے کے ذمہ دار افراد کون سے ہیں۔ اور انھیں طلب کرنے والے کون لوگ ہیں۔ ضرورت کے وقت طلب کرنے والے کو مطلوبہ مواد کس طرح بروقت اور نتیجہ خیز انداز میں فراہم کیا جا سکتا ہے

www.taemeernews.com

عمل کے ان جملہ دائروں میں مواد کی شکل وہیئت اور انداز ذخیرہ کاری غیر اہم ہو جاتے ہیں۔ نئے علمی مواد، انھیں تخلیق کرنے والے افراد اور مواد تک دسترس کی سہولت وغیرہ یہ سب مسائل نہ صرف نزاکت کے حامل ہیں بلکہ اپنے اندر بہت سے سوالات پوشیدہ رکھتے ہیں:

۱۔ خود کو علم معلومات کی روز افزوں فراوانی تک دسترس کے ذرائع سے باخبر رکھنے والے افراد کون ہیں؟

۲۔ معلومات کے ذرائع یا ماخذ سے کیسے، کس کے ذریعہ اور کیونکر روشناس کرایا جائے؟ یہ فیصلہ کہ معلومات کے مختص اور غیر مختص مواد کے کس جز کی کسے تلاش ہے کیونکر ہو؟

۳۔ کیا معلومات فراہم کرنے والے اداروں میں باہم بے فیض مقابلہ یا کیے گئے کاموں کو دوبارہ کرنے سے بچنے کے لیے کسی منصوبہ بند تقسیم کار کی ضرورت ہے۔

۴۔ کیا مستقبل میں معلومات فراہم کرنے کی ایجنسیوں کا ایک جال ہوگا اور اس نظام میں مختلف قسم کے کتب خانوں کا کیا مقام ہوگا؟

۵۔ وجود میں آئے ہوئے علمی مواد اور معلوماتی مواد کی وقتی اور دائمی اہمیت کی پرکھ کس کے ذمہ ہوگی اور وہ اسے کیونکر انجام دے گا۔

۶۔ مواد کے سیل رواں کے کس حصہ اور کس نوعیت کے مواد کی ذخیرہ کاری کس کے ذمہ ہوگی۔ مواد علمی کی کٹیلاگ سازی اور ذخیرہ کاری کا کون سا طریقہ اپنایا جائے گا اور کون بازیابی کے عمل کو انجام دے گا۔

۷۔ مواد تک بروقت اور نتیجہ خیز دسترس کس حد تک مواد کی ہئیت ترکیبی یا ہیئت ظاہری سے متاثر ہوگی۔

۸۔ متلاشی مواد کی اپنے علمی کاموں کے سلسلے میں درکار مواد سے واقفیت یا اس کی بدلتی ہوئی ضرورتیں کس حد تک دسترس مواد کو متاثر کرتی ہیں وغیرہ۔

ہم یہ بات پہلے ہی واضح کر چکے ہیں کہ علم وفکر کے کسی بھی گوشہ سے

www.taemeernews.com

کا حقہ واقف ہونا اور واقفیت کی سطح کو برقرار رکھنا امرِ دشوار ہے۔ طالب علم ہو یا کسی پیشہ میں منہمک فرد، کسی مضمون کا ماہر ہو یا عام جانکاری رکھنے والا فرد، جس حد تک اس کے علم میں اضافہ ہوتا ہے اُسی تناسب سے اس میں مزید سیکھنے اور جاننے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ عقلی طور پر نا قابلِ تسلیم ہوتے ہوئے بھی یہ خطرہ برابر بنا ہوا ہے کہ علمی تاریکی کا ایک جدید دور ماضی کے برعکس جو علم کی کمی بدولت تھا، اب علم کے سیلِ رواں کی بدولت دوبارہ نہ آجائے۔ ایک ایسے سیلِ رواں کی بدولت جس سے نبرد آزما ہونے کے لیے ایک کامیاب عمل بازیابی ابھی دریافت نہیں ہو سکا ہے۔ حال ہی میں اس صورت حال کا ذکر ایک لائبریرین نے اس انداز سے کیا ہے جس سے بہت سے ماہرین سماجی علوم کے خیالات کی ترجمانی ہوتی ہے۔

> "سماج کو جہالت اور لاعلمی کے سیلاب میں بہہ جانے سے روکنے کے لیے لائبریرین اور اس کے ساتھ ماہر تعلیم، ماہر سماجی علوم اور سیاسی مفکرین سب کی مشترکہ ذہانت اور رہبری کی ضرورت ہوگی۔" [۴]

مسائل کی پیچیدگی اور اُن کے باہمی رشتے

آج کے سماج کے مسائل کا پیچیدہ اور ایک دوسرے میں پیوست ہونا کوئی نئی بات نہیں، ہاں اس کی وسعتوں اور اس کے صحیح مفہوم کا ادراک ضرور نسبتاً نیا ہے۔ امریکہ میں تاریخ کے سب سے بڑے معاشی بحران کے دوران صدر امریکہ نے سماجی رجحانات پر غور کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل کی تھی۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ کے شروع ہی میں ایک بنیادی بیان کے طور پر درج ذیل تبصرہ کیا تھا۔

> "سب سے بڑی مشکل اس بات کو جان لینا ہے کہ ہمارے پیچیدہ سماجی ڈھانچہ کے عناصر باہم پیوست ہیں۔۔۔۔ اس جائزہ کا سب سے واضح مقصد معاشی، سرکاری، مذہبی اور تعلیمی مسائل کو ایک دوسرے سے مربوط کرنا ہے۔۔۔ تبدیلی لانے والے عناصر

www.taemeernews.com

کے توازن کی اہمیت کی جانب توجہ مبذول کرانا ہے۔ایک قوم محض متحرک قوتوں کے سہارے آگے نہیں بڑھا کرتی بلکہ تبدیلی لانے والی قوتوں میں توازن کی ایک معین سطح کے قائم رہنے کی وجہ سے بڑھتی ہیں ۵

دوسری جنگ عظیم کے بعد کے سالوں میں دو متضاد رجحانات نے فروغ پانا شروع کردیا ہے۔ایک جانب سماج میں ثقافتی، معاشی، تعلیمی اور سیاسی مسائل کا ایک دوسرے میں پیوست ہونا واضح ہوتا جارہا ہے اور یہ احساس روز افزوں جڑ پکڑ رہا ہے کہ سماجی مسائل کو حل کرنے میں ماہرین مضامین کے بجائے ایسے ہمہ دان حضرات کی ضرورت ہے جو سماج کے مختلف عناصر میں امتزاج باہم کو فروغ دے سکیں۔

یہ وہ افراد ہیں جن کا مقصد و منتہیٰ اور جن کی ذہنی تربیت مسئلہ کے کسی ایک پہلو پر نظر رکھنے کے برعکس مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر نظر رکھنے کی ہوتی ہے۔صورت حال کے اس ادراک کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی سامنے آنے لگی ہے کہ ایسے ہمہ دان افراد اور ہمہ جہت صلاحیت کے اشخاص بہت کمیاب ہیں۔

سماج کی مندرجہ بالا ضرورت کے برعکس علمی حلقوں میں درجہ اختصاص حاصل کرنے کی جانب رجحان نہ صرف موجود ہے بلکہ مزید تقویت حاصل کررہا ہے۔اسی طرح ماہرین پیشہ کے حلقہ میں تکنیکی اصطلاحات کی مقبولیت اور محدود پس منظر پر نظر رکھنے کی عادت افہام و تفہیم اور صحیح مقاصد نیز ان کے حصول کے لیے کوشش کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہورہی ہے۔

ایک امریکی لائبریرین ڈوروتھی براڈرک جو وہائٹ ہاؤس کی ایک کانفرنس میں شریک تھیں۔بعد میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس کانفرنس میں شریک ہونے والوں میں ماہر علم نفسیات طبیب، ماہر رہائشی سہولیات، سماجی کارکن، اساتذہ اور لائبریرین سبھی شریک تھے۔بہت سے شرکاء کانفرنس اپنے اپنے مضمون میں مستعمل مخصوص اصطلاحات کے مفہوم

www.taemeernews.com

کو واضح کرنے میں اس بری طرح الجھے ہوئے تھے اور نوجوانوں کے مسائل کو اپنی تنگ نظری کے عینک سے دیکھنے میں ایسا مصروف تھے کہ ان کے لیے اپنے خیالات دوسروں تک پہنچانا ناممکن ہورہا تھا۔ ہم لائبریرین ہی وہاں ایسے افراد تھے جو نہ صرف مترجم کا فرض انجام دیتے رہے، بلکہ اکثر مواقع پر ثالثی کے فرض کو بھی ہمیں انجام دینا پڑا۔[۱۶]

کتب خانہ مختلف علوم میں کس طرح باہم امتزاج پیدا کرنے میں موثر رول ادا کرسکتا ہے اس موضوع پر اپنے خیالات بتاتے ہوئے ڈوروتھی روڈرِک نے کہا کہ میٹنگ میں شرکت کے بعد ان کی اس رائے کو مزید استحکام ملا کہ علم کے ہمہ گیر ہونے کے تصور کو مختلف علوم کے ماہرین اور پیشہ ور افراد، نیز اُن کے متبعین نے چکنا چور کردیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اب یہ ذمہ داری ہماری یعنی لائبریرین کی ہے کہ وہ کام جسے "عالم پناہ کے جملہ اسپ تازی اور ہر کارے نہیں کرسکے ہیں" ہم انجام دیں گے۔ دوسرے لفظوں میں لائبریرین کا فرض ہے کہ وہ علوم کے درمیان ارتباط باہمی کے رجحانات کو تقویت دیں۔ لائبریرین چاہے عام کتب خانہ کا ہو یا تعلیمی کتب خانے میں کام کرتا ہو، اسکول میں ہو یا مخصوص علوم پر مشتمل کتابوں کے کتب خانہ کا وہ جملہ علوم کے درمیان امتزاج پیدا کرنے کی ذمہ داری سے فرار نہیں اختیار کرسکتا۔

ہمہ جہت مطالعہ کی ضرورت محض معاشی بہتری اور ترقی، فاقہ زدگی، بیماری جیسے بڑے اور سنگین مسائل کے حل کی تلاش تک ہی نہیں محدود ہے۔ آج لائبریرین بھی مخصوص نوعیت کے کتب خانہ کی تعریف، تجزیہ اور محاسبہ کی جانب متوجہ ہورہے ہیں اور اس کوشش میں منہمک ہیں کہ کتب خانہ کے مقصد و منہاج، اس کے انتظامی ڈھانچہ، اس کے مخصوص عمل اور کام کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ اس کی خدمات کا دائرہ کتنا وسیع ہے۔ اس میں کس طرح کے ساز و سامان اور مشینیں دستیاب ہیں۔ کتب خانہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں کن اصولوں اور طریقوں پر عمل پیرا ہے۔ لیکن ایک ایسے کتب خانہ

www.taemeernews.com

کا جو اپنے سماج کے مقاصد سے ایک مربوط پروگرام کی حیثیت سے ہم آہنگ ہو چکا ہو اور جس کا عمل اُن مقاصد کے حصول کے لیے درکار کاوشوں سے مطابقت رکھتا ہو، تجزیہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اس مشکل کا اندازہ ہمیں اُن پیچیدہ مسائل سے ہوتا ہے جو اس تجزیہ میں مضمر ہیں۔

تجزیہ کا یہ عمل کیوں؟ تاکہ ہم دانش مندی کے ساتھ یہ فیصلہ کرسکیں کہ آیا کتب خانے کے مقاصد، وسائل، خدمات اور طریقہ کار موزوں ہیں؟ اگر ہمارا مقصد یہی ہے تو پھر وہ کون سا پیمانہ ہے جس کے سہارے ہم موزوں اور غیر موزوں ہونے کا فیصلہ کریں گے۔ اگر تجزیہ مکمل ہونے پر عملہ کتب خانہ اور اس کے منتظمین یہ دعویٰ کریں کہ گذشتہ کل کے بمقابلہ آج وہ اپنے کاموں کو زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ اور بہتر طریقے سے انجام دے رہے ہیں تو اس بیان کا مفہوم کیا ہے؟ کیا کتب خانہ کے کاموں کا تجزیہ موجودہ مستفیدین اور مستقبل کے مستفیدین کی جملہ ضروریات کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے یا یہ فیصلہ آج کے قارئین کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے؟ علمی مواد کی کون سی طلب یا مانگ لازمی اور کون سی غیر لازمی ہے، یہ فیصلہ کن بنیادوں پر ہوگا۔ قارئین کتب خانہ کی ضروریات کی تکمیل اور انھیں سہولیات فراہم کرنے کے سلسلے میں دوسرے کتب خانوں کی ذمہ داریوں کی نوعیت اور حدود کو کس حد تک زیر غور لایا گیا ہے اور اس پہلو پر کس حد تک نظر ڈالی گئی کہ ضرورت سے مطابقت رکھنے والے زیادہ مواد، سہولیات اور خدمات کو فراہم کرنے کے لیے زیر بحث کتب خانہ کو اپنے ہی جیسے یا اپنے سے مختلف کتب خانوں کے ایک مربوط نظام کا جزو کیونکر بنایا جاسکتا ہے یا اُسے دوسرے کتب خانوں کے بجائے ایسے اداروں اور ایجنسیوں کا جزو کیونکر بنایا جائے جن کے اشتراک میں وہ اپنی خدمات کے دائرہ اور اثر اندازی کو زیادہ وسعت اور بہتری عطا کرسکے۔ عام اسکول اور تعلیمی کتب خانہ اور مخصوص نوعیت کے معلوماتی مراکز کے درمیان بامعنی رشتہ پیدا کرنے کی نوعیت کیا ہے؟ اسی طرح ایک تحقیقی ادارہ کے کتب خانہ اور

www.taemeernews.com

معلومات فراہم کرنے کے مراکز کے درمیان کیسا رشتہ ہے۔ ایسے شہریوں کی جن کی معلومات میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہو، تربیت میں تجارتی پیمانہ پر چلنے والے ترسیل معلومات کے نظام کا کیا رول ہے؟

سماجی مسائل اور حالات کو متاثر کرنے والی قوتیں اور عوامل خود بھی تبدیلی اور انقلاب کا شکار ہوتے رہتے ہیں، اس لیے ان کا مکمل تجزیہ یا ادراک یا ایسا منصوبہ تشکیل دینا جس کے تحت اُن کے منفی اثرات کا تدارک کیا جاسکے نہ صرف افراد بلکہ جماعت اور ادارہ کے لیے بھی مشکل ہے۔

مسائل وحالات اور اُن کے باہمی رشتے اپنے ڈھانچہ اور مفہوم کے اعتبار سے اس وقت بھی تغیّر پذیر ہوتے رہتے ہیں جب اُن کے تجزیہ اور سمجھنے کی کوشش اور انھیں مرتب کرنے کا عمل جاری رہتا ہے۔ اس لیے باوجود اس حقیقت کے کہ کتب خانہ داری میں مستقبل اور حال کے مقابلہ میں ماضی میں تعطّل اور جمود کا دور رہا ہے، آج اس کا کوئی جواز نہیں۔ اس لیے آج سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ کیا لائبریرین زندگی کے حقائق کو تسلیم کرنے اور اس سے نبرد آزما ہونے کا مزاج اس کی صلاحیت اور موزوں رجحان رکھتا ہے؟ کیا وہ حالات کی تغیّر پذیری اور مسائل کی باہم دیگر پیوستگی سے جو مستقبل کی زندگی کی اساسی خصوصیات ہیں ثابت قدمی، ہوش مندی اور سلامت روی سے نبرد آزما ہونے کے لیے درکار ذہنی ساخت، رجحان اور صلاحیت کا مالک ہے اور کیا اس میں یہ احساس موجود ہے کہ آج وہ جو کچھ سوچ رہا ہے اور جن منصوبوں کو تشکیل دے رہا ہے، ایک پیچیدہ جمہوری سماج میں اُن کا بہت اہم مقام ہے۔

مزید مسائل ورجحانات

ایک آزاد جمہوری سماج میں شہری اپنے مسائل کا دانش مندانہ انداز سے حل تلاش کرتے ہیں۔ ایسے سماج میں شہریوں کو موزوں معلومات اور تعلیم فراہم کرنا سماج کی بڑی ذمہ داری ہے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ ایسا سماج جس طرح کے

www.taemeernews.com

شہری پیدا کرنا چاہتا ہے اُس کے لیے موزوں نظام تعلیم کا بندوبست کرے۔ کیونکہ سماج کی ترقی اور مقسوم کو غیر رسمی کوششوں کے اتفاقی عمل کا تابع نہیں کیا جاسکتا۔ اُنھیں غیر یقینی حالات کے سہارے پروان چڑھنے پر نہیں چھوڑا جاسکتا۔

اسی لیے رسمی تعلیم کا دائرہ دن بہ دن وسیع ہوتا جارہا ہے۔ یوں تو اس وسعت پذیر رسمی تعلیم کے مقاصد ہمیشہ ایک سے زیادہ رہے ہیں، لیکن حالیہ برسوں میں جس مقصد نے جملہ ماہرین تعلیم، منتظمین اور حکومت کے اعلیٰ حکام کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی ہے وہ ہر عمر کے طالب علم میں نہ صرف حصول تعلیم کی خواہش کو پیدا کرنا اور اُس میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے مطلوب لیاقت پیدا کرنا ہے بلکہ طالب علم کے اندر ان دونوں صلاحیتوں کو قائم رکھنا ہے تاکہ وہ غیر رسمی تعلیم کے ذریعہ تازندگی اپنی علمی لیاقت میں اضافہ کرتے رہیں۔ تعلیم کے اس تصوّر میں جملہ سطح کے مدارس منتخب علوم کے حصول کے نظام کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔ ایک ایسا نظام جس کی صفات میں جستجو، غائر بینی، تلاش ایجاد و اختراع، ناقدانہ تجزیہ، تخلیقی ذہن اور علوم کا امتزاج سبھی کچھ شامل ہیں۔ اس نظام تعلیم کو باعمل بنانے میں مشینی اور غیر مشینی ہر طرح کے تدریسی آلہ جات ایک موثر تعلیم و تربیت کے نظام کے جُزو کی صورت اختیار کرلیں گے۔

تعلیم کے اس تصوّر میں لائبریرین اور کتب خانے علوم منتخبہ کے حصول کے عمل میں ایک نہایت قیمتی عنصر کی حیثیت اختیار کرلیتے ہیں۔ لائبریرین ہوں یا اساتذہ یا منتظمین تعلیم سب ایک ہی بنیادی مقصد کے حاصل کرنے میں سرگرم عمل ہیں۔ ایک مربوط تعلیمی منصوبہ کی تشکیل اور اُس پر عمل پیرا ہونے میں برابر کے شریک ہیں اور وہ اس مقصد کے حاصل کرنے میں اُن تمام ذرائع و سہولیات کو استعمال میں لاتے ہیں جو انھیں دستیاب ہیں۔ دوسرے لفظوں میں لائبریرین کو جملہ اقسام کے تعلیمی آلات و سامان سے خود کو باخبر رکھنا چاہیے اور نئے ایجاد ہونے والے آلات کے بارے میں معلومات حاصل

www.taemeernews.com

کرتے رہنا چاہیے۔

اگر کتب خانے طالب علموں کو حصول علم کے ڈھنگ کی تربیت دیتے ہیں تو پھر طالب علم کے حصول علم کے عمل میں بتدریج وہ اہم مرکز کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ لائبریرین اپنی مرکزی ذمہ داری اور حیثیت کی بدولت ایک معلم کا مقام حاصل کر لیتا ہے — ایک استاد، ایک مرتب نصاب۔ اور حصول علم کے جملہ عمل میں امتزاج باہمی کو فروغ دینے والی شخصیت، عملاً ہر لائبریرین حوالجاتی خدمات فراہم کرنے والا لائبریرین بن جاتا ہے۔ کیوں کہ طالب علم کی تعلیمی استعداد میں اضافہ کے ساتھ اُسے درکار حوالجاتی امداد کی باریکی اور گہرائی میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔[8] اب اس کی ضرورت کی تکمیل مواد فراہم کر دینے سے نہیں ہوتی۔ کیونکہ مواد کی تلاش، اس کی بہم رسانی بذات خود انھیں استعمال کے لائق نہیں بنا دیتے۔ لائبریرین اور استاد کا کام طالب علم کے تحصیل علم میں درکار مواد کے معیار کو پرکھنے اور اُسے استعمال کرنے کے عمل میں مدد دینا ہے۔

تعلیم کے مقصد کا یہ مختصر خاکہ اور اس خاکہ میں کتب خانہ اور لائبریرین کے مقاصد کی یہ ایک جھلک ہے۔ ظاہر ہے یہ تصور نیا نہیں ہے۔ البتہ جب ہم تعلیم کے اس تصور کا مروج نظام تعلیم سے موازنہ کرتے ہیں تو حقیقت اور افسانہ کے فرق کی تلخ حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے۔ یہ عقیدہ کہ کتب خانے تعلیم کے جدید مرکز میں سب سے تیز رفتاری کے ساتھ فروغ پانے والے عنصر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ماضی میں چاہے کتنا ہی درست کیوں نہ رہا ہو لیکن جب ہم دور حاضر کی کتب خانہ کی ضرورتوں اور دستیاب سہولتوں کے درمیان کی خلیج پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ حل طلب مسائل اور کرنے کے کام کی تعداد بہت بڑی ہے اور ابھی ہم نے مستقبل کی ضرورتوں پر نظر بھی نہیں ڈالی۔

اس گفتگو کے دوران ایک بات ضرور واضح ہو گئی۔ ہمارے رسمی نظام تعلیم کے سامنے تہری ذمہ داریاں ہیں، لیکن اس میں بنیادی حیثیت اس ذمہ داری

www.taemeernews.com

کی ہے کہ ہم اپنے جملہ طالب علموں میں چاہے وہ کسی درجہ یا سطح کے کیوں نہ ہوں، ایک ایسا شوق اور ایک ایسی لگن پیدا کریں کہ وہ تحصیل علم کے عمل کو اپنے آپ بھی جاری رکھ سکیں۔ اس ذمہ داری کی ادائیگی میں جب تک وہ برابر کے شریک نہیں ہوتے اس وقت تک ایک تیز رفتار تغیر پذیر دنیا کے آزاد لیکن پیچیدہ جمہوری سماج سے یہ ذمہ داری کما حقہ، نہیں ادا ہو سکتی ہے۔ آج کوئی بھی مسئلہ اتنا سنگین نہیں اور نہ اس حد تک احتجاجی کوششوں کا محتاج ہے جس حد تک رسمی تعلیم اور کتاب خانہ داری کے لیے مشترکہ مقاصد کا فروغ اور ان کے حصول کے لیے پیشہ ورانہ انجمنوں، سیاسی جماعتوں اور عوام کا تعاون ہے۔

بازیابی و ترسیل معلومات

تکنالوجی کے میدان میں جدید انداز کے ماہرین ایک عرصہ سے سماجی افادیت کی ایک نئی صنعت کے قیام کا خواب دیکھ رہے ہیں ـــــ معلومات فراہم کرنے کی افادی صنعت جو دنیا بھر کے اپنے گاہکوں کو مطلوب معلومات اور حقائق ایک معینہ نرخ پر فراہم کرے گی اور یہ فراہمی ٹھیک اُسی طرح ہو گی جس طرح آج ہم گیس، بجلی اور پانی وغیرہ قیمت ادا کر کے حاصل کرتے ہیں۔[9]

معلومات کی فراہمی کو افادی صنعت کا روپ دینے کی کوشش کی سمت میں زبردست پیش رفت ہوتی ہے اور جیسا کہ ہم نے گذشتہ صفحات میں دیکھا ہے مغربی ممالک میں پیٹینٹ، طب اور قانون جیسے مضامین کے دائرہ میں یہ خدمات شروع ہو چکی ہیں! کمپیوٹر تکنالوجی میں روز افزوں بہتری نے اس صورت حال کو ممکن بنانے میں نمایاں رول ادا کیا ہے۔ بازیابی معلومات کی صنعت کے نفع بخش ہونے کے پیش نظر امریکہ کی نئی کمپنیوں نے اپنے کاروبار مشترکہ کر لیے ہیں اور اس میں توسیع کر رہی ہیں۔ امریکہ میں اعلیٰ پیمانہ پر معلومات فراہم کرنے کے معلوماتی مراکز وجود میں آ رہے ہیں۔ فیڈرل کونسل برائے سائنس و تکنالوجی کی کمیٹی برائے سائنٹفک و ٹکنیکل معلومات جسے مختصراً کوسانی کا نام

www.taemeernews.com

دیا گیا ہے۔ کمپیوٹر کی مدد سے چلنے والے معلوماتی مراکز کے ایک نظام کو وجود میں لانے کے امکانات پر غور کر رہی ہے۔ ۱۹۶۵ میں امریکہ کی تجارتی کمپنی کیلاگ کی امداد سے انٹر یونیورسٹی کمیونی کیشن کونسل جسے مختصراً ایڈوکام کہتے ہیں، وجود میں آئی۔ ایک سال کے اندر اس میں شریک یونیورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کی تعداد آٹھ سے بڑھ کر ۴۲ تک پہنچی۔ اس کونسل کا مقصد مواصلاتی سائنس کے امکانی مصرف کو فروغ دینا ہے!!

www.taemeernews.com

حواشی و حوالے

۱۔ ایرک ایش بی۔ یونیورسٹیز: برٹش، انڈین، افریقن، کیمبرج،۱۹۶۶،ص ۳

۲۔ رالف ڈبلیو کونا نٹ "سوشیالوجیکل اینڈ انسٹی ٹیوشنل چینجز ان امریکن لائف" اے۔ ایل۔ اے بلیٹن، ج ۶۱، مئی ۱۹۶۷،ص ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۴

۳۔ کرٹس جی بنجامن۔ ایوری تھنگ از ناٹ کمنگ اپ روزز، اسپیشل لائبریریز اسوسی ایشن کے سائنس تکنالوجی ڈویژن کے سامنے ایک تقریر۔ فلاڈلفیا جون، ۹، ۱۹۶۵، نیویارک، ۱۹۶۵،ص ۲۔

۴۔ ارون جے گینس، انٹلکچوئل فریڈم، اے۔ ایل۔ اے بلیٹن، ج ۶۰، فروری ۱۹۶۶،ص ۱۱۹۔

۵۔ پریسیڈنٹ ریسرچ کمیٹی آن سوشل ٹرینڈس۔ ریسنٹ سوشل ٹرینڈس ان دی یونائٹیڈ اسٹیٹس۔ نیویارک، ۱۹۳۳،ص ۱، ۱۲، ۱۳۔

۶۔ ڈوروتھی ایم بروڈرک "دی لائبریرین ان ٹوڈیز سوسائٹی" لائبریری جرنل۔ ج ۹۲، اپریل ۱، ۱۹۶۷،ص ۱۳۔۱۴۔

۷۔ ایڈورڈ ای بوہر "فرانٹیرس آف نالج ان اے چینجنگ ورلڈ، امپرنٹ دی میگرا ہل بک کمپنی اسٹوری، نیویارک، ۱۹۶۷،ص ۲۔

۸۔ برنارڈ ای رچرڈسن "لاسٹ ون ان بڈس اے لائبریرین" لائبریری جرنل۔ ج ۹۱، اکتوبر ۱۵، ۱۹۶۶،ص ۶۔۴۹۰۔

۹۔ جان فائفر۔ میشینس دیٹ کین ٹاک وتھ۔ فارچون، ۶۹، مئی ۴، ۱۹۶۴، ص ۱۹۶، ۱۹۸۔

۱۰۔ اکنامسٹ۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۱،ص ۱۰۱، ۱۰۲۔

۱۱۔ اے۔سی۔آر۔ایل نیوز۔ نمبر ۷، اکتوبر ۱۹۶۶،ص ۱۲۲۔

www.taemeernews.com

کل کے لائبریرین

کل کے لائبریرین کے بنیادی کام اور اس کی مسلسل ذمہ داریوں کا دائرہ کیا ہوگا؟ بلاشبہ درج ذیل ذمہ داریاں اُس میں شامل ہوں گی۔

۱۔ آئندہ برسوں میں رونما ہونے والے حالات کے اشاروں کو پہچان کر اُن تمام علوم کی مدد سے جو ہمیں موزوں آگہی دے سکیں، یہ طے کرنا کہ افراد کے حالات اور اُن کی امنگیں اور سماج کے مسائل اور امیدیں کیا ہوں گی۔

۲۔ افراد اور سماج کو کس قسم کے علوم اور معلومات کی ضرورت ہوگی، اس کا تعین، کس قسم کی معلومات اور علم، کہاں اور کن حالات میں مطلوب ہوگا۔

۳۔ مستقبل میں پیدا ہونے والی ان ضرورتوں کی روشنی میں اور اُن اداروں اور ایجنسیوں سے تعاون کی صورت میں جو ان ضرورتوں کی تکمیل میں معاون ہوں گے۔کتب خانہ کے مقصد و منہاج کا تعین۔

۴۔ مشین کے کتب خانہ کے کاموں میں مصرف کے امکان کا مسلسل جائزہ لیتے رہنا اور یہ فیصلہ کرنا کہ کتب خانہ داری کے فرائض منصبی کی ادائگی میں مشینوں کو ایک سوچے سمجھے فیصلہ کے تحت کہاں کہاں استعمال میں لایا جاسکتا ہے

۵۔ تمام عمر طالب علم رہنا، ذہنی طور پر بیدار اور سماجی حیثیت سے حساس شہری بنے رہنا، مسائل کا بہتر سے بہتر حل اور موثر سے موثر ترین سہولیات فراہم کرنے کے پیش نظر ہمیشہ جستجو اور تلاش میں منہمک رہنا۔

ایک جمہوری نظام میں روزافزوں وسعت پذیر معلومات اور علوم تک دسترس فراہم کرنے والے بے مثال اہمیت کے کاموں کو جو لوگ انجام دیتے ہیں ہم انھیں کون سا نام دیں؟ غالباً ایک سے زیادہ ناموں کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ اس کام کو انجام دینے میں مختلف قسم کے ماہرین کے شرکت کی ضرورت ہوگی۔ان میں سے چند کا دائرہ کار بہت محدود ہوگا جب کہ دوسروں کا انتہائی وسیع ہوگا۔ بہت سے ایسے کام انجام دینے ہوں گے جو تکنیکی نوعیت کے ہیں۔ بہت سے ایسے افراد کی ضرورت ہوگی جو ہمہ جہت صلاحیت رکھتے ہوں اور

www.taemeernews.com

علوم میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی صفت کے مالک ہوں۔ اسی طرح منتظمین اور پالیسی ساز حضرات کو بھی مختلف ذمہ داریوں کو سنبھالنا ہوگا۔ چند عجلت پسند حضرات نے جملہ اقسام کی ان ذمہ داریوں کو سنبھالنے والوں کو انفارمیشن سائنس "علم معلومات" کے تحت یا اسی نوعیت کی کسی پیشہ ورانہ صنف کے اندر لانے کی کوشش کی ہے۔ انھیں علم کتب خانہ داری کے تحت لانے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن یہ سب کوششیں قبل از وقت ہیں۔ کتب خانہ داری کے پیشہ کا اصل مسئلہ نام اور عنوان کا نہیں ہے بلکہ اُن مقاصد کی نشاندہی ہے جو عصری سماج کے مزاج سے ہم کنار ہیں۔ اُن پالیسیوں، اُن منصوبوں اور اُن تکنیکی اور تنظیمی پہلوؤں کا ہے جو ان مقاصد کے خاطر خواہ حصول میں معاون ہیں۔ بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ مسئلہ اُن تمام مرد اور عورتوں کی کارکردگی کی صلاحیت کی سطح سے متعلق ہے جو خود کو ان مسائل کے حل کرنے میں مصروف رکھتے ہیں۔ کتب خانہ میں انجام دیے جانے والے کاموں کی کوئی فرد، منتظم کتب خانہ کی انتظامی حیثیت کا کوئی بھی نام، کوئی عنوان، کوئی اختیار، یا قانونی حیثیت اُس کے سر پر عزت و وقار اور عظمت کا تاج نہیں رکھ سکتے۔ اُسے یہ مقام دلانے میں اگر کوئی شئے معاون ہو سکتی ہے تو وہ اُس کے کام کرنے کا جذبہ، اس کے خیالات اور اس کا عمل ہیں۔

www.taemeernews.com

سماج میں کتب خانہ کا مقام

ہم نے کتب خانہ کو اب تک تاریخ تہذیب انسانی کے اہم عنصر کی حیثیت سے دیکھا ہے۔ کتب خانہ کی تاریخ کا کوئی ایک خاکہ کتب خانہ کی نوعیت، تاریخ انسانی کے مختلف ادوار میں اس کی خدمات اور اُس کے مقاصد کو مکمل طور پر نہیں پیش کر سکتا۔ کتب خانہ کی تاریخ قوموں کی تاریخ کے ساتھ مربوط ہے۔ کتب خانے بنی نوع انسانی کی معلومات کی ضرورت کی تکمیل کرتے ہیں اور اسی مقصد کے تحت وجود میں آئے۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں انسان نے معلومات کو محفوظ کرنے کے لیے مٹی کی تختی، چمڑہ، پیپرس، کاغذ، مقناطیسی فیتے اور مقناطیسی تختیاں استعمال کیں۔ انسانوں کی معلومات کی ضرورت جس کی تکمیل کے لیے کتب خانے وجود میں آئے۔ اپنے محرکات کی مناسبت سے بہت مختلف النوع رہی ہے۔ یہ ضرورتیں ہمہ گیر بھی ہیں اور اعادی نوعیت کی بھی۔ کتب خانہ کی تاریخ کے چند ادوار یا کتب خانوں کی چند مخصوص قسمیں مواد کی ضرورت کے ان مختلف النوع محرکات کی نشاندہی کرتے ہیں۔

معلومات کی اعادی ضرورتیں

اس ضمن کے تحت حکومت کے انتظامی پہلو سے متعلق دستاویزوں کا تحفظ، سماج کی اخلاقی اور مذہبی تعلیم کی ضرورت اور رسمی تعلیم کے کام کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ سرکاری کاغذات اور دستاویزوں کے تحفظ اور دیکھ بھال کے لیے ایک خاص قسم کے کتب خانے کی ضرورت رہی ہے اور انھیں ارکایوز کا نام دیا گیا ہے۔ اسی طرح سماج کی اخلاقی اور مذہبی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے قدیم زمانے میں خانقاہی کتب خانے وجود میں آئے۔ آج بھی مذہبی اداروں، گرجا گھروں اور مساجد میں کتب خانے موجود ہیں۔ اس قسم کے کتب خانوں کا وجود ہمیں سمیری تہذیب کے زمانے سے ملتا ہے۔ تاریخ کے دور وسطیٰ میں یورپ میں الکوئن نے بھی ان کی ضرورت

www.taemeernews.com

کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ دور حاضر میں کسی یونیورسٹی یا کالج کا کتب خانہ کے بغیر تصور غیر ممکن ہے۔ کتب خانے علمی اور فنون لطیفہ کے تخلیقی عمل میں بھی معاون رہے ہیں۔

انسان اپنی علمی کاوش اور ادبی تخلیق کے عمل میں بھی کتب خانوں کا ہمیشہ رہین منت رہا ہے۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ وہ قومیں جنھوں نے علمی اور ادبی برتری کا مقام حاصل کیا ہے، کتب خانوں کی سرپرستی میں پیش پیش رہی ہیں۔ یونانی تہذیب اور اسلام کے دور زریں کے مفکر اور سائنس داں نیز یورپ میں دور روشن خیالی میں ابھرنے والے مفکر اور دانش ور سب نے اپنے تخلیقی کارناموں کے لیے کتب خانہ سے رجوع کیا ہے اور کتب خانے نے چاہے وہ ذاتی ملکیت کی صورت میں ہوں یا قوم کے زیر انتظام ہمیشہ ان کی مدد کی ہے۔ اسی طرح امریکہ میں ترقی کے ابتدائی دور میں جیمس لوگان اور ولیم برڈ ثانی کے ذاتی کتب خانوں کے نام آج بھی احترام کے ساتھ لیے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں دیسی ریاستوں کے کتب خانوں سے اگر ہم صرف نظر بھی کرلیں تو مولوی خدا بخش کا کتب خانہ (پٹنہ) مولوی سبحان اللہ کا کتب خانہ (گورکھپور، حال علی گڈھ مسلم یونیورسٹی) اور علمائے دیسنہ (بہار، حال خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری) اور سر جادو ناتھ سرکار کا کتب خانہ ذاتی کتب خانوں کی چند تابندہ مثالیں ہیں علمی اور ادبی کاموں میں کتب خانوں کے تعاون کی قدیم روایت آج کل یونیورسٹی، کالج اور تحقیقی اداروں کے کتب خانے نباہ رہے ہیں۔

ایک کامیاب جمہوری نظام کے واسطے بالغ نظر شہریوں کی ضرورت ناگزیر ہے۔ اس حقیقت کو جولیس سیزر نے حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے سو برس پہلے ہی جان لیا تھا۔ اس نے اپنی قلمرو کے شہریوں کے واسطے عام کتب خانہ سہولت کی ایک اسکیم مرتب کی تھی۔ دور حاضر میں عام کتب خانے "اپنی تعلیم آپ" اور تاحیات تعلیمی سرگرمیوں کو قائم رکھنے کے عمل میں کلیدی رول رکھتے ہیں ـــــ اچھی اور دلچسپ موضوعات پر مرتب کتابیں ذہنی

www.taemeernews.com

پراگندگی اور جسمانی تھکاوٹ کے بعد مسرت اور طمانیت بخشنے کا ایک مناسب اور موزوں ذریعہ ہیں۔ اس طرح کی کتابیں عام کتب خانوں اور مخصوص ضرورت کے کتب خانوں میں بھی ملتی ہیں لیکن گشتی اور اجرائی کتب خانے اسطرح کی کتابیں فراہم کرنے کا خاص ذریعہ ہیں۔

کتب خانوں کی ترویج کے مختلف ادوار پر اگر ہم نظر ڈالیں تو ہمیں بازنطین اور اسلامی تاریخ کے دور انسان کی تہذیبی میراث کو کتابوں کی شکل میں محفوظ کرنے کے کام میں سب سے نمایاں مقام پیے ہوئے نظر آتے ہیں عرب حکمرانوں نے یورپ کے دور تاریکی میں علم و دانش وری کی سرپرستی کی شمع کو روشن رکھا اور قدیم تعلیمی تحقیقات کو تراجم کی شکل میں کتب خانوں میں محفوظ رکھا۔ یہاں تک کہ یورپ میں نشاۃ الثانیہ کا دور آیا اور علم و ادب کا جدید دور شروع ہوا۔ اس سلسلے میں یورپ کی مذہبی خانقاہوں میں موجود کتب خانوں کا رول بھی کچھ کم اہم نہیں۔

ریمیس اعظم کے زمانے سے لے کر زمانہ حال تک کتب خانوں نے اپنے موسس کو ایک طرح کی طمانیت قلب و روح اور ایک افتخار بخشا ہے۔ نشاۃ الثانیہ کے دور میں کتب خانے مسلک انسانیت کے مبلغین کے لیے روحانی اور علمی تقویت دینے کا کام کرتے تھے۔ عاشقان کتاب نے اس دور میں جو نوادرات علمی جمع کیے وہ آج ہمارے کتب خانوں کی زینت کا باعث ہیں۔ اور علما و دانش وروں کے لیے بیش بہا ماخذ کا کام دے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کتابیں فنون لطیفہ کے میدان میں اس دور میں ہونے والی پیش رفت کے لیے ایک نشان کا بھی کام دیتی ہیں اور اس طرح ذوق جمال کی تسکین کا باعث بنتی ہیں۔

کتب خانہ کی ترویج و توسیع کے لیے موزوں حالات

ہم نے دیکھا ہے کہ کتب خانے مختلف سماجی، معاشی، تہذیبی اور تعلیمی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے وجود میں آتے ہیں۔ بہت سے حالات جو سماج پر

www.taemeernews.com

اپنا اثر ڈالتے ہیں کتب خانوں کو بھی متاثر کیے بغیر نہیں رہتے۔ چنانچہ کتب خانوں کی ترویج کے لیے موزوں حالات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ایک ایسا سماج جو اپنی سیاسی اور تہذیبی بالغ نظری کی بدولت علم کے تحفظ، توسیع اور ترسیل کی اہمیت سے بخوبی واقف ہو۔

۲۔ ثقافتی اور علمی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی اور اُن پر عمل درآمد کے لیے موزوں امن و سکون کا ماحول۔

۳۔ افراد میں فنون لطیفہ کے لیے ذوق و شوق اور سماج کے مشترکہ علمی سرمایہ کے واسطے وقت اور وسائل کی دستیابی۔

۴۔ دانش ورانہ تخلیق اور علمی سرگرمیوں کے ایسے ماہ و سال جن میں مطالعہ اور تحقیق کے لیے بڑے پیمانہ پر اور مختلف النوع علمی مواد کی ضرورت ہو۔

۵۔ ایک ایسا سماج جو افراد کے اندر اپنی ذہنی اور فنی صلاحیت اپنے طور پر خود بہتر بنانے کی کوششوں کی ہمت افزائی کرے اور جہاں ایسے شہری بنانے پر زور دیا جائے جو اپنے فرائض و حقوق سے آشنا ہوں۔

۶۔ علوم کے احیاء کا دور جہاں اس احیاء کا انحصار لکھے ہوئے علمی مواد اور اُن تک دسترس پر ہو۔

۷۔ جب اداروں میں استحکام اور افراد کے اندر مستقل اور مسلسل ملازمت کا اطمینان اور احساس پروان چڑھ رہا ہو۔

۸۔ گھنی آبادی والے ایسے علاقے خصوصاً شہری آبادی کے علاقے جہاں کتب خانوں کی مالی اعانت کے وسائل موجود ہوں اور انھیں استعمال کے لیے لوگوں کے اندر ثقافت اور علم سے دلچسپی پائی جائے۔

۹۔ معاشی خوش حالی جہاں افراد اور اداروں کے پاس وافر مقدار میں دولت ہو اور اُن کے اندر فلاحی کاموں کو انجام دینے کا جذبہ موجود ہو۔

۱۰۔ دور جدید کے انداز رکھنے والا دور جس میں لوگ اس بات سے واقف ہوں کہ معاشی ترقی، قومی مضبوطی اور اُس کے مقام کا انحصار استعمال کے

www.taemeernews.com

لائق علوم اور معلومات کے وسیع پیمانہ پر ترسیل اور استعمال پر ہوتا ہے۔

کتب خانے اپنے ابتدائی دور سے ہی ایسے علوم اور دانش وری کے جو قلم بند کر لیے گئے ہوں، حصول، تحفظ، استعمال اور ترسیل کا ذریعہ رہے ہیں اور اسی طرح اپنے ابتدائی دور سے ہی کتب خانہ داری زمانہ حال کے لوگوں کے لیے مرقوم مواد کی تحصیل مسلسل، تحفظ و ترتیب اور اُن کے استعمال اور مواد کے ذخیرہ میں سے دیرپا اہمیت کے مواد کو مستقبل کی نسلوں تک ترسیل کے فرائض کی ذمہ دار رہی ہے۔ کتب خانہ کے بہت سے کام مثلاً تعلیم، تحقیق معلومات، تمدنی ذمہ داری کے احساسات کو اُجاگر کرنے کا کام، ذوق جمال کی تسکین اور تفریح طبع کے لیے بندوبست وغیرہ بلا شبہ بہت سے دوسرے ادارے اور افراد بھی انجام دیتے ہیں۔ لیکن سماج کی تہذیبی میراث کو جمع کرنا اور اُن کو اس انداز سے مرتب کرنا کہ اُن کا وسیع پیمانہ پر استعمال ممکن ہو سکے یہ کام صرف کتب خانے انجام دیتے ہیں۔ اپنے مقاصد اور کام کے اعتبار سے کتب خانے سماج کی ضرورتوں سے ہم آہنگ ہیں جو علمی مواد تصنیف ہو چکا ہے اس کی ہر اکائی کتب خانہ کے لیے جمع کرنے کی چیز ہے۔ انسانی سماج کے ڈھانچہ کا کوئی بھی جزو چاہے وہ اپنے نمو اور بالیدگی کی کسی بھی منزل میں کیوں نہ ہو کتب خانہ کے لیے توجہ کے لائق ہے۔ آج کے تکنیکی اور صنعتی برق رفتاری کے دور میں جہاں معلومات کا بروقت حصول موت اور زیست کے مسئلہ سے کم اہمیت نہیں رکھتا۔ کتب خانہ کی اہمیت اور لامحدود ضرورت اب شک و شبہ سے بالاتر ہو چکی ہے۔

جملہ علوم انسانی مع اُس صوری ہیئت اور لباس کے جس میں وہ دستیاب ہیں کتب خانہ داری کے دائرہ میں شامل ہیں۔ کتب خانہ داری، علم کی فراہمی تحفظ، استعمال اور ترسیل کا کام کرنے والے افراد اور ان تمام منصوبوں، اقدام اور خدمات سے عبارت ہے جو ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ادا کی جاتی ہیں۔ اس کے دائرہ میں ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لیے درکار تیاری مثلاً اس کی تعلیم تربیت، پیشہ ورانہ مہارت، لیاقت،

www.taemeernews.com

نظریاتی افکار، وسائل اور پیشہ وران نمو و پرداخت بھی آتے ہیں اور ذمہ داری ادا کرنے کا انداز بھی۔ کتب خانہ سماج کی ضرورتوں کو بھی اپنے پیش نظر رکھتا ہے اور اُن منصوبوں اور اُن کے تکمیل کے لیے کی گئی جملہ کوششوں پر بھی نگاہ رکھتا ہے ساتھ اُن نتائج پر بھی جو اُن کوششوں کی بدولت حاصل ہوتے ہیں۔

زمانہ قدیم سے لے کر آج تک کتب خانہ کے بنیادی کاموں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ البتہ اِن کاموں کو انجام دینے کے ڈھنگ اور طریقہ میں بہت فرق پیدا ہو چکا ہے۔ وہ ماحول بھی جو ان کاموں کو جنم دیتا ہے بدل چکا ہے۔ اسی طرح موجود علم کی شکل اُن کا مافیہ اور اُن کی مقدار تبدیل ہو چکی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ کتب خانوں کے ان کاموں کو انجام دینے اور ذمہ داریوں کے ادا کرنے کے طریقہ کار میں تبدیلی آچکی ہے۔ قارئین کو مواد تک دسترس دینے کے کام میں بھی تبدیلی آچکی ہے۔

ایک لائبریرین قلمبند مواد کے بارے میں اپنے علم اور ان کے انتخاب، ترتیب و تنظیم کے کام میں اپنی فنی مہارت کو بروئے کار لا کر اپنے قارئین کی علمی ضرورت کو پورا کرتا ہے اور ان کی حالیہ اور مستقبل کی ضرورتوں کے پیش نظر قلمبند مواد کو یکجا کر کے انھیں مرتب کرنے، ان کو محفوظ رکھنے اور اُن کی ترسیل کے لیے مناسب سہولت فراہم کرنے کے منصوبے بناتا ہے۔

www.taemeernews.com

یونیسکو منشور برائے عام کتب خانہ

یونیسکو جرنل آف انفارمیشن سائنس لائبریرین شپ اینڈ آرکائیوز ایڈمنسٹریشن، ج ۱، شمارہ ۴، اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۷۹، ۲۳۲۔ ۲۲۰ یونیسکو اور عام کتب خانے۔

یونیسکو کے قیام کا مقصد انسانی افکار پر اثر انداز ہو کر امن اور انسان کی غیر مادی بہبود کی حوصلہ افزائی تھا۔

یہ منشور عام کتب خانوں کے بارے میں یونیسکو کے اس عقیدہ کا اعلان ہے کہ عام کتب خانے تعلیم، ثقافت اور معلومات کے لیے ایک زندہ قوت ہیں اور انسانوں اور قوموں کے بیچ صلح اور افہام و تفہیم کے ماحول کو سازگار کرنے کا ایک ضروری وسیلہ ہیں۔

عام کتب خانہ

تعلیم ثقافت اور معلومات کا ایک جمہوری ادارہ

عام کتب خانہ نوع انسانی کی ثقافتی اور علمی کامرانیوں کی قدر و قیمت پہچاننے کے لیے بنی نوع انسان کی مسلسل اور تاحیات تعلیم کے عمل کی ضرورت میں جمہوریت کے عقیدہ کا ایک عملی مظہر ہے۔

کتب خانہ ہی وہ خاص وسیلہ ہے جس کے سہارے انسان کے افکار اور نظریات کے آثار کو اور اس کی تخلیقی فکر کے نتائج کو بغیر کسی بندش کے ہر کہ ومہ تک پہنچایا جاتا ہے۔

عام کتب خانوں کا مقصد کتابوں کی مدد سے روح انسانی کو تازگی بخشنا، طلبا کی مدد اور تازہ ترین تکنیکی، سائنسی اور سماجی معلومات مہیا کرنا ہے۔

عام کتب خانہ کا قیام ایک واضح قانون کے تحت ہونا چاہیے، اس قانون کو اس طرح وضع کرنا چاہیے تاکہ اس کے تحت عام کتب خانہ کی سہولت پورے

ملک کو حاصل ہو. جملہ قومی وسائل کو مکمل طور پر استعمال میں لانے کے لیے اور اس تک ہر قاری کو دسترس دینے کی ضرورت کے پیش نظر کتب خانوں کے درمیان ایک منضبط اشتراک ہونا ضروری ہے۔

کتب خانہ کے جملہ اخراجات کی کفالت سرکاری خزانہ سے ہونی چاہیے اور کتب خانہ خدمات کے لیے کسی سے سیدھے طور پر کوئی معاوضہ نہیں لیا جانا چاہیے۔

اگر عام کتب خانہ کو اپنے مقاصد کو پورا کرنا ہے تو اسے ایسی جگہ قائم ہونا چاہیے جہاں آسان پہنچ ممکن ہو. اس کے دروازے اپنے وسائل کے مفت استعمال کے لیے بلا تفریق رنگ و نسل، قوم، عمر، جنس، مذہب، زبان، سماجی حیثیت یا تعلیمی صلاحیت ہر فرد کے لیے کھلے ہونے چاہئیں۔

وسائل اور خدمات

عام کتب خانہ کو چاہیے کہ وہ بزرگ اور بچے ہر ایک کو اپنے عصری تقاضوں سے ہم کنار ہونے کے مواقع عطا کرے تاکہ اپنی تعلیم کے عمل کو وہ جاری رکھ سکیں اور خود کو سائنس اور فنون لطیفہ کے میدان میں ہونے والی پیش رفت سے باخبر رکھ سکیں۔

کتب خانہ کے ذخیرہ کتب کو علم اور ثقافت کے میدان میں ہونے والی پیش رفت کی ایک زندہ مثال ہونا چاہیے. اس پر مسلسل مبصرانہ نظر ڈالتے رہنا چاہیے اور اسے تازہ ترین بنائے رکھنا چاہیے اور اس کی ترتیب اس ڈھنگ سے کرنی چاہیے کہ وہ جاذب نظر ہو. اسی صورت میں یہ افراد کو اپنی رائے بنانے، اپنی تخلیقی اور ناقدانہ صلاحیت اور ذوق کو پروان چڑھانے میں معاون ثابت ہوگا. عام کتب خانہ کا کام معلومات اور نظریات کی چاہے اُن کا اظہار کسی شکل میں کیا گیا ہو، ترسیل سے ہے۔

چونکہ مطبوعہ لفظ صدیوں سے علم، خیالات اور معلومات کی ترسیل کا ذریعہ رہا ہے اس لیے کتابیں، رسائل و اخبارات، عام کتب خانوں کے وسائل

www.taemeernews.com

کا ایک اہم حصہ ہیں۔

لیکن سائنس نے علوم انسانی کو محفوظ کرنے کی نئی شکلیں بھی دریافت کر لی ہیں اور اب یہ بھی عام کتب خانہ کے ذخیرہ کا بتدریج ایک اضافہ پذیر حصہ بن جائیں گی۔ ان میں خوردبینی سطح پر مجموعہ مواد جو بہ آسانی ذخیرہ کی جا سکیں اور ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل کی جا سکیں۔ فلمیں، سلائڈ، گراموفون ریکارڈ، بچوں اور بڑوں کے لیے سمعی اور بصری ٹیپ اور اُن کے جملہ ضروری لوازمات بھی شامل ہیں تاکہ افراد بھی اُن کا استعمال کریں اور ثقافتی مقاصد کے لیے بھی اُن کا استعمال کیا جا سکے۔

کتب خانہ کے ذخیرہ کتب میں جملہ مضامین پر مواد ہونا چاہیے تاکہ تعلیم اور ثقافت کے مطابق بدلتے ہوئے جملہ معیار کے ذوق کی تسکین ہو سکے۔

سماج میں مروج جملہ زبانوں میں ادب کی نمائندہ کتابیں اور اُن کے ساتھ کائناتی اہمیت کے ادب پر کتابیں اپنی اصل زبان میں موجود ہونی چاہئیں

عام کتب خانہ کی عمارت کا محل وقوع مرکزی ہونا چاہیے جسمانی حیثیت سے معذور لوگوں کے وہاں تک پہنچنے کی سہولت ہونی چاہیے۔ کتب خانہ کے اوقات کا تعین قارئین کی سہولت کے پیش نظر ہونا چاہیے۔ عمارت و فرنیچر دیدہ زیب اور جاذب نظر لیکن بناوٹی شان سے بری ہونے چاہئیں۔ قارئین کو کتابوں تک آزادانہ دسترس کی سہولت ہونی چاہیے۔

عام کتب خانہ کا سماج کی ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز بن جانا قدرتی بات ہے کیونکہ یہ ہم خیال افراد کے اجتماع کا مقام ہے۔ اسی لیے یہاں نمائش تصاویر، مباحثہ فلم دکھایا جانا، محفل موسیقی کے انعقاد کے لیے درکار ضروری سامان اور جگہ کی سہولت دستیاب ہونی چاہیے۔ دیہی علاقوں اور قصبات کے واسطے کتب خانہ کی شاخ اور چلتے پھرتے کتب خانہ کی سہولیات لازمی شے ہیں۔

کتب خانہ میں تربیت یافتہ اور لائق افراد کافی تعداد میں موجود ہونے ضروری ہیں تاکہ مواد کی ترتیب و تنظیم اور قارئین کو کتب خانہ کے استعمال میں تعاون دے سکیں۔ کتب خانہ کی چند سرگرمیوں کے واسطے مخصوص تربیت کی

www.taemeernews.com

ضرورت درکار ہوگی۔ مثلاً بچوں، اور معذور افراد کی امداد کا کام سمعی اور بصری آلات کا استعمال اور ثقافتی سرگرمیوں کی ترتیب و تنظیم کا کام۔

بچے اور کتب خانہ

کتب بینی کا شوق اور کتب خانہ اور اس کے استعمال کی عادت کو زندگی کے ابتدائی سالوں میں نہایت آسانی سے ڈالا جا سکتا ہے۔ اس لیے عام کتب خانوں کی یہ خاص ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو انفرادی طور پر اور غیر رسمی انداز میں کتاب اور دوسرے تعلیمی وسائل کے انتخاب کی سہولت فراہم کریں۔ اس سہولت کے لیے مخصوص انداز کا ذخیرہ کتب اور امکانی حد تک ایک علٰحدہ جگہ کا بندوبست ہونا چاہیے۔ اگر یہ سہولتیں فراہم ہو جائیں تو بچوں کا کتب خانہ ایک زندگی سے بھرپور دعوت مطالعہ دینے والا مقام بن جائے گا جہاں مختلف انداز کی سرگرمیاں ثقافتی ترغیبات کا ذریعہ بن جائیں گی۔

طلبا اور کتب خانہ

عام کتب خانہ کی سہولیات ایسی ہونی چاہئیں کہ طالب علم اپنے تعلیمی اداروں سے دستیاب سہولیات پر مزید اضافہ کے لیے اُن پر بھروسہ کر سکیں۔ جو افراد نجی حیثیت سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ اپنی کتابوں کے لیے اور معلومات کے لیے عام کتب خانہ پر کلی طور پر بھروسہ کر سکیں۔

جسمانی طور پر معذور قارئین

ضعیف العمر اور جسمانی حیثیت سے معذور افراد کے لیے سماج میں ہمدردی کا جذبہ بڑھ رہا ہے۔ ہر طرح کی ذہنی اور جسمانی معذوری اور انتہائی کے مسائل کو کتب خانے مختلف انداز سے دور کر سکتے ہیں۔

مواد کتب خانہ تک دسترس کے بہتر ذرائع، مطالعہ میں معاون، مشینی سہولیات، بڑے حروف میں چھپی کتابیں، ٹیپ پر محفوظ کتابیں، اسپتال اور

www.taemeernews.com

دوسرے اداروں میں کتب خانہ سہولیات، رہائش گاہوں پر کتابیں فراہم کرنے کی سہولیات وغیرہ چند ایسے طریقے ہیں جنکے ذریعہ عام کتب خانے سب سے زیادہ ضرورت مند طبقہ کے لیے اپنی خدمات کے دائرہ کو وسیع کر سکتے ہیں۔

عام کتب خانے سماج میں

عام کتب خانہ کو اپنے انداز فکر میں شوق اور مثبت رویہ اپنانا چاہیے تاکہ ان کی خدمات کا دائرہ وسیع ہو اور لوگوں پر اس کی اہمیت آشکارا ہو سکے۔

عام کتب خانہ کو چاہیے کہ وہ دوسرے سماجی، تعلیمی اور ثقافتی اداروں سے رابطہ قائم کرے۔ ایسے ادارے مثلاً اسکول، مرکز تعلیم بالغان، فرصت کے اوقات کی سرگرمیوں کو مرتب کرنے والے گروپ اور فنون لطیفہ کی ترویج میں مصروف گروپ ہیں۔

کتب خانہ کو سماج کے لیے تقاضوں اور دلچسپیوں پر نظر رکھنی چاہیے۔ مثلاً خصوصی نوعیت کے مطالعاتی گروپ، فرصت کے اوقات میں نئی دلچسپیاں فراہم کرنے والے افراد کی ضرورت، تاکہ کتب خانہ کی سرگرمیاں اور ذخیرہ کتب اُن کی دلچسپیوں کی عکاسی کر سکیں۔

کتب خانہ داری

ایک تعارف

شہاب الدین انصاری

ترقی اردو بیورو نئی دہلی